باغ رسالتؐ کا

آخری پھول

(دروس شرح مکیال المکارم)

(دفتر اول)

نگارش

نور محمد ثالثی

ناشر

مرکز جہانی ولی عصر (عج) شعبۂ نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

مشخصات کتاب

کتاب : آخری پھول/دفتر اول (شرح مکیال المکارم)

نگارش : نور محمد ثالثی

تقریظ : آیت اللہ علامہ سید محمود بحر العلوم میر دامادی مد ظلہ العالی

ڈاکٹر علامہ سید ارتضیٰ حسین نقوی صاحب قبلہ

مقابلہ : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید فیاض حسین حسینی صاحب

تصحیح : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا علی مہدی متوپوری صاحب

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا علی مہدی گورکھپوری صاحب

استخراج منابع : حجۃ الاسلام مولانا السید قائم رضا رضوی نجفی صاحب

سیٹینگ : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید علی عباس رضوی کراروی

ناشر : مرکز جہانی ولی عصر (عج) شعبۂ نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

فہرست مضامین

انتساب 13

تقریظ 15

تمہیدی ابحاث 18

شناخت امامؑ 18

حجاب غیبت 24

وظائف عشاق 27

باد خزاں 30

شکل وشمائل گل 34

آفتاب عالم تاب 37

بہار پشت بہار 40

فضیلتوں کی سحر 43

رنگ وروپ مہدیؑ 50

اپنوں سے اذیت 54

حرام میں شفاء نہیں ہے 56

زید شہید کا نظریہ 58

منصور، قرآنی نام 59

نام لینے کا جواز یا عدم جواز! 60

خفاء ولادت وغیبت ذات: 61

ہم کیا نہیں جانتے؟ 64

چنندہ اصحاب کا ذکر 69

زائر امام حسینؑ اور دعاء ائمہؑ 73

مقابلہ ظلم وستم 77

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت امام زمان علیہ السلام: 81
کون شامل شفاعت نہیں ہوگا: 84
سخاوت امام مہدیؑ 85
شجاعتِ امام مہدیؑ: 90
ہر قسم کی شیطنت کا خاتمہ 93
چنندہ بندے: 95
قیام قائمؑ، برحق ہے 99
قیام شریعت: 104
سفیان ثوری کون؟ 107
ائمہؑ، رسولؐ جیسے ہیں 108
سلمان فارسیؓ 109
امام مہدیؑ کا نام لینا: 111
حضرت امام مہدیؑ اور حضرت یوسفؑ: 115
امتِ سرگرداں: 116
خوف سے رہائی کے لئے دعا 118
ریسمانِ ولایت 118
کافر کی ایک پہچان 119
وجوب معرفتِ امام زمان علیہ السلام 120
حرمتِ تسمیہ امام مہدیؑ 121
سادات و سربراہانِ شہداء 123
امام زمانؑ وسیلۂ انتقام 124
سند حدیث راہب و راہبہ 127
ضعیف علی المشہور 128

https://downloadshiabooks.com/

امام زمانؑ، باعثِ دلاسہ 134
ناصبی یا مومن یا مقتول 137
ثواب کا دارومدار! 138
سوّروں جیسے! 141
امام زمان علیہ السلام سے ملاقات 144
صیحہ آسمانی کب اور کیسے؟ 151
دجال بصرہ 154
تبلیغ ولایتِ امام زمان علیہ السلام 156
قبولیٔ اعمال کی شرط 162
امام وقتؑ سے محبت کا اثر 168
بارہ مہدی نہ کہ ۱۲ امام! 172
قاتلین کا قتل برسوں بعد! 178
حکومتِ شیعیان 180
عقیدۂ مہدویت پر بقاء 182
مہمان نوازی اور امام زمانؑ: 187
استنباط واجتہاد 190
خمس کی ادائیگی 192
اُمتِ معدودۃ اور امام زمانؑ 193
قرآن کو تین خطرات لاحق ہیں 196
"عذاب واقع" کیا ہے؟ 200
حماد بن عثمان؟ 201
امام مہدیؑ اور حج بیت اللہ 203
شیخ صدوقؒ 204

https://downloadshiabooks.com/

سند صحیح 204
محمد بن عثمان عمریؓ 205
ہر سال حج 208
آفتاب عدالت کی کرنیں 210
رسول خداؐ سے بھی زیادہ 211
امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ 214
نزول مسیحؑ کے فوائد 215
شباہت حضرت امام مہدیؑ بحضرت عیسیٰؑ 215
قنواء بنت رشید ہجریؓ کی رجعت 219
جناب امّ ایمنؓ کی رجعت 220
حبابہ ٔوالبیہؓ کی رجعت 221
جناب سمیہؓ کی رجعت 221
جناب صُبانہؓ کی رجعت 222
زُبیدہؓ بنت جعفر 224
زبیدہ کے بعض کارہائے خیر 225
شباہت امام مہدیؑ بہ رسول خداؐ 226
امامؑ کی ہم سے محبت 230
مخالفین سے جنگ 234
امام مہدیؑ اور صبر و شکیبائی 240
صبر ایوبؑ کا بیان 242
امام مہدیؑ اور امام صادقؑ 244
امام مہدیؑ کی خدمتگذاری 247
خدمت امامؑ کے وسیلے 248

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدیؑ اور عزت و شان اولیاءؒ 249
امام مہدیؑ اور نبی لوطؑ 251
امام مہدیؑ اور حضرت موسیٰؑ 257
حدیث لوح اور امامت 260
امامت کا پاور 263
جناب رشید ہجریؒ کا واقعہ 265
پندرہ دن کا وعدہ پندرہ سال میں پورا 271
علی بن مہزیار کا واقعہ 273
امام مہدیؑ اور سننِ انبیاءؑ 276
ظہور حتمی ہے 282
بیان شہادت انبیاءؑ و ائمہؑ 286
دال کے بنڈل پر گواہی قبول نہیں 288
دجال پر ایمان 289
دجال کون ہے؟ 293
دجال سے بھی بدتر لوگ 294
علائم ظہور کا پیہم ظہور: 296
آمد بہار 298
حق و باطل میں تمیز 301
دعوات راوندیؒ 306
حسن بن طریف کون؟ 307
تپ کے اقسام 308
حمیٰ الربع (تپ کی ایک قسم) 309
کیا منکرین مہدیؑ، کافر ہیں؟ 310

https://downloadshiabooks.com/

بارہ خلیفہ 311
نعثل کون؟ 313
ترجمہ اشعار نعثل 316
امام مہدیؑ اور بیت حضرت نوحؑ 317
زکات کا مصرف 321
قرض بر امام حاکم 326
وادیٔ کرعہ 327
یمن سے خروج 331
امام مہدیؑ فردِ قُربیٰ 334
جنت حرام لوگ! 342
نبیؐ و امامؑ کے اجزائے بدن 343
سید اسماعیل حمیریؒ 346
تحفۂ سید اسماعیل 348
ہند و سندھ اور امام مہدیؑ 350
دنیا کی آخری رات 351
جعفر کذاب کا انجام 352
قتل کی دھمکی کیوں؟: 356
امام مہدیؑ اور حضرت ادریسؑ 360
امام مہدیؑ اور حضرت صالحؑ 363
امام مہدیؑ اور سید ابن طاؤوسؒ 365
ہام بن ہیم اور حضرت نوحؑ 369
حضرت نوح اور امام مہدیؑ 370
ذھبی کا نظریہ 374

https://downloadshiabooks.com/

معرفت خدا کا واحد راستہ 375
کرامت بو بکر کی حقیقت 376
دنیا کا مرکزی شہر 377
نیابت خاصہ کا انحصار 380
مولود مبارک 381
امام مہدیؑ اور حضرت ہودؑ 385
کمال عقل کب ہو گا؟ 391
دعاء ماہ رمضان: 391
بارہ مشتبہ پرچم: 394
غاصبین فدک کا عذاب 395
علامہ خصیبی اور امام مہدیؑ 399
اپنی پیمائش کریں 403
آخری کانٹا: 407
ہیکل سلیمانی 407
کیا بالفعل امام زمانؑ کی اولاد ہیں؟ 410
علم و دانش اور امام مہدیؑ 412
امام حسینؑ و امام مہدیؑ اور قرآن 416
امام مہدیؑ اور مسجد کوفہ 419
مطلق اور مشروط اطاعت 425
سر براہِ کنیزان کا لال 429
شہرت قائم آل محمدؐ 434
سقیفہ، قتل گاہ حسینؑ ہے 435
عمر، یہود نواز تھا 439

https://downloadshiabooks.com/

سفیانی کون؟ 443
شباہت انبیاءؑ 448
فواحش سفیانی 450
حضرت خضر نبی نہیں ہیں 451
حضرت امام مہدیؑ اور حضرت خضرؑ 455
دنیا کا نجات دہندہ کون ہے؟ 458
دعاء حضرت الیاسؑ 463
الیاس یا آل یٰس 467
سنی بارہویں امام 471
سفراء المہدیؑ 476
حیاتِ حضرت اسحاقؑ 478
اسماعیل سندی کی حدیث 483
قصاص حتمی ہے! 489
حکم بن عیینہ 491
محل منبر مہدیؑ 493
حضرت امام مہدیؑ اور جناب ذوالقرنین 496
دعاء امام زمانؑ 498
شعیبؑ اور امام مہدیؑ 501
ایک وضاحت 505
رافضیت کی ایک علامت 507
کیا ولادت سے پہلے نام رکھ سکتے ہیں اور حمل معلوم نہ ہو تو کیا کریں؟ 513
کوئی شیعہ منکرِ شفاعت نہیں 526
دجال کی حقیقت 528

https://downloadshiabooks.com/

ناصرینِ حسینؑ ہی ناصرینِ مہدیؑ ہیں 529
دربارِ شام اور صبحِ ظہور 530
عصرِ عاشور اور صبحِ ظہور 531
ہم اجماعی نہیں ہیں 534
تشرّف فی اجماع کی حقیقت 535
آغازِ نحوستِ اجماع 536
یک طرفہ دیدار 537
ظہور کی حتمی علامتیں 541
امام مہدیؑ اور علامہ حسن عراقی 542
ایک ضرب المثل کا پس منظر 545
دعوتِ اسلام کی حد 549
انبیاء و مرسلینؑ ظن و یقین 550
انبیاءؑ کی مایوسی کا مطلب 551
جابر حکمرانوں کی حکومت کب تک؟ 551
لوحِ محفوظ کی پہلی تحریر 553
شبِ شہادت سے صبحِ ظہور تک 554
عصرِ غیبت صغریٰ میں لکھی گئی کتب 556
سارے انبیاء کی آمد لازمی ہے 559
کیا ایک بچہ رہبرِ کائنات ہو سکتا ہے؟ 563
کیا امام معصومؑ سے سہو ہو سکتا ہے؟ 565
علم امامؑ 566
چھان بین اور امانتداری 568
طول عمر طبیعی چیز ہے 572

https://downloadshiabooks.com/

رؤیت اور مشاہدہ میں فرق 575
رویتِ عقلی وایمانی، نازل منزلۂ مشاہدہ ہے 576
انبیاءؑ سے شباہتوں کا راز 577
شباہتوں کا تذکرہ 578
نبی کریمؐ کی تمنا 579
حضرت عیسیٰؑ کے شبیہ لوگ 580
سمیہؓ مادرِ عمار یاسرؓ 581
قنواء بنت رشید ہجریؓ 583
امام مہدیؑ اور ابن سیرین 583
امام مہدیؑ اور ابرہیم نعمانیؒ 584
لشکر نبی یا ولی؟ 589
غیر شیعہ، امت رسولؐ نہیں 592

_Toc109250234

https://downloadshiabooks.com/

انتساب

باغ رسالتؐ کے **"آخری پھول"** فرزند حضرت مرتضی علیہ السلام و حضرت بتول علیہا السلام، حضرت امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے سلسلہ میں کام کرنے والے تمام علماء و محدثین، مؤلفین و مصنفین سے منتسب کرتا ہوں بالخصوص امام زمان علیہ السلام کی شان میں لا فانی آثار چھوڑ کر جانے والی بعض بزرگ شخصیات کے نام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جمیعاً

۱۔آیۃ اللہ العلامۃ السید محمد سعید عبقاتی صاحب کتاب "الامام الثانی عشرعج"

۲۔آیۃ اللہ العلامۃ السید طیب آغا الموسوی الجزائری صاحب کتاب "آخری امید جہان عج"

۳۔آیۃ اللہ العلامۃ السید الشہید محمد صادق الصدر صاحب کتاب "موسوعۃ الامام المہدی عج"

۴۔آیۃ اللہ العلامۃ الشیخ باقر شریف القرشی صاحب کتاب "مصلح اعظم عج"

۵۔آیۃ اللہ العلامۃ الشیخ علی اکبر نہاوندی صاحب کتاب "العبقری الحسان"

https://downloadshiabooks.com/

تقریظ

از

حضرت آیۃ اللہ العلامۃ السید محمود بحیر العلوم المیر دامادی مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله ربّ العالمين و صلى الله على محمد و آله الطّاهرين لاسيّما بقيّةالله فى الارضين و لعنةالله على اعدائهم اجمعين

اين كتاب، شرح "مكيال المكارم فى فوائد الدعاء للقائم عجل الله تعالى فرجه الشريف" است كه محقق گرامى جناب حجت الاسلام و المسلمين آقاى نور محمد ثالثى دام عزه، در مركز جهانى حضرت ولى عصر عجل الله تعالى فرجه الشريف، نجف اشرف آن را تدريس نموده و بعد بصورت نوشته در آورده است.

اين اولين شرحى است كه بر كتاب بزرگ مكيال المكارم نوشته شده و منتشر مى شود. شارح محترم نيز با تقرير كتاب آفاق الولايه فى فقه الامامه، با همكارى دوستان ديگر، به مكتب ولايت معصومين عليهم السلام، كمك نموده است.

ايشان صاحب همت عاليه و نيت خالصه است و غيرت دينى و تلاش فراوان دارد.

خداوند متعال به ايشان جزاى خير دهد و توفيقش را روز افزون كند، بحق محمد و آله الطاهرين صلوات الله عليهم اجمعين.

والسلام عليه و رحمة الله

نجف اشرف

سيّد محمود بحرالعلوم الميرداماد

جمادى الثانى ١٤٤١ه.ق



https://downloadshiabooks.com/

تقریظ

از

ڈاکٹر علامہ سید ارتضیٰ حسین نقوی صاحب قبلہ بانی ادارۂ قرآن واہل بیتؑ امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم کون ومکاں کی مخلوقات کے تنوع کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک ضرورت مند مخلوق جیسے حیوانات ،نباتات اور جمادات، دوسرے ضرورت پوری کرنے والی مخلوق مثلا آسمان جس سے پانی کی ضرورت پوری ہوتی ہے زمین جس سے خوراک کی ضروریات فراہم ہوتی ہیں ضرورت مند مخلوق میں سے ہر ایک کو حسب ضرورت علم وشعور اور ارادہ وتحریک کی قوتیں ملی ہیں مگر مسلمہ امر یہ ہے کہ تاریخ بشریت میں علم کی فضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے بولتے تو تمام حیوانات ہیں لیکن دوسروں کو سکھانے کا ملکہ صرف بشر کو ملا ہے اور یہ ملکہ اس کو بشر سے آدمی اور آدمی سے انسان اور انسان سے مسلمان بناتا ہے۔

یہ سکھانے کا عمل ہے جو درس وتدریس کی شکل میں سامنے آتا ہے یہ ایک مشغلہ نہیں بلکہ کائنات کی ضرورت ہے کیونکہ یہ کائنات کتاب بھی ہے حجاب بھی ہے صحیفہ بھی ہے وظیفہ بھی ہے مستور بھی ہے اور منشور بھی ہے مستور جب یہ دفتی اور کاغذ میں مجلد ہو۔ منشور اس وقت جب یہ خلعت تدریس سے آراستہ ہو کر جلوۂ امامت میں ظہور فرمائے اور صدائے سلونی سے بشر کو انسان بننے کا جوہر فراہم کرے۔

پھر وہ انسان کائنات کے حجابات کو چاک کر کے تسخیر علوم ومعرفت کے در وا کر دیں اور

https://downloadshiabooks.com/

اجسام کائنات کے ارتباط واتصال کو منکشف کردیں یہ جوہر صرف ان حاملان اسرار کو نصیب ہوتا ہے جو امامت سے متصل ومتمسک رہ کر علم ومعرفت کی کلید سے عدل کی زمین کو ہموار کرتے ہیں بغیر اتصال وتمسک امامت یہ ایک راز ہی رہ جاتا ہے۔

الحمدللہ تشنگان علوم و معرفت کی خوش قسمتی ہے کہ انھیں صاحب شعور ومعرفت، فاضل نجف اشرف، حجۃ الاسلام والمسلمین جویائے اسرار امامت جناب مولانا نور محمد ثالثی مدظلہ العالی کے پیکر میں میسر آیا جن کی نگارش قلم اور دروس سے **"آخری پھول"** کے عنوان سے چمنستان علم ومعرفت میں اس مہک کا اضافہ ہورہا ہے جو یقینا معرفت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف میں قارئین کی معلومات میں اضافہ کرے گا۔

میری سعادت کہ مجھے تقریظ لکھنے کا حکم ہوا، میرا ایمان ہے کہ صاحبان علم کا وجود برکت کا ذریعہ ہوتا ہے آغا ثالثی صاحب کی اس نگارش میں تبلیغ کا ہر وہ پہلو اور ضرورت موجود ہے جو صرف ظہور قائم آل محمدؑ سے پوری ہوگی، برکت نعمتوں کے دوام کا ذریعہ بنتی ہے یقینا یہ کتاب مؤلف اور ناشر کے ذریعے تمام متلاشیان حق کے لئے خیر وبرکت کا سامان ہوگی۔

یہ امر بھی نہایت ہی خوش آئند ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام مدرسہ الصراط المستقیم کررہا ہے[1] اور اس طرح یہ مدرسہ، حوزہ علمیہ نجف اشرف کی زرخیز زمین پر قیام کی تاریخ رقم کررہا ہے جو صراط مستقیم اور قائم آل محمدؑ کے ذریعے ارتباط کائنات کا صحیفہ **"آخری پھول"** کی شکل میں پیش کررہا ہے خداوند متعال حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا نور محمد ثالثی صاحب کو طول عمر عطا فرمائے اور میں شکر گزار ہوں برادر عزیز مولانا سید محمد مہدی زیدی صاحب مسئول مدرسہ الصراط المستقیم کا کہ وہ میرے کرم فرما ہیں اور کارہائے خیر میں مجھ ایسے حقیر کو یاد

(1) اس کتاب کا پہلا اڈیشن اور پہلی وتیسری جلد مدرسہ صراط مستقیم نجف اشرف سے طبع ہوچکی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

کرتے اور خدمت کا موقع دیتے ہیں۔

"آخری پھول" کتاب ہی نہیں بلکہ قافلہ نور امامت اور قیام عدل کی تحریک کے استقبال کے لئے خوش آمدید کہنے کا ادب ہے یہ وہ کمالاتِ معرفت ہیں جو فکر انسانی کو خاک سے اٹھا کر عرش افلاک پر لے جاتے ہیں رب العزت آغا نور محمد ثالثی صاحب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ان کے قلم سے مزید نگارشات منصۂ شہود پر ظاہر ہوں۔آمین

طالب دعا

سید ارتضیٰ حسین نقوی

بانی ادارۂ قرآن واہل بیتؑ

امریکہ

https://downloadshiabooks.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہیدی ابحاث

الباب الاول: فی وجوب معرفته صلوات الله علیه و انه لا یتحقق الایمان بدون معرفة امام الزمان علیه السلام [1]

شناخت امامؑ

حضرت امام حسینؑ سے کسی نے پوچھا: (ما معرفة الله؟) اللہ تعالیٰ کی معرفت و شناخت کیا ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: «معرفة اهل کل زمان امامهم الذی یجب علیهم طاعته» ہر زمانے کے لوگوں کو اپنے زمانے کے امام کی معرفت پیدا کرنا جس کی اطاعت کرنا ان پر واجب ہے[2]۔

اس حدیث شریف سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح اور کامل معرفت و آشنائی امام وقت کی معرفت و شناخت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام صفات و کمال و اوصاف کی صحیح معرفت حاصل کرے، اسے چاہیئے کہ امام وقت کی صحیح معرفت حاصل کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت، امام کی معرفت کے بغیر ناممکن ہے، اسی لئے حدیث میں آیا ہے: «لولا نحن ما عُرف الله» اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت حاصل

(1) کتاب شریف مکیال المکارم فی فوائد الدعا للقائم علیہ السلام کے متن کی شرح و تفسیر کا طلاب و افاضل حوزۂ علمیہ نجف اشرف کے درمیان موقع فراہم ہوا یہ دروس مختلف مقامات پر جاری رہے اور قلمبند بھی ہوتے رہے جس کا پہلا مجموعہ آپ کی خدمت میں حاضر کیا جا رہا ہے اسی لئے عناوین کے آغاز میں متن کتاب مکیال المکارم کے چند کلمات ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(2) علل الشرایع ج ۱، ص ۹۔

https://downloadshiabooks.com/

نہیں کی جاسکتی تھی۔

شاید یہی وجہ ہے کہ متفق علیہ حدیث میں امام وقت کی معرفت نہ رکھنے والے کی موت کو جاہلیت کی موت کہا گیا ہے اور جاہلیت کی تشریح، کفر و بے دینی سے کی گئی ہے، اور مولا علیؑ نے نہج البلاغہ خطبہ ۱۵۲ میں فرمایا بھی ہے کہ: «لا یدخل الجنة الّا من عرفهم و عرفوه»[1] کوئی بھی ہو بغیر ان کی (یعنی ائمہ معصومینؑ) کی معرفت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، اور نہ صرف یہ کہ معصومینؑ کی معرفت رکھتا ہو بلکہ معرفت دو طرفہ ہو یعنی معصومینؑ بھی اسے اپنا تسلیم کرتے ہوں۔

اگر امام کی معرفت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف خدا کی خدائی اور رسولؐ کی رسالت کا اقرار و اعتراف کافی نہیں ہے، یعنی صرف کلمہ شہادتین، دخول جنت کا باعث نہیں بن سکتا، جب تک کہ تیسری گواہی محبت و مودت اور معرفت محمد و آل محمد علیہم السلام ہمراہ نہ ہو۔ بقول امام زین العابدینؑ اگر کوئی شخص حضرت نوحؑ کی عمر (۹۵۰ سال حضرت نوحؑ کی تبلیغی عمر) پائے اور روئے زمین کے سب سے افضل علاقہ یعنی مسجد الحرام کے رکن اور مقام کے درمیان پوری عمر دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو نمازوں میں بسر کر دے «ثم لقی الله بغیر ولایتنا لم ینفعه ذلك شیئا» پر ہماری ولایت و محبت کے بغیر اللہ سے ملاقات کرے، تب بھی وہ ساری عمر کی نمازیں اور روزے اس کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ ظاہر ہے معصومینؑ کی ولایت، ان کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں ہے، مطلب یہ ہوا کہ معرفت ہو تو ولایت پیدا ہو سکتی ہے اور اگر معرفت ہی سے بے بہرہ ہے تو نہ ولایت اختیار کر

(1) نہج البلاغہ: خطبہ ۱۵۲۔

https://downloadshiabooks.com/

سکتا ہے اور نہ ہی ہزاروں سال کی عبادت کوئی کام آسکتی ہے[1]۔

آیئے اس قدر عظیم و مہم موضوع سے آشنائی رکھنے والوں کی نگاہیں مزید بصیرت مآب کرنے کے لیے پہلے متفق علیہ روایت کے الفاظ نقل کریں، پھر حوالوں کے تذکرہ کے بعد کچھ حدیث کے الفاظ پر گفتگو ہو جائے۔ جناب ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: «من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة» جو مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے۔ اس حدیث کو امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کے باب الفتن میں نقل کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مشہور کتاب مسند جلد ۲ میں حدیث نمبر ۸۳، جلد ۳ میں حدیث نمبر ۴۴۶، اور جلد ۴ میں حدیث نمبر ۹۶ قرار دیا ہے، یعنی تین مرتبہ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ امام مسلم ابن حجاج قشیری نے اپنی مشہور کتاب صحیح مسلم جلد ۶ میں حدیث نمبر ۱۸۴۹ قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ ان کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل ہوئی ہے (۱) کنز العمال جلد ۳، (۲) سنن بیہقی جلد ۸، (۳) مستدرک الصحیحین جلد ۱، (۴) شرح مسلم علامہ نووی جلد ۱۲، (۵) تفسیر ابن کثیر جلد ۱، (۶) حلیۃ الاولیاء جلد ۳، (۷) مجمع الزوائد میں پانچ جگہ یہ حدیث تکرار ہوئی ہے، (۸) ازالۃ الخفاء جلد ۱، وغیرہ۔ یہ ساری کتابیں اہل سنت کی ہیں اور ان میں بہت مقبول بھی ہیں۔ مگر انھیں اپنے زمانہ کے موجودہ امام کی علم و معرفت نہیں ہے لہٰذا نتیجہ کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ ہم شیعوں کو فخر ہے کہ زمانہ کے امام، حضرت مہدیؑ کی معرفت رکھتے ہیں ولو فی الجملہ۔

جناب معاویہ ابن وہب نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا: «ما علامة الإمام

(1) امالی شیخ طوسیؒ، ص ۱۳۲۔

https://downloadshiabooks.com/

الذی بعد الامام ؟»[1] امام کے بعد والے امام کی کیا علامت ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: طیب و طاہر ولادت والا، شکل وصورت کے اعتبار سے حسین چہرے والا اور لہو و لعب میں مشغول نہ ہونے والا ہوگا۔ امام محمد باقرؑ نے ایسے ہی سوال کے جواب میں جناب زرارہ سے فرمایا: «للامام عشر علامات یولد مطهراً مختوناً و اذا وقع علی الارض وقع علی راحته رافعاً صوته بالشهادتین'' ختنہ شدہ اور پاک و پاکیزہ پیدا ہوتا ہے، ولادت کے فوراً بعد دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے، مجنب نہیں ہوتا، اس کی آنکھ تو سو سکتی ہے لیکن اس کے دل کی آنکھیں بیدار ہوتی ہیں، جماہی نہیں لیتا اور نہ ہی انگڑائی لیتا ہے، اپنے پیچھے کی چیزیں ویسے ہی دیکھتا ہے جس طرح سامنے کی چیزوں کو دیکھتا ہے، اس کے پسینہ سے مشک کی خوشبو آتی ہے، زمین اس کے مدفوع کو نگل جانے اور چھپانے پر مأمور ہے، اور جب رسول خداؐ کی زرہ پہنتا ہے تو اس پر فٹ آتی ہے، اور اگر کوئی دوسرا پہنے تو بڑا ہو یا چھوٹا ایک بالشت بڑی ہوگی، اور اپنی پوری عمر میں فرشتے سے بات کرتا ہے، یعنی جب چاہے فرشتہ سے گفتگو کرتا ہے[2]۔

جناب امام رضاؑ ان ساری علامتوں کے علاوہ بھی امام کی شناخت کے لیے مزید علامتیں ذکر کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں: «للامام علامات یکون اعلم الناس، احکم الناس و اتقی الناس و احلم الناس و اشجع الناس و اسخی الناس و اعبد الناس و یلد مختوناً و یکون مطهراً و یریٰ من خلفه کما یریٰ من بین یدیه فلا یکون له ظل...» سب سے بڑا عالم، سب سے بڑا حکیم، سب سے بڑا متقی، سب سے زیادہ حلیم، سب سے زیادہ شجاع، سب سے بڑا عبادت گزار، سب سے بڑا سخی ہوتا ہے، اس کا سایہ نہیں ہوتا، امام کے پاس نبیؐ کا اسلحہ، ذوالفقار، زرہ وغیرہ ہوتی ہے وہ مستجاب الدعاء ہوتا ہے، اس کے

(1) الکافی، ج۱، ص۲۸۵، ح۴۔

(2) الکافی، ج۱، ص۳۸۸، ح۸۔

https://downloadshiabooks.com/

پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں قیامت تک کے اس کے شیعوں کا نام درج ہوتا ہے اور ایک دوسرے صحیفہ میں اس کے دشمنوں کا نام مکتوب ہوتا ہے، اس کے پاس جامعہ، جفر اکبر، جفر اصغر، مصحفِ فاطمہ سلام اللہ علیہا وغیرہ ہوتا ہے[1]۔

امام موسی کاظمؑ سے ابو بصیر نے پوچھا: مولی «بمَ یُعرف الامام؟» امام کو کس طرح پہنچانا جا سکتا ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: «بخصال اما او لها ...» بہت سے خصائص اور اوصاف کے ذریعہ امام کی شناخت ممکن ہے۔ ان میں سے پہلی علامت و خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پدر کی طرف سے اس کی امامت پر صریحی نص اور روشن بیان موجود ہوتا ہے۔ اس سے جو بھی پوچھا جائے جواب دے سکتا ہے۔ «و یخبر بما فی غد و یکلم الناس بکل لسان» وہ کل کی خبر دے سکتا ہے اور لوگوں سے ہر زبان میں باتیں کر سکتا ہے۔

اسی روایت کا ٹکڑا یہ ہے کہ کسی خراسان کے رہنے والے کو اپنی مخصوص خراسانی زبان (شاید فارسی) میں جب امامؑ کی طرف سے جواب ملا تو اسے تعجب ہوا اور بولا: میرا خیال تھا کہ آپ خراسانی زبان نہیں بول سکیں گے۔ تو امامؑ نے فرمایا: «اذا کنت لا احسن اجیبك فما فضلی علیك؟» اگر میں نہ بول سکوں تو پھر مجھے تیرے اوپر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ امام اگر لوگوں کی زبانوں اور لہجوں سے واقف نہ ہو تو ان کے دلوں کی کیا خبر دے سکتا ہے؟ پھر وہ امام کیسا؟[2]

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: «عشر خصال من صفات الامام» عصمت یعنی معصوم ہونا، امام کو چاہیے کہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہو، نصوص

(1) عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، باب ۱۹، ص ۱۹۲، ح ۱۔

(2) الکافی، ج ۱، ص ۲۸۵ ح ۷۔

https://downloadshiabooks.com/

یعنی اپنے پہلے کے امام کی طرف سے صریحی بیان رکھتا ہو کہ ہاں فلانی امام ہے یا پھر اپنے سے پہلے دیگر تمام اماموں کی طرف سے نص رکھتا ہو۔ سب سے بڑا عالم، سب سے بڑا متقی، اور قرآن کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو، ظاہری و باطنی وصیت کا مالک ہو، معجزہ دکھلا سکتا ہو وغیرہ[1]۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور ان حضرات کو امامت عطا کرنے کا ذکر کرتے ہوئے امام کی چند علامتیں بیان کی ہیں جنہیں تطبیق کر کے حقیقی امام کی شناخت پیدا کی جاسکتی ہے۔ سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۷۳ میں ارشاد ہوتا ہے: «و جعلناهم أئمة يهدون بامرنا و اوحينا اليهم فعل الخيرات و اقام الصلوة و ايتاء الزكاة و كانوا لنا عابدين» ہم نے انھیں امام قرار دیا ہے۔ جو ہمارے دستور کے مطابق حکم دیتے ہیں اور ہمارے حکم سے وہ ہدایت کرتے ہیں۔ تو امام کی پہلی علامت یہ ہوئی کہ وہ خدا کی طرف سے خصوصی حکم کا ذمہ دار ہوتا ہے، بشریت کی پیشوائی کے لئے اپنی طرف سے فرمان جاری نہیں کرتا بلکہ جو کچھ بھی حکم دیتا ہے وہ خدا کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

دوسری پہچان یہ ہے کہ اس کی جانب وحی ہوتی ہے تمام خیرات انجام دینے کی یعنی وہ تمام خیرات کی نسبت آگاہی رکھتا ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ بعض خیرات کی نسبت آگاہ ہو اور بعض کی نسبت جاہل ہو جیسے کہ عام علماء میں ہوتا ہے بلکہ امام علم لدنی کے ذریعہ تمام خیرات سے آگاہ ہوتا ہے تاکہ خود بھی اسے انجام دے اور دوسروں کو بھی خیرات کے انجام دینے کا حکم دے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اس کی جانب اقامۂ نماز اور عطائے زکات کا وحی ہوتی ہے شاید اس آیت مبارکہ میں صلات اور زکات کا ذکر "ذکر خاص بعد از ذکر عام" ہو چونکہ خیرات میں یہ

(1) الخصال، ص ۴۲۸، ب ۱۰، ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

دونوں بھی شامل ہیں لیکن اہمیت کی خاطر ان دونوں کا خاص طور سے بعض میں تذکرہ کیا گیا ہے اس لئے کہ بدنی عبادات میں سب سے بہترین عبادت نماز ہے اور مالی عبادات میں سب سے بہترین عبادت زکات ہے۔

چوتھی علامت یہ ہے کہ ائمہ علیہم السلام اللہ کے حقیقی بندے ہیں اور عبودیت و بندگی کا رتبہ سب سے بڑا رتبہ ہے جیسا کہ اللہ نے سورۂ اسراء میں اپنے حبیب کے معراج کے باب میں فرمایا ہے کہ " سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام ..."اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تشہد میں سب سے پہلے پیغمبر کے لئے اللہ کا بندہ ہونے کی گواہی دیں۔

حجاب غیبت

غیبتہ علیہ السلام عن الابصار بحکم الخالق الجبار...

حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے: «ان بلغکم عن صاحبکم غیبة فلا تنکروها»[1] اگر تمہیں اپنے امام کی غیبت کے سلسلے میں خبر ملے تو ان کی غیبت کا انکار نہ کرنا۔ اس طرح کی ۸۸ حدیثیں موجود ہیں جو رسول خداؐ سے لے کر گیارہویں امام تک سارے معصومینؑ سے نقل ہوئی ہیں، اور تواتر سے غیبت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ امام مہدیؑ کی پہلی غیبت، غیبت صغریٰ کا آغاز آپ کی ولادت یعنی سنہ ۲۵۵ھ یا سنہ ۲۵۶ھ سے شروع ہوئی، لیکن بعض علماء کا کہنا ہے کہ شہادت امام حسن عسکریؑ تک یعنی سنہ ۲۶۰ھ تک غیبت نہیں شمار کی جائے گی، بلکہ امامؑ کی غیبت صغریٰ کا آغاز سنہ ۲۶۰ھ سے ہوا اور امام زمانہؑ نے اس دوران نائبین کا انتخاب کیا ہے، اور یہ سلسلہ سن ۳۲۹ھ تک قائم رہا۔

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۱۸۵، ح ۱۱۸۔

https://downloadshiabooks.com/

اس پوری مدت میں امامؑ نے بالترتیب چار نائب خاص (عثمان ابن سعید، محمد ابن عثمان، حسین ابن روح، علی ابن محمد سمری) کا انتخاب کیا، یہ نوابین اربعہ جتنی مدت میں امام اور شیعوں کے درمیان واسطہ رہے علماء کرام اتنی مدت کو غیبت صغری سے تعبیر کرتے ہیں ان علماء کے اعتبار سے غیبت صغریٰ کی مدت ۶۹ سال کچھ ماہ ہوتی ہے لیکن جن لوگوں نے ولادت سے ہی یعنی سنہ ۲۵۵ھ سے غیبت صغریٰ کا آغاز تسلیم کیا ہے، ان کے حساب سے ۷۴ سال غیبت صغریٰ کی مدت ہوتی ہے۔

بہر حال تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنہ ۳۲۹ھ میں علی ابن محمد سمری کی رحلت سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ مشیت الٰہی کے مطابق اب بھی چل رہا ہے، اور نہ جانے کس لمحے یا کس مدت تک جاری رہے گا۔ غیبت کبریٰ کا اختتام، اور ظہور امامؑ کا دن بھی روایات میں بتلایا گیا ہے، اور اس کی حتمی و غیر حتمی بہت سی علامتیں بھی بیان کی گئیں ہیں، لیکن اس کا وقت معین نہیں ہے، اور وقت بتانے والے جھوٹے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: «کذب الوقاتون انا اهل بیتٍ لا نوقت»[1] "بے شک ہم اہل بیتؑ بھی وقت بیان نہیں کر سکتے"، ظہور امامؑ کا وقت متعین کرنے والے کاذب ہیں، ہم اہلبیتؑ (باوجود کہ اللہ کی رضایت و مشیت کے تحت بہت سے غیوب سے واقف ہیں) لیکن امام مہدیؑ کا ظہور کب ہوگا یہ ہم بھی نہیں جانتے۔ اسی لیے وقت ظہور معین نہیں کر سکتے۔

بہر حال غیبت کبریٰ کی کوئی حد معین نہیں کی جاسکتی یہ غیبت اس قدر طولانی ہوگی کہ بہت سے معتقد امامت بھی شک و تردید اور شبہات کا شکار ہو جائیں گے۔ حضرت امام امیر المؤمنینؑ

(1) الکافی، ج ۱، ص ۳۶۸، ح ۳۔

https://downloadshiabooks.com/

کے بقول بعض لوگ کہیں گے (ماالله فی آل محمد حاجة)[1] اللہ تعالیٰ کو آل محمدؐ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کوئی کہے گا کہ (مات) وہ مر گئے، کوئی کہے گا (هلك فی ایّ وادسلك) وہ ہلاک ہو گیا، نہیں معلوم کس وادی میں چلا گیا، اور کچھ لوگ تو ان کی ولادت کے سلسلے میں ہی مشکوک ہو جائیں گے۔ بہر حال غیبت امامؑ دوست اور دشمن دونوں کا امتحان ہے اور غیبت کی اصلی وبنیادی وجہ کیا ہے یہ تو خدا جانے لیکن معصومینؑ نے چند اسباب و علل کی طرف اشارہ ضرور کیا ہے۔ لیکن یہ اسباب و علل صرف شیعوں کو امیدوار اور قانع کرنے کے لیے ہیں ورنہ بنیادی علت خود معصومینؑ نے بھی جان بوجھ کر پوشیدہ رکھی ہے۔

عن عبد الله بن الفضل الهاشمی قال سمعت الصادق جعفر بن محمد علیه السلام یقول ان لصاحب هذا الامر غیبة لابد منها یرتاب فیها کل مبطل فقلت ولما جعلت فداك قال لامر لم یؤذن لنا فی کشفه لکم ...

عبداللہ ابن فضل ہاشمی نے جب غیبت کی وجہ پوچھی تو امام صادقؑ نے فرمایا ہم کو علت غیبت (اصلی وجہ) بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے پھر ہاشمی نے پوچھا: اچھا مولیٰ غیبت کی حکمت بیان کر دیجیے۔ تو امامؑ نے فرمایا: وہی حکمت ہے جو سابقہ انبیاءؑ کی غیبت میں تھی، لیکن اصلی حکمت اور علت غیبت خود امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہی معلوم ہو گی۔ جس طرح حضرت خضرؑ کے ذریعہ کشتی میں سوراخ کرنے، بظاہر بے گناہ نوجوان کو قتل کرنے، اور گرتی ہوئی دیوار کو سنوارنے کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کو جدا ہوتے وقت بتلائی گئی۔ اے پسر فضل! غیبت کا موضوع خدا کے اسرار و غیوب میں سے ہے اور چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو حکیم مانتے ہیں لہٰذا اس کے تمام افعال کو از روئے حکمت مانتے ہیں، اگرچہ اس کی تفصیلی حکمت و فلسفہ سے ہم آگاہ نہ بھی

(1) کمال الدین تمام النعمۃ، ص ۷۹۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوں۔

اس حدیث کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اماموں ؑ کو حکمت و علت غیبت سے بھرپور آگاہی تھی لیکن خدا کی مشیت نہیں تھی کہ وہ بیان کرتے۔ گرچہ بعض جزئی وجہیں بیان کی گئی ہیں جیسے:

۱۔ لوگوں کا امتحان ہو جائے اور محکم یقین اور پختہ ایمان والوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو جائے۔

۲۔ امام ؑ کی گردن پر کسی ظالم حکمران کی بیعت نہ رہ جائے۔

۳۔ خود امام ؑ ظالموں کے ہاتھوں قتل ہونے سے محفوظ رہ جائیں وغیرہ۔

وظائف عشاق

الباب الثالث فی نبذة من حقوقه علیه السلام علینا و مراحمه الینا....

سچا عاشق ہونا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے، کیونکہ عاشقین واقعی کے لئے معشوق کی نسبت کچھ ذمہ داریاں ہوا کرتی ہیں جن کو پورے طور سے نبھانے والے اہل دل ہی دلدار سے عشق واقعی رکھنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کہنے کو تو ہم سب محب اہل بیت طاہرین ؑ اور عاشقین امام عصر ؑ ہیں لیکن ہمارے چہرے پر بھی سوزش عشق کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی ہے۔ معنوی و عملی طور پر تو ہم بالکل ہی کورے ہیں، آیئے عشاق اہل بیت ؑ کے لیے بتائے گئے فرائض و وظائف کا سرسری طور پر جائزہ لیں اور اپنے اندر ان خصائص وصفات کو پیدا کرنے کی کوشش کریں، جو کسی

https://downloadshiabooks.com/

دل جلے، جگر فگار دیوانہ وار عاشق کے اندر ہونی چاہیے۔

بزرگان دین اور علمائے مذہب نے اس باب میں منتظرین بہار عشق کے بہت سے وظائف اور خصائص کا تذکرہ کیا ہے، صاحب کتاب «مکیال المکارم فی فوائد الدعاءِ للقائم علیہ السلام» شمع امامت کی تابانیوں کے پروانہ وار عاشقوں کے لیے موسم خزاں کو دور کرنے اور صبح عدالت کے طلوع ہونے کی آرزو پوری ہونے کے لیے امور (وظائف و فرائض) جمع کیے ہیں:

ذیل میں چند اہم امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ یاد و ذکر محبوب:

الباب الرابع فی الجهات المجتمعة فیه علیه السلام الموجبة للدعاء له علی الانام ...

ایک دل جلے و جگر سوختہ عاشق کے لیے ہر چیز سے پہلے محبوب کی یاد، اس کا ذکر اور اس کی صحت و سلامتی ہے۔ سچا محبّ وہ ہے جو اپنے محبوب کو نہ صرف ہر صبح و شام، بلکہ زندگی کے ہر ہر لمحہ یاد اور ذکر محبوب میں بسر کرے۔ امام زمانہ کی یاد میں رہنا نہ صرف یہ کہ ہمارا فریضہ ہے بلکہ ان کی یاد، آرام بخش، وسیلہ تقرب الٰہی، نور باطنی، روح کی پاکیزگی، وسوسۂ نفس و شیطان سے دوری خوشنودی خدا اور رسولؐ اور معصومینؑ، بالخصوص امام عصرؑ کی خوشی کا باعث ہے۔

لہٰذا ہمیں کسی نہ کسی بہانہ سے اپنے حجرۂ دل میں ان کی یاد کے چراغ جلائے رکھنا چاہیے۔ یاد رکھنے کا سب سے بہترین طریقہ دعا ہے اور دعا بھی مختلف طریقے سے یاد اور ذکر یار کا باعث ہے۔ مثال کے طور پر:

https://downloadshiabooks.com/

۱۔دعائے معرفت:

«اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ظللت عن ديني [1]» جس کی تاکید کی گئی ہے اور منتظرین ظہور کے لیے علماء و بزرگان دین نے ایک دستور اور وظیفہ قرار دیا ہے۔

۲۔دعائے سلامتی:

«اللهم كن لوليك الحجة ابن الحسن ...» [2] امام کی سلامتی کے لیے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا۔

۳۔**دعائے ندبہ، دعائے توسل و زیارات و مناجات** وغیرہ، جن کا مفصل تذکرہ مشہور زمانہ اور معتبر و مقدس کتاب مفاتیح الجنان میں بالتفصیل کیا گیا ہے بالخصوص دعائے ندبہ و دعائے عہد اور زیارت امام زمانہؑ۔

۲۔آمد بہار کے لیے زمینہ سازی:

گناہوں سے توبہ، اطاعت کامل، مثبت و کار ساز انتظار شخصی آمادگی و خود سازی کے ساتھ، سماجی اور اجتماعی آمادگی، فکری تبدیلی اور تمام وہ امور جن کا آمد امامؑ سے ذرا بھی تعلق ہے، ان کا فراہم کرنا اور صبح ظہور کے طلوع ہونے میں رکاوٹ بننے والے تمام اسباب کا قلع قمع کرنا، ہم

---

(1) الکافی: کتاب الحجۃ: باب الغیبۃ، ح ۵۔

(2) الکافی: ج ۴، ص ۱۶۲۔

https://downloadshiabooks.com/

تمام شیعوں کی شرعی، اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ جن کاموں سے امامؑ کی آمد کا تعلق ہے ان کی اصلاح کرنا، سچے انتظار کرنے والوں کا نصب العین ہونا چاہیے۔ البتہ اصلاح کا پہلو مثبت ہونا چاہیے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ دنیا کا ظلم و ستم سے پُر کرنا بھی ظہور کے اسباب میں سے ہے۔ نہیں، بلکہ ہماری ذمہ داری امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، خود کی اصلاح کے ساتھ ساتھ تمام گوشے پر نظر رکھتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح اور اس کو ایسا بنانا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ امامؑ آکر خوش ہوں۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہم سب کا شمار ان لوگوں میں ہو جو اس حدیث شریف میں ممدوح قرار پائے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: «یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمهدی یعنی سلطانه» مشرق زمین سے کچھ لوگ اٹھیں گے جو امام مہدیؑ کی حکومت کا زمینہ فراہم کریں گے[1]۔

۳۔ دیگر وظائف منتظرین:

امام زمانہؑ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ، حقوق امام زمانہؑ (خمس و غیرہ) کی ادائیگی، امام سے منسوب چیزوں کا احترام کرنا، ان کا اصلی نام نہ لینا۔ لقب قائم سن کر ادب سے کھڑے ہو جانا، لوگوں کے حقوق و اموال کا گردن پر باقی نہ رکھنا۔ امامؑ کے فراق میں اظہار غم کرنا۔ نائب امام (مرجع تقلید) کا مکمل مطیع ہونا، جلد ظہور ہونے کی خاص طور سے دعا کرنا، امامؑ کی طرف سے اعمال خیر مثلاً قرائت قرآن، حج، عمرہ، طواف، زیارت قبور ائمہؑ، صدقہ وغیرہ انجام دینا۔

باد خزاں

معرفة علامات ظهوره ووقوع بعضها

(1) کشف الغمۃ للاربلی، ج۳، ص۲۷۸۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ظہور قائمؑ سے پہلے بہت سے ایسے امور ظاہر ہوں گے جن کے ذریعہ دنیا کی آبادی بہت کم ہو جائے گی۔ سرخ اور سفید موت ہو گی «بین یدی القائم علیه السلام موت احمر و موت ابیض و جراد فی حینه و جراد فی غیر حینه احمر کالوان الدم فاما الموت الاحمر، السیف و اما الموت الا بیض، فالطاعون»[1] سرخ موت تلوار اور جنگ کے ذریعہ ماری جانی والی انسانیت کی موت ہے اور سفید موت سے مراد، طرح طرح کی بیماریاں بالخصوص طاعون کی بیماری (پلیگ) ہے جس سے بہت سے لوگ مر جائیں گے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ امام زمانہؑ اس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک کہ شام میں ایک فتنہ برپا نہ ہو جائے جس سے بہت بڑی آواز پیدا ہو گی، اور ماہ رمضان میں اس قدر خوفناک آواز پیدا ہو گی جس سے تمام دنیا میں سونے والے لوگ بیدار ہو جائیں گے، جاگنے والے خوف زدہ ہو جائیں گے اور باحجاب عورتیں بھی پردے سے باہر آجائیں گی۔

«وهی صیحة جبرئیل الی هذا الخلق»[2] یہ آواز جناب جبرئیلؑ کی ہو گی جو مخلوقات بالخصوص مسلمانوں کو جھنجوڑنے کے لیے ہو گی۔ جناب جبرئیلؑ حضرت امام مہدیؑ اور ان کے پدر بزرگوار کا نام لے کر آواز دیں گے۔ جناب ابو حمزہ ثمالی نے پانچویں امامؑ سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہو گی تو امامؑ نے فرمایا: ایک آواز دن چڑھے ہو گی اور منادی پکارے گا «الا ان الحق مع علیؑ و شیعته» ہوشیار ہو جاؤ کہ حق علیؑ کے اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے، یہ آواز جبرئیلؑ کی ہو گی۔

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۴۵۸۔

(2) الغیبۃ للنعمانی ابی زینب۔

https://downloadshiabooks.com/

پھر دن کے اختتام پر آسمان کی جانب سے دوسری آواز آئے گی یہ آواز ابلیس کی ہو گی اور وہ پکارے گا «الا ان الحق فی عثمان و شیعته» ہوشیار ہو جاؤ کہ حق عثمان اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں یہ سن کر باطل پرست لوگ شک و شبہات میں پڑ جائیں گے، دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عثمان خلیفۂ ثالث نہیں ہے بلکہ نسل ابوسفیان سے وہی سفیانی ہے جس کے خروج کا وعدہ دیا گیا ہے کیونکہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے، سفیانی کا نام عثمان اور اس کے باپ کا نام عنسبہ ہو گا اور وہ کانا ہو گا وہ اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک کہ شام میں ایک لاکھ لوگ نہ مر جائیں[1]۔

سفیانی «وادی یابس» سے خروج کر کے مدت حمل یعنی نو مہینہ تک قتل و غارت کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ جب کوفہ یعنی شیعیان امیر المؤمنینؑ کے مرکز میں پہنچے گا تو ایک منادی کے ذریعہ ندا کرائے گا «من جاء برأس رجل من شیعة علیؑ فله الف درهم فیثب الجار علی جاره و یقول هذا منه فیضرب عنقه و یأخذ الف درهم»[2] جو شخص بھی ایک شیعۂ علی کا سر لائے گا اسے ایک ہزار درہم دیا جائے گا یہ سن کر پڑوسی پڑوسی پر ٹوٹ پڑے گا اور کہے گا یہ انھیں میں سے ہے اور پھر قتل کر کے سر لے جائے گا اور ہزار درہم وصول کرے گا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ: «إن قدام القائم لسنة غیداقة تفسد الثمر فی النخل فلا تشکو فی ذلك»[3] امام مہدیؑ کے ظہور سے قبل بہت بارش کا سال ہو گا جس میں پھل درختوں پر ہی فاسد و خراب ہو جائیں گے لہٰذا اس سلسلہ میں شکوہ و شکایت نہ کرنا، یعنی اس سال باد خزاں کی انتہا ہو گی اس کے بعد والے سال، امامؑ کا ظہور اور

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۴۵۵۔
(2) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۴۷۰۔
(3) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۴۶۹۔

https://downloadshiabooks.com/

بہار کا موسم ہوگا اور آمد بہار کا جشن اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ دنیا کی دو تہائی آبادی تباہ و برباد نہ ہو جائے۔ تین جگہ زمین بھاری مقدار میں دھنس جائے گی۔ دجال خروج کرے گا یاجوج وماجوج آکر تباہیاں پھیلائیں گے، یمن کی ایک وادی سے زبردست آگ نکلے گی یہ آگ جس وادی سے نکلے گی اس کا نام عدن ہے۔ حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں: «لا بدّ من فتنة صمّاء صيلم»[1] امام مہدیؑ کے ظہور پر آشوب اور بہرا فتنہ کھڑا ہونا ضروری ہے یعنی ظہور سے پہلے زبردست امتحان سے گزرنا پڑے گا۔ "عن عبد الله بن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم: لا تقوم الساعة حتى يخرج نحو من ستين كذاباً كلهم يقول انا نبيّ "[2] اس وقت تک ۶۰ جھوٹے نبی دعوائے نبوت کر چکے ہوں گے، "عن ابي خديجه قال:قال ابو عبد الله عليه السلام : لا يخرج القائم حتى يخرج اثنا عشر من بني هاشم كلهم يدعوا الىٰ نفسه "[3] یہی نہیں بلکہ بنی ہاشم میں سے بھی بارہ لوگ قیام کر کے اپنی طرف دعوت دے چکیں گے، تب امامؑ کا ظہور ہوگا۔

امامؑ کے صحابی جناب مفضل ابن عمر یہ سن کر رونے لگے تو امام صادقؑ نے فرمایا: اے مفضل کیوں رو رہے ہو؟ اے مفضل کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ یہ بارہ بنی ہاشم جو کہ پرچم لے کر خروج کریں گے اور اپنی ذات کی طرف دعوت کر دیں گے اس سے ہمارے مہدیؑ کا امر مبہم اور مشتبہ ہو جائے گا؟ نہیں، اے مفضل! جھوٹ، جھوٹ ہوتا ہے اور ایک نہ ایک دن جھوٹ اور باطل عیاں ہو جاتا ہے۔ ایسی حرکتوں سے ہمارے قائمؑ کا ظہور مشتبہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد امامؑ

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۴۵۹۔
(2) کتاب الحجۃ للشیخ الطوسی۔
(3) الغیبۃ للشیخ الطوسی۔

https://downloadshiabooks.com/

نے فرمایا: «واللہ لا مرنا ابین من ھذہ الشمس»[1] خدا کی قسم! ہمارا امر اس چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح و آشکار ہے۔ بہر حال ظہور سے پہلے ایسی باد خزاں چلے گی کہ جس کا بیان شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے براہ راست کر دیا ہے۔ اس باد خزاں کا اثر یہ ہوگا کہ علم رخصت ہو جائے گا، جہل و نادانی کا عروج ہوگا۔ قرائت تو ہوگی مگر عمل بہت کم ہوگا۔ قتل و غارت گری کا ہر طرف بازار گرم ہوگا۔ فقہاء اور ہدایت کرنے والوں کی قلت ہوگی۔ شعراء اور خائنوں کی کثرت ہوگی۔ مسجدیں تعمیر و تزئین سے آباد لیکن ریاکاروں سے پُر ہوں گی۔ ظلم و جور اس قدر بڑھ جائے گا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ برائی کا حکم دیں گے اور اچھائی سے روکیں گے، مرد، مرد سے اور عورت، عورت سے اپنی پیاس بجھالیں گے۔

حکمران کافر، ان کے مددگار ظالم اور مشاور فاسق ہوں گے، آپ کی ذریت سے ایک شخص کے ساتھ کچھ لوگ خروج کریں گے جن کی وجہ سے بصرہ تباہ و برباد ہو جائے گا، مشرق زمین کے سجستان علاقہ سے دجال خروج کرے گا۔

شکل و شمائل گل

راوی ابو وائل کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بزم مولی علیؑ میں آپ کے اصحاب کے ساتھ حضرت امام حسینؑ بھی تشریف فرما تھے، جناب امیرؑ نے امام غریبؑ کی طرف رخ کر کے فرمایا: «ان ابنی ھذا سیدٌ کما سمّاہ رسول اللہ سیدا و سیخرج اللہ من صلبہ رجلاً باسم نبیکم یشبھہ فی الخَلق و الخُلق» یہ میرا بیٹا حسینؑ سید و سردار ہے جیسا کہ رسول خداؐ نے اسے سید و سردار کا لقب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی صلب (پشت) سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو تمہارے نبیؐ کے ہم نام ہوگا اور وہ شکل و صورت میں بھی رسولؐ کی شبیہ ہوگا اور رفتار و

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۳۶۰۔

https://downloadshiabooks.com/

کردار میں بھی رسولؐ جیسا ہوگا، وہ ایسے وقت میں ظہور کرے گا جب لوگ غفلت کا شکار ہوں گے، حق نابود اور باطل کا (ظلم و جور) کا دورا ہوگا۔ خدا کی قسم اس وقت اسے ظہور کرنا ہی پڑے گا، کہ اگر نہ کرے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے گی۔ اس کے ظہور سے آسمان کے رہنے والے سب خوش ہو جائیں گے [1]۔

لیکن ابن عربی سنی اپنی کتاب (الفتوحات المکیۃ جلد ۳، باب ۳۶۶) پر مولیٰ علیؑ کے بر خلاف نظریہ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ: «اشبهه رسول الله فی خَلقه (بفتح الخاء) وینزل عنه فی الخُلق (بضم الخاء) لا نه لا یکون احد مثل رسول اللهﷺ فی اخلاقه و الله یقول فیه "وانك علیٰ خلق عظیم" امام زمانہؑ شکل و شمائل میں تو رسول خداؐ کے شبیہ ہوں گے اس سے انکار نہیں ہے مگر اخلاق و کردار میں رسول خداؐ سے نیچے ہوں گے کیونکہ کائنات کی کوئی بھی شخصیت چاہے جتنی بااخلاق و کردار کیوں نہ ہو جائے ہمارے رسولؐ کے مشابہ نہیں ہوسکتی، ہمارے رسولؐ کے اخلاق کی برابری کوئی نہیں کر سکتا، کیونکہ ان کے اخلاق کی بلندیوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: «اور آپ تو خلق عظیم پر فائز ہیں»۔

شاید محی الدین ابن عربی کی نگاہ مولیٰ علیؑ کے مذکورہ بالا بیان پر نہیں پڑی؟ اگر ہم ابن عربی کو متعصب نہ بھی مانیں تو اتنا ضرور کہیں گے کہ تمہاری مجبوری یہ ہے کہ تم کائنات میں صرف ایک ہی محمدؐ کو مانتے ہو، تمہیں صرف خلق عظیم پر فائز شخصیت صرف محمد مصطفیٰؐ میں محدود نظر آتی ہے، لیکن آو ہم سے پوچھو ہم بارہ محمدؐ اور بھی مانتے ہیں جو «کلنا محمد، کلنا فی الفضل سواء» سب کے سب محمدؐ ہیں جو سب کے سب فضیلت و کمال اور خلق و خلق اور کردار میں ایک ہیں سوائے مقام نبوت کے۔ ابن عربی تمہاری مجبوری ہم سمجھتے ہیں کہ تم معصوم

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ، ص ۲۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

امام زمانہؑ کو بھی اخلاق رسولؐ کا درجہ دینے پر تیار نہیں ہو، ہم سے پوچھو، ہم ایک غیر منصوص معصوم کو بھی رسول خداؐ کا ہم شکل و ہم خلق مانتے اور جانتے ہیں، جسے ہم شبیہ پیغمبرؐ، علی اکبرؑ کہا جاتا ہے، جس کے لیے معصوم امامؑ نے فرمایا ہے: «اشبة الناس خَلقا و خُلقا و مَنطقا برسول اللهﷺ» علی اکبرؑ شکل و شمائل اور اخلاق و کردار اور گفتار میں نبیؐ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے[1]۔

امام رضاؑ، حضرت مہدیؑ کی توصیف میں فرماتے ہیں: «ان الناظر اليه ليحسبه ابن اربعين سنة او دونها»[2] امام عصر علیہ السلام سن کے اعتبار سے بڑے ہوں گے مگر منظر و شکل کے اعتبار سے اس قدر جوان ہوں گے کہ دیکھنے والا گمان کرے گا کہ چالیس سال کے ہیں یا اس سے بھی کم کے ہیں، کیونکہ دن و رات اور ماہ و سال کا گزرا انھیں موت کے آخری لمحات تک بھی بوڑھا نہیں کرے گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر بن الخطاب نے جناب امیر المؤمنینؑ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے بتلائے کہ حضرت مہدیؑ کا اصلی نام کیا ہے، امامؑ نے بتلانے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا: «اخبرني عن صفته» مجھے ان کی شکل و صورت اور صفات کا پتہ دیجیے۔ تو امامؑ نے فرمایا: «هو شاب مربوع، حسن الوجه، حسن الشعر يسيل شعره على منكبيه و نور وجهه يعلو سواد لحيته و رأسه بأبي ابن خيرة الاماء» وہ بھرپور جواں، خوبصورت شکل اور خوبصورت بالوں والے ہوں گے، بال کی لٹیں شانوں پر پہنچ رہی ہوں گی چہرہ اتنا نورانی اور چمکتا ہوا ہوگا کہ سر اور داڑھی کی سیاہی پر غالب آجائے گا۔ میرے باپ

(1) اعیان الشیعۃ: ج۸، ص۲۰۷۔

(2) کمال الدین تمام النعمۃ: ص۶۸۰، ب۵۷، ح۱۲۔

https://downloadshiabooks.com/

بہترین کنیز کے لال پر قربان ہو جائیں[1]۔

اس روایت میں امامؑ نے جناب نرجس خاتونؑ کو خیرۃ الاماء بہترین کنیز کہا ہے اور امام مہدیؑ پر اپنے باپ ابو طالبؑ کو قربان کر دینے کی بات کہی ہے جس سے امام مہدیؑ کی عظمت اور جناب نرجس سلام اللہ علیہا کی عظمت کا پتہ ملتا ہے۔ آخر میں جناب رسول خداؐ کے الفاظ میں شکل و شمائل گل نرجسؑ ملاحظہ فرمائیں، جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں: «القائم من ولدی اسمه اسمی و کنیته کنیتی و شمائله شمائلی و سنته سنتی یقیم الناس علی ملتی و شریعتی و یدعوهم إلی کتاب ربی»[2] قائم میری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام میرا نام (م ح م د) ان کی کنیت میری کنیت یعنی ابوالقاسم، اور ان کی شکل و صورت میری شکل و صورت پر ہو گی، ان کی سیرت و سنت، میری سیرت و سنت ہے، وہ لوگوں کو میری اطاعت اور میری شریعت پر چلائیں گے اور انھیں میرے پروردگار کی کتاب (قرآن) کی طرف دعوت دیں گے۔ (اللهم اجعلنا من خادمیه و تابعیه ... آمین)

آفتاب عالم تاب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: «یمحو الله ما یشاء و یُثبت و عنده امّ الکتاب»[3] اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔

حضرت امام زمانہؑ کے سلسلے میں اس آیت کے تعلق سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہو

(1) کتاب الغیبۃ للشیخ طوسیؒ: ص ۴۹۰۔

(2) کمال الدین تمام النعمۃ: ص ۴۳۹، ب ۳۹، ح ۶۔

(3) سورۂ رعد: آیت ۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظہور امام مہدیؑ کو محو کر دے اور آپ کا ظہور نہ ہو، کیونکہ خدا جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے تو ہو سکتا ہے ظہور مہدیؑ بھی اللہ کی مشیئت محو اور مٹانے پر قائم ہو جائے اور ظہور ہو ہی نا؟

اسی طرح وہ علامتیں جو امام کے ظہور سے قبل واقع ہونے کی بتلائی گئیں ہیں وہ بھی ہو سکتا ہے مشیت الٰہی مٹانے پر واقع ہو اور وہ علامتیں ظاہر ہی نہ ہوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ظہور مہدیؑ اور اسی طرح بہت سی علامتیں جو خود خدا نے مقرر کی ہیں اور اس نے ان علامتوں اور ظہور امامؑ کو نہ صرف یہ کہ حتمی و یقینی علامت بلکہ میعاد میں سے قرار دیا ہے، اور قرآن کا اعلان ہے: «ان الله لا يخلف الميعاد»[1] اللہ تعالیٰ کبھی میعاد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک دن میں ظہور کے تمام اسباب و علائم کو ظاہر کر کے ظہور امامؑ کا مقدمہ فراہم کر دے لیکن میعادی علامتوں کا پورا ہونا ضروری ہے اور انھیں میعادی و حتمی علامتوں میں سے سفیانی کا خروج، نفس زکیہ کی شہادت، سورج کا مغرب سے نکلنا، بیدا کے مقام پر زمین کا دھنس جانا، ماہ رمضان میں سورج اور چاند دونوں کا گرہن لگنا وغیرہ ہے۔ بہر حال حتمی و میعادی امور پورے ہو کر رہیں گے ورنہ قرآن کی آیتوں میں تضاد پیدا ہو جائے گا اور وعدہ خلافی و میعاد کی خلاف ورزی خدا کی شان و عدل کے خلاف ہے اسی لیے جب حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے کسی صحابی نے کہا کہ: مولیٰ، ہو سکتا ہے کہ خداوند متعال کو آپ کے فرزند یعنی امام مہدیؑ کے سلسلے میں بداء (مشیئت الٰہی میں تبدیلی) ہو جائے اور امام زمانہؑ پیدا ہی نہ ہوں یا پیدا تو ہو جائیں لیکن للہ کی مشیت بدل جائے اور ان کا ظہور ہی نہ ہو؟ امام محمد باقرؑ نے اس وقت فرمادیا تھا جبکہ ابھی امام زمانؑ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی کہ

(1) سورۂ آل عمران: آیت ۹۔

https://downloadshiabooks.com/

«القائم من المیعاد و اللہ لا یخلف المیعاد»[1] ولادت و ظہور امام قائمؑ میعاد میں سے ہے اور خداوند عالم میعاد کی مخالفت نہیں کرے گا، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو شاہد و گواہ بنا کر شہداء کربلا بالخصوص سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کا (امام زمانہؑ کے ہاتھوں) وعدہ دیا ہے اور وعدہ خلافی اللہ تعالیٰ ہر گز ہر گز نہیں کر سکتا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: میدان کربلا میں جب امام حسینؑ اور ان کے اہل و عیال و اصحاب پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے لگے، عورتیں اور بچے بھوک و پیاس اور شدت مصائب سے فریاد کرنے لگے تو عرش پر فرشتوں کو صبر نہ ہوا، سارے فرشتوں نے رونا چلانا شروع کر دیا اور بارگاہ خداوندی میں روتے ہوئے عرض پرداز ہوئے۔

پروردگار! تیرے محبوب نبیؐ کے نواسے، تیرے برگزیدہ بندے حضرت امام حسینؑ پر کربلا میں کس قدر ظلم و ستم ہو رہا ہے! (مطلب ہی تھا کہ اس کے دشمنوں پر نہ عذاب ہو رہا ہے اور نہ ہی امامؑ کی نصرت ہو رہی ہے) تو آواز قدرت آئی: اے میرے فرشتو! «بهذا انتقم لهذا»[2] میں اس کے ذریعہ (وہاں حضرت امام زمانہؑ کی شبیہ نورانی شکل میں خدا نے ظاہر فرمائی) حضرت امام حسینؑ کے خون کا انتقام لوں گا، یعنی ہمارے امام زمانہؑ جس وقت ظہور فرمائیں گے آپ کے ذریعہ قاتلان امام حسینؑ سے انتقام کا وعدہ پورا ہونا ہے قاتلان امام حسینؑ سے انتقام لینا، یہی وجہ ہے کہ امامؑ کچھ ظالموں کو اس طرح قتل کریں گے «یذبحهم و الذی نفسی بیده کما یذبح القصاب شاته» جس طرح قصاب بکری ذبح کرتا ہے بالخصوص صدر اسلام کے بڑے بڑے منافقین امامؑ کی تلوار سے موت کی گہری نیند سلا دیے جائیں گے۔

(1) کتاب الغیبۃ نعمانی: ص ۳۱۳، ب ۱۸، ح ۱۰۔
(2) الکافی: ج ۱، ص ۴۶۵، ح ۶۔

https://downloadshiabooks.com/

بہار پشت بہار

«کرّۃ»اور«رجعۃ» دو لفظ ہیں جن کا ایک ہی معنی ہے یعنی دوبارہ واپس ہونا، پلٹ آنا وغیرہ۔ ہم شیعہ حضرات امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد اماموں اور بعض مخلص شیعوں اور سر سخت دشمنوں کے دوبارہ زندہ کیے جانے اور اس دنیا میں دوبارہ واپس آنے کے قائل ہیں۔ اس کو رجعت یا کرت کہا جاتا ہے۔

البتہ رجعت کا اعتقاد کوئی انوکھی اور قرآن و سنت سے بیگانہ بات نہیں ہے۔ قرآن کی ۷۰ سے زیادہ آیتوں اور سینکڑوں روایتوں سے رجعت ثابت ہے، عقیدہ رجعت نہ تو تناسخ (میت کی روح اسی دنیا میں دوسرے بدن میں واپس آنا) ہے، کیونکہ اسی بدن میں روح واپس ہو کر زندہ ہونا رجعت کہلاتا ہے، اور نہ ہی شیعوں کی من گھڑت چیز ہے، کیونکہ گذشتہ قوموں کی رجعت پر قرآن گواہ ہے جیسے حضرت عزیزؑ پیغمبر کے لیے قرآن کہتا ہے: «فاماته الله مائة عام ثم بعثه»[1] پھر اللہ نے انھیں سو سال تک کے لیے موت دیدی اور پھر انھیں دوبارہ زندہ کیا، بنی اسرائیل نے اللہ کو دیکھنے کی ضد کی، جل کر راکھ ہو گئے اور پھر انھیں شکر گزار رہنے کے لیے اللہ نے دوبارہ زندہ کیا۔ ارشاد ہوتا ہے: «ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون»[2] پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کیا، تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اس آیت سے بھی رجعت بطور صریح ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کا جسم جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ پھر راکھ کے اجزاء میں روح کا حلول اور دوبارہ زندگی رجعت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ جہاں لاعلاج مریضوں کو شفا دیتے تھے وہیں مردوں کو بھی حکم خدا سے

---

(1) سورۂ بقرہ: آیت ۲۵۹۔

(2) سورۂ بقرہ: آیت ۵۶۔

https://downloadshiabooks.com/

زندہ کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے: «و اذ تُخرج الموتیٰ باذنی»[1] اور اس وقت کو یاد کرو جب تم مردوں کو ہمارے حکم سے زندہ کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم خلیلؑ نے مردوں کو زندہ کیے جانے کی کیفیت پوچھی تو حکم ہوا چار پرندوں کو ذبح کر کے کباب کے ریزوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ آؤ، پھر آواز دو: «ثم ادعھن یاتینك سعیاً»[2] وہ تمہارے پاس دوڑتے آئیں گے۔

جی ہاں نہ صرف گذشتہ زمانوں میں رجعت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ آیندہ رجعت کے ثبوت کی بولتی آیتیں موجود ہیں جیسے سورہ نمل کی ۸۳ویں آیت، سورہ سجدہ کی ۲۱ویں آیت، سورہ انبیاء کی ۵۸ویں آیت وغیرہ۔

البتہ رجعت عمومی نہ ہوگی بلکہ خاص خاص افراد، دوست ہوں یا دشمن دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: «ان الرجعة لیست بعامّة و ھی خاصّة لا یرجع الّا من محّض الایمان محضاً او من محّض الشرك محضاً»[3] رجعت عمومی نہیں ہوگی بلکہ خصوصی ہوگی اور سوائے خالص ایمان والوں اور پکے مشرکوں کے اور کوئی نہیں پلٹے گا۔

دوسری حدیث میں امام جعفر صادقؑ ہی فرماتے ہیں: «کل قریة اھلك اللہ اھلہ

(1) سورۂ مائدہ: آیت ۱۱۰۔
(2) سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۰۔
(3) تفسیر برہان، ج ۳، ص ۵۰۷۔

https://downloadshiabooks.com/

بالعذاب لا یرجعون فی الرجعة»[1] جس شہر یا آبادی کو خدا نے عذاب کے ذریعہ ہلاک کیا ہے وہ رجعت میں واپس نہیں ہوگے (چاہے خالص مشرک اور خالص مؤمن ہی کیوں نہ ہوں) بہر حال ہم شیعوں کا از روئے قرآن و حدیث رجعت پر عقیدہ ہے اور کیوں نہ ہو کیونکہ رجعت پر ایمان مؤمن اور شیعہ معصومین علیہم السلام ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: «لیس منا من لم یو من بکرتنا»[2] وہ شخص ہمارے چاہنے والوں اور شیعوں میں سے نہیں ہے جو ہماری رجعت پر ایمان نہیں رکھتا۔ زیارت جامعۂ کبیرہ میں اور دیگر زیارات اور دعاؤں میں ہم رجعت پر ایمان رکھنے کا اعلان کیا کرتے ہیں۔ «مؤمن بایابکم مصدّق برجعتکم» (زیارت جامعہ)، (میں آپ سب اماموں کی واپسی پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ لوگوں کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں) «و بایابکم موقن» (زیارت وارثہ) اور میں اللہ، اس کے تمام فرشتوں، تمام انبیاء اور تمام رسولوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا آپ سب ائمہؑ پر ایمان ہے اور آپ سب کی واپسی پر یقین ہے)، «حتی العود الیٰ حضرتکم و الفوز فی کرّتکم»، (دعائے رجبیہ) (میں خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے آپ کی بارگاہ میں دوبارہ پلٹائے اور آپ کی رجعت و کرت میں ان لوگوں کے زمرہ میں شامل کرے جو سعادت منداور سرخرو و کامیاب ہیں۔)

حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو شب عاشور مخاطب کر کے فرمایا تھا، میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو قائم آل محمدؑ کے ظہور کے وقت مولا امیر المؤمنینؑ کے ساتھ قبر سے باہر نکلوں گا۔

(1) تفسیر قمی، ج۲، ص۷۶۔
(2) تفسیر صافی: ج۱، ص۴۴۰۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے: «اول من تنشقّ الأرض عنه و یرجع الیٰ الدنیا الحسین بن علی علیہ السلام»[1] سب سے پہلے جس شخص کی قبر شگافتہ ہو گی وہ دنیا میں واپس آئیں گے وہ مولا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ہوں گے، مولا امام حسین علیہ السلام کے سب سے پہلے آنے کا فلسفہ کیا ہے؟ خدا جانے لیکن ہر امام اور ہر نبی اپنے اپنے دور کے جباروں اور قاتلوں کے ہمراہ تشریف لائیں گے تاکہ قاتلین انبیاء و ائمہؑ اس دنیا کا بھی عذاب ادنی چکھ لیں اور آخرت کا عذاب اکبر بھی چکھیں۔

پیغمبر اسلامؐ اور امیر المؤمنینؑ کی واپسی کے متعلق امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: «ان رسول الله و علیاً سیرجعان»[2] عنقریب رسول خداؐ اور حضرت امیر المؤمنینؑ واپس آئیں گے۔

فضیلتوں کی سحر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «ان قائمنا اذا قام اشرقت الأرض بنور ربها»[3] جس وقت ہمارے قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔

قرآن مجید کی آیت ہے کہ «ان الله یحیی الأرض بعد موتها»[4] اللہ تعالیٰ زمین

(1) بحار الانوار: ج۵۳، ص۳۹، ب۲۹۔
(2) مدینۃ المعاجز: ج۳، ص۱۰۰۔
(3) غیبۃ شیخ طوسیؒ ص۴۸۸۔
(4) سورۂ حدید، آیت ۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

کواس کی موت کے بعد زندہ کرے گا۔امامؑ فرماتے ہیں: «یحییها بعدل القائم»[1] اس کو امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف کی بدولت زندہ کرے گا اس لیے کہ یہ زمین ظالم حکمرانوں اور ستم پیشہ بادشاہوں کے ظلم و جور سے مردہ ہو چکی ہو گی۔ امام محمد باقر علیہ السلام حکومت امام زمانؑ کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج کی گرمی گھروں کے اندر رسوخ کر جاتی ہے اسی طرح عدالت وانصاف بھی ہر جگہ قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ ظالم و جابر لوگوں کے مخفی ٹھکانوں تک پہنچ جائے گا یعنی کوئی دوسرا نظام نہیں بچ پائے گا۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں، حضرت قائم علیہ السلام، اختلافات اور جھگڑوں اور دیگر امور کے فیصلہ کرنے میں گواہ طلب نہیں کریں گے بلکہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی طرح اپنی معرفت اور علم لدنی کی بنیاد پر فیصلہ کیا کریں گے۔

امامؑ کے ظہور کے بعد روئے زمین عدل و انصاف سے اسی طرح پُر ہو جائے گی جس طرح ظلم و جور سے بھری ہو گی اور پھر زمین کا کوئی گوشہ نہیں بچے گا جہاں توحید و رسالت کی گواہی نہ دی جارہی ہو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: جس وقت امام قائمؑ ظہور فرمائیں گے اپنی پشت کعبہ کی دیوار سے ٹیک کر سب سے پہلے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائیں گے: «بقیة الله خیر لکم ان کنتم مؤمنین»[2] پھر فرمائیں گے کہ: «میں ہی بقیۃ اللہ، حجت خدا اور تم سب پر اللہ کا خلیفہ ہوں۔»

(1) کمال الدین تمام النعمۃ: ص ۶۹۶۔

(2) سورۂ ھود: آیت ۸۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اور پھر اسی مقام پر آپ کے ۳۱۳ مخلص شیعہ جمع ہو جائیں گے جو یہ کہہ کر سلام کریں گے «السلام علیك یا بقیة الله فی أرضه» اور پھر دس ہزار شیعہ اکٹھا ہو جائیں گے تو آپ وہاں سے نکلیں گے۔ «فلا یبقیٰ فی الأرض معبود دون الله عزوجل» پھر روئے زمین پر اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہ بچے گا۔ نہ بت نہ اور کوئی چیز، مگر یہ کہ اس پر آگ پڑے گی اور وہ بھسم ہو جائے گا[1]۔

قوة ابدان المؤمنین و قلوبهم و جوارهم فی زمان ظهوره و انتشار نوره

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام منبر پر خطبہ دینے میں مصروف تھے کہ آپ نے آیندہ کے متعلق پیشن گوئی شروع کر دی اور فرمایا: جس وقت میرا بیٹا (امام مہدیؑ) اپنا پرچم لہرائے گا تو اس کی خاطر مشرق و مغرب چمک اٹھے گا اس کا دست پر برکت جس بندے کے سر پر مس ہو گا اس کی عقل کامل ہو جائے گی، «فلا یبقیٰ مؤمن الّا صار قلبه اشدّ من زبر الحدید و اعطاه الله قوة اربعین رجلاً و لا یبقیٰ میت الا دخلت علیه تلك الفرحة فی قلبه و هو فی قبره» پھر کوئی مؤمن نہیں بچے گا مگر یہ کہ اس کا دل فولاد سے بھی زیادہ قوی ہو جائے گا اور ہر شخص کو چالیس آدمیوں کی قوت عطا ہو جائے گی۔ یہی نہیں بلکہ امامؑ کے ظہور کی خوشی و مسرت مؤمنین کی قبروں تک سرایت کر جائے گی اور «هم یتزاورون فی قبورهم و یتباشرون بقیام القائم علیہ السلام» وہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کر کے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کی بشارت اور مبارک باد پیش کریں گے[2]۔

---

(1) کمال الدین تمام النعمۃ: ۳۵۹، ب ۳۲۔

(2) کمال الدین تمام النعمۃ: ۶۸۱، ب ۵۷۔

https://downloadshiabooks.com/

اور ایک روایت کے مطابق «تود الاموات لو کانوا أحیاء»[1] قبروں میں مردوں کی تمنا ہو گی کہ اے کاش آج ہم زندہ ہوتے۔ان دونوں روایتوں کو جمع کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ فرح و مسرت مردوں اور زندہ دونوں کو ہو گی لیکن مردوں کو قبروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہ ہو گی، البتہ امامؑ کی باقاعدہ حکومت قائم ہونے کے بعد بعض شیعیان اہل بیتؑ قبروں سے کفن جھاڑتے ہوئے ضرور نکلیں گے اور بعض تو اول ظہور کے وقت ہی باہر آجائیں گے (روایت مختلف ہیں واللہ اعلم بالصواب)

جب امامؑ کا ظہور ہو گا تو ابلیس مارا جائے گا، حضرت عیسیٰؑ چرخ چہارم سے تشریف لا کر امامؑ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے، دنیا کے سارے صلیب، چرچ اور دیگر عبادت خانے توڑ دیئے جائیں گے، صرف اللہ کی عبادت ہو گی، امامؑ کے لیے زمین اپنے سارے خزانے اگل دے گی اور آپؑ اموال گن گن کر تقسیم نہیں کریں گے بلکہ یوں ہی اٹھا اٹھا کر بانٹیں گے۔جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں: «تنعّم فیه امتی نعمة لم ینعموه مثلها قط»[2] میری امت کے لوگ ایسی ایسی نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے کہ اس کے مانند کبھی انہوں نے سنا بھی نہ ہو گا، شیعوں سے تمام مشکلیں رفع دفع ہو جائیں گی۔ تقیہ ساقط ہو جائے گا، دین اسلام کا پرچم تمام ادیان پر غالب ہو کر لہرائے گا، تاریخ کے تمام جباروں کو زندہ کر کے عدالت مہدیؑ کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا اور پھر ذوالفقار حیدری ان کا خون چاٹ جائے گی۔

جنگ بدر میں نازل ہونے والے ۳۰۰۰ فرشتے اور نصرت حسینؑ کے لیے نازل ہونے والے ۴۰۰۰ فرشتے خدمت امامؑ میں پہنچیں گے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے فرشتے

(1) الغیبۃ للشیخ طوسیؒ: ص ۴۶۰۔

(2) کشف الغمۃ: ج ۳، ص ۲۷۹، ب ۶۔

https://downloadshiabooks.com/

۲۲۰۰۰۰ آسمان سے نازل ہو کر امامؑ کی نصرت کریں گے۔

ظلم و ستم کی تاریک رات ختم ہو جائے گی صبح عدالت نمودار ہو گی، فضاء کائنات تسبیح و تہلیل سے گونج اٹھے گی، سچ مچ خباثتوں کی تاریک رات کا خاتمہ ہو گا اور پہلی بار اسی دنیا میں فرزند زہراء و علی علیہما السلام کی بدولت فضیلتوں کی سحر نمودار ہو گی، پروردگار! وہ سحر دیکھنا ہمارا نصیب قرار دے۔ آمین۔

لا بد فی غیبتہ من عُزلۃ :

اس کلام میں غیبت کبریٰ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ اس غیبت میں امام زمان علیہ السلام تمام لوگوں سے جدا و علاحدہ رہیں گے۔ ملا صالح مازندرانی فرماتے ہیں کہ کتاب الکافی کے بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ذکر ہوئی ہے **لہ فی غیبتہ من عُزلۃ** یعنی غیبت کے زمانہ میں امام زمانہؑ لوگوں سے جُدا و علاحدہ ہو جائیں گے پھر ملا صالح فرماتے ہیں کہ اس کلام کی بھی توجیہ ممکن ہے اور وہ یہ کہ زمانہ غیبت کبریٰ میں امام زمان علیہ السلام بظاہر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے مگر ان سے مکمل طور پر رابطہ ختم نہیں ہو گا بلکہ آپؑ لوگوں کے درمیان رہ کر ان کی دیکھ ریکھ فرمائیں گے یہ اور بات ہے کہ لوگ آپؑ کو دیکھ نہیں سکیں گے مگر امامؑ کی برکات و عنایات ان کے شامل حال ہوتی رہیں گی اور لوگ آپ کے وجود کی برکت سے فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

نعم المنزل طیبۃ:

مدینہ منورہ کو طیبہ اور طابہ کہا جاتا ہے اور اس نام کو جناب رسول خداؐ نے رکھا تھا لیکن حجاج ملعون نے مدینہ طیبہ کو خبیثہ پکارا اور وہاں کے لوگوں کو خبیث لوگوں سے تعبیر کیا ہے ظاہر ہے حجاج جیسے ملاعین سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

طیبہ نام کی وجہ تسمیہ کے طور پر ہمارے علماء نے دو باتیں ذکر کی ہیں: ایک یہ کہ طیبہ طیب سے ماخوذ ہے اور پاکیزگی وطہارت کے معنی میں ہے اور دوسرا معنی "طیب عیش" خوش گوار زندگی سے ماخوذ ہے کیونکہ سرزمین مدینہ خوش گوار سرزمین ہے۔ لیکن اسکی ایک وجہ اور ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ طیب خوشبو کو کہتے ہیں اور رسول خداؐ نے ہو سکتا ہے اس کا نام طیب رکھا ہو کیونکہ طیبہ بغیر تشدید کے پڑھا جاتا ہے علامہ امین استر آبادی نے امام زمانؑ کی غیبت کے تذکرہ کے بعد بلا فصل مدینہ کے طیبہ ہونے سے یہ استظہار کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور وہاں پر تیس مومنین کی ہمراہی میں رہتے ہیں جس سے ان کی تنہائی کی وحشت دور ہوتی رہتی ہے البتہ اس احتمال کو انھوں نے زمانۂ غیبت صغریٰ سے مخصوص جانا ہے۔

اور ملا صالح مازندرانی اس احتمال کی تائید فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ زمانہ غیبت صغریٰ میں امام مہدی علیہ السلام کی رہائش مدینہ ہی رہی ہو گی اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جسے جناب ابو ہاشم جعفری نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں جلالتك تمنعني من مَسألتك کہ مولی آپ کی جلالت اور رعب ودبدبہ مجھے آپؑ سے سوال کرنے سے مانع ہو رہی ہے امام حسن عسکریؑ نے حکم دیا کہ تم سوال کرو، تو انھوں نے پوچھا کیا آپؑ کا کوئی بیٹا ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ ہاں ہے، ابو ہاشم جعفری نے پوچھا اگر آپ کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو اس فرزند کے سلسلہ میں کہاں پوچھوں؟ یعنی اپنے وقت کے امام کو کہاں پاؤں گا کہاں تشریف رکھتے ہوں گے؟ تو امام عسکریؑ نے فرمایا ،بالمدینة یعنی مدینہ منورہ میں میرے لال کو تلاش کرنا تم انھیں وہیں پاؤ گے یعنی امامؑ مدینہ منورہ کو اپنی رہائش گاہ بنائیں گے ظاہر ہے اس روایت کا تعلق ابو ہاشم جعفری کے زمانہ سے ہے یعنی غیبت صغریٰ میں امامؑ کا قیام مدینہ منورہ میں تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک نظریہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ طیبہ اس محلے کا نام ہے جہاں امام زمان علیہ السلام اپنے تیس اصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور آپؑ ان کی ہمراہی کے باعث تنہائی محسوس نہیں کرتے ہیں۔

ایک احتمال یہ بھی دیا گیا ہے کہ وَمَا بِثَلاثِينَ مِن وَحشَةٍ سے مراد تیس اصحاب کی ہمراہی نہیں ہے بلکہ آپؑ ہر زمانہ میں تیس سال کے کڑیل جوان معلوم ہوتے ہیں اور عام طور سے تیس سال کا جوان انسان کسی قسم کی وحشت و دہشت محسوس نہیں کیا کرتا۔

غیبت شیخ طوسی کے حاشیہ نگاروں نے بھی اس سے مشابہ حاشیہ لگایا ہے وہ لوگ فرماتے ہیں یدل علی کونہ علیہ السلام غالباً فیھا أو فی حوالیھا مذکورہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام غالب اوقات مدینہ منورہ میں اور اس کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور تنہا نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات آپؑ کے ساتھ تیس خاص اصحاب رہا کرتے ہیں ان معہ ثلاثین من موالیہ و خدامہ ان مات احدھم قام آخر مقامہ کہ جب بھی ان میں سے کوئی صحابی مر جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔

بحار الانوار کے حاشیہ میں بھی یہ بات مرقوم ہوئی ہے اور جلد ۵۲ میں مذکورہ حدیث کے بعد علامہ مجلسی کا بیان بھی یہی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مفہوم علامہ مجلسی نے پہلے پہل ذکر فرمایا ہے پھر دیگر بزرگواروں نے ان سے اخذ فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہمراہ حضرت خضر علیہ السلام آپکی تنہائی کو دور کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان الخضر شرب من ماء الحیاۃ فھو حیٌ

https://downloadshiabooks.com/

لایموت حتی ینفخ فی الصور حضرت خضر علیہ السلام زمانہ ظہور تک ہی نہیں بلکہ رہتی دنیا تک زندہ و سلامت رہیں گے یہاں تک کہ حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے تب کہیں جا کر حضرت خضر علیہ السلام کو موت آئے گی حضرت خضر علیہ السلام ہر امامؑ کی خدمت میں سلام و حاضری دینے کے لیے پہنچتے تھے اور جہاں جہاں امام زمان علیہ السلام ہوتے ہیں وہاں وہاں سایہ کی طرح حضرت خضرؑ آپؑ کے ساتھ ہوتے ہیں شاید اسی لیے حضرت امام رضا علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ جب بھی حضرت خضرؑ کو یاد کرو تو انہیں سلام کیا کرو، حضرت خضرؑ ایام حج میں ہر سال مناسک حج بجالانے کے لیے امام زمان علیہ السلام کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اور میدان عرفہ میں مؤمنین کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، علامہ کورانی نے فرمایا ہے کہ نہ صرف حضرت خضرؑ بلکہ ہو سکتا ہے کہ امامؑ کے تیس اصحاب وابدال بھی حج کے موقع پر موجود ہوتے ہوں کہ جن کے اوپر دعاءِ رجب میں سلام کیا گیا ہے۔

رنگ وروپ مہدیؑ

حضرت امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام، سے سلیم بن قیس ہلالی نے بعض احادیث خود سنی ہیں انھیں احادیث میں سے ایک حدیث میں تمام ائمہ طاہرینؑ کے نام کا بیان ہے جسے حضرت امیر المؤمنینؑ سے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے اس طولانی حدیث میں جناب رسول خداؐ نے امام علیؑ کے ذریعہ امام سجاد علیہ السلام کو اور امام حسین علیہ السلام کے ذریعہ امام باقر علیہ السلام کو سلام پہونچایا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نام پر پہونچ کر آنحضرتؐ نے اس طرح ارشاد فرمایا ثم من اسمہ اسمی و لونہ لونی پھر امام اور حجت وہی ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کا رنگ میرے رنگ پر ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ زمانۂ رسول خداؐ میں جو لوگ تھے وہ تو زمانۂ ظہور امام مہدی علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

میں ہوں گے نہیں، تو پھر رنگ وروپ سے تشبیہ کا فائدہ کیا ہے ؟جواب واضح ہے جناب رسول خداؐ کے اوصاف وشمائل تورات وانجیل میں بھی مرقوم تھے اور بقولِ قرآن بنی اسرائیل اور یہود و نصاریٰ یعرفونه کما یعرفون ابنائهم حضرت رسول خداؐ کی اسطرح شناخت رکھتے تھے جس طرح وہ اپنے فرزندوں کی شناخت رکھتے تھے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو اتمام حجت ہو جاتی ہے اسی طرح امام زمان علیہ السلام کی آمد پر جو لوگ منکر ہوں گے وہ عن علم منکر ہوں گے لہذا ان کے اوپر اتمام حجت ہو جائے گی اور وہاں راہ فرار نہ ہو گی، یا قتل ہوں گے یا ایمان لائیں گے۔

نیز قرآن واحادیث میں رسول خداؐ کے اوصاف وشمائل بکثرت ذکر ہوئے ہیں آپ سے وابستہ چیزیں بھی معروف ہیں آثار نبوت ومیراث خاتم المرسلینؐ بھی، سب امام مہدیؑ کے پاس ہوں گے اس کے باوجود جو لوگ صفات وشمائل رسول خداؐ سے آشنا ہوتے ہوئے منکر امام زمانؑ ہوں گے ان کے اوپر حجت تمام ہو جائے گی اور ناآشنا لوگوں کو بھی بخوبی امامؑ کی شناخت ہو جائے گی ،اور جو لوگ خواب میں رسول خداؐ کو دیکھ چکے ہوں گے ان کو امام زمانؑ کی شناخت میں آسانی ہو گی اور وہ لوگ جو شمائل نبیؐ کو کتابوں میں پڑھ چکے ہوں گے ان کے لیے بھی امام مہدیؑ کی شناخت کرنا آسان ہو جائے گی نیز وہ لوگ جو صدر اسلام میں پکے مؤمن یا پکے منکر تھے جب وہ اٹھائے جائیں گے اور امام زمانؑ کا رخ انور ملاحظہ کریں گے تو انھیں ہم شکل پیغمبرؐ دیکھ کر اپنے انجام کا علم ہو جائے گا۔

حضرت امام باقرؑ کو جناب رسول خداؐ نے حضرت جابر انصاری کے ذریعہ بھی سلام پہنچایا ہے مدینہ میں جناب رسول خداؐ کے سب سے زیادہ کبیر السن اور آخری صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری ہی تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابان بن تغلب سے فرماتے ہیں کان رجلا منقطعاً الینا اهل البیت حضرت جابر ہم اہل بیتؑ سے بہت وابستہ تھے ہم سے بہت محبت

https://downloadshiabooks.com/

کرتے تھے مسلسل ہم سے رابطہ رکھتے تھے پھر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب جابر سیاہ عمامہ پہنے مسجد نبوی میں بیٹھ کر یاباقر العلم ،یاباقر العلم کی ندا دیا کرتے تھے اور امام باقر علیہ السلام کو ڈھونڈ رہے ہوتے تھے کبھی کبھی اہل مدینہ کہہ دیتے تھے کہ جابر ہذیان بک رہے ہیں تو آپ خدا کی قسم کھا کر فرماتے تھے میں ہذیان نہیں بک رہا ہوں بلکہ میں نے جناب رسول خداؐ کو فرماتے سنا ہے کہ انك ستدرك رجلا منی اسمه اسمی و شمائله شمائلی اے جابر تم ایک ایسے مرد سے ملاقات کروگے جو مجھ سے ہوگا اس کا نام بھی میرے نام پر ہوگا اور اس کے شکل و شمائل میرے شکل و شمائل پر ہوں گے وہ علم کا شکم چاک کرے گا میں یاباقر العلم یاباقر العلم کہہ کر اسی کو پکار رہا ہوں۔

آخر کار جناب جابر کو ایک دن اپنی مراد مل گئی ابھی آنکھ کی بینائی ختم نہیں ہوئی تھی شکل و شمائل دیکھ کر امام کو پہچان لیا لیکن اطمینان قلب کے لئے کہا آگے بڑھئے پھر فرمایا پیچھے آؤ یعنی صورت و شکل کے بعد رفتار و چال سے بھی اندازہ کرنا چاہتے تھے اور جب ان دونوں چیزوں سے مطمئن ہوگئے تب پوچھا بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟ کس کے فرزند ہو؟ اور جونہی امام باقر علیہ السلام نے اپنا نام بتایا بوڑھا صحابی جھکا اور جھک کے پیشانی کا مسلسل بوسہ دینے لگا اور عرض کرنے لگا" بابی انت و امی ابوك رسول الله يقرئك السلام "اے بیٹا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے جد نامدار حضرت رسول خداؐ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ امام باقر علیہ السلام گھر تشریف لائے چوتھے امام سے پورا ماجرا بیان کیا امام سجاد علیہ السلام نے حکم دیا!! "الزم بيتك يا بنّي" اے میرے لال گھر پر ہی رہا کرو، حکم امام سجادؑ سے حضرت امام باقرؑ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے اس لئے جناب جابر انصاری خود امام کے گھر آتے تھے۔

روایت کا فقرہ ہے کان جابر یأتیه طرفی النهار حضرت جابر انصاری روزانہ امام کے

https://downloadshiabooks.com/

گھر تشریف لاتے تھے اور وہ بھی دو مرتبہ، صبح کو بھی اور شام کو بھی امام باقرؑ کی زیارت کرتے تھے اور جب تک امام سجاد علیہ السلام زندہ رہے حضرت جابر انصاری امام باقر علیہ السلام کی صبح و شام زیارت و ملاقات کو آتے تھے یہاں تک کہ مدینہ والوں نے کہنا شروع کر دیا وا عجبا لجابر یأتی هذا الغلام طرفی النهار و هو آخر من بقی من اصحاب رسول الله ؐ جناب جابر پر حیرت ہوتی ہے کہ اس بچہ کو دیکھنے کے لیے صبح و شام آتے ہیں جبکہ جابر پیغمبرؐ کے بوڑھے اور آخری صحابی ہیں مطلب یہ کہ صحبت رسول خداؐ کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے اپنے بڑھاپے پر رحم نہیں کرتے اور بچہ کو دیکھنے کے لیے ہر صبح و شام کا معمول بنا لیا ہے یہ بھی کوئی بات ہوئی؟! چاہئے تو یہ تھا کہ جابر، اصحاب رسول خداؐ میں تبرک کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی ملاقات و دیدار کے لیے لوگ آتے ان کے بڑھاپے اور صحبتِ رسالت کے خیال سے ان کی دیکھ بھال کی جاتی نہ کہ ایک بچے سے اس قدر والھانہ عقیدت کہ روز دو دو دفعہ بوڑھا صحابی ملنے کے لیے چلا آرہا ہے!۔

جنہیں منصب امامت اور عظمت امام و امامت کی قدر نہیں ہوتی وہ ایسے ہی اعتراض کیا کرتے ہیں اور جنہیں امام اور امامت کی معرفت ہوتی ہے وہ کسی طعن و تشنیع کا لحاظ کیے بغیر اپنی جان و مال اور عزت و محبت اور اپنا سب کچھ امامؑ پر قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔

جناب جابر نے کسی بات کی پرواہ کئے بغیر حضرت امام سجاد علیہ السلام کی حیات تک یہ سلسلہ جاری رکھا لیکن امام سجادؑ کی شہادت کی بعد جب امام باقرؑ مسجد نبوی میں آنے لگے تو جناب جابر وہاں ملنے آتے تھے اور شہادت امام سجادؑ کے بعد كان محمد بن علی یأتیه علی وجه الكرامة لصحبته من رسول الله[1] خود حضرت امام باقرؑ جناب جابر کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور امام باقرؑ حضرت جابر کی صحبت رسول اللہؐ کا پاس ولحاظ رکھنے کے لیے اور صحبت رسالت کی عظمت

(1) الخرائج والجرائح: ص ۲۸۰۔ بحار الانوار: ج ۴۶، ص ۲۹۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کو اجاگر کرنے کے لیے جناب جابر کے پاس تشریف لے جاتے تھے دوسرے لفظوں میں کہہ دیا جائے کہ امام باقرؑ نعم البدل کرتے تھے اور رسول خداؐ کے بوڑھے اور آخری صحابی کا دیدار کرنے کے لیے خود ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

اپنوں سے اذیت

امتحانات کی قسموں میں سے ایک قسم قریبی رشتہ دارں سے مصیبتوں کا جھیلنا اور اسکا برداشت کرنا ہے اور اس امتحان میں سب سے زیادہ اس دنیا میں ستائے جانے والے فخر بشر سید کائنات حضرت رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہیں اپنی بعض بیویوں سے بہت کچھ جھیلنا پڑا اس کے بعد یہ مرحلہ امام حسن علیہ السلام تک پہنچا جنہیں نہ گھر سے باہر اپنے پرایوں سے چین ملا نہ گھر کے اندر اپنوں سے چین نصیب ہوا، تفصیل کا موقع نہیں ہے یہ سلسلہ نبیوں میں بھی رہا ہے حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ نے بھی یہ تکلیفیں برداشت کی ہیں جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا کیونکہ قرآن پر سب کا ایمان ہے اسی طرح خاتم المرسلینؐ نے بھی تکلیفیں برداشت کی ہیں کم از کم دو بیویوں کے دل تیڑھے ہونے کا ذکر قرآن نے کر دیا ہے جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا ہے اور پیچھے جایئے تو حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کا چچازاد بھائی تھا قارون، بڑا پیسے والا تھا، ثروت مندوں کے لیے قارون ضرب المثل بن گیا تھا، اس کی خباثت ملاحظہ ہو اس سے پہلے ایک بات بیان کرتا چلوں قطب راوندی نے خرائج میں آخری باب میں آخری فصل کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے "ان موسیٰ بن عمر ان کان مبتلی بابن عمہٖ قارون کما ان القائم المھدی(ع) کان مبتلی بعمہ جعفر الکذاب" کہ حضرت موسیٰؑ اپنے چچیرے بھائی کے شر و عذاب میں مبتلا تھے اور حضرت امام مہدیؑ اپنے چچا کے شر و ظلم کا شکار تھے لیکن اللہ نے ان دونوں بزرگواروں کو بچالیا اور دونوں ظالموں کا منہ کالا کیا۔

https://downloadshiabooks.com/

روایت کہتی ہے کہ قارون نے ایک خوبصورت عورت کو ایک لاکھ چاندی کے سکے دئے کہ جب میں خوب سج دھج کر مجمع بنی اسرائیل میں آؤں اور موسیٰ بھی ہوں تم سب کے سامنے کہنا کہ موسیٰ نے مجھے اپنے ساتھ منہ کالا کرنے کی دعوت دی تھی، وہ عورت وعدہ کے مطابق مجمع میں حاضر ہوئی حضرت موسیٰ بھی ہیں اور قارون بھی اپنی نخوت و تکبر کے ساتھ بہت زیادہ آرائش و زینت کے ساتھ بنی اسرائیل کے مجمع میں حاضر ہے وہ عورت آگے بڑھی اور بولی "یَا مُوسیٰ ! قَارون اَعطَانِی مأۃَ الفِ درھمٍ عَلَی اَن اَقُومَ فِی بَنِی اِسرَائِیلَ فَاَقُولَ لَھُم اَنَّکَ دَعَوتَنِی اِلی نَفسِکَ و معاذاللہ "اے موسی ! قارون نے مجھے ایک لاکھ چاندی کے سکے صرف اس لیے دیئے ہیں کہ میں آپ کو بنی اسرائیل کے مجمع میں بدنام کروں اے نبی اللہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں کیا خوب کہاوت ہے " جسے خدا رکھے اسے کون چکھے "۔

قطب راوندی کہتے ہیں کہ ٹھیک اسی طرح اللہ نے جعفر کذاب کے شر سے امام مہدیؑ کو محفوظ رکھا بلکہ اللہ نے جعفر کذاب کے دل میں عمر کے لحاظ سے چھوٹے سے امام کا خوف اس طرح بیٹھادیا کہ جب امام مہدیؑ نے چچا کا دامن کھینچ کر اپنے بابا کے جنازے سے ہٹایا اور خود نماز جنازہ پڑھائی ہے۔اور اس سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے جارہے تھے تو جعفر کذاب اس قدر مبھوت تھے کہ دیکھنے کے لائق منظر تھا قطب راوندی کہتے ہیں بقی جعفر الکذاب مبھوتا متحیرا لایتکلم [1]، اس قدر ششدر تھے کہ آواز تک نہیں نکل رہی تھی اور جب تک امام مہدیؑ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئے جعفر کذاب ایک لفظ بھی نہیں بول سکے۔

سب سے پہلے جسے اپنے قریب ترین رشتہ دار سے مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا وہ حضرت ہابیل تھے پھر اس کے بعد حضرت شیث علیہ السلام، ہابیل کو قتل کرنے کے بعد قابیل پہاڑوں پر

(1) الخرائج والجرائح: ص ۹۴۰۔

https://downloadshiabooks.com/

بھاگ گیااور وہیں زندگی بسر کر رہا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی رحلت کے بعد وہ حضرت شیثؑ کے پاس پہنچااور بولا سنو اگر تم نے جانشینی و خلافت کا اظہار کیا تو میں تمہیں اسی طرح مار ڈالوں گا جس طرح میں نے ہابیل کو مار ڈالا تھا میں بڑا ہوں میں اپنے باپ کا جانشین ہوں۔

قطب راوندی نے لکھا ہے كَانَ الاَمرُ وَالنَّهيُ فِي الظَّاهِرِ اَلىٰ قَابِيلَ،[1] حضرت آدمؑ کے بعد جس کی قیادت و سربراھی ظاہری طور پر سکہ جاری تھااور جس کا دستور واحکام چلتا تھاوہ قابیل تھا بالکل ابو بکر کی طرح اس کی چلتی تھی حضرت آدمؑ کے اصلی جانشین بھلے ہی حضرت شیث علیہ السلام تھے لیکن جب تک قابیل زندہ تھا حضرت شیث علیہ السلام خاموش تھے اپنی جانشینی کا اعلان نہیں کر سکتے تھے لیکن جب قابیل فی النار ہواتب حضرت شیث علیہ السلام نے اعلانیہ طور پر اپنی خلافت و جانشینی کا اظہار فرمایا۔

حرام میں شفاء نہیں ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام کے معتبر صحابی ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ کی خدمت میں ام خالد عبدیہ تشریف لائیں اور انھوں نے آکر امامؑ سے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کبھی کبھی میرے شکم میں گڑ گڑاہٹ ہوتی ہے (اور پھر انھوں نے عورتوں کی بعض بیماریوں کے بارے میں سوال کیااور بولیں) مجھ سے عراق کے طبیبوں نے کہاہے کہ ستو میں نبیذ یعنی شراب ملا کر کھاؤں پیوں تو شکم کی آواز اور گڑ گڑاہٹ ختم ہو جائے گی اس کے بعد وہ کہتی ہیں کہ "وَقَدْ وَقَفتُ وَ عَرَفتُ كَرَاهتَكَ لَهُ فَاَحبَبتُ أَن اَسئَلَكَ عَن ذَلِكَ" لیکن مولا میں آپؑ کے سلسلہ میں یہ سن چکی ہوں اور جانتی ہوں کہ آپؑ نبیذ سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے نوش کرنے سے منع کرتے ہیں لہذا میں آپؑ سے اس

(1) الخرائج والجرائح: ص ۹۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

بارے سوال کرنے آئی ہوں کہ کیا میں بطور دوا ستو میں تھوڑا سا نبیذ ملا کر تناول کر سکتی ہوں ؟ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے ام خالد عبدیہ کو صریحی جواب دینے سے پہلے سوالیہ انداز میں گفتگو کی اور پوچھا "وَمَا يَمْنَعُكِ عَنْ شُرْبِهِ؟" اے ام خالد تمہیں اس کے پینے سے کس چیز نے روک رکھا ہے ؟ یہ سوال امامؑ نے کیوں کیا اور کیا پیغام اپنے شیعوں کو دینا چاہتے ہیں قابل غور ہے، ام خالد عبدیہ کو امامؑ سے اس طرح کے کلام کی توقع نہیں تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نبیذ حرام ہے اور آج امامؑ کہہ رہے ہیں کہ تمہیں اس کے پینے سے کس چیز نے منع کر رکھا ہے لہذا وہ بولیں "قَد قلّدتُكَ دینی فالقی اللہ عزوجل حین القاہ فاخبرہ ان جعفر بن محمد علیہما السلام امرنی و نہانی" اے امامؑ میں نے اپنے دین و ایمان کو آپؑ کے ذمہ ڈال دیا ہے میرے اعمال و کردار کا دار و مدار آپؑ کے فرامین ہیں میں اللہ کی بارگاہ میں جب حاضر ہوں گی تو یہ کہہ دوں گی کہ جعفر بن محمد علیہما السلام نے مجھے شراب پینے سے منع بھی کیا اور حکم بھی دیا ہے کہ میں شراب پیوں، یہ کلمات ام خالد عبدیہ نے کچھ اسطرح سے جذبات و احساسات کے ساتھ ادا کئے تھے کہ امام علیہ السلام داد تحسین دیتے ہوئے بزم میں موجود ابو بصیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو محمد کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ یہ عورت کیسے کیسے مسائل دریافت کر رہی ہے اور یہ عورت اپنے دین و شریعت کے بارے میں کتنی محتاط ہے ؟ اور احکام شرعی کے بارے میں کس طرح سوال کر رہی ہے ؟

ان کلمات کے بعد امام علیہ السلام پھر ام خالد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اصل جواب اور حقیقی حکم سے ام خالد کو آگاہ فرماتے ہیں : امام علیہ السلام فرماتے ہیں : لَا وَاللہِ لَا آذن لَكِ فِي قطرةٍ منهُ وَلَا تَذُوقِي مِنهُ قَطرةً نہیں میں تمہیں ایک قطرے کی بھی اجازت نہیں دے سکتا اور خبردار نبیذ کا ایک قطرہ بھی کبھی مت چکھنا امامؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ علماء عراق نے جو تمہیں حکم دیا ہے وہ بطور دوا استعمال کرنے کا حکم دیا ہے لہذا تم دوا کے طور پر استعمال کرو، نہیں بلکہ امام جعفر

https://downloadshiabooks.com/

صادقؑ نے فرمایا خدا کی قسم ایک قطرہ کی بھی اجازت نہیں ہے اور خبردار کبھی ایک قطرہ بھی نہ چکھنا اس کے بعد آپؑ نے ایک کلی ضابطہ اور فیصلہ کن فرمان جاری کرتے ہوئے تمام چاہنے والوں کو خبردار کیا ہے کہ شراب کو کبھی منہ نہ لگائیں اور اگر دکھ، درد اور بیماری میں بھی شراب سے محفوظ رہیں گے تو اس کا فائدہ موت کے وقت ظاہر ہوگا امامؑ نے فرمایا: لَاتَذُوقِي مِنهُ قَطرةً فإنّما تَندِمِينَ اذا بَلغَت نفسُكِ هاهنا و أومأ بيده الىٰ حنجرته۔ خبردار ایک قطرہ بھی شراب نہ چکھنا کہ جان کنی کے وقت تمہیں پچھتانا پڑے گا اور امام علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا[1]۔

زید شہیدؑ کا نظریہ

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ مطلق طور پر جو مظلوم قتل ہو اس کے ولی کو اس کے قاتل پر سلطنت حاصل ہو جاتی ہے، وہ چاہے تو اسے معاف کر دے یا اس سے قصاص لے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ولی الدم حضرت امام مہدی صاحب زمان علیہ السلام ہیں لہذا جو جو بھی ان کے قتل میں شریک ہوا ہے، حتی رضایت و خشنودی کا اظہار کر کے شریک قتل امام حسین علیہ السلام ہوا ہے، ان سب سے انتقام لیا جائے گا اور ان سب کو امام زمان علیہ السلام قتل کریں گے اور اس مطلب پر احادیث بھی موجود ہیں جو ہمارے اس دعوے کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں جناب زید شہید کا نظریہ بہت دل چسپ ہے، اور یقیناً انھوں نے اپنے باپ امام سجاد علیہ السلام سے یا بھائی امام باقر علیہ السلام سے یا پھر اپنے بھتیجے امام صادق علیہ السلام سے اخذ فرمایا ہے، زید شہید فرماتے ہیں: المنتظر من ولد الحسين بن علی علیه السلام فی ذرية الحسين عليه السلام و عقب الحسين عليه السلام و هو المظلوم الذی قال الله " و من قتل مظلوماً

(1) الکافی ج ۶، ۴۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

فقد جعلنا لولیه سلطاناً "...آیت کریمہ میں مظلوم سے مراد امام حسین علیہ السلام ہیں پھر سلطان اور ولی الدم کی تفسیر کرتے ہوئے زید شہید فرماتے ہیں: سلطانه فی حجته علی جمیع من خلق الله تعالی یعنی صرف قاتل یا قاتلین پر سلطنت نہیں ہو گی۔ بلکہ اللہ نے امام زمان علیہ السلام کو تمام خلائق پر حجت بنایا ہے سب پر سلطنت عطاء فرمائی ہے، لہذا نہ صرف انسانوں کو بلکہ کائنات کی کوئی بھی شئ جو کہ قتل حسینؑ سے راضی ہوئی ہو اُسے فنا کرنے کا امام کو حق حاصل ہو گا۔

جناب زید فرماتے ہیں کہ اللہ نے سلطان قرار دیا ہے، اور کس شئ پر؟ یہ بیان نہیں کیا ہے جس کا مطلب، مطلق سلطنت، تمام "ما سوی الله" پر حاصل ہے، اس لئے وہ فرماتے ہیں حتی یکون الحجة علی الناس ولایکون لاحد علیه حجة امام زمان کو ہر انسان (ہر مخلوق) پر حجت و سلطنت حاصل ہو گی اور کسی غیر کو آپ کے اوپر حجت و سلطنت حاصل نہیں ہو گی[1]۔

منصور، قرآنی نام

یہ دنیا ایک دن فنا ہو گی لیکن اس کی فنا و ہلاکت، قاتلان امام حسین علیہ السلام سے انتقام پر رکی ہوئی ہے جب تک خون امام حسین علیہ السلام کا انتقام نہیں لیا جائے گا تب تک یہ دنیا باقی رہے گی، امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں انتقام لینے والا ذریت حسینؑ سے اور ان کا ولی الدم ہونا چاہئے اسی لیے جب امام باقر علیہ السلام سے حمران نے پوچھا یابن رسول الله "زعم ولد الحسن علیه السلام ان القائم منه و انهم اصحاب الامر و یزعم ولد ابن الحنفیة مثل ذلك فقال رحم الله عمی الحسن علیه السلام ... نحن و الله اصحاب الامر و فینا القائم و منّا السفاح و المنصور و قد قال الله تعالیٰ "ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا " نحن اولیاء الحسین بن علی علیهما السلام و علیٰ

(1) غیبت الطوسی ص ۱۱۵۔

https://downloadshiabooks.com/

دینه "[1] کہ مولی ہم سُن رہے ہیں کہ اولاد امام حسن علیہ السلام اپنے کو ولی الدم کہہ رہے ہیں ،اسی طرح اولاد محمد حنفیہ اپنے کو ولی الدم کہہ رہے ہیں ،تو امام باقر علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام پر رحمت کی دعا کی اور پھر فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے ولی الدم صرف ہم ہیں نہ اولاد امام حسن علیہ السلام اور نہ اولاد محمد حنفیہ۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: سمّی الله المهدیّ المنصورَ کما سمّی احمدَ و محمد محموداً و کما سمّی عیسیٰ المسیح [2] ہم میں سے ایک امام ایسا ہوگا جس کا نام اللہ نے قرآن میں ''منصور''قرار دیا ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح اللہ نے احمد اور محمد کا نام قرآن میں ''محمود''اور حضرت عیسیٰؑ کا نام قرآن میں ''مسیح''قرار دیا ہے یعنی مسیح، محمد اور منصور ان تین ذوات مقدسہ کے نام ''قرآنی نام''ہیں۔

نام لینے کا جواز یا عدم جواز!

رعاية الادب بالنسبة الیٰ ذکره بان لا یذکره المومن الا بالقاب الشریفة المبارکة مثل الحجة و القائم و المهدی و صاحب الامر و اصاحب الزمان و غیره و ترك التصریح باسمه الشریف الاصلی و هو اسم رسول الله صلی الله علیه و آله

اگر آخری امام کے نام کا لینا ممنوع ہے، جیسا کہ متعدد روایات میں منع کیا گیا ہے تو کیا

(1) تفسیر عیاشی۔

(2) تفسیر فرات ص۱۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

مشہور و معروف حدیث (اَوّلُنَا مُحَمَّدٌ وَ اَوسَطُنَا مُحمدٌ وَ آخِرُنَا مُحمدٌ وَکُلنَا مُحمدٌ[1]) کے تحت امام مہدی علیہ السلام کا نام نامی زبان پہ نہیں آتا، "و آخرنا محمد" کے ذریعہ حجت آخر کا نام تو زبان پر جاری ہو گیا نا پھر اس روایت کا کیا جواب ممکن ہے؟

جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ذریعہ امام مہدی علیہ السلام کا اصلی نام نہیں لیا جارہا ہے ،بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارا اول و آخر اور وسط بلکہ ہر ایک پسندیدہ خصال، محمود صفات اور مدح و ستائش کا حامل ہے ہر ایک خُلق و خَلق میں محبوب خدا و محبوب الناس ہے ہم سب کے سب محمد ہیں یعنی ہم سب کے سب لائق صد شکر و ستائش ہیں ہمارا اول جو خوبیاں و اچھائیاں رکھتا ہے اس کا مالک وسط بھی ہے اور آخر بھی ہے بلکہ ہم سب فضل و کمال میں برابر ہیں۔

مذکورہ مشہور روایت کے ذریعہ یہ بتلانا مقصود نہیں ہے کہ پہلے کا نام محمد ہے وسط کا نام محمد ہے آخر کا نام محمد ہے اور سب کا نام محمد ہے نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم سب محمود الصفات و الکمالات ہیں اس معنی کی دلیل اور نام سے تعلق نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر نام مقصود ہوتا تو کہہ دیا جاتا کہ اول محمد ہے آخر محمد ہے وسط محمد ہے پھر کلنا محمد کہنے کی ضرورت نہیں تھی اس کلنا محمد کے ذریعہ سمجھایا جارہا ہے کہ ہم حمد و مدح اور ستائش و محامد میں ایک جیسے ہیں نام بیان کرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کلنا محمد کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی یا یہ مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ سیاق حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہم سب علم و عصمت اور دوسروں پر فضیلت رکھنے اور واجب الاطاعت ہونے میں ایک جیسے ہیں۔

خفاء ولادت و غیبت ذات:

(1) بحار الانوار: ج ۲۵۔

https://downloadshiabooks.com/

امام امیر المومنین علیہ السلام سے وارد روایت میں ذکر ہوا ہے کہ زمانۂ غیبت امام مہدی علیہ السلام طولانی ہوگا جس میں شیعیان امام علی علیہ السلام بغیر چرواہے کے غلہ کی طرح ہو جائیں گے انہیں چراگاہ نہیں ملے گی اس دور میں ہمارے جن چاہنے والوں میں دینداری باقی رہے گی اور زمانۂ غیبت کے طولانی ہونے سے جن کا دل سخت نہیں ہوگا وہ بروز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوں گے اور پھر امام علی علیہ السلام نے غیبت امام علیہ السلام اور خفاء ولادت کی وجہ ذکر فرمائی ہے ارشاد ہوا "اِنّ القَائِمَ مَنّا اِذَا قَامَ لَم یَکُن لِاَحدٍ فِی عُنُقِهِ بیعةٌ فَلِذَالِكَ تَخفَی وِلَادَتُهٗ وَیغیب شخصُهٗ"[1] جب ہمارے قائم قیام فرمائیں گے تو ان کی گردن پر کسی بھی حاکم کی بیعت نہ ہوگی اس لئے کہ ان کی ولادت مخفیانہ ہوگی اور جسم امام بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگا " جسم امام مہدیؑ، بدن حجت خدا ہمیں اس لئے دیکھائی نہیں پڑتا کہ ہم سے کوئی خطاء ہوئی ہے؟ امامؑ کا دیدار اور ان کی ولادت کا اخفاء ہماری وجہ سے نہیں ہے بلکہ آپؑ کی گردن میں کسی باغی طاغی حاکم کی بیعت نہ ہو اور آپؑ آزاد رہیں اس لئے غائب ہیں۔

امام علی علیہ السلام نے حکام جور کی بیعت نہیں کی تھی لیکن ان کے دور میں ظاہر بالظاہر ہونے کے باعث آپ پابندِ دستور حکام تھے اگرچہ آپ نے انکے ہاتھوں پر بیعت نہیں کی تھی لیکن پھر بھی گویا ان کی گردن میں حکام جور کی بیعت تھی اسی لئے ہر امامؑ اپنے دور کے حاکم کے دستور اور حکومتی فرامین کے پابند تھے گویا ان کی بیعت میں تھے اگرچہ کسی بھی امام نے کسی بھی حکام کی بیعت نہیں کی ہے لیکن ہمارے زمانے کے امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی گردن پر ایسی ظاہری بیعت بھی نہیں ہے کیونکہ آپؑ کسی حاکم کے دستور کے پابند نہیں ہیں اور پابند کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ ظاہر بالظاہر ان کے قلمرو میں سکونت پزیر نہیں ہیں بلکہ اللہ نے ان کے لئے اسباب زندگی فراہم کئے ہیں۔ اور وہ اسی روئے زمین پر رہ کر لنگر کائنات بنے ہوئے ہیں۔

(1) کمال الدین و تمام النعمت صفحہ ۳۰۳۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر علیہ السلام سے امام کے صحابی حسین بن علوان کلبی نے وہب بن منبہ کی ایک روایت بیان کی تو امام نے تائید فرمائی، روایت یہ تھی کہ جس وقت جناب موسی علیہ السلام کو کوہ طور پر اللہ سے گفتگو کرنے کا موقع ملا تھا اور آپ کلیم اللہ بنے اس روز کوہ طور پر موجود کوئی بھی درخت یا پودا ایسا نہیں تھا جو حضرت محمد وآل محمد علیہم السلام کے ذکر میں مصروف نہ ہو۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰؑ نے محمد وآل محمد علیہم السلام کی خدا کے نزدیک کتنی عظمت و منزلت ہے اس کا سوال کر لیا!

کتاب کافی میں امام مہدی علیہ السلام کا نام لینے کے بارے میں چار حدیثیں ذکر ہوئی ہیں۔ بعض علماء نے مطلقا حرام قرار دیا ہے، لیکن اگر نام کی تقطیع کر لی جائے، یعنی م ح م د کہا جائے تو حرمت سے خارج ہو جاتا ہے۔

دوسرے بعض علماء کا ماننا ہے کہ وقت خوف نام لینا حرام ہے۔ یہ خوف کسی شیعہ پر ہو یا خود امام پر اس نظریہ کے قائل متاخرین و متقدمین میں کافی لوگ ہیں۔ اور اکثر روایات کی نص اسی مطلب کو بیان کرتی ہے۔ جناب شیخ صدوقؒ کی کتاب اکمال کے اکثر نسخوں میں نام مبارک مُقطّع ذکر ہوا ہے۔ جناب شیخ صدوق نے پوری بحث کے آخر میں فرمایا ہے میں نہی کا قائل ہوں لیکن وہ مطلق نہی کے قائل نہیں ہیں، کیونکہ کتاب الاعتقادات میں آپ نے صریحی طور پر امام کا نام لیا ہے، جس سے پتا چلتا ہے کہ شیخ صدوق مطلق تحریم کے قائل نہیں تھے۔ بصورت مقطع م ح م د نام لینے کے جواز کے قائل تھے۔

محمد بن عبد علی البحرانی حلّیت کے قائل ضرور ہیں مگر مقام تقیہ نہ ہو، نہ امام کے لئے مضر ہو اور نہ ہی ان کے شیعوں کے لئے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ بعض روایات میں علّت عدم حلیت بیان کی گئی ہے جس سے جواز کا پتہ چلتا ہے یعنی مذکورہ وجہ نہ ہو تو نام لیا جا سکتا ہے۔ اور

https://downloadshiabooks.com/

جناب شیخ بہائی نے پورا ایک کتابچہ لکھ ڈالا ہے شرعۃ التسمیۃ کی رد میں اور وہ جواز کے قائل ہوئے ہیں۔

علامہ طبرسی صاحب اعلام الوریٰ اور شیخ مفیدؒ کتاب ارشاد میں فرماتے ہیں (اِنَّہٗ ھُو المُسَمّیٰ بِاسمِ رَسولِ اللہِ والمکنی بکنیتہ) جناب اربلی صاحب کتاب کشف الغمہ نے صاحب ارشاد اور صاحب اعلام کے اس بیان پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ ان لوگوں نے مسّمی والمکنی کے ذریعہ نام لے لیا ہے۔ پھر صاحب کشف الغمہ فرماتے ہیں کہ ممانعت حالت تقیہ وخوف میں تھی اما الان فلا۔ لیکن موجودہ دور غیبت کبریٰ میں حرام نہیں ہے۔ علامہ طبرسی نے اعلام میں فرمایا ہے۔(وَکَانَتِ الشیعۃُ فِی غَیبَتِہِ الأُولیٰ تَعتَبر عَنہُ وَعَن غَیبِتَہِ بالنَّاحِیۃِ المُقدَّسۃِ) "یعنی شیعہ حضرات، امام زمان علیہ السلام کی غیبت اولیٰ (صغریٰ) میں امام کا نام لینے کے بجائے "ناحیہ مقدسہ" کے عنوان سے یاد کرتے تھے"۔

ہم کیا نہیں جانتے؟

حضرت زید شہید فرزند امام سجاد علیہ السلام کا بیان ہے کہ حضرت امیر لمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ میں کسی دن تب تک تکیہ پر سر نہیں رکھتا تھا جب تک کہ جان نہیں لیتا تھا کہ رسول خداؐ پر جبرئیل آج کون سا حلال یا حرام، سنت، امر یا نہی لیکر نازل ہوئے ہیں کون سی آیت کس شئ یا کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول خداؐ سے اسے سیکھ نہیں لیتا تھا۔ اور دوسرے دن کا سورج نہیں نکلتا تھا مگر یہ کہ سابقہ دن نازل ہونے والے احکام وفرامین سے آگاہ ہو جایا کرتا تھا۔

جناب زید شہید سے اس روایت کے سننے والے جناب ابو خالد واسطی کا بیان ہے کہ میں

https://downloadshiabooks.com/

اور میرے ساتھی وہاں سے اٹھے اور معتزلہ کے پاس آئے، اور ان کے درمیان جناب زید شہید کی بیان کردہ حدیث علوی اور علم ودانش مرتضوی کا چرچا کیا، تو ان میں سے ایک بولا: یہ تو بہت بھاری دعویٰ ہے اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے یعنی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہمیشہ ہر بات کو رسول خداؐ سے سن کر اور سیکھ کر دم لیتے تھے جبکہ ایسا اتفاق بھی ہوتا تھا کہ کبھی نبیؐ نہیں ہیں تو کبھی علیؑ نہیں ہیں۔ تو پھر کیسے سارے علم ودانش رسولؐ سے سیکھ سکتے ہیں؟

ابو خالد واسطی کا بیان ہے کہ میں اور میرے ساتھی وہاں سے اٹھے اور جناب زید شہید کے پاس آکر معتزلہ کا اعتراض بیان کر دیا، تو آپ نے فرمایا: جناب رسول خداؐ ان ایام کو گن کر رکھتے تھے، جتنے دن حضرت علیؑ اور آنحضرتؐ کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی ہوتی تھی، اور جب ملاقات ہوتی تھی تو جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ اے علیؑ فلاں فلاں دن میرے اوپر فلاں فلاں احکام وفرامین نازل ہوئے ہیں اور پھر آپؐ امام علیؑ سے اس آخری دن جس دن ملاقات ہوئی ہے، اس دن تک کے تمام احکام وسنن اور وحی و الھام اور علم ودانش کو مولیٰ امیرؑ سے بیان کر دیتے تھے۔ اور کسی ایک گوشہ کو بھی آپؑ سے مخفی نہیں رکھتے تھے۔

ابو خالد واسطی کہتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی اٹھے اور معتزلہ کے پاس دوبارہ آکر جناب زید شہید کی بیان کردہ تفصیل کو دہرا دیا۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصحاب ائمہ نہ صرف یہ کہ احکام وفرامین کو اچھی طرح سنتے تھے، بلکہ اس کی نشر واشاعت کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ اور اگر کسی اعتراض یا اشکال سے روبرو ہوتے تھے، تو وہ خود سے کوئی تاویل و توجیہ پیش کرنے کے بجائے، آکر اس کی وضاحت خود انہیں بزرگواروں سے طلب کرتے تھے، اور یہی نہیں بلکہ اعتراض کرنے والے تک اس کا جواب بھی پہنچاتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

بہر حال یہ حدیث حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے تمام علوم و معارف نبویؐ پر احاطہ کی ایک دلیل ہے۔اور علوم و معارف قرآنی کے ساتھ ساتھ آپؑ تمام علوم نبویؐ کے وارث اور جامع تھے۔

جناب زرارہ کے بھائی عبد الاعلی بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے، کہ جناب رسول خداؐ نے مجھے اس حال میں جنا ہے کہ میں تمام کتاب خدا کا علم رکھتا ہوں۔(قَدوَلَّدنِي رَسولُ اللهِ وَ اَنا أَعلَمُ کتابِ اللهِ [1]) امامؑ کے کلام سے آشکار ہے کہ آپؑ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں، کہ میں علوم و معارف قرآن کو لے کر پیدا ہوا ہوں، اور میں علوم و معارف رسالت مآبؐ کا وارث ہوں، حالانکہ امام جعفر صادق علیہ السلام کئی واسطہ سے رسول خداؐ کے فرزند ہیں، لیکن قَد وَلَّدنِي رَسولُ اللهِ کہہ کر یہ سمجھانا چاہتے ہیں، کہ سلسلۂ ہدایت و امامت میں رسول اللہؐ سے فاصلۂ زمنی ان کے علوم و معارف کا وارث ہونے میں مانع نہیں ہے۔ اس کے بعد امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں (فِيهِ بَدءُ الخلقِ وَ مَا هُو كَائِنٌ إلىٰ يَومِ القِيامَةِ) اور تمام فرزندان توحید و اہل قرآن جانتے ہیں، کہ قرآن مجید میں ابتداء خلق سے لیکر قیامت تک ہونے والے تمام امور و حوادث، واقعات اور خلقت و آفرینش کی تمام کیفیات کا ذکر موجود ہے، آسمانی خبریں قرآن میں ہیں، زمین کی باتیں قرآن میں ہیں، جنت و جہنم کا بیان قرآن میں ہے۔اب تک جو کچھ ہو چکا ہے وہ بھی قرآن میں ہے، اور آئندہ جو کچھ ہو گا وہ بھی قرآن میں ہے۔اور میں سارے علوم قرآن کو لیکر پیدا ہوا ہوں، لہذا سارے ماسبق و ما لحق، ماضی، حال و مستقبل سب کو جانتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھنا کہ مجھے آیتیں

(1) بصائر الدرجات: ص۱۹۷۔

https://downloadshiabooks.com/

پڑھ کر اس کے اندر گھنٹوں بیٹھ کر سوچنے اور غور و فکر کرنے اور استنباط و اجتھاد کر کے ان سب چیزوں کو جاننے کی ضرورت ہے، نہیں قرآن مجید میں ہر شئ کی تفصیل موجود ہے فِيهِ تبيانُ كُلّ شيءٍ اور میں ان تفصیلات کو قرآن میں اسی طرح مشاہدہ کر رہا ہوں أَعلمُ ذَالِكَ كَأَنّما أَنظُرُ إِلىٰ كَفّي جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اسی طرح قرآن مجید میں مذکور گزشتہ سے لیکر حال تک اور حال سے مستقبل تک بلکہ قیامت تک ہونے والے تمام امور و حوادث کو میں ایسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے واضح کر دیا کہ قرآن کے دعویٰ فِيهِ تبيان كلِّ شيءٍ کو ہلکے میں لینے والوں یا اسے مبالغہ سمجھنے والوں یا اس آیت سے عاجز ہو کر یہ کہنے والوں کہ اس قرآن میں کلیات بیان ہوئے ہیں، اشارے کنائے بیان ہوتے ہیں، تفصیلات نہیں ہیں، سنو نہ آیت قرآن جھوٹی ہو سکتی ہے، اور نہ صادق امام کا فرمان جھوٹا ہے۔ دید دید کا فرق ہوتا ہے تمہاری آنکھیں آیتیں حروف کلمات دیکھ رہی ہیں، ہم اہل بیت صاحبان قرآن، مخاطبین قرآن، محافظین قرآن اور اہل قرآن ہیں، اللہ نے اس کے اندر ہر شئ کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ اور میں جعفر صادقؑ ان تمام تفصیلات ماضی و حال اور مستقبل کو ویسے ہی دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

میں وارث قرآن، وارث علوم قرآن، وارث نبیؐ، وارث علوم نبیؐ ہوں، قیامت تک کی ہونے والی ہر شئ سے اسی طرح آگاہ ہوں جس طرح اپنی ہتھیلی سے آگاہ ہوں۔

عن سعد بن طريف عن ابن نباتة قال كان امير المومنين عليه السلام اذا وقف الرجل بين يديه قال يا فلان استعد و اعد نفسك ما تريد فانك تمرض في يوم كذا و كذا في ساعة كذا و كذا و سبب مرضك كذا و كذا و تموت في شهر كذا و كذا في يوم كذا و كذا ... قال سعد فقلت هذا الكلام

https://downloadshiabooks.com/

لابی جعفر علیه السلام فقال کان ذلك فقلت جعلت فداك کیف لا تقول انت و لا تخبرنا قال هذا باب اغلق الجواب فیه علی بن الحسین علیهما السلام حتی یقوم قائمنا[1]

سعد بن طریف، جناب اصبغ بن نباتہ سے روایات کرتے ہیں، کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی آپؑ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے بیٹھتا تھا یعنی آپؑ کا محب ہونے کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی پاس و لحاظ رکھتا تھا تو امام امیر المؤمنین علیہ السلام اُسے مخاطب قرار دیکر فرماتے تھے، اے فلاں! تیار ہو جاؤ اور اپنے آپ کو فلاں دن کے لئے آمادہ کر لو کہ تم فلاں بیماری میں مبتلا ہو کر فلاں مہینہ، فلاں دن، فلاں گھڑی مر جاؤ گے، اور اس طرح بیان کرنا امام علی علیہ السلام کے معمول میں شامل تھا۔

سعد بن طریف کہتے ہیں کہ یہ روایت میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے بیان کی اور اس کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنی چاہی کہ کیا واقعاً، امام امیر المؤمنین علیہ السلام ایسا کرتے تھے تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کَانَ ذَلِكَ، ہاں ایسا ہی تھا، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے بہت سے اپنے ساتھیوں کو ان کے جملہ حالات اور کیفیاتِ شہادت سے بالتفصیل آگاہ کر دیا تھا۔

سعد بن طریف نے فوراً کہا میرے مولیٰ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپؑ بھی امام ہیں سارے علوم و معارف علویؑ سے آگاہ ہیں، آپؑ کو بھی، ما کان، و مایکون کا علم ہے فَکَیفَ لَاتَقُولُ أَنْتَ پھر آپؑ کیوں نہیں اس طرح بیان کرتے اور ہم لوگوں کی موت کے سبب و وقت اور تمام امور کی خبر کیوں نہیں دیتے ؟فَلَا تُخْبِرُنَا فَنَستَعِدَّ لَهُ، اگر آپؑ بھی ہمیں اس طرح آگاہ

(1) بصائر الدرجات: ص ۷۳۔

https://downloadshiabooks.com/

فرمائیں تو ہم بھی اصحاب امام علی علیہ السلام کی طرح موت کے لئے بھر پور آمادہ ہو جائیں گے، اور ہم میں بھی جذبہ شہادت ولولہ خیز ہو جائے گا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: سنو یہ باب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بند کر دیا ہے، اور اس باب کو اب حضرت قائم علیہ السلام کھولیں گے، اور وہی مؤمنین کو ان کی موت سے پہلے اسباب موت اور وقت موت وغیرہ سے آگاہ کریں گے، ہم اماموں کو گیارہویں امام تک اجازت نہیں ہے کہ مؤمنین کو ان کی موت کی تفصیلات سے قبل از وقت آگاہ کریں، یہ سلسلہ امیر المؤمنینؑ سے لیکر امام زین العابدینؑ تک جاری تھا۔ لیکن مصلحت الٰہی کے تحت یہ سلسلہ امام سجاد علیہ السلام نے بند کر دیا ہے۔ اور اب یہ دروازہ قائم آل محمدؐ کھولیں گے اور ہر شخص کو اس کے مستقبل اور موت کی تفصیلات سے آگاہ کریں گے۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ ہے ہر امام معصوم ہر شخص کی زندگی کے تمام مراحل سے واقف ہوتا ہے، کب، کہاں، کیسے موت آئے گی جانتا ہے، لیکن منجانب اللہ یہ باب ظہور قائم آل محمدؐ تک بند ہے۔

چنندہ اصحاب کا ذکر

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مَا يَحْدُثُ فِيكُمْ حَدَثٌ إِلَّا عَلِمنا به قُلتُ وَ كَيْفَ ذَالِكَ ؟ قال: يَأْتِيْنَا به رَا كِبٌ يَضْرِبُ۔ علامہ کبیر مجلسی فرماتے ہیں کہ راکب سے مراد جنات ہو سکتے ہیں یا پھر یہ کلام ملائکہ کو بھی شامل ہو سکتا ہے۔ علامہ عبد الرحیم ربانی شیرازی نے بحار کی ۲۶ ویں جلد کی تصحیح و تحقیق کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس راکب سے مراد صرف جنات اور ملائکہ ہی نہیں بلکہ اس سے بھی عام معنی کا یہ کلمہ حامل ہے، اور راکب

https://downloadshiabooks.com/

سے مراد بادل، صوتی موجیں بلکہ تمام آسمانی قوتیں ہو سکتی ہیں[1]۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے مخاطبین کافی معرفت امام وامامت رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود معرفت امام وامامت میں کوئی حدِّ کمال تک نہیں پہنچا تھا، لہذا ہو سکتا ہے کہ اس سوال کے جواب میں امام علیہ السلام نے مخاطبین کے سمجھنے اور باور کرنے کے لحاظ سے رَاکِبٌ یَضْرِبُ کا لفظ استعمال کیا ہو ورنہ امام علیہ السلام کو ہمارے درمیان ہو رہے حوادث وواقعات کے ادراک کے لئے کسی وسیلہ کی احتیاج نہیں ہے ان بزرگواروں کی نگاہوں کے سامنے سارے افلاک، ہتھیلی پر نظر دوڑانے کے مانند ہیں اور کوئی شئ ان سے مخفی نہیں ہے۔

۲۔ ابان بن تغلب اور زیاد نامی اصحاب کے علاوہ دیگر لوگ بزم امام جعفر صادق علیہ السلام میں داخل ہوئے، اس وقت مولا امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ایک مالی وکیل جس کا تعلق کوفہ سے تھا، اور وہ امام کے اموال شیعیان کوفہ سے لے کر امامؑ کی خدمت میں پہنچاتا تھا، یا پھر امامؑ کے حکم سے غرباء ومساکین تک پہنچاتا تھا، امامؑ اس کو سرزنش فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے فلاں مال کو میرے حوالے کرو تم نے اسے لیا ہے تم نے اُسے اپنے امور میں صرف کر ڈالا ہے، اس وکیل مالی نے خدا کی قسم کھا کر کہا میں نے مال نہیں لیا ہے، اور اپنے اوپر صرف نہیں کیا ہے، اس نے پھر قسم کھا کر کہا کہ ہاں میں نے نہیں لیا ہے، میں نے آپ کا مال اپنے اوپر صرف نہیں کیا ہے۔ اور بار بار امامؑ فرمارہے تھے کہ تم نے لیا ہے اور اپنے اوپر صرف کیا ہے، جب ابان اور زیاد وغیرہ بزم میں مستقر ہو گئے، تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اَنتَ یَا اَبَانُ وَ اَنتَ یَا زِیَادُ اَمَا وَاللّٰہِ لَو کُنتُمَا اُمنَاءَ اللّٰہِ وَ خَلِیفَتَہ فِی اَرضِہِ و حُجَّتَہ عَلٰی خَلقِہِ مَا خَفِیَ عَلَیکُمَا مَا

(1) بصائر الدرجات: ص ۱۱۷۔ بحار الانوار، ج ۲۶ ص ۱۵۱۔

https://downloadshiabooks.com/

صَنَعَ بِالمَالِ[1] اے ابان بن تغلب تم، اے زیاد تم، خدا کی قسم اگر اللہ کے امین اور روئے زمین پر اس کے خلیفہ اور اس کی مخلوقات پر حجت ہوتے تو تم دونوں پر بھی مخفی نہ ہوتا کہ اس شخص نے مال کے ساتھ کیا کیا ہے۔ بس یہ سنتا تھا کہ وہ کوفی (مال امام کا وکیل) فوراً اپنی ڈھٹھائی کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے شرمندہ ہو کر بول پڑا مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں نے ہی آپ کا مال اپنے اوپر صرف کیا ہے۔

۳۔ جناب ہشام بن حکم نوجوانی سے ہی علم دوست اور خاص طور پر علم کلام میں مہارت حاصل کر رہے تھے اور بے شمار اقوال متکلمین سے آگاہ تھے، کچھ اقوال کو وہ صحیح سمجھتے تھے اور کچھ کی غلطیوں سے آگاہ تھے، وہ یکایک زبردست مناظر نہیں بن گئے تھے، محنت و مشقتِ تعلیم اور بزمِ امام صادق علیہ السلام سے بے پناہ استفادہ کرنے کے باعث کم عمری میں ہی ناقابل شکست دانشمند بن گئے تھے، اور امام جعفر صادق علیہ السلام انھیں اپنے جید اصحاب، بزرگ اصحاب، سن رسیدہ اصحاب غرض کی دیگر دانشمندوں پر فوقیت دیتے تھے، یقیناً ان کی علمی صلاحیتوں کا چرچا اور ان کی محنتیں رنگ لائی تھیں، یہ سب کچھ چند روز میں نہیں ہوا بلکہ درِ امام جعفر صادق علیہ السلام پر حاضری کے علاوہ خود کی محنت بھی تھی، وہ علم کلام میں پہلے سے کافی مطالعہ رکھتے تھے، اور بزرگان علم کلام کے اقوال سے واقف تھے، ہشام خود بیان کرتے ہیں کہ میدان منیٰ میں مجھ ہشام بن حکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ۵۰۰ کلامی نظریات اور آراء و اقوال کے متعلق سوال کیا ہے۔ اور ہر رائی و نظریہ کے سلسلہ میں جو نہی میں یہ کہتا تھا، کہ علماء کلام اس سلسلہ میں یہ یہ کہتے ہیں اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے یہ یہ کہو اور اس رائے و نظریہ کا بھرپور جواب مرحمت فرما دیتے تھے، مجھے حیرت ہوئی تو میں نے امام جعفر صادق

(1) بصائر الدرجات: ص ۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام سے عرض کیا: جُعِلتُ فِدَاكَ،هَذَا الحَلَالُ وَالحَرَامُ وَ القُرآنُ؛أَعلَمُ اَنَّكَ صَاحِبُهُ وَ أَعْلَمُ النَّاسُ بِهِ!وَ هَذَا هُوَ الكَلَامُ ؟! میں آپ کے اوپر قربان جاؤں مولا جہاں تک حلال و حرام محمدیؐ اور قرآنی آیات کی تفسیر وتاؤیل کا مسئلہ ہے تو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ ہی صاحب قرآن اور صاحبِ بیان حلال و حرام ہیں اور سارے لوگوں سے زیادہ آپ ہی حلال و حرام محمدیؐ اور قرآنی تفسیر سے واقف ہیں، لیکن مولا یہ تو علم کلام ہے اور اس کے تو بے پناہ شعبہ جات، اقوال و نظریات ہیں ان گونا گون آراء کا علم آپ نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اور آپؑ کس طرح ان سب کے نظریات کو باطل ولاجواب کرتے چلے جارہے ہیں، اور ہر نظریہ کا توڑ پیش کررہے ہیں؟ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ قرآنی علوم اور شریعت کے جملہ احکام سے واقفیت کے ساتھ آپ کو فلاسفہ اور حکماء و متکلمین کے آراء کا علم ہے اور آپ ان کے نظریات کو مدلل باطل کررہے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام بن حکم کو جواب دیا: وَ تَشُكُّ يَا هَشَامُ اے ہشام کیا تمہیں ہمارے علم و دانش میں شک ہے؟ اور اس سے پہلے کہ ہشام ہاں یا نہیں میں جواب دیتے مولا جعفر صادق علیہ السلام نے موقع دئے بغیر ایک کلی ضابطہ اور قانون تمام پڑھے لکھے اصحاب کے درمیان بیان کردیا جس پر ہمیں بھرپور یقین ہونا چاہیے، اور اہل بیتؑ کی محبت کا دم بھرنے والے ہر شخص کا ایمان ہونا چاہیئے امام صادقؑ فرماتے ہیں: مَنْ شَكَّ اَنَّ اللهَ يَحْتَجُّ عَلٰى خَلْقِهِ بِحُجَّةٍ لَا يَكُوْنُ عِنْدَهٗ كُلُّ مَا يَحْتَاجُوْنَ اِلَيهِ، فَقَدْ اِفْتَرٰى عَلَى اللهِ [1] جو اس امر میں شک کرے کہ خداوند متعال اپنی خلائق میں کسی ایسے حجت کی ذریعہ احتجاج کرے گا کہ جس کے پاس لوگوں اور خلائق کی ضرورتوں کا سارا علم نہ ہو، وہ اللہ پر افتراء پردرازی کا مرتکب ہوا ہے۔

خداوند متعال کسی ایسی ذات کو حجت قرار ہی نہیں دے سکتا، جس کے پاس تمام خلائق

(1) بصائر الدرجات: ص ۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

(کہ جس میں متکلمین، فلاسفہ، حکماء، فقہاء سب شامل ہیں) کی ضرورت ومایحتاج ساری چیزوں کا علم، سارے سوالوں کا جواب، سارے نظریات وآراء کا علم اور ساری علمی گتھیوں کے سلجھاؤ کا علم نہ ہو، خداوند متعال بروز قیامت یہ احتجاج کرے گا کہ کیا میں نے تمہارے درمیان اپنی حجت قائم نہیں کی تھی اور پھر ہر ایک لاجواب ہو جائے گا۔

۴۔اسی لئے امام جعفر صادق علیہ السلام ایک اور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللهَ أَحْكَمُ وَ اَكْرَمُ وَ أَجَلُّ وَ أَعْظَمُ وَ أَعْدَلُ مِنْ اَن يَحْتَجَّ بِحُجَّةٍ ثُمَّ يُغَيِّبُ عَنْهُ شَيْئًا مِنْ اَمُوْرِهِمْ [1]،

مفہومی ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ خدا کی حکمت و فیصلہ پر حرف آجائے گا، خدا کے فضل و کرم میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے، خدا کی عظمت و جلالت داؤں پر لگ جائے گی اور خدا کی عدالت وانصاف پر سوال اُٹھ جائے گا، اگر اس نے خلائق کی کسی بھی صنف کے سامنے ایسی حجت کے ذریعہ احتجاج کیا کہ جو خلائق کے کسی بھی امر، کسی بھی مسئلہ، کسی بھی قضیہ اور حاجت، علم و حکمت اور جملہ امور سے ناآگاہ ہو، ایسی ذات کو خداوند متعال بطور حجت قائم نہیں کر سکتا کہ جس سے کوئی شئ مخفی ہو ورنہ اسکے علم و حکمت، عدالت و عظمت پر حرف آجائے گا۔

زائر امام حسینؑ اور دعاء ائمہؑ

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والا مؤمن، حضرت امام زمان علیہ السلام کے ساتھ صلۂ محبت و نیکی قائم کرتا ہے۔ اور امام معصوم علیہ السلام کے ساتھ صلۂ نیکی قائم کرنے والا، ان سے رشتہ الفت کو مضبوط کرنے والا نہایت ہی پسندیدہ عمل انجام دیتا

(1) بصائر الدرجات: ص ۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔اور وہ امام زمان علیہ السلام کی توجہات کا مرکز بن جاتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والا در حقیقت تمام ائمہ علیہم السلام کے دلوں میں خوشی و مسرت ڈال دیتا ہے، جناب سیدہ علیہا السلام اور حضرت رسول خداؐ کے لئے خوشی کے اسباب فراہم کرتا ہے۔اور جوان بزرگواروں کو خوشی عطا کرے وہ کس قدر اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔اس کا اندازہ سوائے معصومینؑ کے اور کوئی نہیں لگا سکتا ہے۔

جناب مظلوم کربلا علیہ السلام کی زیارت کرنے والا معصومین علیہم السلام کی عام طور سے اور حضرت حجت علیہ السلام کی خاص طور سے دعاؤں میں شامل ہو جاتا ہے معاویہ ابن وہب حضرت امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا" یا معاویة لا تدع زیارة الحسین علیه السلام ... اما تحب ان یری الله شخصك و سوادك فی من یدعو له رسول الله صلی الله علیه و آله و علی و فاطمة و ائمة علیهم السلام ...[1]،اور اس کے حق میں ان بزرگواروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، نہ جانے کتنے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے نہ جانے کتنی بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات پاتا رہتا ہے،اور بری موت اور اجیرن زندگی سے محفوظ رہتا ہے۔

قال ابو عبد الله علیه السلام من اتی قبر ابی عبد الله علیه السلام فقد وصل رسول الله و وصلنا و حرمت غیبته و حرم لحمه علی النار و اعطاه بکل درهم الفقه عشرة آلاف مدینة له فی کتاب محفوظ ...[2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے جد امام حسین علیہ

(1) کامل الزیارات: ص۱۴۵۔

(2) کامل الزیارات: ص۱۵۷۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کی قبر پر آتا ہے وہ جناب رسول خداؐ اور ہم تمام ائمہؑ سے رشتہ مودت و محبت قائم کرتا ہے،اس کی غیبت حرام ہے اور اس کا گوشت آتش جہنم پر حرام ہے۔یہ تو طے ہے کہ ہر مؤمن کی غیبت حرام ہے، چاہے وہ زیارت حسینؑ کر سکا ہو یا نہ کر سکا ہو، لیکن زائر امام حسین علیہ السلام کی غیبت کرنے والے کا عذاب بہت بڑھ جاتا ہے، حرمتِ غیبتِ زائر حسینؑ میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حُرِمَ لَحْمُهُ عَلَى النَّارِ زائر امام حسین علیہ السلام کے اوپر آتش جہنم حرام ہے، یہ جملہ مکمل اطلاق رکھتا ہے نہ تو معرفت کی قید ہے اور نہ ہی آداب زیارت کے ساتھ زیارت کی قید ہے۔اور اتنا تو ہر مؤمن جانتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی اطاعت واجب ہے،اور یہی ادنیٰ معرفت ہے جس کے حامل بھی زائر ہوتے ہیں،اس روایت اور اس جیسی روایات سے واضح ہے کہ آتش جہنم زائر امام حسین علیہ السلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہے۔

زائر امام حسین علیہ السلام کی عظمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا ہے،زائر حسین علیہ السلام خوشنودی خدا حاصل کر لیتا ہے، کائنات کی برجستہ شخصیات، اشرفِ خلائق حضرت محمد مصطفیٰؐ، امام امیر المؤمنینؑ، وسیدہ عالمیان حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا کی دعاؤں میں شامل ہو جاتا ہے،اور ائمہ طاہرینؑ سب کے سب اس کے لئے دعا گو ہوتے ہیں،اور اس دعا کی شمولیت سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہاں ہماری دعائیں اور کہاں معصومین علیہم السلام کی دعائیں!

عبداللہ بن سنان نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپ کے اوپر قربان ہو جاؤں آپ کے پدر بزرگوار حج کے سلسلہ میں فرمایا کرتے تھے کہ يُحْسَبُ لَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ اَنْفَقَهُ اَلْفُ دِرْهَمٍ مومن حاجی، حج میں ہر ہر درہم کے بدلہ ہزار درہم خرچ کرنے کا ثواب پاتا ہے، یعنی اس کے نامۂ اعمال میں راہ حج میں خرچ کرنے والے ہر درہم کا حساب ۱۰۰۰

https://downloadshiabooks.com/

درہم لکھا جاتا ہے، تو مولا ذرا یہ بتا دیجئے کہ آپ کے جد نامدار حضرت سید الشہداء مظلوم کربلا امام حسینؑ کی زیارت کی راہ میں خرچ کرنے والے زائر کے ایک ایک درہم کے خرچ کا ثواب کتنا ہوگا؟ شاید عبد اللہ بن سنان کے ذہن میں یہ بات رہی ہو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام زیارت امام حسین علیہ السلام کی بڑی تاکید کرتے رہتے ہیں، ہو نہ ہو حج کے اجر و ثواب کی مانند زیارت امام حسین علیہ السلام کا بھی اجر و ثواب ہو لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یَا اَبنَ سِنان یُحسَبُ لَہٗ بِالدرھمِ اَلفُ وَ اَلفُ حَتّٰی عَدَّ عشرۃً اے فرزندِ سنان زیارت امام حسین علیہ السلام کی راہ میں ہر ہر درہم کے بدلے ہزار ہا ہزار درہم خرچ کرنے کا اجر و ثواب شمار کیا جائے گا، امام جعفر صادق علیہ السلام نے الف الف دس مرتبہ فرمایا یعنی حاجی کا ایک درہم ہزار درہم خرچ کرنے والے کا اجر رکھتا ہے جبکہ زائر کا ایک درہم دس ہزار درہم خرچ کرنے والے کا اجر و ثواب رکھتا ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ دس مرتبہ الف کہنے کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ بس دس ہزار برابر بلکہ یہ جملہ کثرت پر دلالت بھی ہو سکتی ہے، یعنی ایک درہم خرچ کرنے والے کا اجر ہزار ہا ہزار یعنی بے حساب اجر و ثواب کا مالک بنا دیتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عبد اللہ بن سنان کے سوال کے جواب میں صرف ایک درہم کے بدلے دس ہزار درہم خرچ کرنے والے کا ثواب ہی نہیں بتلایا ہے، ساتھ ساتھ یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

جنت میں زائر امام حسینؑ کے لئے انھیں درہم و دینار کی کثرت کے مانند درجات بھی بلند کر دئے جاتے ہیں۔ جس کا تذکرہ حاجی کے لئے نہیں آیا ہے۔ اس کے علاوہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہ اجر و ثواب اور نہ ہی رفع درجات اس سے بھی بڑھ کر رِضَا اللہُ تَعالیٰ خَیرٌ لَہٗ خوشنودی خدا اس سے بھی بڑھ کر ہے، وَ دُعاءُ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و دعاءُ امیر

https://downloadshiabooks.com/

المؤمنین و الأئمۃِ علیہم السلام خیرٌ لَہٗ جناب رسول خداؐ جناب امیر المؤمنینؑ اور تمام ائمہ معصومین علیہم السلام کی دعائیں اس کی لئے ان تمام اجر و ثواب سے اور رفع درجات سے بڑھ کر ہیں[1]۔

مقابلہ ظلم وستم

روایات معصومین علیہم السلام کی روشنی میں ظلم و ستم کا شکار ہونے کے بعد یہ ہے کہ، ظالم کے ظلم و ستم سے درگذر کردے مگر یہ کہ عفو ودرگذر، ظالم کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہو تو انتقام لے جیسا کہ امام سجادؑ نے فرمایا ہے: حق من ساءك ان تعفو عنه، و ان علمتَ انّ العفو یَضرّہُ انتصرتَ قال اللہ تعالیٰ " ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما علیهم من سبیل[2]"[3]،اس شخص کا حق کہ جس نے تمہارے اوپر ظلم روا رکھا ہے یہ ہے کہ تم اُسے معاف کردو مگر یہ کہ تمہیں علم ہو جائے کہ تمہارا معاف کرنا اُسے نقصان پہنچائے گا تو اس صورت میں اس سے انتصار کرو یعنی انتقام لو۔اس فقرہ میں انتصار سے مراد انتقام ہے، جیسے کہ آیت محل بحث (و لمن انتصر بعد ظلمهٖ فاولئك ما علیهم من سبیل) میں انتصر سے مراد انتقام ہے۔

امام زمان علیہ السلام کے ناموں میں سے ایک نام منتصر ہے۔الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ میں علامہ برزنجی نے کہا ہے کہ اس آیت میں اشارہ امام حسین علیہ السلام کے قیام و شہادت کی طرف ہے جو کہ حق کا مطالبہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔آیت کریمہ منسوخ نہیں ہوئی

(1) کامل الزیارت، ص ۲۴۷۔

(2) سورۂ شوریٰ: آیت ۴۰۔

(3) الخصال: ج ۲، ص ۱۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے بلکہ دوسری آیت (وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ)[1] صرف یہ ثابت کر رہی ہے کہ صبر اجمل ہے انتقام جائز ہے۔

زائر حسینؑ کے لئے ہر صبح و شام دعاء ائمہؑ:

عبد اللہ بن حماد بصری امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی ہیں زیارت امام حسین علیہ السلام اور زیارت کرنے والے مومن کی عظمت کے سلسلہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے گفتگو کرتے ہیں، اس روایت میں وارد امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک فقرہ یہ ہے، اَمَّا مَا لَهُ عِنْدَنَا فَالتَّرَحُّمُ عَلَيْهِ كُلَّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ[2] زائر امام حسین علیہ السلام کے لئے جو ہمارے اختیار میں ہے (یعنی اس دنیائے فانی میں) وہ یہ ہے کہ ہم ہر صبح و شام اس کے اوپر نزول رحمت کی دعاء کرتے ہیں بلا ناغہ ہر صبح و شام دعاء معصومین علیہم السلام میں شامل ہونا ہے تو زیارت امام حسین علیہ السلام کرنا ہو گی۔

صفوان بن جمال کی روایت کا فقرہ جسے امام جعفر صادق علیہ السلام نے زائر امام حسین علیہ السلام کے لئے بیان فرمایا ہے، اس میں وارد ہوا ہے کہ زائر امام حسین علیہ السلام حضرت رسول خداؐ، حضرت امیر المؤمنینؑ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرات ائمہ علیہم السلام کے علاوہ اہل بیتؑ کے تمام شہداء کو خوشی و مسرت عطا کرتا ہے۔ اور ان کی دعائیں حاصل کرتا ہے دنیا میں بھی اجر (گناہوں اور بلاؤں سے تحفظ وغیرہ) پاتا ہے، اور آخرت میں بھی اجر و ثواب حاصل کرتا ہے، نیز اس کے لئے خدا کے خزانہ میں ایسے ایسے اجر و ثواب ہیں کہ جن کا علم کسی کو نہیں ہے، اگر ان سب کی حقیقت کا علم زائر امام حسین علیہ السلام کو ہو جاتا تو وہ کربلا کو اپنا مسکن بنالیتا، اور

(1) سورۂ شوریٰ: آیت ۴۳۔

(2) کامل الزیارات: ص ۳۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

ہر روز صبح و شام امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک اور معتبر صحابی جناب معاویہ بن وہب ہیں، اسی ہستی سے امام جعفر صادق علیہ السلام براہ راست ارشاد فرماتے ہیں یَا مُعاوِیَۃُ لَاتَدَع زِیَارَۃَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ (ع) لِخَوْفٍ اے ابن وہب قبر حسینؑ کی زیارت خوف و وہشت میں بھی ترک نہ کرنا. جان و مال اور اولاد کا خوف سب سے بڑا خوف ہے، لیکن امام حسین علیہ السلام کی زیارت ،آل اولاد اور جان و مالِ مومنین سے بڑھ کر ہے. اس لئے جان چلی جائے، اولاد قربان ہو جائے ،مال لٹ جائے مگر زیارت امام حسین علیہ السلام ترک نہیں ہونی چاہیئے، اور اسی حکم امامؑ پر اکثر ہمارے ہم مذہب اور اہل بیتؑ کے چاہنے والوں نے مسلسل عمل کیا ہے، کتنی جانیں قربان ہوئی ہیں کتنے گھر بار لٹ گئے ہیں کتنی عظیم ہستیاں راہ زیارت امام حسینؑ میں خدا و معصومینؑ کو پیاری ہو گئی ہیں جو اعداد و شمار سے باہر ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں زیارت قبر امام حسینؑ ترک نہ ہونے پائے چاہے کسی قسم کا خوف کیوں نہ ہو ''لِخَوفٍ'' نکرہ ہے جس میں تمام تر خوف شامل ہے، اس کے بعد امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو زیارت قبر حسینؑ ترک کرے گا وہ قیامت کے دن یہ حسرت کرے گا کہ کاش قبر حسینؑ اس کے قرب میں ہوتی اور وہ روز امام حسینؑ کی زیارت کر سکتا، مگر اس روز حسرت و ندامت کسی کام نہ آئے گی۔

خوف و وہشت میں زیارت امام حسینؑ کا انجام موت بھی ہو سکتی ہے، مگر یہ موت ،موت نہیں شہادت ہے، اور زیارت کرنے والا جناب رسول خداؐ، جناب امیر المؤمنینؑ، جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور تمام ائمہ طاہرینؑ کی دعاؤں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس لئے امام جعفر صادق علیہ السلام معاویہ بن وھب سے فرماتے ہیں: ''اَمَّا تُحِبُّ اَن یَرَی اللہُ شَخْصَکَ وَ سوادکَ فِیمَنْ

https://downloadshiabooks.com/

یَدْعُوالَہٗ رَسولُ اللہ ؐ وعلی ؑ وفاطمۃ والائمۃ" کیا تم نہیں چاہتے کہ خداوند متعال تمہارے جسم کو اور تمہارے جسم کی سیاہی کو ان لوگوں کے زمرہ میں دیکھے جن کے لئے خدا کا رسولؐ، مومنین کا امیر اور دنیا وآخرت کی عورتوں کی سید و سردار اور تمام کائنات کے امام دعائیں کرتے ہیں؟

یہی معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں پہنچا دیکھا کہ امام خدا سے راز و نیاز کر رہے ہیں اور اپنی مناجات میں فرما رہے ہیں اغفرلی، ولاخوانی ولزوار قبر ابی الحسین(ع) پالنے والے مجھے معاف کر دے اور میرے بھائیوں کو معاف کر دے اور میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والوں کو معاف کر دے۔امام صادقؑ اپنی مغفرت کے ساتھ زائرین امام حسینؑ کی مغفرت کے طلبگار ہیں اس دعا کو بغور پڑھنے کی ضرورت ہے اس کے اندر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے سجدہ میں امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرنے والوں کے لئے اللہ سے عرض کیا ہے کہ ؛ فَارْحَمْ تِلْكَ الوُجوهُ الَّتِی غَيَّرَتهَا الشمسُ وَارْحَمْ تِلْكَ الخدود الَّتِی تَتَقَلَّبَتْ عَلٰی حَفرةِ اَبِی عَبدِاللهِ وَارْحَمْ تِلْكَ الْاَعْيُنَ الَّتِی جَرَتْ دُمُوعُهَا رحمةً لَنَا وَارْحَمْ تِلْكَ الْقُلُوبَ الَّتِی جزعت واِحْتَرَقَتْ لَنَا، وَارْحَمْ تِلْكَ الصرخة الَّتِی كَانَتْ لَنَا اللهم انی استودعك تلك الانفس و تلك الابدان حتیٰ توافیهم علیٰ الحوض یوم العطش الاکبر ۔ خدایاان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما جن کے رنگ کو سورج کی تپش نے متغیر کر دیا تھا اور ان رخساروں پر رحمت نازل فرما جو قبر ابو عبداللہ الحسین پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور رحمت نازل فرما ان آنکھوں پر جو ہم پر شفقت اور مہربانی کے لئے اشک بہاتی ہیں اور ان دلوں پر بھی رحمت نازل فرما جو ہماری مصیبتوں میں جزع و فزع کرتے ہیں اور ہمارے لئے کڑھتے رہتے ہیں اور ان چیخوں اور پکاروں پر رحمت نازل فرما جو ہمارے لئے بلند ہوتی ہیں خدایا میں تجھ کو ان کی روح و جان اور جسموں کو ودیعت کرتا ہوں یہاں تک کہ تو انہیں شدید پیاس کے دن حوض کوثر پر میرے سپرد کر دے۔

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت امام زمان علیہ السلام:

شفاعته علیه السلام لنا ان شاء الله تعالیٰ

عقیدۂ شفاعت، مذہب تشیع کے مسلم اور ضرورتِ مذہب میں شامل ہے شفاعت کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد بار ہوا ہے متواتر روایات نبی وآل نبی علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں جو شفاعت کے عقیدے کو لازم قرار دیتی ہیں شفاعت پارٹی بازی نہیں ہے بلکہ نااہل کو اہل بنانا ہے عمل و کردار کے ناقص کو کامل بنانا ہے جہنمی کو جنتی بنانا ہے اور یہ وہ حق ہے جسے اللہ نے اپنے صالح بندوں کو عطا کر رکھا ہے۔

یوں تو سارے انبیاء و مرسلین شفاعت کریں گے اور سارے اولیاء و صالحین کو حق شفاعت ملے گا لیکن کچھ بنیادی فرق ہے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی شفاعت میں اور دیگر صالحین کی شفاعت میں، رشتہ داروں کی بنیاد پر کسی نبی کو شفاعت کا حق نہیں ہوگا حضرت نوحؑ اپنے بیٹے کنعان کو، حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے قابیل کو، دیگر انبیاء اپنے رشتہ داروں کو رشتہ داری کی بنیاد پر شفاعت کا مشمول نہیں بنا سکتے سوائے جناب رسول خداؐ کے کہ آپ کا ارشاد ہے: ما من احدٍ ولَدهُ جدّی عبد المطلب بلقی الله موّحداً لا یشرکُ به شیئاً الّا اُدخلهُ الجنةَ میرے جد بزرگوار حضرت عبد المطلب نے جس جس کو جنم دیا ہے اگر وہ موحد اور غیر مشرک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ فرمان جناب رسول خداؐ کا ہے۔ جو ہماری اولین معتبر کتاب ،اسرار آل محمدؐ کے نام سے یاد کی جانے والی کتاب سلیم بن قیس ھلالی کی چودھویں روایت کا فقرہ ہے، بنی عبد المطلب میں ابو لہب بھی تھا مگر مشرک تھا بنی عبد المطلب میں بنی عباس بھی تھے جبار ان بنی عباس، ہارون، متوکل جیسے خون خوار بنی عباس موحد بھی تھے، لیکن بغض اہل بیتؑ نے ان سے اسلام و شہادتین بھی چھین لی اور وہ کتنے مومنین کے قاتل بن گئے اگر

https://downloadshiabooks.com/

وہ توحید پر باقی رہ جاتے اور خون ناحق نہ بہاتے تو یقیناً جنتی ہوتے، کیونکہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے: **و لو کان فیه من الذنوب عددُ الحصٰی و زبد البحر** [1]، چاہے اس مسلمان مطلّبی کے گناہوں کی کثرت روئے زمین کے تمام سنگریزوں سے زیادہ اور کف دریا سے کہیں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

عرب کے دو بڑے قبیلے ربیعہ اور مضر بہت معروف قبیلے تھے جب کسی چیز کی کثرت کو بیان کرنا ہوتا تھا تو عرب ان دو قبیلوں کے افراد کی کثرت کے پیش نظر انہیں سے تشبیہ دیتے تھے، اور یہ روش واسلوب حضرت رسول خداؐ نے بھی اپنائی ہے، بہت سی حدیثوں میں کثرت کو بیان کرنے کے لئے ان دونوں قبیلوں کا نام آپ کو مل جائے گا شفاعت کے حوالہ سے بھی ان دونوں قبیلوں کا نام ذکر ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **فی المؤمنین من یشفع مثل ربیعة و مُضر و اقل المؤمنین شفاعة من یشفع لثلاثین انساناً** [2] مومنین میں بعض ایسے بھی ہوں گے جو قبیلہ ربیع و مضر کی تعداد کے برابر یعنی کثیر لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیت قرآنیہ (**فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم**) کی تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت در حقیقت اہل جہنم کی اس وقت کی صدا ہے جب مؤمنین اپنے من پسند لوگوں کی کثرت سے شفاعت کریں گے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: **ان ادنیٰ المؤمنین شفاعة لیشفع لثلاثین انساناًفعند ذلك یقول اهل النار " فما لنا من شافعین و لا صدیق حمیم "** [3]. ایمان کے کم ترین درجہ کا مالک مومن بھی تیس انسانوں کی

(1) کتاب سلیم بن قیس ھلالی: ص ۱۳۹۔

(2) بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۸۔

(3) الکافی: ج ۸، ص ۱۰۱۔

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت کرے گا، اس وقت اہل جہنم یہ منظر دیکھ کر چیخ اٹھیں کہ کیا ہمارا کوئی گہرا دوست یا شفاعت کرنے والا نہیں ہے؟!

بلکہ بعض روایات میں ۴۰ لوگوں کی شفاعت ادنی مومن کرے گا وہ بھی ان لوگوں کی جو اپنے کرتوت کی بنیاد پر جہنم کے مستحق بلکہ ان پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں اِنی أَشفَعُ یوم القیامۃِ فَأُشَفَّعُ وَ یَشفع علیؑ فَیُشَفَّعُ میں بروز قیامت شفاعت کروں گا تو میری شفاعت سُنی جائے گی اور اس پر عمل ہو گا میری شفاعت کی تردید نہیں کی جائے گی اس کے بعد آنحضرتؐ فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالبؑ بھی شفاعت کریں گے تو ان کی شفاعت بھی مقبول ہو گی اور اس کے اوپر عمل ہو گا، یعنی گنہگاروں کو جہنم میں داخل ہونے سے روک دیا جائے گا اور انھیں شفاعت کی بدولت جنت میں داخل کر دیا جائے گا. آنحضرت پھر فرماتے ہیں و یَشفَعُ اھلُ بیتی فَیُشفَّعُون میرے اہل بیتؑ بھی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت کو بھی قبول کیا جائے گا اور نہ جانے کتنے لوگ اہل بیت طاہرینؑ کی شفاعت کی بدولت داخل جنت ہوں گے، آنحضرت چوتھی مرتبہ اسی حدیث میں فرماتے ہیں مسئلہ شفاعت میں جو ایمان کے اعتبار سے کمتر مومن ہو گا وہ بھی حق شفاعت رکھے گا، آنحضرت فرماتے ہیں وإن أدنی المؤمنین شفاعۃً لَیَشفَع فی اربعین من اخوانہ کمتر درجہ کا مومن اپنے دینی بھائیوں میں سے چالیس کی شفاعت کرے گا وہ چالیس لوگ کون ہوں گے روایت کا فقرہ ہے کُلٌّ قد استوجبوا النار[1] ان میں سے ہر ایک مستحق جہنم ہو چکا ہو گا، یعنی ضعف ایمان والا مومن بھی اگر اس دنیا سے مومن اٹھے تو وہ بھی قیامت کے دن اپنے اُن بھائیوں کی شفاعت کرے گا. جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے، اسی لئے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا: لنا شفاعۃ و لأھل مودتنا

(1) مجمع البیان: ج۱، ص۱۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

شفاعة[1] ہمیں بھی حقِ شفاعت ملا ہے اور ہم سے محبت و مودت رکھنے والوں کو بھی حق شفاعت حاصل ہے۔

کون شامل شفاعت نہیں ہوگا:

اس سلسلہ میں متعدد روایات ہیں اگرچہ اہل سنت بھی دبے لفظوں میں شفاعت کے قائل ہیں، لیکن صراحت سے حق شفاعت کو بیان نہیں کرتے، جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے. من لم یؤمن بحوضی فلا اوردهُ الله حوضی. جو شخص مسلمان ہو مگر میرے حوضِ کوثر پر اس کا ایمان نہ ہو خداوند متعال اُسے میرے حوض پر وارد نہ کرے. اس بددعا کے ساتھ دوسرا فقرہ شفاعت کے سلسلہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: و من لم یؤمن بشفاعتی فلا اناله الله شفاعتی. اور جو شخص میرے حق شفاعت کا معترف نہیں ہے اور ایمان نہیں رکھتا کہ میں شفاعت کروں گا خداوند متعال اُسے میری شفاعت کے شامل حال نہ فرمائے. یاد رہے کہ جنابِ رسول خداؐ گناہان کبیرہ کرنے والوں اور جہنم کے مستحق ہو جانے والوں کے لئے شفاعت کریں گے اسی لئے آپؐ نے اسی روایت میں فرمایا ہے: انما شفاعتی لأهل الکبائر من امتی فاما المحسنون فما علیهم من سبیل[2]. میری شفاعت گناہان کبیرہ کے مرتکب وہ افراد جو میری امت سے ہیں ان کے لئے ہے لیکن جو لوگ نیکوکار ہیں دوسرے لفظوں میں جو اپنے گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہو کر بارگاہ خداوند متعال میں وارد ہوں گے تو ان کے اُوپر عذاب کے فرشتوں کو دسترس نہ ہوگی اور انھیں میری شفاعت یا کسی نبی یا امام یا صالح بندوں کی شفاعت کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

---

(1) کتاب الخصال۔

(2) عیون اخبار الرضاؑ۔

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت کا بازار گرم ہونے سے پہلے میدان محشر میں شدید تاریکی چھا جائے گی یہاں تک کہ خلائق فریاد کرنے لگیں گے تو ایک جانب سے کچھ لوگ نمودار ہوں گے جن کے آگے آگے نور کی قندیلیں ہوں گی اہل محشر انھیں نبی، فرشتہ، شہید، وغیرہ سمجھیں گے آواز قدرت آئے گی انھیں سے خود پوچھ لو سب اہل محشر سوال کریں گے آپ لوگ کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے :نحن العلويون ، نحن ذرية محمد صلى الله عليه و آله ،نحن اولاد على ولى الله نحن المخصوصون بكرامة الله نحن الآمنون المطمئنون فيجيبهم النداء من عبد الله عزوجل اشفعوا فى محبيكم و اهل مودتكم و شيعتكم و فَيَشفَعُون فَيُشَفَّعُون[1].اس وقت آواز قدرت آئے گی اپنے چاہنے والوں، محبت و مودت رکھنے والوں اور شیعوں کے سلسلہ میں شفاعت کرو یعنی حکم خدا ہو گا اہل بیت طاہرینؑ کو کہ شفاعت کرو تب وہ شفاعت کریں گے کیونکہ خدا نے جن جن کو اذن دیا ہو گا وہی شفاعت کر سکیں گے اس بات کو صریحی طور پر قرآن نے بیان کیا ہے۔

اذن و حکم پاتے ہی اہل بیت طاہرینؑ شفاعت کرنا شروع کر دیں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی اور لاتعداد جہنمی ثابت ہو جانے والے لوگ شفاعت اہل بیتؑ کی بدولت وارد بہشت ہو جائیں گے خداوند متعال ہمیں بھی بشمول شفاعت آل محمدؐ قرار دے۔آمین۔

سخاوت امام مہدیؑ

سخائہ علیہ السلام

علامہ متقی ہندی کے نام سے مشہور سنی عالم ابو العلاء علی المتقی کی مشہور کتاب کنز العمال

(1)امالی شیخ صدوقؒ۔

https://downloadshiabooks.com/

سنیوں کے یہاں وہی حیثیت رکھتی ہے جو ہمارے یہاں کتاب بحار الانوار تالیف علامہ کبیر مجلسیؒ کو حاصل ہے۔ دونوں گرانقدر احادیث کا مجموعہ ہیں، متقی ہندی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں بھی کتاب لکھی ہے اور اس کا نام البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان رکھا ہے اسی کتاب میں حضرت مہدی علیہ السلام کی سخاوت و عدالت پر گفتگو کرتے ہوئے، جناب جابر کے ذریعہ حضرت رسول خداؐ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ یکون فی امتی خلیفة یحثو المال حثواً ولا یعدّہٗ عدّاً میری امت میں ایک خلیفہ ایسا بھی ہوگا جو مال و منال کو شمار کر کے نہیں بلکہ بھر بھر کے دے گا۔

اس روایت کو عبد اللہ بن محمد بن صدیق غماری حسنی نے اپنی کتاب المہدی المنتظرؑ میں نقل کیا ہے اور پھر دو راویوں نے آپس میں یہ سوال کیا ہے کہ کیا اس سے مراد عمر بن عبد العزیز ہے تو جناب جابر نے صاف لفظوں میں منع کر دیا کہ اس سے مراد عمر بن عبد العزیز نہیں ہے، اسی طرح بعض نے سفاح پر اس روایت کو فٹ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن "من اھل بیتی" کے فقرے سے میل نہ کھانے کے باعث زیادہ آب و تاب نہیں دے سکے ہیں۔

حثو المال سے اقتصادی رفاہ و آسائش مراد ہے، ایسی آسائش و رفاہ سابقہ کسی دور یا خواب میں انسانوں نے نہ دیکھی نہ سُنی ہوگی، امام امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں (تخرج لھم الارض کنوزھا و یقول القائم(ع) کلوا ھنیئاً بما اسلفتم فی الأیام الخالیة) زمین خود ہی اپنے خزانے باہر نکال دے گی اور امام مہدی علیہ السلام کہہ رہے ہوں گے کہ تم نے جو گذشتہ دنوں میں اعمال انجام دیئے ہیں اس کے عوض خوش و خرم ہو کر کھاؤ۔

یاد رہے کہ ۸ ماہ تک جنگ و جدال کے بعد عرب ملکوں اور تمام مسلمانوں پر امام مہدیؑ

https://downloadshiabooks.com/

مسلط ہو سکیں گے، اور آپ کی جنگیں طبیعی اور عادی طریقہ سے یعنی مادی وسائل کی تیاری سے ہوں گی معجزاتی نہیں۔

عمر بن خطاب نے کنوز کعبہ اور اس کے خزانے کو اخذ کرنا چاہا تو امام علیؑ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ ان خزانوں کا اصلی مالک اور وارث امام مہدیؑ ہوں گے جو اُسے نکال کر راہ خدا میں صرف کریں گے حضرت امیر المومنینؑ کے الفاظ جسے آپ نے عمر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا لستَ بصاحبه انما صاحبه منّا شاب من قريش يقسمه فی سبيل الله فی آخر الزمان[1] حضرت رسول خداؐ کے زمانے میں کعبہ کے پاس ایک کنواں تھا جس میں ۷۰ ہزار اوقیہ سونا تھا جو زمانہ جاہلیت بلکہ اس سے بھی پہلے سے کعبہ کو ہدیہ کیا جاتا رہا تھا وہ آج بھی کعبہ کے پاس دفن ہے جسے امام مہدی علیہ السلام باہر نکالیں گے، جس وقت امام مہدی علیہ السلام اموال کو تقسیم کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اسی اعلان کے ساتھ تعالوا الی ما قطعتم فيه أرحام و سفكتم فيه الدماء الحرام وركبتم فيه ماحرم الله عزوجل آؤ ان اموال کو لے جاؤ کہ جس کی خاطر تم نے قطع رحم کیا، خون ناحق بہایا اور اللہ کے حرام کردہ افعال کے مرتکب ہوئے، اس کے بعد اس طرح اور اتنا باٹیں گے کہ جس سے قبل کسی نے تقسیم نہیں کیا ہو گا۔

ایک سنی روایت میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کے زمانہ میں زمین سونے چاندی کے بڑے بڑے ستون باہر نکال پھینکے گی قاتل آکر کہے گا کہ میں نے فلاں کو اسی کی خاطر قتل کیا، قطع رحم کرنے والا آکر کہے گا کہ میں نے اسی کے لئے رشتہ داری چھوڑی اور قطع رحم کیا چور آکر کہے گا کہ میرے ہاتھ اسی کی وجہ سے قطع ہوئے پھر کوئی کچھ نہیں لے گا۔

(1) کتاب الفتن لابن حماد ص ۱۰۰۔

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدی علیہ السلام کی جو دو سخاوت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث بیان کی جا چکی ہیں اور کتاب کے عنوانِ سخاوت، میں کچھ حدیث پر گفتگو ہوئی ہے امام زمان علیہ السلام کی سخاوت کے سلسلہ میں شاعر کہتا ہے۔

بَنَتِ المکارِمُ وَسَطَ کفِّكَ منزلاً

فجمیـــع مِالِـــكَ لِـــلانامِ مُبـــاحٌ

فضل و کرم اور سخاوت نے تو آپکی ہتھیلی کے بیچ و بیچ اپنا گھر بنا لیا ہے، آپؑ کا سارا مال و منال سارے لوگوں کے لئے مباح ہے،،

وَاِذِا المـــکارمُ اَقفَلـــت اَبوابَهـــا

یومـــاً فاَنـــتَ لِقفلِهـــا مفتـــاحٌ

اور اگر کسی دن جُود و سخا کے دروازوں پر تالا لگ جائے تو آپ ان دروازوں پر لگے تالوں کی کنجی ہیں،،

ایک دوسرا شاعر حضرت امام زمان علیہ السلام کے جود و سخا کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے،،

هُـو البحـرُ مِن اَیِّ النـواحِی اَتیتَـهٗ

ولُجّتـه المعـروفُ والـبرُ سَـاحِلُهٗ

https://downloadshiabooks.com/

وہ ایسا دریائے جود و سخا ہیں کہ تم جس سمت سے بھی وارد ہونا چاہو وارد ہو سکتے ہو، اس کی موجیں نیکیاں ہیں اور اس کا ساحل احسان و عطا ہے،،

تَعَوّدَ بَسطَ الکَفِّ حتّی لو اَنّہٗ

اَرادَ انقباضاً لم تطِعہُ اَنامِلُہٗ

انھوں نے دریا دلی و سخاوت کی ایسی عادت ڈال لی ہے کہ اگر وہ اپنی ہتھیلی کو سمیٹنا چاہیں تو انگلیاں ان کی اطاعت نہیں کریں گی،،

فَلو لَم یَکن فِی کفِّہِ غیرُ نفسہ

لَجَادَ بِھا فَلیَتَّقِ اللہَ سَائِلُہٗ

اگر کبھی ان کی ہتھیلی میں سوائے ان کی جان کے کوئی چیز نہ باقی بچے تو وہ اپنی جان کی بھی سخاوت کر دیں گے لہذا ان سے سوال کرنے والے فقیر کو خدا کا خوف کرنا چاہئے،،

صاحب کتاب علامہ تقی موسوی بھی پیچھے نہیں رہے انھوں نے بھی امام زمان علیہ السلام کی سخاوت پر دو مصروں میں روشنی ڈالی ہے وہ فرماتے ہیں:

اِن الذی خلقَ المکارمَ حازَھا

فی ذاتِ آدم للامام القائمُ

وہ خداوند متعال جس نے کرم و بخشش کو انسانوں کی ذات کے اندر خلق فرمایا ہے ان

https://downloadshiabooks.com/

سارے جود و سخا کے اوصاف کو امام قائم علیہ السلام نے اپنے اندر سمیٹ لیا ہے،،۔

آج دنیا دار لوگ جس مال و دولت کے لئے ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رہے ہیں، دولت کی خاطر ناحق خون بہا رہے ہیں اور اس مال دنیا کے عوض ہر قسم کے حلال و حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ انھیں اموال کو کوئی چھوئے گا تک نہیں، مال زکات کو لوگ اِن کے دروازوں پر لے جائیں گے راستہ چلتے لوگوں سے کہیں گے کہ مال زکات پڑا ہوا ہے آؤ لے جاؤ مگر کوئی لینے والا نہیں ملے گا اگر کسی کو ضرورت پڑی بھی تو وہ براہ راست امام زمان علیہ السلام سے آکر مطالبہ کرے گا اور امامؑ اسکی جھولی بھر دیں گے شمار کر کے نہیں دیں گے بلکہ جتنا مانگنے والے کے دامن میں گنجائش ہو گی امامؑ اُسے اتنا دیں گے، بلکہ بعض روایت کے فقرے ایسے بھی وارد ہوئے ہیں کہ امام زمانہؑ اس کے دامن میں اتنا بھر دیں گے کہ وہ اُسے اٹھا نہیں سکے گا۔

شجاعتِ امام مہدیؑ:

شجاعته علیه السلام

لا شک ولا ریب کہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنے اپنے دور میں کائنات کے سب سے بڑے شجاع و بہادر رہے ہیں لیکن قدرت کی جانب سے مجاز ہونے کے باعث ائمہ طاہرین علیہم السلام کو اپنی شجاعت کے جوہر دکھانے کو نہیں ملے سوائے امیر المؤمنین علیہ السلام کے، مگر ظہور امام زمانؑ میں خود امامؑ کو اور بقیہ ائمہ طاہرینؑ کو اپنی اپنی شجاعت کے جوہر دکھانے کا موقع ملے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے تین دن کی بھوک پیاس میں ایسی بہادری دکھائی کہ

https://downloadshiabooks.com/

ہزاروں کے لشکر سے الامان، الحفیظ کی صدائیں بلند ہو گئیں امام حسینؑ بھی ظہور امام زمان علیہ السلام کے بعد تشریف لا کر دشمنوں سے جنگ کریں گے اور اس قدر خون بہائیں گے کہ حضرت امام مہدیؑ کی طرح حضرت امام حسینؑ کو بھی یہ الزام دیا جائے گا کہ اگر یہ اولاد زہراءؑ اور نسل نبی کریمؐ سے ہوتے تو رحم دل ہوتے، اور اس قدر خون نہ بہاتے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے امام زمان علیہ السلام کی شجاعت و بہادری کا قصیدہ پڑھا ہے آپ نے اپنے ایک زریں کلام میں فرمایا ہے: لا یجبن اذا المنایا هلعت جب موت کی آندھیاں چل رہی ہوں گی اور لوگوں پر موت کا حملہ ہو رہا ہو گا اس وقت امام زمان علیہ السلام ذرہ برابر بھی نہیں گھبرائیں گے اور بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوں گے۔ امام حسین علیہ السلام کا دوسرا فقرہ بھی امام زمان علیہ السلام کی بے حد شجاعت کے اوپر دلالت کرتا ہے آپ فرماتے ہیں: لا ینکل اذا الکماۃ اصطرعت[1] امام زمان علیہ السلام اس وقت بھی خائف نہیں ہوں گے جبکہ بڑے بڑے پہلوانوں کو موت پچھاڑ دے گی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شجاعت کا خاص طور سے تذکرہ کیا ہے اور متعدد کلمات آپؑ سے وارد ہوئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے یخبط بالسیف خبطاً۔ آپؑ تلوار کے ذریعہ بڑی شدّت کے ساتھ قتل کریں گے۔

مطلب یہ کہ بہت سے بہادروں اور ظالموں کو خود اپنی تلوار سے قتل کریں گے اور بڑی جنگیں ہوں گی ہر جنگ میں آپؑ اپنی شجاعت کے جوہر دکھلائیں گے اور آپ کے اصحاب بھی بڑے شجاع ہوں گے اور ان کے لئے امام صادق علیہ السلام کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں۔ یخبطهم بالسیف هو و اصحابه خبطاً خود امام بھی اور امام کے اصحاب بھی تلواروں کے ذریعہ

(1) الغیبۃ للنعمانی۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمنوں کو اور بڑے بڑے بہادروں کو موت کے گھاٹ اتاریں گے۔

شجاعتِ ابی بکر کی سب سے بڑی دلیل:

جناب شیخ مفید رضوان اللہ علیہ علمی و فکری میدان میں اپنے دور کے اعلم تو تھے ہی مناظرہ میں آپ کے سامنے بڑی بڑی بکری بکرے تک ٹک نہیں پاتے تھے،آپ کا دور معتزلہ کے شباب کا دور تھا بڑے بڑے معتزلی متکلمین سے نوک جھوک رہی ہے انھیں مناظرات میں سے ایک ابن مرزبان کی بزم معتزلہ کے بڑے بڑے علماء کے درمیان شجاعتِ ابو بکر پر گفتگو چھڑ گئی سُنی سر براہوں اور خود حاکم وقت سُنی تھاان کے درمیان موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ابو بکر بن صرایانام کے ایک معتزلی متکلم نے کہا کہ میرے نزدیک بعد رسول خداؐ سب سے بڑے شجاع و پہلوان ابو بکر صدیق تھے لہذا وہ برحق خلیفۃ المسلمین وامام المومنین تھے۔

اصل میں گفتگو کا محور یہ تھا کہ کیاامام اور خلیفۃ المسلمین کی شرطوں میں سے ایک شرط شجاعت بھی ہے یا شجاع ہونا شرط نہیں ہے۔

ابو بکر بن صرایا کی بات سنتے ہی اور لوگ تو خاموش رہے لیکن جناب شیخ مفیدؒ نے دشمنوں اور مخالف نظریات کے مجمع میں کسی کو نظر میں لائے بغیر بلا جھجک بول دیا:من أين حصل ذالك عندك و بأيّ وجه عرفتَهٗ تمہیں کہاں سے یہ علم حاصل ہوااور کس دلیل سے تم نے یہ سمجھ لیا کہ وہ سب سے بڑا بہادر اور تمام عربوں میں سب سے بڑا پہلوان تھا؟

ابو بکر بن صرایا کی سب سے بڑی دلیل سنئے وہ کہتا ہے شجاعتِ بکری پر سب سے بڑی دلیل خود ابو بکر کا اہل ردہ سے جنگ کے لئے مطالبہ کے درمیان یہ کہنا کہ اگر کوئی ایک صحابی رسولؐ بھی میرا ساتھ نہیں دے گا اور ایک رسی جس سے اونٹ وغیرہ کو باندھا جاتا ہے کے ذریعہ

https://downloadshiabooks.com/

تعاون نہیں کرے گا تب بھی میں اہل ردہ سے جنگ کروں گا یعنی سارے صحابہ ساتھ چھوڑ دیتے اور کوئی تعاون نہ کرتا تب بھی ابو بکر اہل ردہ سے لڑنے کے لئے چلے جاتے یہ شجاعت نہیں تو اور کیا ہے؟

جناب شیخ مفید نے فرمایا: اوئے سن! شجاعت دعوے سے ثابت نہیں ہوتی بہادروں سے پنجہ نرم کرنے سے ثابت ہوتی ہے یا پھر علام الغیوب خدا کسی کی شجاعت کی گواہی دے چاہے اُسے کسی معرکہ میں شجاعت کا جوہر دکھانے کا موقع نہ ملا ہو۔ تیرا خلیفہ نہ تو کسی میدان میں ٹکا ہے اور نہ ہی قرآن نے گواہی دی ہے اور اگر قرآن نے کچھ اشارہ دیا ہے تو وہ تیرے خلیفہ کے بھگوڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے مردانگی کا نہیں اور دوسرا یہ کہ تاریخ کے صفحات اٹھا کر دیکھ کہ تیرا خلیفہ فرار ہونے میں اتنا ماہر تھا کہ کبھی کسی جنگ میں بدن پر ایک خراش تک نہیں آئی۔

ہر قسم کی شیطنت کا خاتمہ

جناب سید ابن طاووس نے علم تفسیر میں ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جو در حقیقت کچھ آیتوں اور سوروں کی تفسیر ہے بقیہ بہت سی کتابوں سے تخلیص مطالب ہیں جن کا تعلق قرآن مجید سے ہے اس کتاب میں قرآنی واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے ابلیس اور باری تعالیٰ کے درمیان ہوئے مکالمہ کو سید ابن طاووس نے حضرت ادریس نبی علیہ السلام کے صحیفہ سے نقل فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ اللہ نے شیطان کو روز معلوم تک حیات اور مہلت دے رکھی ہے اور قیامت کا دن کسی کو معلوم نہیں ہے، لہذا یوم المعلوم سے قیامت مراد لینا سراسر غلط ہے اور ابلیس کو قیامت تک کی زندگی نہیں دی گئی ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُسے قیامت صغریٰ زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام تک کی مہلت وحیات ملی ہوئی ہے، اگرچہ اس نے مطالبہ قیامت تک کی زندگی کا

https://downloadshiabooks.com/

کیا تھا اور کہا تھا کہ رَبّ فانظرنی الی یوم یبعثون[1]، پروردگار مجھے روز محشر تک کی مہلت و حیات عطا کر دے لیکن خداوند متعال نے اس کی اس درخواست کی مسترد کرتے ہوئے فرمایا تھا فانك من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم[2] تجھے معلوم وقت کے دن تک کی مہلت و زندگی دی جاتی ہے۔

سید ابن طاووس صحیفہ حضرت ادریسؑ سے اس مکالمہ کو نقل کرتے ہوئے زمانہ رجعت و ظہور تک کی مہلت کا سبب بھی بیان کرتے ہیں اور وہ وجہ و سبب خود خداوند متعال نے ذکر کیا ہے جو صحیفہ ادریس علیہ السلام میں منقول ہے فانه یوم قضیتُ و حتمتُ اَن اُطهِّرَ الارضَ ذالك الیوم من الکفر و الشرك والمعاصی[3]، تجھے صرف رجعت تک کی مہلت اس لئے دی گئی ہے کہ ظہور و رجعت کا دن وہ دن ہے کہ جس دن کے لئے میں نے حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ اس دن میں روئے زمین کو کفر و شرک بلکہ تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے پاک کر دوں گا۔

ظاہر ہے کہ شیطان تمام تر برائیوں کی دعوت دینے والا ہے ہر کفر و شرک اور نافرمانیوں کا سرچشمہ ہے اور خدا کا حتمی فیصلہ یہ ہے کہ روئے زمین پر اپنی آخری حجت کے ذریعہ ظلم و ستم، شرک و کفر بلکہ تمام گناہوں سے پاک کر کے اپنے آخری امام کے ذریعہ عدل و انصاف اور خیرات و برکات سے مالا مال دنیا آباد کرے گا اور یہ خدائی وعدہ حتمی فیصلہ ہے جس کا اعلان قرآن مجید میں اور رسولؐ و ائمہ طاہرینؑ کے ارشادات میں بار بار کیا گیا ہے۔

اگر روئے زمین پر سرچشمۂ فساد و فتنہ، ابلیس اور اس کے چیلے زندہ رہیں گے اور اگر

(1) سورۂ حجر: آیت ۱۴۔

(2) سورۂ حجر: آیت ۳۸۔

(3) سعد السعود: ص ۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

شیاطین جن کی طرح شیاطین انس نواصب و مخالفین اہل بیتؑ زندہ رہیں گے تو خدا کا فیصلہ اور وعدہ پورا نہیں ہوگا اور خدا وعدہ خلافی کرے ایسا ہو نہیں سکتا، لہذا شیطان کا خاتمہ زمانہ ظہور و رجعت میں ہونا حتمی و ضروری فیصلہ الہی ہے تبھی تو روئے زمین ہر قسم کی آفتوں اور کثافتوں سے پاک ہو سکے گی۔

چنندہ بندے:

اللہ عزوجل نے یوم الوقت المعلوم کے لئے کچھ چنندہ بندے رکھے ہیں جن کے دلوں کا ایمان کے ذریعہ امتحان لے چکا ہے اور وہ اخلاق و یقین، تقویٰ و صداقت و بردباری، خضوع و خشوع، حلم و صبر و وقار اور دنیا میں زھد و پارسائی جیسی صفات سے مالا مال ہیں ان کا سارا ہم و غم عند اللہ موجود عنایتوں اور اس کی رضا و خوشنودی کا حصول ہے یہ چنندہ بندے اللہ کے روئے زمین پر خلیفہ بنیں گے اور اپنی مرضی و چاہت کا دین خداوند متعال انھیں کے ذریعہ روئے زمین پر متمکن و پابرجا کرے گا۔

وہ صرف خدا کی عبادت کریں گے وقت پر نمازیں پڑھیں گے وقت پر زکاتیں ادا کریں گے، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان کا شیوہ ہوگا اس کے بعد سید ابن طاووس نے وہی فقرہ نقل کیا ہے جسے علامہ تقی موسوی نے یہاں ذکر کیا ہے اس ٹکڑے کو چھوڑتے ہوئے آگے کی عبارت کا معنی و مفہوم ذکر کرکے گزر رہا ہوں لکھتے ہیں کہ: مومنین کے درمیان آپس میں رأفت و شفقت کا یہ عالم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے مال کو برابر برابر تقسیم کریں گے اور کوئی کسی پر برتری طلب نہیں کرے گا بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا چھوٹا بڑے کی عظمت و وقار کا لحاظ کرے گا، حق کے پابند ہوں گے اور حق کے ساتھ فیصلہ کریں گے یہی لوگ میرے اولیاء اور میرے پسندیدہ بندے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

میں نے انھیں کے لئے اپنے پسندیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کو خلق کیا ہے اور اپنے امین علی مرتضیٰؑ کو چنا ہے محمد مصطفیٰؐ کو ان کا نبی قرار دیا ہے اور علی مرتضیٰؑ کو محمد مصطفیٰؐ کا ولی و ناصر قرار دیا ہے ایسی ہی امت کو اپنے مصطفیٰ بندے محمدؐ کے لئے اور امین بندے مرتضیٰ کے لئے چنا ہے۔

اے ابلیس سن میں نے ذالك وقت حجبتهٗ فی علم غیبی ولابدانه واقع اس وقت کو اپنے علم غیب میں خلائق سے پوشیدہ کر دیا ہے لیکن وہ دن ایک نہ ایک دن آکر رہے گا وہ دن واقع ہو کے رہے گا مگر اے ابلیس اس روز تو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ اُبیدك یومئذٍ و خیلك و رجلك وجنودك اجمعین اس دن میں تجھے صفحہ ہستی سے مٹادوں گا اور صرف تجھے ہی نہیں بلکہ تیرے پیادہ و سوار چیلوں کو بھی اور تیرے سارے لشکر کو فنا کردوں گا تم میں سے کوئی ایک بھی روئے زمین پر باقی ہی نہیں بچے گا کہ کسی کو بہکا سکے اور میرے بندوں کو کفر و شرک یا کسی دوسری نافرمانی میں مبتلا کر سکے۔

اس کے بعد فیصلہ کن الفاظ میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: فاذهب فانك من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم۔ جا اپنی مانگی ہوئی مہلت پر زندگی جی لے تجھے معلوم وقت کے دن یعنی زمانہ رجعت تک کی مہلت دی جاتی ہے، علامہ مجلسیؒ اس موقع پر حاشیہ لگاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ دن کہ جس میں شیطان اپنے تمام چیلوں اور لشکریوں کے ساتھ فنا ہوگا نہ تو زمانۂ رسول خداؐ میں پیش آیا ہے اور نہ ہی ان کے بعد آج تک ایسا حادثہ رونما ہوا ہے: و ماذالك الّا فی زمن القائم(ع) ایسا حادثہ صرف اور صرف حضرت قائم علیہ السلام کے عہد میں ہوگا جس عہد میں تمام شیاطین جن وانس فنا ہو جائیں گے [1]۔

روایت ابوالجارود زیاد بن المنذر قابل قبول نہیں ہے۔ ابوالجارود منحرف ہو گئے تھے اور

(1) بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۸۵۔

https://downloadshiabooks.com/

فرقہ جارودیہ جو کہ زیدیہ کی ایک قسم ہے انھیں کے نام سے معروف ہے جارودیہ کو کبھی سرحوبیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ ابوالجارود کا نام امام باقر علیہ السلام نے سرحوب رکھ دیا تھا، سرحوب سمندر کے شیطان کا نام ہے اور ابوالجارود نہ صرف یہ کہ آنکھ کے اندھے ہو گئے تھے بلکہ دل کے بھی اندھے ہو گئے تھے۔

اگرچہ روایت ابوالجارود قابل قبول نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس کے مشابہ روایت سے مضمون روایت ابی الجارود کی تائید ہوتی ہے۔اور دیگر روایات میں وہی صفات اور اوصاف بیان ہوئے ہیں جنکو ابوالجارود نے امام باقر علیہ السلام سے اور امام نے اپنے جد بزرگوار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے۔

متن روایت میں ابیض اللون وارد ہوا ہے شیخ صدوق نے کمال الدین میں ابیض اللون[1] نقل فرمایا ہے۔اور مشرب بالحمرۃ ذکر کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ امام زمان علیہ السلام بہت گورے ہوں گے اور آپؑ کے جسم کی سفیدی میں سرخی بھی مخلوط ہو گی یعنی سفیدی وسرخی کا سنگم ہو گا۔

مبدح البطن سے مراد حضرت کا شکم مبارک وسیع ہو گا لیکن بھدّا نہیں لگے گا جسم کے باقی صفات سے متناسب ہو گا البداح وسیع وعریض زمین کو کہا جاتا ہے البداح وسیع فضا کو کہتے ہیں اور "الابدح" قد و قامت میں لحیم شحیم اور لمبے قد والے انسان کو کہا جاتا ہے۔"مشاش" مشاشہ کی جمع ہے سر کی اس ہڈی کو کہتے ہیں جو کھانا چبانے میں حرکت کرتی ہے لیکن اس روایت میں مراد کاندھے کی چوڑی ہڈی ہے کیونکہ اساسی ہڈیاں جب بڑی ہوتی ہیں تو اس کے لئے یہ کلمہ استعمال کیا جاتا ہے، "شامۃ" تل کو کہتے ہیں جو کہ بدن کے رنگ سے الگ علامت ہوتی ہے یا وہ

(1) کمال الدین: ج۲، ص۶۵۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ورم ہوتا ہے یا پھر رنگ ہی صرف بدلا ہوا ہوتا ہے۔امام زمان علیہ السلام کی پشت میں دو تل ہیں ایک کا رنگ آپؑ کی جلد مبارک کے رنگ جیسا ہوگا جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ بدن میں ورم یا ابھار کے مانند ہے اور دوسرا تل جناب رسول خداؐ کی مھر نبوت کے مانند ہوگا جو کہ چند بالوں کا مجموعہ تھی۔

اس حدیث کے ذیل میں وارد ہوا ہے کہ امام علیہ السلام کے دو نام ہوں گے ایک نام مخفی رہے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا لفظ محمد ظاہر ہوگا جبکہ لفظ احمد مخفی رہے گا یعنی اس نام سے لوگ آگاہ نہیں ہوں گے یا اس نام سے آپ کو زمانہ غیبت میں نہیں پکارا جائے گا۔

امام زمان علیہ السلام جس وقت پرچم لہرائیں گے تو اس کی کرنیں اس قدر تیز ہوں گی کہ مشرق سے مغرب تک پوری دنیا جگمگا اُٹھے گی اور سورج چاند کی روشنی ماند پڑ جائے گی جب حضرت امام زمان علیہ السلام کے پرچم کی یہ حالت ہے تو جس چادر کے اندر سارے انوار جمع ہو گئے تھے اس سے اُٹھنے والے نور کی چکا چوندہ سے فرشتوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

اس روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنا دست معجز نما بندوں کے سر پر رکھیں گے اور ان کے دل اس قدر قوی و محکم ہو جائیں گے جیسے فولاد کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔اور اللہ عزوجل مومنین کو چالیس چالیس مردوں کی قوت و طاقت عطا کرے گا پرچم لہرانے کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مومنین قبروں میں ایک دوسرے کو تبریک پیش کر رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کی زیارت کو جا رہے ہوں گے اور امام زمان علیہ السلام کے قیام کی بشارت دے رہے ہوں گے۔

ضمانتِ حفظِ دین:

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے معتبر صحابی جناب مفضل سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ان کے مبارک ظہور کے حوالہ سے کچھ گفتگو فرمائی اس کے بعد مولا نے مفضل کو ایک اہم ذمہ داری سونپی اور وہ یہ کہ یا مفضل! اَلقِہِ الیٰ شیعتنا اے مفضل یہ جو مطالب میں نے تم سے امام زمان علیہ السلام کے حوالے سے بیان کئے ہیں اسے ہمارے شیعوں تک پہنچادو ان کے درمیان ان باتوں کو بیان کروانھیں امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں معلومات ہونی چاہیئے وجہ کیا ہے اس دستور کو صادر کرنے کا؟ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: لئلّا یشکّوا فی الدین تاکہ شیعیان اہل بیت علیہم السلام دین میں شک و تردید کا شکار نہ ہوں۔ اگر معارف مہدویت سے ہمارے شیعہ آگاہ ہوں گے تو وہ دین میں شک و شبھہ کا شکار نہیں ہوں گے گویا امام جعفر صادق علیہ السلام مفضل سے یہ کہہ رہے ہیں کہ معارف مہدویت سے آگاہی دین کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ اور ہر شخص پر لازم ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں خاص طور سے ان کے ظہور کے متعلق معلومات کو آگے بڑھائے اور شیعیان اہل بیتؑ کے درمیان حضرت امام زمان علیہ السلام کا زیادہ سے زیادہ چرچا کرے ورنہ ہم اس آیت کریمہ کا مصداق بن جائیں گے جس میں کہا جارہا ہے کہ حساب و کتاب کی گھڑی قریب آگئی ہے اور وہ ابھی بھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور سورہ انبیاء کی پہلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے (اقترب للناس حسابُہم وَھُم فی غفلۃٍ مُعرضون) [1]۔

قیام قائمؑ، برحق ہے

نہ صرف یہ کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے قیام حضرت امام قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو برحق اور یقینی و حتمی اور اٹل قرار دیا ہے بلکہ قرآن کی متعدد آیتوں میں بھی منجی بشریت،

(1) کتاب بشارۃ الاسلام، ص ۲۶۷۔

https://downloadshiabooks.com/

قائم بالحق حضرت امام مہدی منتظرؑ کے قیام و ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے جو ایک نہ ایک دن پورا ہو کر رہے گا۔

سید الانبیاءؐ نے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ دنیا کی زندگی بغیر ظہور امام مہدیؑ کے تمام نہیں ہو گی، نہ کوئی ایسی طاقت پیدا ہوئی ہے اور نہ ہو سکے گی جو دنیا کو بھسم کر دے ایٹمی بم وغیرہ سے بھی تہس نہس نہیں کر سکتے کہ قیام قائم آل محمد علیہم السلام واقع ہی نہ ہو ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا خدائی وعدہ ہے رسول خداؐ کا وعدہ ہے ائمہ معصومینؑ کا وعدہ ہے کہ حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کے قیام سے قبل یہ دنیا تباہ ہو ہی نہیں سکتی۔ سورہ ذاریات کی آیت ۲۴ میں خداوند متعال قسم کھا کر اور متعدد تاکید کے ساتھ فرما رہا ہے (فوربِّ السماء والأرض إنّه لحقٌّ) پروردگار آسمان و زمین کی قسم! یقیناً یقیناً (قیام امام زمانؑ) برحق ہے، تین تین معصوم پیشواؤں (حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ میں پروردگار آسمان و زمین جس کی حق کی تین تین تاکید کے ساتھ خبر دے رہا ہے وہ قیام القائم علیہ السلام۔ یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اور قیام ہے اور یہ بات صرف شیعہ کتب سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اسی آیت کے ذیل میں سُنی کتابوں میں بھی قیام قائم کو برحق قرار دیا گیا ہے[1]۔

نبوی شکایتیں:

یہ سچ ہے کہ مسجد، قرآن، امام اور بعض دوسری چیزیں بارگاہ خداوندی میں شکوہ کریں گی اور ان کی شکایتوں پر خدائی رد عمل ہو گا اور مجرموں کو عدالت کے تحت سزا ملے گی لیکن ان شکایتوں میں ایک شکایت جناب رسول خداؐ کی اپنے حوالہ سے ہے جس کا تعلق حضرت امام مہدی

(1) بحار الانوار ۵۱، ۵۲ اور ینابیع المودۃ ۸۱۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام کے ساتھ بھی ہے پیغمبر خداؐ نے نہ جانے کتنے موقع و محل پر کس کس عناوین سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں احادیث بیان فرمائی ہیں اور اہل علم و دانش جانتے ہیں کہ کوئی بھی اسلامی مسلک حضرت امام مہدی علیہ السلام کا منکر ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کا مسئلہ متنِ اسلام میں ہے منکر مہدویت، منکر اسلام و منکر رسالت رسول خداؐ محسوب ہوتا ہے ان سب کے باجود کہیں کسی نہ کسی انداز سے قضیہ مہدویت پر شک و تردید کا اظہار کیا جاتا ہے یا پھر طرح طرح کے شوشے چھوڑ کر امتِ اسلامیہ کی جاہل عوام کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حوالہ سے گمراہ کیا جاتا ہے ہزاروں حدیثوں کے باوجود مسئلہ امام مہدی علیہ السلام اور ان سے متعلق امور کے سلسلہ میں بعض احادیث کو جھٹلا دیا جاتا ہے ان سارے مسائل کو رسول خداؐ کی نگاہ بصیرت دیکھ رہی تھی اسی لئے آپؐ نے آنے والی نسلوں کو ہوشیار کرنے کے لئے گمراہوں سے بچنے اور جھوٹوں سے کوسوں دور رہنے کے لئے بارگاہ خداوندی میں شکوہ کیا ہے آپ نے ایک طولانی ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا ہے: الی اللہ اشکو المکذبین لی فی امرہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں بارگاہ خدا میں شکوہ کناں ہوں ان سے جو میری تکذیب کرتے ہیں۔

رسول خداؐ کا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں جھٹلایا جانا اس قدر ناگوار ہے کہ ایسے جھوٹوں کی شکایت بارگاہ خداوندی میں کرتے ہیں۔ تکذیب رسول خداؐ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں تکذیب خدا بھی ہے جس کا نتیجہ واضح ہے لہذا مسئلہ امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں رسول خداؐ کی حدیثوں کے جھٹلانے والوں سے ہوشیار رہیں کہ وہ جہنم کا ایندھن ہیں آگے ارشاد فرماتے ہیں: والجاحدین لقولی فی شأنہٖ میں بارگاہ خداوندی میں ان لوگوں کی بھی شکایت کرتا ہوں جو شان و مسئلہ امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں جان بوجھ کر میری باتوں کا انکار کر دیتے ہیں "جاحد" کے معنی انکار کرنے والے کے ہیں ہر انکار نہیں بلکہ

https://downloadshiabooks.com/

دانستہ انکار کو جحود کہا جاتا ہے جس کی نظیر قرآن و روایات میں موجود ہے یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب رسول خداؐ اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: والمضلّین لامتی عن طریقہ آج اگر دنیا راہ امام زمان علیہ السلام سے بیگانہ ہے تو اس بیگانگی میں امت کے ان سربراہوں کا بھی ہاتھ ہے جنہوں نے راہ اہل بیتؑ کے سامنے روڑے اٹکائے ہیں اور نبیؐ کی شریعت کو بھی تبدیل کر کے رکھ دیا ہے امتِ رسول خداؐ راہ امام زمان علیہ السلام سے گمراہ ہے تو اس کی وجہ وہ گمراہ کرنے والے مولوی مُلّا بھی ہیں، جو طرح طرح کی تاویلوں کے ذریعہ مسلمانوں کو عقیدہ مہدویت سے منحرف کر رہے ہیں اور ان کے پیش رو بھی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ پر پردے ڈالے اور امت کو جوہری و بنیادی امور سے غافل رکھا یہاں تک کہ آج قضیہ امام مہدی علیہ السلام بس شیعوں سے مختص سمجھا جانے لگا ہے اور فرزندان توحید و ابناء اسلام مسئلہ امام مہدیؑ سے غافل ہیں، ان تمام گمراہ کرنے والوں کی شکایت بارگاہ خداوندی میں جناب رسول خداؐ پیش کر رہے ہیں جو امتِ رسول کے راہ مہدیؑ سے بیگانہ و گمراہ ہونے کا سبب بنے ہیں۔

الجسم جسم اسرائیلی: مرحوم آیۃ اللہ باقر قرشی نے اس روایت کو جعلی قرار دیا ہے اور کتاب حیاۃ الامام المنتظر میں فرماتے ہیں ؟؟ قاضی نعمان مغربی کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل بڑے جسیم ہوا کرتے تھے اور عربوں سے کہیں زیادہ بھاری بھر کم ہوتے تھے کذالك كان المهدی و سیماً جسیماً بساطاً لایکاد احد یماثله الّا قصر عنه و صغر الیٰ جانبه اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سامنے جو بھی آئے گا وہ ان سے کمتر اور چھوٹا نظر آئے گا۔

امام زمان علیہ السلام کے لوگوں کے درمیان موجود ہوتے ہوئے ان کا نہ دکھائی پڑنا ایک ایسا سوال ہے جس کا متعدد جواب دیا گیا ہے ایک جواب میں وارد ہوا ہے کہ زمانہ غیبت میں

https://downloadshiabooks.com/

آپ کے جسد مبارک کا نہ دکھائی پڑنا اس لئے ہے کہ فهو اشبه بالجسم الملائکی آپؑ کا جسم مبارک جسم ملائکہ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے جس کو اللہ نے اختیار دے رکھا ہے جب چاہیں نظر آئیں اور جب چاہیں نہ نظر آئیں[1]۔ایک اور روایت میں وارد ہوا ہے :کانه من رجال بنی اسرائیل گویا آپؑ بنی اسرائیل کے مردوں میں سے ہیں،یعنی ۴۰ کی عمر میں جس طرح کوئی شخص بھاری بھر کم اور مضبوط پٹھوں کا مالک ہوتا ہے اور طاقتور اور خوبصورت ہوتا ہے امام زمان علیہ السلام بھی اسی طرح نظر آئیں گے جبکہ کافی سن رسیدہ ہوں گے۔

علامہ بزرگوار مجلسیؒ نے اس عبارت کی تبیین میں فرمایا ہے: مثل بنی اسرائیل فی طول القامة وعظم الجثة امام زمان علیہ السلام اپنی جسامت اور قد کی بلندی میں اسرائیلیوں کے مانند ہوں گے۔

شیخ طوسیؒ کے ہم عصر بزرگ عالم اور شیعہ فقیہ علامہ محمد بن علی کراجکی نے اپنی مختصر مگر مفید کتاب الاستنصار میں ایک طولانی روایت کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے: تاسعهم ظاهرهم ناطقهم وقائمهم وهو افضلهم "[2]

یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام فرزندانِ امام حسین علیہ السلام میں ہونے والے ائمہؑ میں سب سے بہتر اور افضل ذات ہیں۔دوسری روایت میں ہے کہ أعلمهم ، أحكمهم ، أفضلهم[3]۔

(1) یہ مطلب بھی قابل غور ہے کیونکہ قاضی نعمان بعض محققین کے نزدیک معتزلی اسماعیلی تھے اور یہ مطلب اپنے باطنی عقائد کے مطابق انھوں نے کہا ہوگا۔

(2) کتاب الاستنصار ص۹۔

(3) کتاب الاستنصار ص۹۔

https://downloadshiabooks.com/

قیام شریعت:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے مذہبِ حقہ اہل بیت علیہم السلام کو خود اہل مذہب سے بہت نقصان پہنچے گا دین میں آمیزش کر دی جائے گی، اور کچھ آداب و رسوم ادھر اُدھر سے ملا کر دین و مذہب کا نام دے دیا جائے گا لیکن جب امامؑ تشریف لائیں گے تو حالات بالکل بدل جائیں گے تمام باطل مراسم و رسوم پر قلم بطلان کھینچ دیں گے اور حق و حقیقت کی طرف دعوت دیں گے تفسیر عیاشی میں ہے کہ : (ثم ینطق فیدعو الناس الیٰ کتاب اللہ و سنة نبیه و الولایة لعلی بن ابی طالب علیه السلام)[1] یعنی امام مہدیؑ لوگوں کو کتاب خدا سنتِ رسولؐ اور ولایت امیر المومنینؑ کی طرف دعوت دیں گے۔ دوسری جگہ پیغمبر خداؐ کا ارشاد ہوتا ہے کہ یقیم الناس علی ملتی و شریعتی و یدعوھم الی کتاب ربی[2] حضرت مہدی علیہ السلام لوگوں کو میری ملت و شریعت پر قائم و پابر جا کریں گے اور انہیں میرے پروردگار کی کتاب قرآن مجید کی طرف دعوت دیں گے۔

صُبَّت عَلَیَّ۔۔۔:

حضرت علامہ میر جہانی صاحب مصباح البلاغہ و نوائب الدھور فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو دیکھا انھوں نے فارسی کے تین شعر پڑھے مگر مجھے صرف ایک بیت یاد رہ گیا۔

دلی شکستہ تراز من در آن زمانہ نبود

(1) تفسیر عیاشی، ج ۲، ۵۷، ح ۴۹۔

(2) کتاب کمال الدین، ج ۲، ص ۴۱۱، ح ۶۔

https://downloadshiabooks.com/

در این زمان دلِ فرزند من شکستہ تراست

یعنی بعد پیغمبر خداؐ کسی انسان کا دل اتنا ٹوٹا ہوا نہیں تھا جتنا کہ مجھ فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا کا لیکن آج کے دور میں میرے شکستہ دل سے زیادہ میرے لال حضرت مہدیؑ کا دل شکستہ ہے یہ شعر کتاب عنایات حضرت امام مہدیؑ بہ علماء وطلاب ص ۱۷۶ پر ذکر ہوا ہے۔

۱- یہ آیت ونرید ان نمن زیارت عاشورہ ثانیہ میں ذکر ہوئی ہے۔

۲۔ جناب علامہ مجلسیؒ اول اپنی کتاب میں آیت کریمہ (ونرید ان نمن علی الذین) کی تشریح میں فرماتے ہیں: هذا التمكين و الامن والاجتماع لم يحصل ولا يحصل الّا فی زمان القائم عليه السلام وحين بعث ائمة المعصومين عليهم السلام فی الرجعة۔ روضۃ المتقین ۲، ۳۸۲، یہ حکومت واختیار اور امن وسلامتی ابھی تک قائم نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی ہوگی سوائے حضرت قائم آل محمدؐ کے زمانہ ظہور میں کہ جب سارے ائمہ معصومین علیہم السلام رجعت فرمائیں گے۔

۳۔ روی متواتراً انها (اية) وردت فيهم عليهم السلام و كمال الاستخلاف فی زمان المهدی صلوات الله عليه فانه الزمان الذی يجتمع الخلائق على الايمان و يرفع الشرك بالكلية۔

یعنی متواتر احادیث میں وراد ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ (ونرید ان نمن) ائمہ طاہرینؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے اور مکمل طور پر خلافت وحکومت، زمانہ رجعت وظہور امام مہدی علیہ السلام میں قائم ہوگی اور اسی زمانہ میں تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کو خداوند متعال مبعوث فرمائے گا۔ اس کے بعد ملا صالح مازندرانی آگے فرماتے ہیں کہ هذه ايضا آية من آياتهِ و كرامة

https://downloadshiabooks.com/

من کراماته یہ آیت ونشانی بھی امام مہدی علیہ السلام کی ایک اہم نشانی ہے اور آپؑ کی کرامتوں میں سے ایک اہم کرامت ہے[1]۔اس کے بعد ملا صالح مازندرانی آگے فرماتے ہیں کہ: (ان علیاؑ یحدث اصحابه قبل ظهور الخوارج) حضرت علی علیہ السلام اس پیشین گوئی کو خوارج کے ظاہر ہونے سے پہلے ارشاد فرما چکے ہیں۔علا منهم رجلٌ مخدج الید) لِيَقْضِيَ اللهُ أَمْراً كَانَ مَفْعُولاً[2]۔

کتاب احتجاج طبرسیؒ میں عبد اللہ بن جعفر حمیری صاحب قرب الاسناد کے فرزند جناب محمد بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی جانب سے چند مسائل کے جواب کے بعد یہ مبارک توقیع صادر ہوتی ہے کہ جس میں امام علیہ السلام پہلے اپنے محبّوں سے ان کی نافرمانیوں کا گلہ کرتے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں: اذا اردتم التوجة بنا الی الله تعالی و الینا، فقولوا کما قال الله تعالیٰ سلام علی آل یس[3] اگر تم کو بارگاہ خدا میں کوئی حاجت ہے، یا تم ہم سے کچھ مانگنا چاہتے ہو تو ویسے کہو جیسے خدا نے کہا ہے یعنی پہلے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کی پاک آل پر درود بھیجو اور السلام علی آل یس'' کہو اس کے بعد امام علیہ السلام پوری زیارت ذکر فرماتے ہیں جسے ہم زیارت آل یس کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور پھر زیارت آل یس کے بعد دعا کریں، اور وہ دعا بھی ذکر ہوئی ہے جس کو زیارت آل یس کے ساتھ ضرور پڑھنا چاہئے اور وہ بہترین حاجت روائی کرنے والی دعا ہے جسے ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری نے نقل فرمایا ہے جن کے پاس حضرت امام زمان علیہ السلام نے بہت سے مسائل کا جواب لکھ کر بھی دیا اور اس کے بعد یہ توقیع ان کے نام بھیجی ہے۔علامہ کبیر مجلسیؒ نے سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے تاکہ زیارت آل یس اور

(1) ملا صالح، شرح الکافی ج۶، ۲۸۵۔

(2) سورہ انفال آیت ۴۴۔

(3) الاحتجاج: ص۵۶۸۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کی دعا پر مزید اطمینان حاصل ہو جائے نیز مسائل محمد حمیری کو علامہ مجلسی نے تمام توصیفات کے ساتھ بحار الانوار کی ۵۳ ویں جلد میں جمع کر دیا ہے۔

سفیان ثوری کون؟

سفیان ثوری وہ بد بخت انسان ہے جسے کبھی کبھی اپنے زمانے کے حجتِ خدا امام معصوم پر بھی اعتراض رہتا تھا اگرچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد تھا لیکن اپنے کو اہل علم و دانش سمجھتا تھا اس لئے حجتِ زمان سے الجھنے کی کوشش کرتا تھا ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کی بزم میں وارد ہوا آپ کے جسم مبارک پر نئے لباس دیکھ کر بے چین ہو گیا اور بول پڑا: یا ابا عبد اللہ !ان آباءك لم يكونوا يلبسون مثل هذه الثياب اے ابو عبد اللہ !آپ کے آباء و اجداد تو اس طرح کا لباس نہیں پہنا کرتے تھے !لباس کی تبدیلی کو شریعت کی مخالفت اور ائمہ طاہرینؑ کی خلاف ورزی سمجھ بیٹھا تھا تبدیلی وضع و قطع سے زھد و پارسائی پر حرف نہیں آتا جب جیسا ماحول اور صورت حال رہے اس کے اعتبار سے لباس اور خوراک وغیرہ بلکہ کلی طور پر رہن سہن میں فرق لانا مذموم اور ناپسندیدہ عمل نہیں ہے ،ہاں فقراء و مساکین کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ سفیان کے بیہودہ سوال بلکہ بے کار اعتراض پر امام نے فرمایا سُن:

ان آبائی علیهم السلام کانوا فی زمان مُقَفَّر و مُقَتَّر ،،[1] میرے آباو اجداد جن زمانوں میں زندگی بسر کر رہے تھے وہ ناداری و تنگ دستی کا دور تھا، لہٰذا جو اس زمانے میں فقراء و مساکین کی نسبت مناسب لباس تھا وہی میرے آباء طاہرین پہنتے تھے لیکن آج دنیا نے اپنی آسائشوں کی چادر تان دی ہے ،خوشحالی و رفاہ کی بساط بچھ گئی ہے اور مال و متاع حیات میں آسودگی ہے جس سے استفادہ کرنے کا سب سے زیادہ سزاوار نیکو کار لوگ ہیں آج اس زمانے میں زیادہ

(1) رجال کشی: ص ۲۹۱۔

https://downloadshiabooks.com/

آسائش سے استفادہ کرنے کا سب سے زیادہ مستحق "مرد مومن" ہے اور میں جعفر صادقؑ ان تمام مومنین کا سربراہ ورہنما ہوں لہذا میرے اوپر لازم ہے کہ نعماتِ الٰہی کا اظہار کرنے کے لئے نئے اور پسندیدہ لباس کو زیب تن کروں اگر قحط سالی یا زبوں حالی کا دور دورا ہوتا تو میں جعفر صادق علیہ السلام کائنات کے کمزور ترین فقیر اور نادار لوگوں کے مانند لباس پہنتا۔

ائمہؑ، رسولؐ جیسے ہیں

سورہ انبیاء کی آیت ۱۰۷ میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت رسول خداؐ عالمین کے لئے رحمت ہیں جبکہ امام زمان علیہ السلام دشمنانِ خدا سے انتقام لیں گے اس لئے شافعی نے کفایۃ الطالب میں کہہ دیا ہے کہ تفاوۃ الخُلقان مع استواء الخَلقین۔ دونوں کے عمل میں فرق ہے لہذا اخلاق میں فرق ہے جبکہ جسمانی اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے جیسے ہیں۔ مگر شافعی سے یہ بھول ہو گئی کہ امام زمان علیہ السلام بھی اپنے نانا کی طرح دشمنوں کے لئے عذاب اور دوستوں کے لئے رحمت ہیں، اور اس جہت سے بھی کوئی تفاوت نہیں ہے دونوں نقمت اور دونوں رحمت ہیں اور علامہ شافعی کی یہ بات صحیح نہیں ہے کہ لانہ شبیہ لہ فی الجسمیۃ و مخالف لہ فی الفعلیۃ" شکل میں شبیہ ہیں عمل میں مخالف ہیں۔ اللہ نے یوں ہی نبی کریمؐ سے نہیں فرمایا ہے کہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں بلکہ اپنی محبت پر ان کو ادب سکھایا ہے پھر خلق عظیم کی سند دی ہے۔ اور "ما آتٰکم الرسول فاخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا" سے سرفراز فرمایا ہے، اور "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" کے ذریعہ اپنی نیابت سونپ دی ہے اور حضرت رسول خداؐ نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو یہ نیابت سونپ دی ہے اسی لئے امام صادقؑ فرماتے ہیں: و انّ رسول اللہ فوّض الی علی علیہ السلام فسلّمتم وجحد الناس لیکن لوگوں نے اس تفویض کو ماننے سے انکار کر دیا جبکہ اے شیعو! تم نے تسلیم کر لیا ہے لہذا اب خدارا جب ہم کچھ بولیں تو بولو، خاموش

https://downloadshiabooks.com/

رہیں تو خاموش رہو اور یہ یاد رکھو کہ (و نحن فیما بینکم و بین اللہ) ہم اہل بیتؑ ہی تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ، نائب اور حلقہ وسط ورابطہ ہیں[1]۔

سلمان فارسیؓ

ایک دفعہ ابو بکر کی خلافت کے زمانہ میں نصرانیوں کا ایک وفد ان کے بڑے عالم جاثلیق کے ساتھ دربار خلافت میں پہنچا ان کی تعداد سولوگوں پر مشتمل تھی ان کے سوالات کا جب ابو بکر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو کسی نے ان لوگوں کی رہنمائی کی اور وہ لوگ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنے سوالات اس طرح لے گئے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے اللہ کو محمدؐ کے ذریعہ پہچانا ہے یا محمد کو اللہ کے ذریعہ ؟ تو امامؑ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے اللہ کو محمدؐ کے ذریعہ نہیں پہچانا ہے بلکہ محمدؐ کو اللہ کے ذریعہ پہچانا ہے، وہ اس طرح کہ جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے محمدؐ کو خلق فرمایا تو ان کے اندر بہت سے حدود و قیود کو رکھا، ان کے اندر طول و عرض ایجاد کئے تو میں سمجھ گیا کہ محمدؐ مخلوق و مصنوع الہی ہیں۔ اور یہ معرفت بھی مجھے اللہ کی طرف سے الہام کے ذریعہ اور اس کی مشیئت و ارادہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ اللہ نے ملائکہ کو الہام کیا تھا تو وہ اس کے اطاعت گذار بن گئے۔ اور انہوں نے یہ خود سے سمجھ لیا کہ اللہ کسی بھی شئ کے مانند اور شبیہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی شئے کی طرح ہے۔ اخبرنی عرفت اللہ بمحمد أم عرفت محمدا باللہ عزوجل؟ فقال علی بن ابی طالب علیہ السلام: ما عرفتُ اللہ بمحمد ولکن عرفتُ محمدا باللہ عزوجل حین خلقہٗ و احدث فیہ الحدود من طول و عرض فعرفتُ أنَّہُ مدبر مصنوع باستدلال و الھام منہ و ارادۃ کما الھم الملائکۃ طاعتہ و

(1) کتاب محاسن برقی، ۱/ ۱۶۳۔

https://downloadshiabooks.com/

عرّفهم نفسه بلاشبه ولا کیف[1]۔

اس حدیث کے اندر چند باتیں بڑی قابل غور ہیں جنہیں اس حدیث کا نچوڑ بھی کہا جاسکتا ہے:

۱۔میں نے ذات خداوندی کو ذات محمدؐ کی معرفت سے نہیں پہچانا ہے کیونکہ خدا کی ذات ناقابل ادراک ہے، بلکہ ذات محمدؐ کو الھام دلالتِ الٰہی سے پہچانا ہے کہ وہ مصنوع و مدبَّر ہیں اور ان کا کوئی مدبِر ہے۔

۲۔عقل و وہم و تصور کے ذریعہ بس ان عناوین کی شناخت ہوتی ہے جو اس کی ذات پر صادق آتے ہیں اور انھیں کو اسماء حسنیٰ کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ خدا کو پکارنے کا حکم ہے۔

۳۔چونکہ خدا مبدأ کل ہے تو پھر اس کو چاہے جتنے واسطے سے پہچانا جائے اسی کی ذریعہ معرفت ہوگی اسی لئے ''یامن دلَّ علی ذاته بذاته'' وارد ہوا ہے یا ''عرفنی نفسك'' کی بات کی گئی ہے۔

۴۔معرفت دو طرح کی ہوتی ہے، معرفتِ انّی و معرفت لمی، اور دونوں طریقے مطلوب ہیں ورنہ امام نہ فرماتے: لا یعرف اللہ الّا بسبیل معرفتنا کہ خدا کو تو صرف ہمارے ذریعہ پہچانا جاسکتا ہے۔

کتاب بشارۃ المصطفیٰ ﷺ لشیعۃ المرتضیٰ علیہ السلام: محمد ان ابی القاسم عماد الوین طری آملی وفات ۵۳۰ھ ق یہ کتاب نجف لبنان اور قم سے چھپ چکی ہے ہو سکتا ہے گذشتہ دور میں اس

(1) کتاب التوحید، ص۲۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

کا اردو ترجمہ بھی ہوا ہو، اگر نہیں ہوا تو یہ کتاب ترجمہ کے لائق ہے، کسی کو ہمت کرنا چاہیئے، بڑی دل کو چھو لینے والی اور روح افزا دل چسپ کتاب ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے سلسلہ میں رسول خداؐ کی طرف سے حضرت علیؑ کے چاہنے والوں کے بارے میں روایات کا مجموعہ ہے۔ اور بڑی بڑی فضیلتوں پر مشتمل کتاب ہے ۲۸۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی کتاب کے ۲۵ ویں عنوان پر حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ایک وصیت ہے جسے آپؑ نے جناب کمیل بن زیاد نخعی کو کی تھی وہ صرف ان کے لئے نہیں بلکہ سارے شیعوں اور محبوں کے لئے ہے۔

جناب کمیل نے اس وصیت نامہ کو دنیا و مافیھا سے برتر جانا ہے، اور جب کسی (سعید بن زید بن ارطاۃ) نے آپ سے مولیٰ امیر المؤمنینؑ کے فضائل سننا چاہے تو فضائل بیان کرنے کے بجائے فضائل اور مواعظ پر مشتمل وصیت نامہ انھوں نے لفظ بلفظ بیان کر دیا۔ اور چند بزرگوں نے سلسلۂ سند سے اس عظیم الشان وصیت کو ہم تک پہنچایا ہے۔ جس میں سر فہرست صاحب بشارۃ المصطفیٰؐ ہیں اور ان سے بھی پہلے صاحب تحف العقول آل رسولؐ کے مؤلف جناب حسن بن علی ابن شعبہ حرّانی ہیں جنہوں نے چوتھی صدی میں رحلت فرمائی ہے، مگر آپ نے اس وصیت کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ تفصیلی وصیت بشارۃ المصطفیٰؐ میں ہی ہے جہاں سے دیگر اصحاب کتب نے اخذ فرمایا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ تحف العقول میں حذف سند کے ساتھ وصیت ہے۔ جبکہ علامہ محمد بن علی طبری آملی نے بشارۃ المصطفیٰؐ میں سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

امام مہدیؑ کا نام لینا:

الامر الثانی رعایۃ الادب بالنسبۃ الیٰ ذکرہ بان لا یذکرہ المؤمن الا بالقابہ الشریفۃ المبارکۃ مثل الحجۃ و القائم و المھدی و صاحب الامر و صاحب الزمان و غیرھا و ترک التصریح باسمہ الشریف الاصلی و ھو اسم

https://downloadshiabooks.com/

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب شیخ صدوقؒ حرمت کے قائل تھے اسی طرح دیگر علماء بھی حرمت کے قائل رہے ہیں، دسویں امام حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال ہوا کہ اگر ہم نام نہیں لے سکتے تو پھر کس طرح ان کو پکار سکتے ہیں تو اگر امام زمان علیہ السلام کا پکار نا درست نہ ہوتا تو کہہ دیتے مت پکارو جائز نہیں ہے، لیکن امام علی نقیؑ نے حضرت امام مھدی علیہ السلام کو پکارنے کا طریقہ یہ بتلایا کہ جب حضرت امام مھدی علیہ السلام کو پکارنا ہو تو اس طرح کہا کرو: الحجة من آل محمد ﷺ۔

حد تو یہ ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ اسلام کی ابتدائے غیبت میں بعض چاہنے والوں کو امام کے اصل نام کی خبر نہیں تھی امام عسکری علیہ السلام کی شھادت کے بعد نائب خاص سے پوچھا گیا خط لکھ کر کہ امام زمان کا ''نام اور جگہ'' بتادیں تو جواب آیا کہ ان دللتُھم علی الاسم اذاعوہ و ان عرفتُھم المکان دَلّوا علیہ (امام زمان علیہ السلام کا) نام بتلادوں تو نشر کر دیں گے اور اگر جگہ بتلادوں تو (دشمنوں کو) بتادیں گے۔

جناب فیض کاشانی ان روایات سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ حرمت اس زمانہ سے مختص تھی جب امام غیبت صغریٰ میں کچھ خاص لوگوں سے ملاقات کرتے تھے، اور خط و کتابت یعنی توقیعات کا سلسلہ جاری تھا اسی لئے نام کے ساتھ مکان کو بتانے کی نفی اور حرمت ذکر ہوئی ہے۔

''فی محفل من الناس'' کی قید سے بھی واضح ہے کہ الناس یعنی ستیاناس لوگوں کی بزم کے علاوہ کہیں اپنوں میں ہوں تو نام لیا جا سکتا ہے اگرچہ ہمیشہ قید مفھوم نہیں رکھتی لیکن اس طرح کی جگوں پر مفھوم رکھتی ہے۔

جناب شیخ حر عاملی فرماتے ہیں: ''و کثیراً ما یطلق ھذا اللفظ علی العامة'' روایت

https://downloadshiabooks.com/

میں زیادہ تر الناس، ستیاناس، ملاعین یعنی سُنی لوگوں پر استعمال کیا گیا ہے[1]۔

الاسلام بدأ غریباً...

اسلام کی غربت کا تذکرہ حضرت رسول خداؐ نے پھر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے پھر امام باقر علیہ السلام نے پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا ہے۔ یعنی چار معصوموں نے اسلام کے آغاز میں اس کی بے کسی و بے سہارا ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور آئندہ بھی اسلام کے نام لیوا تو رہ جائیں گے لیکن صحیح معنوں میں اسلام کا حامی و مددگار اور اس کے ارشادات پر عمل کرنے والے کم رہ جائیں گے۔

بظاہر یہ کلام بہت واضح و آشکار ہے، لیکن پھر بھی ابو بصیر صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام نے امامؑ سے اس کی وضاحت چاہی اور اس کلام کے ساتھ کہ اے میرے آقا و مولا یہ حضرت امیر المؤمنینؑ کی حدیث ہے کہ اسلام آغاز میں بھی بے سہارا و غربت کا مارا تھا اور آئندہ بھی غریب و بے حامی و بے مددگار ہو جائے گا، اور پردیسیوں کے لئے طوبیٰ ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟امام امیر المؤمنینؑ کیا فرمانا چاہتے ہیں ؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو محمد ! اس حدیث کا مطلب یہ کہ جب ہمارے قائم ظھور فرمائیں گے تو اس طرح نئی چیزیں پیش کریں گے جس طرح رسول خداؐ نے پیش کی تھی، اور انھیں کی مانند نئے امر کی طرف دعوت دیں گے یعنی غربت کا مطلب پردیسی ہونا نہیں ہے، بلکہ اسلام کے احکام و دستور معطل ہو جائیں گے۔ نامِ اسلام رہ جائے گا مگر واقع میں اسلام کے اوپر عمل نہیں ہوگا اس کے سارے احکام و حدود، قیود و شروط دفن ہو جائیں گے۔ جس طرح حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جنابِ رسول خداؐ تک اسلام تھا، لیکن زمانۂ جاہلیت کے تاریک

(1) کتاب وسائل ۱۶، ۲۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

دور میں سوائے چند کے دینِ حنیف پر خفیہ طور سے عمل پیرا رہنے والوں کے اسلام باقی نہیں بچا تھا، رسول خداؐ نے صدائے اسلام بلند کی اور اس کی طرف دعوت دی دھیرے دھیرے اسلام کو رونق ملی اور اسلام نے اپنے پنجے زمین میں گاڑ دیئے، اور شریعت اسلامیہ کا بول بالا ہو گیا، لیکن بعد رسولِ خداؐ اس رونق کو زوال آنا شروع ہو گیا اور دھیرے دھیرے اسلام کے دستور و فرمان دفن ہونے لگے اور متکبرین عالم نے اس کے ساتھ کھلواڑ کیا اور اس کی رونق ختم ہو گئ، حضرت امام زمان علیہ السلام جب ظھور فرمائیں گے تو پھر اسلام کو رونق ملے گی اور اس کے معطل احکام پر عمل ہو گا اور اس دین کو حیاتِ نو مل جائے گی، جو کہ بظاہر نئ چیز ہو گی لیکن واقع میں اسلام کے سارے احکام جو قرآن و سنتِ رسولؐ و سیرتِ ائمہؑ میں موجود تھے وہی زندہ ہوں گے اور اسی پر لوگ عمل پیرا ہوں گے۔

جنابِ امام جعفر صادقؑ کی وضاحت کے بعد ابو بصیر اپنی جگہ سے اُٹھے اور جا کر امام جعفر صادقؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور ان کی زبان پر یہ جملہ آیا: ''اشهد انك امامی فی الدنیا والاخرة ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ہی دنیا و آخرت میں میرے امام و رہبر ہیں ''أُوالی ولیّك و أُعَادِی عدوك ''میں آپ کے چاہنے والوں سے محبت کرتا رہوں گا اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی کرتا رہوں گا، وانك ولی الله اور اے مولا و آقا آپ ہی اللہ کے ولی ہیں، جناب ابو بصیر کے اس اظھار محبت و عقیدت پر امام علیہ السلام نے ان کو دعا دی اور فرمایا: رحمك الله اے ابو بصیر خدا تمہارے اوپر رحمت نازل فرمائے۔

حضرت امام زمان علیہ السلام کس طرح اس دنیا کو رونقِ اسلام سے منور فرمائیں گے اور کس طرح یہ دنیا رشک جنت بن جائے گی ہر طرف عدل و انصاف کا دور دورا ہو گا کوئی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، یہاں تک کہ درندے بھی دیگر جانوروں کے ساتھ گھل مل کر رہیں گے

https://downloadshiabooks.com/

،ان سب کا اندازہ لگانا آسان نہیں ہے،اور یہ بھی مافوق سمجھی جانے والی حقیقت ہے، حضرت امام باقرؑ کا صحابی مالک جہنی امامؑ سے عرض کرتا ہے کہ لوگ آخری امام کو ایسے اوصاف سے متصف کرتے ہیں جو کہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے ہیں ،اور ان کی حکومت کی توصیف ایسے ایسے اوصاف سے کرتے ہیں جو کسی بھی حکومت میں دیکھنے کو نہیں ملے تو امام باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم تم لوگ اس دور کی توصیف اور ان کی حکومت کی خوبیوں کا ادراک کر بھی نہیں سکتے۔

علامہ مجلسیؒ نے امام باقرؑ کا قول اس طرح نقل کیا ہے: لایمکنکم معرفته کما هی حتی تروہ یادرکھو کہ کماحقہ اس کی معرفت تمہیں ہو بھی نہیں سکتی جب تک کہ تم لوگ خود اسے دیکھ نہ لو،یعنی حکومتِ عدل مھدیؑ صرف تصور اور خیال کرنے کی چیز نہیں دیکھنے کی چیز ہے،تب اندازہ ہوگا،جب امام معصوم سربراہی و قیادت کرتا ہے۔جب حجتِ خدا کی حکومت قائم ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔مولیٰ امیر المومنینؑ کی جنگوں سے بھری چند روزہ حکومت دشمنوں سے پُر سلطنت کی ایک جھلک دیکھی گئی ہے بس۔

حضرت امام مہدیؑ اور حضرت یوسفؑ:

باب شباهته بیوسف علیه السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس یہ خبر لے کر پہنچے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے،اور ہم سچ بول رہے ہیں،دوسرے لفظوں میں یوں کہہ رہے تھے کہ اے بابا اب آپ یوسف کی آمد کا انتظار نہ کیجئے یوسف مر گئے اب وہ واپس پلٹ کر نہیں آنے والے ہیں۔

کچھ ایسی ہی کیفیت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آنے والی ہے،اور وہ بھی

https://downloadshiabooks.com/

اپنوں کی زبان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی حازم بن حبیب سے فرمایا ہے کہ ہمارے صاحب کے لئے دو غیبتیں ہیں دوسری غیبت میں ظہور فرمائیں گے جبکہ لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے، کوئی کہے گا مر گئے کوئی کہے گا ہلاک ہو گئے کوئی کہے گا کسی وادی میں گم ہو گئے کوئی کہے گا پیدا ہی نہیں ہوئے کوئی کہے گا ان کے باپ اس دنیا سے بے اولاد رخصت ہو گئے ایک گروہ جھوت بولنے میں اس حد تک گر جائے گا کہ برادران یوسف علیہ السلام کی طرح ایسا سفید جھوٹ بولے گا کہ کچھ لوگ ان کی باتوں کی تصدیق کر بیٹھیں گے، وہ آکر اہل بیتؑ کے چاہنے والوں اور امام مہدی علیہ السلام پر ایمان رکھنے والوں سے کہے گا: انه نفض یدہ من ترابِ قبرہٖ میں نے ان کی میت کو مٹی دے کر ابھی تھوڑی دیر پہلے ہاتھ جھاڑا ہے، وہ مر کے دفن بھی ہو گئے ہیں، اور تم لوگ ہو کہ ابھی تک ان کا انتظار ہی کر رہے ہو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا حازم .....إن جاءكَ من يقول ..... فلا تصدّقه اے حازم اگر کوئی آکر تم سے یہ کہے کہ میں نے امام زمانؑ کی میت کو مٹی دی ہے تو خبردار اس کی تصدیق نہ کرنا، کیونکہ یہ خبر سراسر جھوٹ پہ مبنی ہو گی، جس طرح حضرت یوسفؑ کی بھیڑئے کے ذریعہ کھا جانے کی خبر سراسر جھوٹ تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام محفوظ تھے۔ اور ان ہی کے درمیان زندگی بسر کر رہے تھے مگر کوئی ایک بھی آپ کو پہچان نہیں پایا تھا، اسی طرح امام مہدی علیہ السلام لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے ہوں گے بازاروں اور مجمع میں ہوں گے۔ ہر سال حج پر اور ہر مناسب جگہ پر تشریف لاتے ہوں گے مگر لوگ آپ کو پہچان نہیں پائیں گے یعنی تشخیص کسی کے بس کی بات نہیں ہو گی، مگر یہ کہ وہ خود تعارف کرائیں[1]۔

امتِ سرگرداں:

(1) غیبۃ الطوسی ص ۹۹۱ و اثبات الھداۃ ج ۷، ۳۰ ح ۳۴۷۔

https://downloadshiabooks.com/

سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ان فی صاحب ھذا الامر لشبہ (لسنۃ)من یوسف اس امر ولایت و عالمی حکومت کے سربراہ و قائد کو حضرت یوسفؑ سے شباہت حاصل ہے۔

۱۔ابن امۃ یعنی فرزند کنیز ہونے میں شباہت۔

۲۔ایک شب مقدماتِ حکومت فراہم ہونے میں شباہت۔

۳۔ مظلوم و مقہور ہونے میں شباہت۔

۴۔علاقہ میں رہ کر بھی غربت اٹھانے میں شباہت۔

۵۔قریب ترین لوگوں سے اذیت سہنے میں شباہت۔

۶۔غیبت اور حیرت دونوں میں شاہت۔

۷۔ منکرین امام زمان کے اشباہ خنزیر ہونے میں شباہت۔

۸۔زندان میں رہنے میں شباہت، کیونکہ یہ دنیا امام کے لئے زندان ہے۔

۹۔اجمل الناس ہونے میں شباہت۔

۱۰۔لانثریب علیکم الیوم میں شباہت یعنی جس طرح برادران یوسف کو حضرت یوسف علیہ السلام نے معاف کر دیا تھا اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے چچا جعفر کذاب اور اپنی خاندان کے بعض ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

(مفضل کی تفسیر عیاشی میں روایت امام صادقؑ سے: لیس رجل من ولد فاطمة یموت حتی یقر للامام بامامته کما اقر ولد یعقوب لیوسف حین قالوا (تاللہ لقد آثرك الله علینا) یعنی اولاد زہراء سلام اللہ علیہا میں سے کوئی بھی اپنے زمانہ کے امام کی امامت کا معترف و مقّر ہوئے بغیر نہیں مرتا جس طرح اولاد یعقوب نبی علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کی نبوت کا اقرار یہ کہتے ہوئے کر لیا تھا کہ بلاشبہ اللہ نے آپ کو ہم پر فوقیت و برتری عطا کی ہے۔

خوف سے رہائی کے لئے دعا

خوفه علیه السلام

وہ اسباب جن کی بنیاد پر ہمارے اوپر لازم ہے کہ امام زمان علیہ السلام کے جلد ظہور کے لئے دعا کریں، ان میں سے ایک حضرت امام زمان علیہ السلام کا خوف ہے، ہمیں چاہیئے کہ امامؑ کو حالتِ خوف سے باہر نکالنے کے لئے کثرت سے دعا کریں، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زرارہ نے پوچھا تھا کہ امام زمانؑ کو غیبت کا سامنا کیوں کرنا پڑے گا تو امام صادق علیہ السلام نے اپنے شکم مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام زمانہ علیہ السلام کے خوفِ قتل کی نشان دہی کی تھی، اور فرمایا تھا یا زرارة هو المنتظر و هو الذی یشك فی ولادته[1] اے زرارہ وہ ہی امام منتظر ہوں گے جن کا سراغ لگایا جائے گا جس کی شان میں ولادت کے مراحل سے ہی شک و شبہ کیا جائے گا۔

ریسمانِ ولایت

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک ہی جلسہ میں اپنے اصحاب کو چار سو ایسے

(1) الکافی: ج ۱، ص ۳۳۷۔

https://downloadshiabooks.com/

علم ودانش اور فضل وکمالات کے باب تعلیم فرمائے، کہ جس سے ان کی دنیاوآخرت دونوں سنور جائے، یہ حدیث پوری تفصیل کے ساتھ جناب شیخ صدوق نے الخصال کے باب الواحدالی المائۃ میں دسویں حدیث قرار دیا ہے، کتاب تحف العقول میں بھی یہ حدیث بالتفصیل مذکور ہوئی ہے، اس کے علاوہ "**سرور اہل الایمان فی علامات ظہور صاحب الزمانؑ**" میں علامہ بھاءالدین نیلی نجفی نے بھی نقل فرمائی ہے۔

اس حدیث کے ذیل کا حصہ یہ ہے کہ "اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ خدا نے تمہارے لئے کیا اجر وثواب رکھا ہے دشمنوں کے درمیان رہ کر تمہارے صبر کرنے اور ان کی اذیتوں کے سہنے کے بدلے تو تمہاری آنکھوں کو قرار آجائے گا۔ اور یاد رہے میرے بعد تمہیں ایسے ایسے امور سے مقابلہ کرنا پڑے گا کہ تم میں سے ہر ایک موت کی تمنا کرے گا ان امور میں سے، اہل انکار کا کھلم کھلا انکار اور اعلان، غیروں کو فوقیت دینا حقِ خدا کا بہت استخفاف ہونا یعنی سبک سمجھنا اور جان کا خطرہ پیدا ہو جانا، جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے تو تم سب کے سب ریسمان خدا (ہماری ولایت) کو ملکر تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ کا شکار نہ ہونا۔

تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم نماز، اور تقیہ کے پابند رہو اور یاد رکھو کہ خداوند متعال اپنے بندوں میں سے متلوّن مزاج شخص کو بہت ناپسند کرتا ہے۔ دیکھو صاحبانِ حق کی ولایت سے دست بردار نہ ہونا کہ جو ہمیں چھوڑ کر دوسرں کو ہمارا بدل قرار دیتا ہے وہ ہلاک ہے، اور وہ دنیا سے بھی محروم اور آخرت میں بھی حسرت اٹھائے گا۔

کافر کی ایک پہچان

ابوزہر انام کے امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے امام سے عرض کیا مولا، کیا حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا جائے گا

https://downloadshiabooks.com/

تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں یہ نام اللہ نے صرف حضرت امیر المومنینؑ سے مختص کیا ہے۔ یہ نام امام علیؑ سے پہلے بھی کسی کو نہیں ملا ہے اور "لا یتسمّی بعدہٗ الّا کافر"[1] اس نام کے ذریعہ حضرت امیر المومنینؑ کے بعد جو بھی پکارا جائے گا وہ کافر ہے'۔

صریحی طور پر امام صادق علیہ السلام نے فرمادیا ہے کہ بعد امیر المومنین علیہ السلام جس جس نے اپنے آپ کو بخوشی امیر المومنین کہلوایا ہے وہ یاد رکھیں بھلے ہی اسکی زبان پر توحید و رسالت کا اقرار ہے پھر بھی وہ کافر ہیں۔ یہ نام اللہ نے صرف اور صرف حضرت علیؑ کے لئے مختص کیا ہے۔ سارے انبیاء، سربراہ مومنین تھے سارے ائمہ، سرورانِ مومنین ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لفظ "امیر المومنین" نہ تو حضرت آدمؑ کے لئے استعمال ہوا اور نہ ہی حضرت خاتم جناب رسول خداؐ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور نہ قیامت تک کسی کے لئے حتی کہ تمام عالم کے مومنین و مومنات کی قیادت و سربراہی کرنے والے قائمؑ کے لئے بھی استعمال جائز نہیں ہے۔ یہ لقب امیر المومنین علی علیہ السلام کے لئے ہے بس۔

وجوب معرفتِ امام زمان علیہ السلام

الباب الاول فی وجوب معرفته صلوات الله و سلامه علیه و انه لا یتحقق الایمان بدون معرفة امام الزمان علیه السلام

امام زمان علیہ السلام امام واجب الطاعۃ ہیں، اور جس کی اطاعت فرض ہو اس کی معرفت بھی واجب ہو گی کیونکہ اگر معرفت نہ ہو تو غیر سے مشتبہ ہو سکتا ہے، جو دعوائے امامت کر رہا ہے اور ایسی صورت میں غیر کی اطاعت تو ہو جائے گی امام واجب الطاعۃ کی اطاعت سے دور ہو جائے

(1) الکافی: ج۱، ص۴۱۲۔ المحاسن: ص۹۰۔

https://downloadshiabooks.com/

گا۔امام زمان علیہ السلام کی ایسی معرفت حاصل ہونی چاہئے کہ کسی غیر سے مشتبہ نہ ہو۔اور ایسے امتیازات اور صفات کا علم رکھے کہ کسی صورت گمراہ نہ ہونے پائے۔اور اب یہ گفتگو کا محل ہے کہ کتنی اور کیسی معرفت کرنی ہے؟تو اس کا جواب خود امام موسی کاظم علیہ السلام نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں:من شك فی اربعة فقد کفر بجمیع ما انزل الله تبارك و تعالی احدها:معرفة الامام فی کل زمان و أوان بشخصه و نعته[1]:

ائمہ طاہرینؑ نے اور خود رسول خداؐ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ایسے صفات و اوصاف ذکر فرمائے ہیں کہ جس سے آپ کی دوسرے ائمہ علیہم السلام سے بھی تشخیص ہو جاتی ہے چہ جائے کہ عوام الناس سے یا پھر گمراہ مدعیانِ امامت و مھدویت سے۔لہذا ہم پر واجب ہے کہ دستور ائمہؑ اور حکم نبیؐ کے مطابق ان کی صفات و اوصاف کو جانیں سمجھیں اور اس کی نشر و اشاعت کریں تاکہ ہمارے نوجوان کبھی گمراہ نہ ہوں۔

اور اگر کوئی بندہ حجتِ خدا کی معرفت حاصل کرلے اور اپنے زمانے کے امام کی شناخت پیدا کرلے جتنی معرفت لازم ہے۔تو پھر اُسے موت آبھی جائے اور معصومینؑ کی عادلانہ حکومت قائم نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اعرف امامك فانك اذا عرفت لم یضرك تقدم هذا الامر او تاخر[2]:کہ تم اپنے زمانے کے امام معصوم کی شناخت رکھو اس لئے کہ اگر تم اپنے زمانے کے امام کی شناخت پیدا کرلی تو پھر حکومت عدل قائم ہونے میں دیر ہو یا سویر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

حرمتِ تسمیۂ امام مہدیؑ

(1)بحار الانوار،۲۷،۱۵۔

(2)الکافی،ج ا،۳۷۱ح ا۔

https://downloadshiabooks.com/

اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت امام مھدی علیہ السلام کے نام کی ممانعت کے سلسلہ میں بڑی شدید روایات موجود ہیں، اور بہت سخت الفاظ میں ان کا نام لینے والے کی مذمت کی گئی ہے حتی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: صاحب هذا الامر لا یسمیه باسمه الّا کافر"[1] یعنی امام مہدی علیہ السلام کا نام لینے والا کافر ہے، اور خود حضرت امام مھدی علیہ السلام کی جانب سے صادر ہوئی بعض توقیعات میں یہ فقرہ بہت اہمیت کا حامل ہے امام مھدی علیہ السلام فرماتے ہیں: ملعون ملعون من سمّانی فی محفل من الناس لعنتی ہے لعنتی ہے وہ شخص جو میرا نام لوگوں کے مجمع میں لیتا ہے، اس طرح کی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے بہت سے آراء ہمارے علماء وفقھاء نے قائم کر لئے ہیں، لیکن یہ بھی طے ہے کہ ہمارے بعض علماء نے انھیں روایات کی روشنی میں امام کا نام لینے کی حرمت کا نظریہ قائم کر لیا ہے۔

اگرچہ علماء کی اکثریت جواز تسمیہ کی قائل ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ نام لینے کی حرمت کا تعلق کچھ معین زمانوں میں تھا، جیسے کہ آپ کی ولادت سے پہلے کیونکہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار وغیرہ کی جان خطرے میں پڑ سکتی تھی یا صرف ولادت کے بعد غیبت صغریٰ تک نام لینا حرام تھا کیونکہ اس وقت خود امام کی جان اور امام سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی جان خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ اسی طرح غیبت صغریٰ میں آپ کے سفراء اور اہل خانہ کی جان خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ اس لئے ان زمانوں میں نام لینا جائز نہیں تھا۔ لیکن اب اس زمانے میں اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہذا نام لینے کی حرمت مرتفع ہو گئی ہے، کیونکہ حرمتِ تسمیہ وقتی تھی، اور اس کی حرمت میں ہی مصلحت تھی اور اب ایسی کوئی مصلحت کار فرما نہیں ہے لہذا آپ کا اسم گرامی لیا جا سکتا ہے۔

(1) الکافی ج ۱، ۳۳۳۔

https://downloadshiabooks.com/

مگر مقابل میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ روایات میں اطلاق اور عموم پایا جاتا ہے، اور بعض روایات میں کسی زمانے سے حرمت کو مختص نہیں کیا گیا ہے نیز ان روایات کے الفاظ ایک دوسرے کی تاکید وتائید کرتے ہیں جیسے:

۱۔ لایحل لکم ذکرہٗ باسمہ...

۲۔ لایحل لکم تسمیتہ...

۳۔ لایحل ذکرہٗ باسمہ حتی یخرج...

۴۔ لایحل لکم تسمیتہ حتی یظھرہٗ اللہ...

۵۔ یحرم علیھم تسمیتہٗ وھو سمیّ رسول اللہ و کنیّہ...

۶۔ لایری جسمہ ولا یسمی باسمہ...

۷۔ من سمانی باسمی فی مجمع من الناس فعلیہ لعنۃ اللہ...

ان کلمات میں اطلاق پایا جاتا ہے لہذا مطلق طور پر امامؑ کا نام لینا ممنوع ہے۔

سادات و سربراہانِ شہداء

شہداء کربلا کے لئے صرف امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہی سادۃ الشہداء کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے بلکہ پہلے صادق الامین حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شہداءِ کربلا کو ساداتِ شہیدان قرار دیا ہے۔

امالی صدوقؒ میں ہے کہ ایک دفعہ بزمِ نبیؐ میں یکے بعد دیگرے امام حسنؑ پھر امام حسینؑ

https://downloadshiabooks.com/

پھر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پھر امیر المومنینؑ تشریف لائے اور پیغمبرؐ نے ہر ایک کو دیکھ کر گریہ فرمایا اور پھر سارے حاضر صحابہ کو بھی رلا دیا پیغمبر خداؐ نے پہلے ایک ایک معصوم کی فضیلت بیان کی پھر ہر ایک کی مصیبت بیان کی جب امام حسینؑ کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا: میں انھیں خواب میں آکر شہادت کی بشارت دوں گا اور انھیں حکم دوں گا کہ اپنی شھادت گاہ کی طرف کوچ کریں، اور ارض کرب و بلا سر زمین قتل و شہادت کی طرف روانہ ہو جائیں وہاں ان کی مدد کرنے کے لئے مسلمانوں کی ایک تعداد حاضر ہو گی روایت کا فقرہ یہ ہے تنصرہ عصابة من المسلمین اولئك من سادة شهداء امتی یوم القیامة ان کی نصرت کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہو گی یہ جماعت قیامت کے روز میری امت میں شھید ہونے والوں کی مولیٰ و آقا ہو گی۔

یاد رہے کہ یہ منظر یہ واقعہ شہادتِ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے بعد کا ہے جب امام حسین علیہ السلام چلنے پھرنے کے لائق ہو گئے تھے، اور خود سے مسجد میں آجایا کرتے تھے اور اس سے بہت قبل جناب امیر حمزہ سید الشہداء شہید ہو چکے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول خداؐ نے " من سادة شهداء امتی " کیوں کہا ہے، ظاہر ہے پیغمبرؐ کی نظر میں میدان احد کے سید الشہداء حمزہ ہیں اور میدان کربلا کے سید الشہداء امام حسینؑ ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ سید الشھداء، امیر حمزہ بھی ہیں سید الشہداء، میرا لال حسینؑ بھی ہے، لیکن اس کے بعد اگر کوئی سید الشہداء کے ذریعہ خطاب کئے جانے کے لائق ہے تو وہ شہیدانِ کربلا انصار امام حسینؑ ہیں، کیونکہ وہ امیر حمزہ کی طرح ناصر رسول خداؐ بھی ہیں ناصر علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ہیں اور ناصر حسنؑ و حسینؑ بھی ہیں۔ اسی لئے تو ہم زیارت وارثہ میں پڑھتے ہیں السلام علیکم یا انصار رسول اللہ السلام علیکم یا انصار امیر المومنین ،السلام علیکم یا انصار فاطمة الزهراء السلام علیکم یا انصار ابی محمد الحسن ابن علی، السلام علیکم یا انصار ابی عبداللہ الحسین ...

امام زمانؑ وسیلۂ انتقام

https://downloadshiabooks.com/

ابو حمزہ ثمالی جن کا نام ثابت بن دینار تھا،آپ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بہت سی اشیاء واشخاص کے بارے میں سوال کیا ہے اور بہت سی چیزوں کی علت وسبب دریافت کیا ہے،انھیں علل و اسباب میں سے ایک سوال یہ تھا کہ حضرت امام مھدیؑ کو "قائم" کیوں پکارا جائے گا تو امام باقر علیہ السلام نے جناب ثمالی کے سوالوں کے جوابات دیئے اور علت بتائی ہے۔ابو حمزہ کا پہلا سوال یہ تھا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو "امیر المومنین" کیوں پکارا گیا جبکہ اس سے قبل نہ کسی نبی کو پکارا گیا نہ کسی رسول کو اور نہ ہی آئندہ کسی کے لئے اس نام سے پکارا جانا حلال ہے،تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لانه میرة العلم یمتار منه ولایمتار من احد غیرہ کیونکہ امیر المومنین علی علیہ السلام علم ودانش کا ذخیرہ اور خوراک ہیں جن سے لوگ اپنی علمی گرسنگی میں سیر ہوتے ہیں،اور ان کے علاوہ کوئی ایسا نہیں تھا جن سے لوگ اپنی علمی گرسنگی میں سیر ہو سکتے اس لئے آپ کو "امیر المومنین" کہا جاتا ہے،اس کے علاوہ یہ لقب خود اللہ نے انھیں دیا ہے اور اللہ نے اس لقب کو ان سے مختص کیا ہے لہذا کسی غیر کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور بھی وجہیں سید ابن طاووس۔نے کتاب الیقین میں بیان فرمائیں ہیں اور تفصیل سے اس مسئلہ کا جائزہ لیا ہے۔

ابو حمزہ ثمالی کا دوسرا سوال یہ تھا کہ حضرت امیر امومنین علی علیہ السلام کی تلوار کو "ذوالفقار" کا نام کیوں دیا گیا ہے؟تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:لانه ما ضرب به احداً من خلق الله الّا افقره من هذه الدنیا من اهله و ولدهٖ وافقره فی الاخرة من الجنة کیونکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس تلوار سے کسی کو نہیں مارا مگر یہ کہ اُسے دنیا کی چیزوں یعنی اہل وعیال سے محروم کر دیا اور آخرت میں بھی جنت سے محروم کر دیا ذوالفقار یعنی فقر وفاقہ دینے والی، محتاج بنانے والی۔

https://downloadshiabooks.com/

ابو حمزہ نے تیسرا سوال یہ کیا کہ اے فرزند رسول! آپ سب کے سب قائم آل محمد ہیں مگر امام مہدیؑ ہی کیوں ''قائم'' کے نام سے پکارے جاتے رہیں گے، تو حضرت امام باقر علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قائم بر حق ہونے کی وجہ تفصیل سے بتلاتے ہوئے فرمایا جب میرے دادا امام حسینؑ شہید ہوئے تو فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں نالہ و فریاد اور گریہ کیا اور کہا اے ہمارے معبود اور ہمارے سردار آیا تو اپنے بر گزیدہ ہستی کے بر گزیدہ فرزند اور بہترین مخلوق سے غافل ہے ؟ اس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہوئی اے فرشتوں تم اپنی جگہ پر سکون رہو اے میرے ملائکہ مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم ہے کہ میں ضرور ان سے انتقام لوں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہی پھر خدا نے ملائکہ کو وہ ائمہ دکھائے جو امام حسینؑ کی نسل میں سے ہیں اس پر ملائکہ خوش ہوئے اور اس وقت ائمہ کے درمیان ایک ہستی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہی تھی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا نے فرمایا: بذالك القائم انتقم منهم [1] تمام انوار و اشباحِ انبیاء وائمہ علیہم السلام میں شبِ معراج صرف امام زمان علیہ السلام ہی ان تمام بزرگوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔اس لئے آپؑ کو قائم یعنی حالتِ قیام میں رہنے والا کہا جاتا ہے۔اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صرف امام زمان علیہ السلام ہی تمام دشمنانِ اسلام سے انتقام لیں گے اس لئے آپ قائم ہیں۔

اس حدیث میں نماز کی اہمیت کا بیان ہے، اور اس سے بڑی عبادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ خداوند متعال ''بذالك القائم انتقم''۔حالت قیام میں رہنے والے یعنی نماز ادا کر رہے امام علیہ السلام کے ذریعہ انتقام لوں گا کہہ رہا ہے اور اس نے روز عاشوراء ملائکہ کو مطمئن کر دیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لیا جائے گا قائم آل محمدؐ کے ذریعہ، اور اس عملی منظر کے ساتھ ساتھ سارے ائمہؑ کی بھی ملائکہ نے زیارت کر لی تھی۔

(1) علل الشرائع: ص ۶۴۔

https://downloadshiabooks.com/

سند حدیث راہب وراہبہ

علامہ کبیر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ''ضعیف علی المشہور'' ہے۔ اس کی وضاحت کے طور پر یہ سن لیں کہ امام علی علیہ السلام کے حالت رکوع میں زکات دینے کے حوالہ سے متعدد روایت ہیں۔اور کیا چیز حالت رکوع میں دے کر آیت ولایت کا مصداق بنے تھے، مشہور نظریہ یہی ہے کہ انگشتری سلیمانی تھی، علامہ مجلسی انگشتری کے بارے میں وارد روایت کے بارے میں فرماتے ہیں، ''**حسن کالصحیح**'' یہ روایت صحیح تو نہیں لیکن صحیح کے درجہ کی ''حسن'' روایت ہے، یعنی سب ممدوح اہل تشیع راویوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

دوسری چیز جس کے بطور زکاۃ حالت رکوع میں دینے کی روایت ذکر ہوئی ہے، وہ حُلہ ہے یعنی آپ نے ایک جامہ حالتِ رکوع میں فقیر کو دیا تھا، جس کے بعد آیت ولایت، رسولؐ خدا پر نازل ہوئی تھی، علامہ مجلسی حُلہ والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''ضعیف علی المشہور''اسکے بعد علامہ مجلسی فرماتے ہیں "**وفی اکثر روایات الخاصة و العامة انه علیه السلام تصدق بخاتمه و فی هذه الروایة الحلة و هو بالضم ازار و رداء ذکره فی المغرب ، و یمکن الجمع بینهما بوقوع الامرین معاً اما فی حالة و احدة او حالتین**"[1] مشہور علماء کے نظریہ کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے، اور قم کے ایک بزرگ عالم دین جنہوں نے بڑی کتابیں لکھی ہیں، اور بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے ہیں، علامہ آیت اللہ سید جواد قدس سرہ دونوں روایت کو جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اگرچہ انگشتری والی روایت حُلہ والی روایت سے زیادہ قابل اعتماد و اعتبار ہے، لیکن کوئی مانع نہیں ہے کہ ہم یہ مان لیں کہ دونوں چیزیں بطور زکات امام علی علیہ السلام نے حالتِ رکوع میں دی ہوں یا تو ایک ہی نماز میں

(1) مرأۃ العقول: ج۳، ص۲۵۰۔

https://downloadshiabooks.com/

انگشتری بھی اور حُلہ بھی، یا پھر دو الگ الگ نمازوں میں ایک میں انگشتری دوسری میں حُلہ دیا ہو، اور آیت ولایت نازل ہوئی ہو،[1] مطلب یہ ہے کہ مشہور واقعہ کے خلاف اگر کوئی جزئی چیز سُننے کو مل جائے تو فوراً تردید نہ کریں بلکہ ان کو جمع کرنے اور سمجھنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہر روایت میں شبھہ ڈال کر اس کی تردید نہیں کی جاسکتی تاریخ و حدیث کی کتابوں میں جب واقعہ نقل ہوا ہے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔

ضعیف علی المشہور

اس روایت کو کہتے ہی کہ جس کے کسی راوی کے سلسلہ میں علماء کی اکثریت ضعیف ہونے کے قائل ہوں۔ جیسے کہ روایت محمد بن سنان اور روایت سھل بن زیاد کو علماء نے "**ضعیف علی المشہور**" کہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ علماء نے اس روایت کو ضعیف نہیں جانا ہے۔ اس لئے کہ محمد بن سنان اور سھل بن زیاد دونوں بعض علماء کے نزدیک بہت ثقہ و ممدوح ہیں۔ لہذا روایت ضعیف نہیں رہ جائے گی بلکہ خود علامہ مجلسی نے بعض جگہوں پر "**ضعیف علی المشہور**" کہنے کے بعد کہا ہے کہ "**عندی معتبر**" یعنی میرے نزدیک یہ روایت معتبر ہے۔ یا ان کے باپ مجلسی اول نے بھی بعض روایتوں کے سلسلہ میں ضعیف علی المشہور کہنے کے بعد کہا ہے یہ روایت قوی یا حسن ہے۔ اسی طرح علامہ مجلسی نے یہ بھی کہا ہے: **ومشتمل علی ما یخالف المشہور** اور کبھی کہا ہے **ضعیف علی المشہور** ہے، لیکن میرے والد کے نزدیک حسن یا قوی ہے۔

اب اس روایت کو علامہ مجلسی نے **ضعیف علی المشہور** کس شخص (راوی) کے

(1) اصول کافی مترجم سید جواد مصطفوی: ج ۲، ص ۴۷۔

https://downloadshiabooks.com/

باعث کہا ہے یہ واضح نہیں ہو سکا ہے۔ جناب طبری آملی صاحب بشارۃ المصطفیٰ نے سلسلہ سند کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے، سند دیکھنے کی ضرورت ہے حالانکہ پہلے راوی علی بن ابراہیم ثقہ ہیں۔ اور احمد بن مہران بھی ثقہ ہیں۔ ان دونوں نے محمد بن علی نام کے راوی سے اور محمد بن علی نے حسن بن راشد سے جو کہ ثقہ ہیں نقل کیا ہے اور انھوں نے یعقوب بن جعفر بن ابراہیم سے نقل کیا ہے جس کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

لو لم یخرج لضربت عنقه!

اس فقرے کی وضاحت میں کثیر کتابوں کے محقق جناب استاد علی اکبر غفاری مرحوم کا فرمانا ہے کہ یہاں روایت میں تحریف کا احتمال پایا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے روایت اس طرح رہی ہو: لو یخرج قبل لضربت عنقه[1] کہ اگر وہ پہلے ظہور کر دیں تو شہید کر دئے جائیں گے۔

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام زمان علیہ السلام معصوم ہیں، نہ قبل از وقت ظہور کر سکتے ہیں اور نہ ہی ظہور کا وقت آجانے کے بعد تاخیر کر سکتے ہیں۔

جناب زرارہ کے فرزند عبید اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا کہ امام زمان علیہ السلام کا نام لیکر پکارا جائے گا، امام مکہ میں ہوں گے لیکن بیعت کے لئے سامنے نہیں آئیں گے بلکہ مقام ابراہیم کے پیچھے ہوں گے لوگ ان کے پاس حاضر ہوں گے اور آکر کہیں گے کہ آپ کو نام بنام پکارا جا چکا ہے، اب آپ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، اس کے بعد لوگ خود آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے جائیں گے بیعت کرتے جائیں گے یعنی امام

(1) بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

خود سے بیعت کا نہ تو مطالبہ کریں گے اور نہ ہی خود سے ہاتھ بڑھائیں گے۔(شاید امام زمانؑ قتل عثمان کے بعد اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کے نقش قدم پر چلنے کا منظر پیش کرنا چاہیں گے)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جیسے ہی اس بات کو بیان کیا جناب زرارہ بول پڑے الحمد للہ خدا کا بڑا شکر ہے، گویا زرارہ کے دل میں دغدغہ تھا جو صاف ہو گیا تھا، اور آپ اپنے فہم وادراک کے اوپر خدا کی حمد وثنا بجالا رہے تھے، فرماتے ہیں:

قد کنا نَسمع ان القائم یبایع مکرهاً(مستکرها) [1] ہم نے سُن رکھا تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام کی بیعت ان کی خواہش نہیں ہو گی بلکہ وہ بادل ناخواستہ بیعت لیں گے اور اس کراہت و نفرت کی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی تھی اب سمجھ میں آئی کہ وہ کیوں بیعت سے نفرت کریں گے، یہ نفرت لوگوں کی طرف سے ہو گی امام کی طرف سے نہیں۔ ورنہ حکم خدا کی مخالفت ہو جائے گی اور ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اور اس کے علاوہ امام کو آواز دینے والی ندا کا تعلق لوگوں سے ہو گا، یعنی آسمانی آواز جبرائیل کی صدا ثقلین کے لئے ہو گی نہ کہ امام کو بیعت لینے یا ظہور کا حکم دینے کے لئے ہو گی۔ ہاں دوسری صدائیں بھی ذکر ہوئی ہیں جن کا تعلق امام علیہ السلام سے براہ راست ہے، جیسے کہ آپ کے پرچم (علم) کا خود بخود کھل کر لہرا اٹھنا، اور اس کا آواز دینا: اخرج یا ولی اللہ و اقتل اعداء اللہ اے اللہ کے ولی آپ ظہور فرمائیں اور دشمنان خدا کو قتل کر دیں اسی طرح ذوالفقار حیدری بھی خود بخود نیام سے باہر نکل پڑے گی، اور اسے بھی خدا قوت گویائی دے گا وہ کہے گا: اخرج یا ولی اللہ فلا یحل لك ان تقعد عن اعداء اللہ فیخرج و یقتل اعداء اللہ [2]۔

(1) الغیبۃ للنعمانی: ص ۱۴۱۔

(2) کمال الدین: ج ۱، ص ۱۵۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اے اللہ کے ولی آپ قیام فرمائیں اب آپ کے لئے دشمنانِ خدا سے انتقام لینے کے لئے بیٹھا رہنا حلال نہیں رہا اس وقت امام زمانؑ قیام فرمائیں گے اور دشمنانِ خدا کو قتل کریں گے۔

یعقوب بن جعفر نامی راوی کا بیان ہے کہ یمن سے ایک راہب اور راہبہ امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے راہبہ نے بہت سے سوال کئے امام نے سب کا جواب دیا، پھر آپ نے اس سے چند سوال کئے وہ کسی ایک کا بھی جواب نہ دے سکی اور مسلمان ہو گئی، اس کے بعد راہب نے سوالات شروع کئے امام نے سب کا جواب مرحمت فرمایا، پھر امام نے اس سے کچھ سوالات کئے وہ کسی ایک کا جواب نہ دے سکا، اور امام نے خود ہی جواب دیا، جب وہ لاجواب رہا اور امام نے جواب دے دیئے تو وہ بولا: میں اپنے دین میں اپنے آپ کو بہت قوی سمجھتا تھا، اور روئے زمین پر کوئی نصرانی میرے پایۂ علم و دانش کو چھو نہیں سکتا تھا، سوائے ایک ھندی کے جو بہت پڑھا لکھا مشہور تھا اور ہر روز وہ بیت المقدس کی زیارت کر کے واپس آتا تھا طی الارض کا مالک تھا اس کے پاس وہ اسم اعظم تھا جو جناب آصف بن برخیا کو معلوم تھا۔ جس کی بدولت وہ چشم زدن میں تخت بلقیس کو حضرت سلیمان کے سامنے حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جن اسماء کو اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں اور ہماری کتابوں میں بھی ذکر کیا ہے۔ امام نے پوچھا وہ کتنے اسماء اعظم ہیں، اور بتلاؤ وہ کون کون سے ہیں، اس نے کہا حضور اگر مجھے معلوم ہوتے تو آپ کے پاس کیوں آتا؟۔

اس کے بعد راہب نے یہی سوال کیا جو مورد بحث حدیث میں وارد ہوا ہے۔ راہب نے کہا مجھے ان چار حرفوں میں سے دو حرفوں کے سلسلہ میں بتلائیں جو زمین پر ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا دو کیوں میں تجھے چاروں حروف بتلائے دیتا ہوں، یہ کہہ کر امام نے اسے چاروں حروف بتائے اور راہب مسلمان ہو گیا اور بولا: انکم صفوۃ اللہ من خلقہ و ان شیعتکم المطھرون

https://downloadshiabooks.com/

المستبدلون ولھم عاقبۃ اللہ والحمد للہ رب العالمین[1] اے اہل بیت رسالت !آپ لوگ خدا کے بر گزیدہ اور خلائق میں اس کی چنندہ ذوات ہو اور آپؑ کے شیعہ پاک و پاکیزہ ہیں اور ان کے گناہ نیکیوں میں بدلے جائیں گے اور انھیں کے لئے خدا کے نزدیک بہترین عاقبت ہے،اور ساری تعریف عالمین کے پروردگار کے لئے ہیں۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اسے بہت سے ہدایا سے نوازا پھر اس نے امام کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اور واپس چلا گیا[2]۔

مومنین کے لئے امامؑ کی دعائیں:

دعاؤہ علیہ السلام للمؤمنین

لانّنا من وراء حفظھم بالدعاء: حضرت امام زمان علیہ السلام نے جناب شیخ مفید کے نام جو توقیع صادر فرمائی ہے یہ اس توقیع کا ایک فقرہ ہے جس میں امام زمان علیہ السلام اس زمانے کے فتنہ پرور بادشاہ کی طرف سے شیعوں پر ہو رہے ظلم و ستم کے دفیعہ کے لئے شیخ مفید سے راز و نیاز کیا ہے اور دعاؤں کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ ہم اہل بیتؑ کی دعائیں مومنین کے شامل حال رہتی ہیں،ہماری دعائیں مالک ارض و سماء سے محجوب نہیں ہوتیں اس لئے ہمارے شیعوں کو چاہیئے کہ اپنے دلوں کو مطمئن رکھیں،شیخ مفید کی کتاب مناسک المزار یعنی کتاب المزار میں یہ توقیع ذکر ہوئی ہے،یہ توقیع جناب شیخ مفید کی رحلت سے ایک سال قبل ۴۱۲ھ ۲۳ ذی الحجہ بروز جمعرات صادر ہوئی ہے اس توقیع کا ایک فقرہ یہ ہے کہ :لو انّ اشیاعنا۔ و فقھم اللہ لطاعتہ۔علی اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعھد علیھم ،لما تاخّر عنھم الیمن بلقاءنا و لتعجلت لھم

(1)الکافی: ج ا،ص ۴۸۳۔

(2)کتاب کافی ج ا ص ۴۹۱ ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

السعادة بمشاهدتنا علی حق المعرفة و صدقها منهم بنا، فما یحبسنا عنهم الّا ما یتصل بنا مما نکرهۂ ولا نؤثرہ منهم۔ اگر ہمارے شیعہ ۔ خداوند انہیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔اس عہد وپیمان پر وفاداری کے لئے دل سے جمع ہو جاتے جو عہد وپیمان ان سے لیا گیا ہے تو ہماری ملاقات کے شرف و برکت میں تاخیر نہ ہوتی اور انہیں ہمارے دیدار کی سعادت جلد نصیب ہو جاتی ان سے ہمارے ارتباط اور دیدار میں بس وہی چیزیں مانع ہو رہی ہیں کہ جنہیں ہم ناپسند کرتے ہیں اور ہم امور کے صدور کا اپنے شیعوں سے توقع نہیں رکھتے ہیں۔

اشکال

شیخ مفید زمانہ غیبت کبریٰ میں تھے ۱۱ ذی القعدۃ ۳۳۶ھ میں ولادت ہوئی اور ۲ رمضان کو ۴۱۳ھ میں وفات ہوئی ہے، تو پھر ان توقیعات ثلاثہ کا صدور مشکوک ہے؟

جواب:

۱۔ زمانہ غیبت میں صدور توقیعات محال نہیں ہے، اور نہ ہی امام نے تحریری رابطہ کی نفی کی ہے۔

۲۔ ایسے اخبار اور واقعات پر مشتمل توقیع ہے جو صاحبِ علم غیب کے علاوہ کوئی نہیں بیان کر سکتا ہے۔

۳۔ توقیع رساں اگرچہ مجہول ہے لیکن اس نے مشاہدہ کا دعویٰ نہیں کیا ہے، بلکہ احتمال کے ساتھ خدمتِ شیخ مفید میں پہنچایا ہے۔

۴۔ کسی بزرگ عالم نے توقیع کے صدور پر انگلی نہیں اٹھائی ہے، بلکہ بڑے بڑے علماء

https://downloadshiabooks.com/

نے اُسے اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔

۵۔ وجداناًیہ توقیع حضرت حجتؑ کی ہے، جنہوں نے شیخ مفید کو الملھم للحق کہا ہے جو آپ کے مناظرات سے آشکار ہے۔

مُہج الدعوات میں سید ابن طاؤس نے جس دعاءِ قائم علیہ السلام سے براہ راست سُننے کی بات کہی ہے، وہ دعاء یہ ہے:

الٰھی بحق من ناجاك و بحق من دعاك فی البر و البحر تفضل علی فقراء المؤمنین والمؤمنات بالغناء والثروۃ۔ و علی مرضی المؤمنین والمؤمنات بالشفاء والصحۃ۔ و علی احیاء المؤمنین والمؤمنات باللطف والکرم۔ و علی اموات المؤمنین والمؤمنات بالمغفرۃ والرحمۃ۔ و علی غرباء المؤمنین والمؤمنات بالردالیٰ اوطانھم۔ سالمین غانمین بحق محمد و آلہ الطاھرین

توجہ: سید ابن طاؤس نے مُہج میں اس دعاء کی طرف ضرور اشارہ کیا ہے، مگر "علی احیاء المومنین والمومنات" کی بجائے وہاں: احیھم فی عزّنا و مُلکنا و سلطاننا و دولتنا کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جو "دعاء قائم" سے فرق رکھتے ہیں۔

محدث نوری جناب سید ابن طاؤس کے بارے میں کتاب جنۃ المأوی میں فرماتے ہیں: ان باب لقائہِ ایاہ صلوات اللہ علیہ کان لہ مضموناً۔ جو جناب سید ابن طاؤس کی امام زمانہؑ سے مسلسل ملاقات پر دلالت کرتے ہیں۔

امام زمانؑ، باعثِ دلاسہ

حضرت رسول خداؐ کو تبلیغ دین و شریعت کی راہ میں بہت ستایا گیا ہے کوئی مبالغہ نہیں ہے

https://downloadshiabooks.com/

پیغمبر خداؐ کا یہ ارشاد کہ جتنی مجھے اذیت دی گئی ہے اتنی کسی نبی کو اذیت نہیں دی گئی ہے۔ گھر کے باہر دشمنوں کے طعنے، کافروں کی سرکشی اور ظالموں کی یلغار، اور گھر کے اندر بھی بعض منحوس اُوٹنیاں بلبلایا کرتی تھیں، اور زخم زبان دیا کرتی تھیں، خداوند متعال نے متعدد بار نبیؐ کو دلاسہ دیا ہے کبھی ارشاد ہوا (فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل[1]) جیسے میرے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر و شکر سے کام لیا ہے، اے ہمارے نبی آپ بھی اندر اور باہر کے موذی جانوروں کو جھیل جایئے انتقام ہم لیں گے ساری اذیتوں کا بدلہ ہم چکائیں گے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کا ارشاد (اصبر علی ما یقولون) یا محمد من تکذیبهم ایّاك اے ہمارے نبی ان کی باتوں پر صبر کر جایئے، ان کے جھٹلانے پر غصہ نہ ہوں پریشان نہ ہوں ان ظالموں کے ظلم پر آپ صبر و شکیبائی سے کام لیں، اللہ نے اس آیت کریمہ کے نزول کے ساتھ اپنے نبی کو مخاطب کر کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: فانی منتقم منهم برجلٍ منك آپ صبر تو کریں ہم آپ ہی کے ایک مرد کے ذریعہ ان تمام ظالموں اور مکذّبوں سے انتقام لیں گے، هو قائمی الذی سلّطتهٗ علی دماء الظَلَمةِ اور وہی آپ کا لال میرا قائم ہے جسے میں تمام ظالموں کے خون پر مسلط کرنے والا ہوں۔ اور وہ کسی ایک ظالم کو بھی چین سے رہنے نہیں دے گا سب سے میری نیابت میں انتقام لے گا[2]۔

امام زمانہ علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کے لئے باعث تسکین و دلاسہ بنے، اللہ نے اپنے نبی کو ان کے آخری فرزند حضرت امام مھدی علیہ السلام کے ذریعہ دلاسہ دیا ہے اور ظلم و ستم پر صبر کر کے فرمان جاری کیا ہے کہ ہم آپ کے اوپر ہو رہے ظلم و ستم کا آپ کے ہی ایک فرد کے ذریعہ

(1) سورہ احقاف: آیت ۳۵۔

(2) تاویل الآیات ص ۴۹۲ سید علی استر آبادی۔

https://downloadshiabooks.com/

انتقام لیں گے۔

یہ انتقام رسول خداؐ کے زمانہ میں ممکن نہیں تھا کیونکہ خدا نے اعلان کر دیا تھا کہ اللہ اس وقت تک ان کے اوپر عذاب نہیں ڈالے گا جب تک کہ آپ ان کے درمیان ہیں و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم [1] اسی لئے ظالموں کو حیاتِ نبی میں کھلی چھوٹ مل گئی تھی اور وہ بغیر کسی خوف و عذاب کے آپ کو ستاتے تھے، اور گھر کے اندر بھی گھوڑیاں آپ کو طعنے دیا کرتی تھیں، حجۃ الوداع کے دن رسول خداؐ نے اعلان کیا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگنا، ورنہ میں یا پھر علیؑ تم سے انتقام لیں گے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی: ''فامّا نذھبن بك فانا منھم منتقمون ''آپ کے بعد ہم ان سے انتقام لیں گے، جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں فانا منھم منتقمون بعلی بن ابی طالب علیہ السلام ہم حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ آپ کا انتقام لیں گے، یہ امام علیؑ کی تین جنگیں انتقام الٰہی تھیں، یہ اللہ عزوجل اپنے نبیؐ پر ہوئے ظلم و ستم کا حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ انتقام لے رہا تھا، چونکہ حیاتِ نبی میں انتقام نہیں لے سکتا تھا، نبی رحمت کے ہوتے ہوئے عذاب نہیں ڈال سکتا تھا۔ تو اس نے چند سال روکے رکھا اور پھر امیر المومنین علی علیہ السلام کے ہاتھوں موذیوں سے انتقام لے لیا، اسی طرح امتِ اسلامیہ میں جتنا بھی ظلم و ستم ہو رہا ہے، جس کو مہلت دی جا رہی ہے ایک ساتھ سب کا انتقام لینے والا: ''طالب الثارات''آکر تمام ظلم و ستم کا بدلہ چکائے گا۔

مرگ معاویہ کے بعد یزید پلید نے پہلا خط جو حاکم مدینہ ولید کے نام لکھا ہے، اس میں وہ لکھتا ہے کہ مجھے میرے باپ نے آل علیؑ سے بچے رہنے کی وصیت کی ہے لیکن ابھی تو ان سے انتقام لینے کا وقت آیا ہے، انھوں نے ہمارے آباء و اجداد اور اقرباء کا بہت خون بہایا ہے، اور اب

(1) سورہ انفال: آیت ۳۳۔

https://downloadshiabooks.com/

وقد آن یا ولید ان ینتقم اللہ للمظلوم عثمان من آل ابی تراب بآل ابی سفیان اے ولید یہی تو وقت ہے مظلوم عثمان کے خون کا ابو تراب کی اولاد سے آل ابوسفیان کے ذریعہ انتقام لینے کا۔ یزید پلید نے بدر و حنین و صفین کا بدلہ لینے کے لئے باپ کی وصیت کو بھی بالائے طاق رکھ دیا اور عثمان کو مظلوم قرار دیکر اپنے کو ولی عثمان ٹھہرایا اور اولاد ابی تراب سے انتقام کے لئے اقدام کر بیٹھا تمام اہل مدینہ سے بالعموم اور امام حسین علیہ السلام سے بالخصوص بیعت کا مطالبہ کر دیا۔

بنی امیہ نے عثمان کے خون کا بدلہ چکایا اور ظہور کے بعد امام زمان علیہ السلام بنی امیہ سے خون حسین علیہ السلام کا بدلہ چکائیں گے اور ہر مخلوق اس زمانے کی اپنے اپنے محبوبوں کا پاٹ لے گی اور اپنے آباء واجداد کی طرف داری کرے گی اور پھر انتقامی کاروائی شروع ہو گی۔

ناصبی یا مومن یا مقتول

سلام بن مستنیر کا بیان ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام تشریف لانے کے بعد بلا فصل قتل کرنا نہیں شروع کر دیں گے، انتقامی کاروائی میں بھی پہلے ایمان کی پیشکش کی جائے گی۔ یعنی مسلمانوں کو صحیح اسلام اور ایمان کی پیش کش ہو گی اگر وہ راہ راست پر آجائیں گے تو امام کی تلوار سے محفوظ ہو جائیں گے، لیکن اگر ایمان قبول نہ کیا تو ان کے پاس دو راستے ہونگے یا تو قتل ہوں گے یا شہر بدر کر دیئے جائیں گے۔ اور انھیں جزیہ دینا پڑے گا ٹھیک اسی طرح جس طرح کتابی کافر جزیہ دیا کرتے تھے۔ یعنی ناصبی لوگ عصر امام زمان علیہ السلام میں کافر کے حکم میں ہوں گے اور ان کی کمر میں ایک پٹکا باندھ دیا جائے گا جسے وہ نکال نہیں سکیں گے اور مسلسل ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کریں گے اور رسوائی کے ساتھ جزیہ دیں گے [1]۔

(1) الکافی: ج۸، ص۲۲۷۔

https://downloadshiabooks.com/

علامہ مجلسی کا خیال یہ ہے کہ جزیہ دینے والی روایت کا تعلق آغازِ ظہور سے ہے، ورنہ ظہور کے بعد اور حکومت امام زمانہؑ قائم ہو جانے کے بعد امام علیہ السلام کسی ناصبی و مشرک کو نہیں بخشیں گے، بلکہ وہ یا تو ایمان لائے گا یا پھر قتل کر دیا جائے گا، اور اس نظریہ کے ثبوت میں کثیر روایات موجود ہیں، اور یہ جو پٹکا یا چین ان لوگوں کی کمر پر لگایا جائے گا، تو یہ اس لئے ہو گا تاکہ وہ لوگ پہچان لئے جائیں کہ مومن نہیں ہیں[1] (ناصبی رجعت کے زمانہ میں فضلہ کھائیں گے)۔

اس روایت میں ناصبی سے مراد کھل کر اہل بیتؑ سے دشمنی کرنے والے لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ ظہور امام کے بعد ہر وہ شخص ناصبی کے حکم میں ہو گا جو دوازدہ امامی شیعہ نہیں ہو گا بارہ امامی شیعوں کے علاوہ تمام اسلامی فرقے ناصبی شمار ہوں گے۔ اسی طرح تمام اہل کتاب عیسائی ہوں یا یہودی یا زرتشتی وغیرہ سبھی کافر حربی شمار ہوں گے اور ان سے امام اپنی تلوار نہیں روکیں گے مگر یہ کہ یا وہ ایمان لائیں یا قتل ہوں۔

ثواب کا دار و مدار!

ا۔ نیک اعمال کا ثواب اور قبولیت کا دار و مدار امام مہدی علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے پر ہے۔ اس دعوے پر گواہ وہ روایات ہیں جو پہلے باب میں گذر چکی ہیں اور اس پر دلیل وہ روایات بھی ہیں جو کتاب مکیال کے آٹھویں باب میں آئیں گی۔

کتاب کمال الدین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: جو میرے آباء واجداد میں اور میری اولاد میں ہونے والے ائمہؑ کا اقرار و اعتراف کرے لیکن میری اولاد میں ہونے والے مہدیؑ کا انکار کر دے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو تمام انبیاء کا اقرار

(1) مرآۃ العقول: ج۲۵، ص۵۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

واعتراف کرلے اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کا انکار کردے۔

عبداللہ بن ابی یعفور کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ آپ کی اولاد میں سے مہدیؑ کون ہیں؟ تو حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ساتویں (امام) کی اولاد میں سے پانچواں شخص جو جسمانی طور سے تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں گے اور تمہارے لئے ان کا نام لینا بھی حلال نہیں ہوگا۔ اس مطلب کے ثبوت پر کثیر روایات ہیں۔

۲۔ امام مہدی علیہ السلام خونِ امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھ شہید ہونے والوں کے خون کا بدلہ لینے والے ہیں جیسا کہ کتاب مجمع البحرین میں ہے کہ ''**الثائر**'' وہ شخص جو کسی شیء پر چین سے نہ بیٹھے یہاں تک کہ اپنا بدلہ چکالے،،

زیارت عاشوراء میں وارد ہوا ہے ''میں خدا سے سوالی ہوں کہ جس نے آپ کی قیام گاہ کو معزز و محترم بنایا ہے اور آپ کی بدولت مجھے عزت واحترام سے نوازا ہے کہ وہ مجھے آپ کے خون کا بدلہ لینے کی توفیق دے اہل بیت محمدؐ میں آنے والے منصور امام کے ساتھ،،

فاتوہ یا فاتوھا؟

وہ روایت جس کی صحت و حسن پر علماء اہل سنت کا اتفاق ہے اور ثوبان نے جناب رسول خداؐ سے نقل کیا ہے کہ جب خراسان کی جانب سے کالے پرچم نمودار ہوں یا دوسری روایتوں میں ہے کہ مشرق کی طرف سے نمودار ہوں تو تم بھی اس کالے پرچم والے لشکر سے ملحق ہو جاؤ کہ اس کالے والے پرچم کے لشکر میں اللہ کے خلیفہ حضرت مہدی علیہ السلام ہیں تم ان کے پاس ضرور پہنچو چاہے تمہیں برف کے اوپر گھسٹتے ہوئے ہی کیوں نہ پہنچنا پڑے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس روایت کے آغاز میں جو فقرہ وارد ہوا ہے اس کے سلسلہ میں ہمارے علماء نے کذب و جعل کا احتمال دیا ہے کہ بنی عباس کے دور میں یہ روایت جعل ہوئی ہے، اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جو کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالبؑ میں محمد بن یوسف شافعی نے ذکر کی ہے وہ کہتا ہے (انی جمعت هذا الکتاب و عرّیته من طریق الشیعة لیکون الاحتجاج به آکد) میں نے اس کتاب کو جمع کیا ہے جس میں کوئی روایت شیعہ طریقوں سے ذکر نہیں کی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ احتجاج کرنے پر مزید تاکید ہو جائے۔ یعنی شیعہ اسناد سے ایک بھی روایت کفایت الطالب میں شافعی نے ذکر نہیں کی ہے اور پھر چوتھے باب میں لکھتا ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا حکم دیا ہے اور ثوبان کی روایت ذکر کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ حافظ ابن ماجہ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے پھر ۲۴ ویں باب میں اس روایت کو دہرانے کے بعد لکھتا ہے، اس حدیث کا متن بڑا حسین ہے، عالی سند کے ساتھ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے، اس کے بعد خدا کا شکر ادا کر کے کہتا ہے: (و فیه دلیل علی شرف المهدی بکونه خلیفة الله فی الارض علی لسان اصدق ولد آدم علیه السلام) اس حدیث میں حضرت امام مہدیؑ کے عظیم شرف کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ آپ روئے زمین پر اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں اور یہ بات فرزندان آدم میں جو سب سے زیادہ سچا فرزند ہے یعنی رسول خداؐ کی زبان اقدس پر جاری ہوئی ہے۔ گویا دبے لفظوں میں اعتراف کر رہا ہے کہ پہلے خدائی خلیفہ آدم اور آخری خدائی خلیفہ مہدیؑ اور ان کے مابین خلفاء سارے کے سارے خبثاء اور جعلی خلیفہ ہیں اور خدا و رسولؐ نے انھیں خلیفہ نہیں قرار دیا ہے۔

بہر حال علامہ شیخ جعفر سبحانی مرجع بزرگوار قم فرماتے ہیں: (ان امثال هذه الروایات ۔ وان رویت باسناد صحیح ۔ وضعت حینما قامت الدولة العباسیة التی ولیها ابو العباس السفاح الذی خضب الارض بدماء المسلمین حتی لُقّب بالسفاح) اس طرح کی

https://downloadshiabooks.com/

روایات اگرچہ صحیح سند کے ساتھ ذکر ہوئی ہیں اس کے باوجود ضعیف ہیں کیونکہ ان روایتوں کو ابو العباس عباسی کے دور اقتدار میں گڑھا گیا ہے جس کی حکومت ۱۰۷ سے لیکر ۱۳۶ھ تک قائم رہی اور اس ملعون نے روئے زمین کو مسلمانوں کے خون سے اس قدر رنگین کیا کہ اس کا نام ہی ''سفّاح''یعنی بہت زیادہ خون بہانے والا پڑ گیا[1]۔

سوّروں جیسے!

عن سدیر الصیرفی قال سمعت ابا عبد الله (ع) یقول: ان فی القائم سنة من یوسف علیه السلام حضرت امام مہدی علیہ السلام میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک سیرت کار فرما ہے تو میں نے عرض کیا مولیٰ شاید آپ ان کی داستانِ غیبت ذکر فرمانا چاہتے ہیں؟ امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''وما تُنکر من ذالك هذه الامة اشباه الخنازیر'' غیبت امام زمان علیہ السلام کے منکر، ان کے وجود کے منکر، ان کی ولادت کے منکر، ان کی غیبت و ظہور کے منکر، سور کی مانند ہیں بھلے ہی امتِ رسول کہلاتے ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں بمعنی عام شیعہ کہلاتے ہیں پھر بھی امام صادق علیہ السلام نے انھیں اشباہ الخنازیر سے متعارف کرایا ہے۔اس کے بعد امام صادقؑ نے امام مہدیؑ کی حضرت یوسفؑ سے شباہت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے حضرت یوسف کے بھائی لوگ اسباط تھے اولاد الانبیاء اور پیغمبروں کی ذریت تھے لیکن اس کے باوجود حضرت یوسف کا سودا کر ڈالا، انھیں مال تجارت کی طرح بیچ ڈالا جبکہ وہ ان کے چھوٹے بھائی تھے، اور وہ سب ان کے بڑے بھائی تھے لیکن اس وقت انھیں نہیں پہچان سکے جب تک خود انھوں نے ''انا یوسف'' کہہ کر نہیں پہچنوایا، اس امت کو کیا حق پہنچتا ہے کہ حجت خدا کے پوشیدہ رہنے کی منکر ہو جائے حضرت یوسف صرف ۱۸ دن کی مسافت کے فاصلہ پر تھے، خدا

(1) الحدیث النبوی للجعفر سبحانی، ص ۲۶۶۔

https://downloadshiabooks.com/

چاہتا تو وہ لوگ مصر پہنچ کر ان کو پا سکتے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا، وہی خدا چاہتا ہے کہ حضرت یوسف کی ہی طرح اس کی حجت (حضرت مہدیؑ) لوگوں کے درمیان رہیں گے ان کے بازاروں سے گزریں گے ان کے فرش وبساط کو روندیں گے، لیکن حضرت یوسفؑ کی طرح لوگ انھیں پہچان نہ سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا انھیں اجازت دے اور وہ اپنا تعارف کرائیں[1]۔

اشکال: فرض کر لیتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ حضرت موسیٰؑ کی طرح غائب ہیں مگر اُن کی حجیّت و دعوت ان کے ظہور کے بعد تھی، لہذا اے شیعو! تمہارے امام کی غیبت میں ان کی حجت لازم نہیں ہے، جب وہ ظاہر ہوں گے تب ان کی اطاعت واجب ہو گی۔

جواب اشکال: اللہ نے اپنی کتاب میں اعلان کر دیا ہے کہ حضرت موسیٰ غیبت و ظہور دونوں میں حجتِ خدا اور واجب الاطاعہ تھے خود قرآن مجید کی آیت ملاحظہ ہو: **ودخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه**[2]

حضرت موسیٰؑ شہر کے اندر اس وقت داخل ہوئے جبکہ شہر والے غفلت کی نیند سو رہے تھے پھر آپؑ نے ان شہر والوں کے درمیان دو لوگوں کو آپس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے پایا ایک ان میں سے حضرت موسیٰؑ کا ماننے والا تھا تو دوسرا آپ کا ''دشمن'' تھا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت موسیٰؑ اپنی دعوت کا اعلان کر چکے تھے، اور لوگوں کا ایک گروہ آپ کا شیعہ اور ماننے والا بن چکا تھا اور کچھ آپ کے دشمن بھی تھے۔ دوسری جگہ حضرت موسی کی اکثریت ایک واقعیت کا اعتراف کر رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: **قالوا اُوذینا من قبل ان تأتینا ومن بعد**

(1) کمال الدین: ص۸۶۔

(2) سورہ قصص: آیت ۱۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ماجئتنا[1]،اے موسیٰؑ آپ کی آمد سے پہلے بھی ہمیں ستایا گیا اور اَب آپ کی آمد کے بعد بھی ہم ستائے جارہے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں مگر ہمیں آپ کی وجہ سے پہلے بھی اذیت دی گئی اور اب بھی اذیت پہنچ رہی ہے ،اس آیت میں حضرت موسیٰؑ کی غیبت میں بنی اسرائیل کے ایمان کا ذکر ہے، یعنی حضرت موسیٰؑ بھی زمانہ غیبت میں مبعوث برسالت تھے اور بنی اسرائیل آپ کے اوپر ایمان لاچکے تھے اسی لئے انھیں ستایا جارہا تھا۔ اور امام صادقؑ نے فرمایا ہے امام مھدیؑ کے آنے کے بعد ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ابھی ایمان لاؤ: یوم یأتی بعض آیات ربك لاینفع نفسا إیمانها لم تکن آمنت من قبل (انعام۱۵۸) فقال الآیات هم الائمة والآیة المنتظرة هو القائم المهدی علیه السلام فیومئذ لاینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل قیامه بالسیف وان آمنت من تقدمه من آبائه[2]۔ اور قرآن مجید نے اعلان کردیا ہے کہ زمانہ غیبت میں ایمان لانا ضروری ہے ظہور کے بعد ایمان لانا مفید واقع نہ ہوگا، اس آیت کریمہ میں آیات سے مراد حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲۸ سال تک اپنی بعثت کے بعد قوم والوں سے غائب رہے لیکن بنی اسرائیل کی ایک جماعت ان کے اوپر ایمان لاکر ثابت قدم رہی اور ظلم وستم برداشت کرتی رہی اُسے بہت ستایا گیا، مگر حضرت موسیٰؑ کا انتظار کرتی رہی، ٹھیک اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام اللہ کی ''آیت منتظر'' ہیں، ان کے تلوار لیکر قیام کرنے سے پہلے ان کے اوپر ایمان لانا واجب ہے تلوار لیکر قیام کرنے کے بعد ان کے اوپر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا چاہے یہ لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آباء طاہرین علیہم السلام کے اوپر ایمان بھی رکھتے رہے ہوں اور زمرۂ شیعہ میں شامل رہے ہوں، اس روایت سے آشکار ہے کہ امام زمانؑ کے ظہور کے بعد جتنے بھی فرقے دوازدہ امامی شیعہ کے علاوہ ہیں انکا انجام برا ہوگا۔

(1) سورہ اعراف: آیت ۱۲۹۔

(2) کمال الدین: ج۱، ص۱۹۔

https://downloadshiabooks.com/

امام زمان علیہ السلام سے ملاقات

حضرت جابر کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: من قرأ بالمسبّحات کلها قبل ان ینام لم یمت حتی یدرك القائم علیه السلام و ان مات کان فی جوار محمد النبی صلی اللہ علیه و آله[1] یہ روایت کتاب روضۃ المتقین فی شرح الفقیہ میں ہے، علامہ مجلسی اول فرماتے ہیں کہ مسبحات سورہ اسراء سے لیکر سورہ اعلی تک بس وہی سورے مراد ہیں جن کے آغاز میں تسبیح پروردگار کا تذکرہ ہے یعنی جو سبّح یا یسبح سے شروع ہوتے ہیں۔

اور جابر سے مراد ظاہراً جابر جعفی ہیں جو ثقہ اور صحابی خاص امام علیہ السلام ہیں۔ اور یہ عمل بظاہر بڑا دشوار ہے لیکن جس معرفت کے تحت انجام دینا ہے اس کے لئے اس قدر بڑا اور دشوار مقدمہ ہونا ہی چاہئے نیز بقیہ شروط و حدود بھی فراہم ہوں تبھی یہ امکان ہوگا کہ وقت کے امام سے زندگی میں دیدار ہو جائے ورنہ بعد موت تو صاحبانِ ایمان ائمہ طاہرین اور حضرت رسول خداؐ کے دیدار سے مشرف ہوں گے ہی، اور مسبّحات کی قرائت کرنے والے کو اس دنیا میں وقت کے امام کے دیدار کا شرف حاصل نہ بھی ہوا تو وہ جوار جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں ہوگا جیسا کہ اس روایت میں بیان ہوا ہے[2]۔

علامہ مجلسی اوّل کے داماد ملا صالح مازندرانی اس روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جملہ شرطیہ اور مضمون شرط کا ظاہر یہ بتلاتا ہے کہ ان سوروں کو سونے سے پہلے ایک مرتبہ قرائت کرنے سے ادراک امام علیہ السلام زندگی میں یا جوار رسول خداؐ مرنے کے بعد حاصل ہو جائے گا ، لیکن ظاہراً مقصود کلام یہ ہے کہ ان سوروں کی قرائت کی ترغیب دلائی جائے یہاں تک کہ ان

---

(1) الکافی: ج ۲، ص ۶۱۸۔

(2) روضۃ المتقین ج ۲، ۱۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

سورں کی تلاوت عادت بن جائے،اور اس عادت کے حصول کے بعد زندگی میں امام زمان علیہ السلام کی ملاقات کا شرف ملے گا یا مرنے کے بعد جوارِ رسول خداؐ حاصل ہوگا۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی مسلسل رات کو سونے سے پہلے مسبّحات کی تلاوت کرتا ہے لیکن کبھی ناغہ ہو جائے تو تکرار کے اوپر فرق نہیں پڑے گا اور اُسے زندگی میں امام زمان علیہ السلام کا دیدار انشاءاللہ نصیب ہوگا یا پھر مرنے کے بعد جوارِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرفراز ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ بس مسبّحات سوروں کی قرائت سے ہی کیوں دیدار امامؑ وابستہ کیا گیا ہے دیگر سوروں کے ذریعہ ادراک امام زمان علیہ السلام یا جوارِ رسولِ خداؐ کیوں حاصل نہیں ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ ان سوروں میں امام زمان علیہ السلام سے متعلق آیات ہیں اور ان میں امام کے اوصاف و صفات بیان کئے گئے ہیں۔اور دوسری وجہ یہ ہوسکتی کہ ہے ان سوروں کے اندر دوسرے سوروں کی طرح دیگر خصوصیات ہوں جن سے ہم آشنا نہیں ہیں اور ان کا حقیقی مطلب ائمہ طاہرین علیہم السلام جانتے ہیں ہم صرف حکم کی تعمیل پر مامور ہیں۔

بذل المعروف یعنی کیا؟

معروف سے مراد صرف نیکی نہیں ہے،بلکہ حلال پیسہ ہے جسے راہ خلق و راہ خدا میں صرف کرنے کا حکم ذکر کیا جارہا ہے،امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حلال پیسہ سے جس قدر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے اتنا کسی نیک کام کرنے سے حاصل نہیں ہوتا،یعنی راہ خدا میں بے سہارا لوگوں کو سہارا دینا اور محتاجوں کو مال سے نوازنا وہ عمل ہے جس سے زیادہ اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ کوئی نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے جدّ بزرگوار حضرت امام امیر المومنینؑ سے نقل فرماتے ہیں کہ دینداروں کی کچھ علامتیں ہیں، ان علامتوں میں سے ایک حلال مال سے کسی ضرورت مند کی حاجت کو پورا کرنا ہے، اور کمزوروں پر رحم کرنا ہے، علم کی پیروی کرنا ہے اخلاقِ پسندیدہ کا مالک ہونا ہے اور عورتوں سے کم رابطہ رکھنا ہے۔

بذل المعروف کا دوسرا نام کرم ہے اور کرم جس طرح مال و دولت خرچ کرنا ہے، اسی طرح اچھی بات، اچھا کلام اور اچھا سلوک بھی کرم میں شمار ہوتا ہے، امام امیر المومنین علیہ السلام نے کرم و معروف کو ہر شخص کے ساتھ روا رکھنے کی ترغیب دلائی ہے، آپ فرماتے ہیں نیک کام کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی اور اللہ کے نزدیک کرم اور بذل معروف کا اجر تمام کارِ خیر سے زیادہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے زادِ راہ سے روٹی کا ایک ٹکڑا سمندر میں ڈال دیا تو کسی حواری نے وجہ دریافت کر لی آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اُسے کوئی جانور کھالے، اور اس کا ثواب میرے نامۂ اعمال میں لکھا جائے۔

حضرت امیر المومنینؑ صدقات اور زکات کی جمع آوری پر مامور لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ دیکھو زکات کی وصولی میں جانوروں کے اندر ماں اور اس کے بچوں میں تفریق نہ کرنا اور جب انھیں لانا تو راستے میں ان کے دانہ پانی کا خیال رکھنا، جہاں گھاس پھوس ہو وہاں ٹھہرانا کہ جانور گھاس کھا سکیں، پانی کی جگہ اترنا تاکہ جانور پیاسے نہ رہیں، انھیں بہت تیز نہ بھگانا کہ جانور بہت تھک نہ جائیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے لال سے وصیت میں فرماتے ہیں بیٹا سفر میں جب کوئی منزل آجائے تو پہلے جانور کے چارہ کا اہتمام کرو پھر کچھ کھاؤ پیو۔

https://downloadshiabooks.com/

ام المومنین کی شان بتانے والوں نے لکھا ہے کہ انھوں نے ایک پیاز صدقہ میں دی بعض نے اس سے بھی آگے لکھا ہے کہ انھوں نے انگور کا ایک دانہ صدقہ میں دیا تھا۔

حضرت موسی علیہ السلام نے پروردگار سے پوچھ لیا پالنے والے اگر کوئی لوگوں کے ساتھ نیکی کرے اور انھیں تکلیف نہ پہنچائے تو اس کا اجر و ثواب کیا ہے، آواز قدرت آئی، موسیٰ! ایسے نیک انسان کو جہنم سے آگ کے شعلے آواز دیں گے ہمارا تیرے اوپر کوئی تسلط نہیں ہو سکتا ہے۔

بروز قیامت خداوند متعال فقراء و مساکین سے گفتگو کرے گا جس میں ایک گفتگو یہ ہو گی کہ میں نے دنیا میں تمہیں فقیر و مسکین اس لئے نہیں بنایا تھا کہ میں تم سے کوئی نفرت کرتا تھا نہیں بلکہ پیسے والوں کو آزمانے کے لئے اور تمہارے ساتھ نیکی و احسان کرنے والوں کو اجر و ثواب دینے کے لئے ایسا کیا تھا اس کے بعد آواز قدرت آئے گی اے میرے فقیر و مسکین بندو آجاؤ دیکھو کہ میدان محشر میں کوئی ایسا تو نہیں بچا ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہو میں تمہیں حق دیتا ہوں کہ اس کا ہاتھ تھامو اور اُسے جنت میں داخل کر دو۔

نیکی کرنا، مالِ حلال سے دوسروں کی دست گیری کرنا، نعمتوں کا شکرانہ ہے، اور دنیا میں اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان بُری موت اور بلا و مصیبت سے نجات پاتا رہتا ہے، معصومؑ فرماتے ہیں مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے کہ جو اپنے ماتحت کو محروم رکھتا ہے، اور مافوق سے کرم کی امید رکھتا ہے۔

سُنی کتب میں بھی وارد ہوا ہے کہ امام مھدیؑ جب تشریف لائیں گے تو مومنین کی زندگی بڑی خوش گوار ہو جائے گی البتہ ایسا فتنوں کے ظھور کے بعد ہو گا اور امام صادق علیہ السلام نے سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۵ کی تفسیر میں فرمایا ہے، قیام امام مھدیؑ سے پہلے، مومنین کا امتحان بڑا سخت

https://downloadshiabooks.com/

ہوگا اور یہ امتحان من جانب اللہ ہوگا جس میں نقص اموال، انفس، ثمرات کے ساتھ خوف اور بھوک پیاس بھی شامل ہے۔

سنی روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ امام زمان علیہ السلام لوگوں کو اموال بغیر گنے ہوئے دیں گے سال میں دو بار امام کی طرف سے عطایا تقسیم ہوں گے، اور ماہ رمضان میں دو بار خوراک تقسیم ہوگی جس کے باعث صاحبان زکات اپنے زکاتِ اموال کو شیعوں کے دروازے پر لے جائیں گے اور وہ یہ کہہ کر نہیں لیں گے کہ ہمیں تمہارے درہم ودینار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: یہ اتنی فراوانی کیوں ہوگی؟ وجہیں بہت سی ہوسکتی ہیں لیکن سر فہرست:

۱۔ وعدۂ الٰہی پورا ہوگا۔

۲۔ لوگوں میں دینداری بڑھ جائے گی تو خدا اس کا کچھ اجر اس دنیا میں دے گا۔

۳۔ امام زمانؑ کے ظاہری وجود کی برکت سے فراوانی ہوگی۔

۴۔ ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا راج ہونے کی وجہ سے بھی فراوانی ہوگی۔

۵۔ اس کے علاوہ لوگوں کے شعور کی بیداری اور علم ودانش کی فراوانی کے باعث بھی اموال میں اضافہ ہوگا۔

۶۔ نیز زمین بھی اپنے خزانہ کا دھانہ کھول دے گی وغیرہ۔

اس کے علاوہ مومنین کی برکت سے اور اللہ کے حکم سے زمین میں جو بھی مومنین

https://downloadshiabooks.com/

بوئیں گے اگر ایک دانہ بوئیں گے تو سات برابر دانہ اُگے گا، یعنی سات گنا فصل کاٹیں گے، اور یہ خدا کے کلام کی عملی تعبیر و تفسیر ظاہر ہو گی کہ جس میں کہا گیا ہے کہ سات پھلی لگے گی کہ جس کی ہر پھلی میں سو دانے ہوں گے وہ درخت جو ثمر آور نہیں ہوتے تھے وہ بھی پھلدار ہوں گے۔ چونکہ گناہ نہیں ہوں گے جیسے زنا وغیرہ جس کی وجہ سے برکتیں سرازیر ہوں گی، لوگ نماز رغبت سے ادا کریں گے بلکہ کلی طور پر ہر عبادت کی طرف بڑی رغبت سے آئیں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ روئے زمین پر کوئی ایک بھی دشمنِ اہل بیتؑ باقی نہیں بچے گا۔

تہذیب میں ہے کہ امام ظہور فرما کر کوفہ تشریف لائیں گے تو ۷۰ صدّیق پشتِ کوفہ (یعنی وادی السلام قبرستان) سے ظاہر ہوں گے جو امام کے اصحاب و انصار میں شامل ہوں گے۔ نیز دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ حرم مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوں گے تو حکم دیں گے کہ کوئی اپنے ساتھ زاد راہ لے کر نہ چلے، اور آپ کے ہمراہ سنگ موسیٰؑ ہو گا جس سے ساری ضرورت پوری ہو گی، جو بھوکا ہو گا اس سے کھانا پائے گا جو پیاسا ہو گا اس سے سیراب ہو گا، حالانکہ آپ کے ہمراہ کئی لاکھ کا لشکر ہو گا۔ زمین کے کنوز کے ظہور کے متعدد معنی بتائے گئے ہیں جس میں ہر جگہ سبزہ و ہریالی، علوم و معارف، ظاہری سونا چاندی اور جواہرات، کتبِ آسمانی، بزرگ علماء و فقہاء کا زندہ ہونا، ۲۵ حروف کا ظہور وغیرہ بتلایا گیا ہے۔

پانچویں امام کے سامنے ایک شخص اپنے زکاتِ مال کو لایا تھا امام نے اس سے کہا تو خود جا کر اس کو مستحقین میں بانٹ دے زکات کا مال، امام کی خدمت میں پہنچانے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ دستور امام زمانہ کے ظہور کے بعد ہو گا، اور اہل کتب آسمانی میں ان کی کتاب سے حکم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کتابوں پر عمل کیا جائے گا امام سوائے اسلام کے کچھ قبول ہی نہیں کریں گے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ امام ان کے اوپر ان کی ہی کتابوں سے حجت تمام کریں گے اور یہ آغاز ظہور میں ہو گا۔

https://downloadshiabooks.com/

معروف اور مال صدقہ وغیرہ اگر دست بدست ہوتا ہوا صاحب حق تک پہنچے تو جتنے ہاتھ اور افراد اس کار خیر میں شریک ہوئے ہیں، اور واسطہ بنے ہیں سب کو اجر و ثواب ملے گا۔ اور خود صاحب صدقہ کے اجر و ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہو گی۔

اور یہ بھی طے ہے کہ امام زمان علیہ السلام متعدد جنگیں لڑیں گے اور اس کے اسلحہ اور جنگی وسائل طبیعی ہی ہوں گے، اگرچہ غیبی امداد اور فرشتے بھی ساتھ دیں گے، اور مومنین بھی پاور فل ہو کر امام کا ساتھ دیں گے، لیکن اس کے ساتھ ہی آغاز جنگ میں طبیعی وسائل استعمال ہوں گے جس کے لئے امام علیہ السلام صاحبان ثروت و دولت اور صاحبان زکواۃ پر اموال کو خود سے خرچ کر دینا حرام قرار دے دیں گے لیکن جنگی کامیابیوں کے بعد اموال پہاڑ کی طرح آپ کی خدمت میں جمع ہوں گے۔ اس وقت آپ ارشاد فرمائیں گے کہ آؤ دیکھو کہ اسی مال کی خاطر تم نے کیا کیا، کیا ہے؟

صرف کربلا اور نجف کے درمیان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں ہر جگہ سرسبز و شاداب ہو گا، نہر فرات کی ایک شاخ نجف پہنچے گی، اور خوب کاشتکاری ہو گی مکہ اور مدینہ کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے لیکن کوئی علاقہ کھجوروں کے درختوں سے خالی نہیں رہ جائے گا، امام زمان علیہ السلام متعدد نہریں جگہ جگہ جاری فرمائیں گے، اور سورۂ رحمٰن مین ''مدھامّتان'' کا مطلب بھی یہی ہے۔

اور زمین سے خزانہ نکلنے کی کیفیت ایک روایت میں سونے کے کھمبے سے بھی کی گئی ہے۔

امام مہدیؑ کے سامنے ساری زمین ہتھیلی کی طرح ہو جائے گی ہر مومن دوسرے مومن کو جہاں چاہے گا دیکھ سکے گا، اور یہ دنیا امام کے لئے ہتھیلی پر گیند کی طرح ہو گی کہ ہر چیز کی

https://downloadshiabooks.com/

آپ خبر رکھیں گے۔ایسا بھی ہوگا کہ کسی کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور وہ لوگوں کی نظر میں بے گناہ ہوگا جس کے بعد لوگ گھروں میں بھی بے تکی باتیں کرنے سے ڈریں گے کہ کہیں دیوار سن نہ لے۔

رسول خداؐ کی امت اور مومنین امامؑ کی خدمت میں اس طرح پناہ لیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار یعسوب کی پناہ میں آتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس قدر عدل وانصاف ہوجائے گا کہ محاکم وعدالت کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔اس قدر آسائش ہوگی کہ زمین تو زمین آسمان بھی گھٹاٹوپ بادلوں سے بارش برسائے گا،اوراس قدر نعمات ہوں گی کہ زندہ لوگ تمنا کریں گے کاش ان کے مردگان زندہ ہوکر دیکھتے۔ایک روایت میں امامؑ کے ظہور کی ایک علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ ۲۴ مرتبہ بہت زیادہ بھرپور بارش ہوگی جس کے آثار وبرکات ہوں گے، جسم مومنین درخت کی طرح پھل کر زمین سے باہر نکل آئیں گے۔اہرام مصر کے نیچے کچھ علوم مخفی ہیں جسے امام کے علاوہ کوئی حاصل نہیں کر سکتا،انطاکیہ کے غار میں متعدد صحیفے توریت، عصاء موسیٰؑ اور دیگر آثار انبیاء ہیں جنھیں صرف امام مہدیؑ باہر نکالیں گے۔

صیحہ آسمانی کب اور کیسے؟

صیحہ آسمانی ماہ رمضان میں بلند ہوگی یعنی مہینہ مقرر ہے شب جمعہ یعنی دن بھی مقرر ہے،شبِ ۲۳ رمضان کو یعنی تاریخ بھی مقرر ہے، صیحہ کرنے والے جبرئیل ہوں گے یعنی آواز دینے والا بھی مقرر ہے،**بإسم القائم علیه السلام** یعنی جس کا نام پکارا جائے گا وہ شخص بھی مقرر ہے،**فیسمع من بالمشرق ومن بالمغرب** یعنی سننے والے تمام باشندگان ارض بھی مقرر ہیں،**لا یبقی راقد الا استیقظ** نداء کا اثر بھی مقرر ہے،**فزعاً** یعنی کیا اثر ہوگا یہ بھی مقرر ہے،**فرحم الله من اعتبر بذالك الصوت** رد عمل کیا ہونا چاہیے یہ بھی بیان ہوچکا

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔لبیک کہتے ہوئے پہلی صدا پر سنبھل جانا چاہیئے،اور یہ صدا حتمیات میں سے ہے،اس صیحہ کی ایک تمہید ہے وہ بھی سن لیں **فاذا اختلفوا فتوقعوا الصیحة**[1] جب حجاز کے سلاطین میں زبردست اختلاف ہو جائے تو آسمانی نداء کی توقع کرنا اور یہ اختلاف ایسا نہیں ہوگا کہ وہ اُسے چھپا سکیں گے بلکہ عام اور مشہور ہو جائے گا یہاں تک کہ دوسرے لوگ ان کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر برسر اقتدار آنے کی کوشش کریں گے،اور ان میں سے ایک سفیانی بھی ہے،اور جب سفیانی خروج کرے گا،تو اس وقت خراسانی بھی خروج کرے گا،اور دونوں کوفہ کو اپنا پایۂ تخت بنانے کے لئے دوڑ لگائیں گے،اس دوران یمانی کا خروج بھی ہوگا جو پرچم ہدایت ہوگا یمانی کے پرچم کی تعریف میں وارد ہوا ہے: **یدعوا الی الحق و الی طریق مستقیم**۔وہ حق اور راہ راست کی طرف دعوت دے گا۔

اس صیحہ کے بعد دوسرا صیحہ ابلیس لعین کا ہوگا جو عثمان کو مظلوم و مقتول کہہ کر فتنہ برپا کرے گا،اس لئے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: **فاتبعوا الصوت الاول و ایّاکم والاخیر ان تفتنوا به**[2] پہلی آواز کی پیروی کرنا اور خبردار آخری آواز سے بچنا کہ کہیں تم لوگ فتنہ میں نہ پڑ جاؤ۔ امام کے ظہور سے پہلے اس قدر زلزلے ،فتنے،مختلف بلائیں، طاعون،جنگ وخون، شدید اختلاف، دین میں تفرقہ، حالات میں تبدیلی ہو جائے گی کہ کتنے لوگ صبح و شام لوگوں کی مصیبتوں کے باعث موت کی تمنا کریں گے ایسے میں امام کا ظہور ہوگا، تب بھی انھیں خوشی و مسرت حاصل ہونے کے بجائے مایوسی ہی نظر آئے گی،لیکن بہر حال مومنین کو بے حد سرور حاصل ہوگا،عربوں کو شدید جھٹکا لگے گا کیونکہ آپ کی تلوار ان میں سے کسی ایک کو زندہ نہیں چھوڑے گی،اور آپ راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ

(1) بحار الانوار: ج۵۲،ص۲۳۲۔

(2) کمال الدین: ج۲،ص۲۵۲۔

https://downloadshiabooks.com/

نہیں کریں گے۔

فلایسرفُ فی القتل کے سلسلہ میں علامہ مجلسی نے فرمایا ہے کہ بالضم پڑھنا بھی ایک قرائت ہے، ایسی صورت میں یہ جملہ خبر ہو جائے گا، اور یہ بتلانا مقصود ہو گا کہ امام زمانہ چاہے جتنے لوگوں کو قتلِ امام حسین علیہ السلام کے انتقام میں موت کے گھاٹ اتار دیں اسراف نہیں ہو گا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ فلایسرف اگر حکم ہو تو اس کی دوسری تاویل یہ ہے کہ اسراف کا مطلب کثرتِ قتل سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اگر تمام روئے زمین کے باشندے قتلِ امام حسین علیہ السلام میں شریک ہوتے یا راضی ہو کر شریک ہو جائیں، اور امام زمان علیہ السلام سب کو قتل کر دیں تب بھی اسراف نہیں کہا جائے گا، کیونکہ مقتول کے ولی کو حق حاصل ہے کہ تمام قاتلوں کو قتل کرے، قصاص لے۔ اس لئے آیت میں اسراف سے مراد غیر قاتل کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، جو بظاہر دوسروں کی نظر میں اسراف لگے گا مگر وہ اسراف نہیں ہو گا، کیونکہ امام قاتلوں اور ان کے عمل سے راضی لوگوں کو قتل کریں گے نہ کہ غیر کو۔

روایت میں ہے کہ جس وقت بعض لوگ اعتراض کریں گے کہ آپ قتل میں اسراف کر رہے ہیں تو آپ منبر پر تشریف لے جائیں گے اور امام حسینؑ کی نعلین کا ایک فیتہ نکال ایک بند پر لگے خون امام حسین علیہ السلام کو دکھلا کر فرمائیں گے اگر میں اس فیتہ کے ایک بند پر لگے خون کے بدلہ تمام عالم کے لوگوں کو قتل کر دوں تب بھی اس خون ناحق کا عوض نہیں ہو گا۔

مومن کو آیت مودت کے آئینہ میں دشمنوں سے انتقام لینے اور خون کا مطالبہ کرنے کا حق پہنچتا ہے، کیونکہ ان بزرگواروں کے خون کا انتقام لینا ہر مومن کا حق ہے بقول علامہ موسوی صاحب مکیال کہ وہ فرماتے ہیں: ان طلب ثارھم و حقوقھم من اظھر مصادیق المودۃ وَاجلّ اقسام اظھار المحبۃ ان بزرگوں کے خون کا بدلہ اور ان کے حقوق کا مطالبہ، مودت

https://downloadshiabooks.com/

کے اعلیٰ مراتب و مصادیق میں سے ایک ہے،اور اظہار محبت کی جلیل القدر ترین قسموں میں سے ایک ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: من كان له دارٌ بالكوفه فليتمسك بها[1] جس شخص کے پاس کوفہ میں کہ جس میں نجف شامل ہے گھر ہواُسے چاہیئے کہ اس کو باقی رکھے اُسے نہ بیچے کہ سفیانی و خراسانی مسابقہ میں گھوڑوں کی طرح دوڑتے ہوئے کوفہ پہنچنا چاہیں گے یہاں ایک ہزار باب پر مشتمل مسجد بنے گی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے ہر کوئی اپنی سواری پر سوار ہو کر پہنچنا چاہے گا نماز ختم ہو جائے گی کثرت جمعیت اور نمازیوں کی بھیڑ کے باعث کتنے لوگ پہنچ نہیں سکیں گے،امام زمان علیہ السلام قبر امام حسین علیہ السلام کی پشت سے ایک نہر کربلا سے نجف تک جاری کریں گے۔

اسی طرح روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسعد الناس به اهل الكوفه امام مہدی علیہ السلام کے ظھور سے سب سے زیادہ جو لوگ فائدہ اٹھائیں اور سعادت مند ہو جائیں گے وہ کوفہ و نجف والے لوگ ہوں گے۔

دجال بصرہ

ان بعض روایات میں سے کہ جن کے ظواہر کو لیکر احمد حسن الکاطع نے اپنے آپ کو امام مہدی علیہ السلام کا فرزند قرار دے رکھا ہے، یہی طولانی روایت ہے،جو رسول خداؐ نے اپنی شہادت کی رات امام علی علیہ السلام سے بطور وصیت بیان فرمائی تھی جسے علامہ حسن بن سلیمان حلی شاگرد شھید اول نے اپنی چھوٹی سی کتاب الرجعت میں ذکر فرمایا ہے۔اس روایت میں نہ

(1) بحار الانوار: ج۹۷،ص۳۸۵۔

https://downloadshiabooks.com/

صرف یہ کہ ''امیر المؤمنین'' کہلانا کسی غیر علی علیہ السلام کے لئے جائز نہیں ہے، بلکہ امیر المومنین کے ساتھ ''صدیق اکبر، فاروق اعظم، المامون، اور المہدی'' بھی کہلانا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اور معصومین علیہم السلام ان میں سے بعض اسماء کے لائق ہیں لیکن ''امیر المومنین'' وہ بھی اپنے آپ کو نہیں کہلوا سکتے۔

جس ٹکڑے سے دجال بصرہ ضال مضلّ احمد یمانی ملعون اپنے آپ کو فرزند امام مھدی علیہ السلام اور پہلا مومن کہلواتا ہے، وہ اسی روایت کا یہ فقرہ ہے، توجہ سے اس کے معنی پر غور کریں، فاذا حضرته الوفاة فليسلمها الىٰ ابنه م ح م د المستحفظ من آل محمد جب امام حسن عسکریؑ کی وفات کا وقت قریب آجائے تو انھیں جانشینی و وصیت کا منصب اپنے بیٹے م ح م د کو سونپنا ہوگا، جن کی خصوصیت یہ ہوگی کہ ''المستحفظ من آل محمد''آل محمدؐ میں ایسی ذات ہوں گے جنھیں خداوند متعال محفوظ رکھنا چاہتا ہے، ان کے اوپر کسی کو دست رسی حاصل نہیں ہو سکے گی، وہ اللہ کی حفاظت و ضمانت میں ہوں گے، اور انھیں کی ذات پر بارہ اماموں کی امامت کا سلسلہ ختم ہوگا، ثم يكون من بعدهِ اثنا عشر مهديّاً پھر ان کے بعد بارہ مہدیوں کا سلسلہ شروع ہوگا، یعنی حکومت مھدیؑ کے اواخر ایام میں ایک اور سلسلہ ہدایت قائم ہوگا جن کے ذریعہ من جانب اللہ ہدایت و رہبری کائنات کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا، لہذا فاذا حضرته الوفاة فليسلمها الى ابنه اول المهديين(المقربين)[1] پس جب امام زمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آئے گا تو ان کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ سلسلۂ وصیت و جانشینی کے منصب کو اپنے لال کے حوالے کر دیں، جن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ سلسلۂ مہدویت کے پہلے مہدی کہلائیں گے، اور وہ اول المھدیین ہونے کے ساتھ ساتھ تین نام سے معروف ہوں گے، ایک میرے باپ ''عبد اللہ'' کے نام پر ''عبد اللہ'' دوسرے میرے نام پر ''احمد'' اور تیسرے ''مھدی'' اور

(1) الغیبۃ للشیخ الطوسی: ص ۱۵۱۔

https://downloadshiabooks.com/

وہی اوّل المومنین بھی ہوں گے۔

اس روایت کے سمجھنے میں بڑے بڑے علماء پریشان ہوئے ہیں، لیکن ایک بات تو بچوں پر بھی عیاں ہے کہ وہ ذات جس کو اول المومنین کہا جارہا ہے، وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اختتام پر اور حیاتِ امام مہدی کی انتہاء پر سلسلۂ مہدویت کے آغاز میں ظہور پزیر ہوں گے، نہ کہ ظہور امام مہدیؑ سے پہلے اور حکومتِ عدل مہدیؑ کے قیام سے پہلے اس دجال کو روایت کا یہ فقرہ تو سمجھ میں آیا کہ وہ احمد نام کے ہوں گے، فرزند مہدی ہوں گے لیکن روایت کے اس فقرہ کو کہاں لے جائے گا کہ وہ اُس وقت قیام و ظہور فرمائیں گے اور اول المھدیین ہوں گے جب امام مہدیؑ کی حکومت اور آپ کی حیات کے آخری ایام ہوں گے، اس ملعون کے دعوائے اول المہدیین اور اول المومنین سے امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کی نفی اور آپ کے ظہور کی نفی نیز آپ کے وجود کی نفی ہوتی ہے، یہ شخص فرزند حسن فرزند اسماعیل ہے، اور احمد الکاطع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے پھر وہ امام مہدی علیہ السلام کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے، اور اس کی ماں کون ہے؟ کب پیدا ہوا؟ کہاں پیدا ہوا؟ کس کا دودھ پیا؟ کس بارگاہ امام سے بھگایا گیا؟ اور کیوں بھگایا گیا؟ اس کے علاوہ کیا کوئی اس کا بھائی بند ہے یا نہیں؟

تبلیغ ولایتِ امام زمان علیہ السلام

بیان کیا گیا کہ بغیر ولایت امام زمان علیہ السلام قبول کئے ہوئے کسی مسلمان کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو جائے تو ہمیں تبلیغ ولایت کا اہم فریضہ نبھانا ہو گا، اگر ہم چاہتے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام کا ظہور جلدی ہو جائے تو ظہور کی دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اسبابِ ظہور جن کا فراہم کرنا ہمارے بس میں ہے فراہم کرنا ہو گا، اور ان اسباب میں سے ایک صالح و عارف گروہ کی تشکیل ہے

https://downloadshiabooks.com/

جو صدق دل سے امام مھدی علیہ السلام کی مدد کرنے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو، اور یہ کام ایسی صورت میں عملی ہو سکتا ہے، جب امام زمان علیہ السلام کی صحیح شناخت اور معارف و مناقبِ امام زمان علیہ السلام کا علم ہو، اور علم کے لئے اس کا حصول ضروری ہے۔ لہذا علمی و معرفتی پروگرام کی تشکیل اور دروسِ معرفت امام عصر علیہ السلام کو اہمیت دیں، ائمہ طاہرین علیہم السلام اور اللہ کے مقرب فرشتے ان محافل و مجالس اور بزم کو بہت پسند کرتے ہیں، جن میں فضائل و مناقب اہل بیت علیہم السلام اور خاص طور سے ذکر امام زمان علیہ السلام ہوتا ہے، لیجئے پہلے ملائکہ سے متعلق اور پھر اہل بیتؑ سے متعلق دو روایتوں پر توجہ دیں۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آسمان کے کچھ فرشتے ان بیٹھکوں کو ڈھونڈتے ہیں جہاں ذکر فضائل اہل بیتؑ ہوتا ہے وہ فرشتے آپس میں کہتے ہیں: أما ترون الی هؤلاء فی قلتهم عدوهم یصفون فضل آل محمد(ص) [1] دیکھ نہیں رہے ہو کہ یہ لوگ اپنی اقلیت کے باوجود اور اپنے دشمنوں کی کثرت کے باوجود فضائل و مناقب آل محمدؑ بیان کرنے میں مصروف ہیں؟ یہ سن کر دوسرے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے، اور اللہ بڑے عظیم فضل و کرم والا ہے۔

توجہ رہے کہ ذکر فضائل اہل بیت علیہم السلام وہ فضل و کرم الہی ہے جس کی توفیق ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی، اور فرشتے تاک میں ہوتے ہیں کہ کہاں مجلس یا محفل ذکر اہل بیت علیہم السلام ہو رہی ہے، کہاں چند لوگ جمع ہو کر اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب بیان کر رہے ہیں، آسمان کے فرشتوں کا جھرمٹ اسی کام پر تعینات ہے کہ وہ فضائل آل محمد علیہم السلام بیان کرنے والوں کے فضائل و کمالات کا تذکرہ کریں، اور ایک دوسرے سے محبانِ اہل بیت علیہم

(1) الکافی: ج ۲، ص ۱۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کی جرأت پر حیرت کا اظہار کریں۔

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ کے ایک صحابی میسر نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: أتخلون و تتحدثون و تقولون ما شئتم ؟[1] کیا تم لوگ تنہا بیٹھتے ہو اور آپس میں گفتگو کرتے ہو، اور کیا تم جو چاہو کہہ لیتے ہو، یعنی ہماری فضیلت میں دل کھول کے باتیں کر لیتے ہو اور ہماری شان میں جو چاہو بول سکتے ہو؟ امام باقر علیہ السلام کا یہ فقرہ بڑا ذو معنی ہے جو چاہو کہہ لیتے ہو؟ ظاہر ہے ائمہ طاہرینؑ کو رب کہنے سے منع کیا گیا ہے خدا کہنے پر پابندی ہے، ورنہ ''قولوا فینا ما شئتم ''[2] ہمیں للکار رہا ہے، اور اسی طرح یہاں پر بھی امام باقر علیہ السلام کچھ ایسا ہی فرمان جاری فرمارہے ہیں۔ ادھر امام نے سوال کیا ادھر میسر نے گذارش پیش کی کہ ہاں مولیٰ اللہ گواہ ہے ہم خلوت میں گفتگو کرتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں بول لیتے ہیں ظاہر ہے امام کے سوال اور میسر کے جواب کا مطلب ہر گز دنیاوی گفتگو، گھریلو گفتگو ، بازاری گفتگو نہیں ہے، اور اس کی دلیل امامؑ کے بعد کا کلام ہے فرماتے ہیں: اما واللہ لو ددتُ انی معکم فی بعض تلك المواطن خدا گواہ ہے کہ مجھے تمہاری ان بزموں میں شرکت کرنا پسند ہے کاش مجھے ان بعض مجالس میں شرکت کا موقع فراہم ہوتا، اور میں تمہاری گفتگو میں شریک ہو سکتا۔

زمانہ امام باقر علیہ السلام اگرچہ سیاسی رسہ کشی اور بنی امیہ و بنی عباس کے ٹکراؤ کا دور تھا لیکن اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کے لئے بڑا سخت زمانہ تھا، پھر بھی امام علیہ السلام اپنے خاص اصحاب کو للکار رہے ہیں کہ خلوت میں ہی سہی ہمارے ذکر کو جاری رکھو، اور ہماری فضیلتوں

(1) الکافی: ج ۲، ص ۱۸۷۔

(2) تفسیر امام عسکریؑ: ص ۵۰۔

https://downloadshiabooks.com/

کا تذکرہ جاری رکھو، اور پھر فرماتے ہیں؛ اما واللہ انی لاحبّ ریحکم و ارواحکم خدا گواہ ہے میں تمہاری خوشبو اور تمہاری جانوں کو بہت پسند کرتا ہوں، یعنی فضیلت و عظمت اہل بیت علیہم السلام کے وقت، محبان اہل بیت علیہم السلام سے خوشبو نکلتی ہے، جسے فرشتے اور اہل بیت علیہم السلام ہی محسوس کرتے ہیں۔

شاید اسی مطلب کی طرف اس روایت میں ارشاد کیا جارہا ہے، اور پھر امام باقر علیہ السلام اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: و انکم علی دین اللہ و دین ملائکتہ، اور یاد رکھو کہ بس تم ہی لوگ دین خدا پر قائم ہو اور اسکے فرشتوں کے دین پر عمل پیرا ہو، مطلب یہ کہ تم پاک و پاکیزہ احکام الہی پر عمل درآمد کر رہے ہو، بقیہ لوگ دین خدا سے بیگانہ ہیں، اور فرشتوں کا دین وہی دین الہی ہے۔ جس کے مطابق وہ اللہ کی بارگاہ میں عبادت میں مصروف ہیں، شیعیانِ اہل بیت علیہم السلام بھی اسی خدائی اور فرشتوں کے دین پر قائم ہیں، جن کے اتباع کا خدا نے حکم دیا ہے، شاید امام بتلانا چاہتے ہیں کہ ہماری فضیلتوں اور منقبتوں کو ذکر کرو تو فرشتہ صفت بن جاؤ گے، اور خدا کے محبوب بندے کہلاؤ گے۔

اور آخر کلام میں مولی امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: فاعینوا بورع و اجتہاد، اور دیکھو تقویٰ و نہایت پرہیز گاری اور عبادت میں جد وجہد سے کام لو کہ اس سے ہماری مدد ہو گی، امام فرمارہے ہیں فاعینوا، مدد کرو کس کی مدد؟ ظاہر ہے ہم اگر راہ مستقیم پر گامزن ہوں گے تو اس سے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے مشن کو تقویت ملے گی اور ان کے اہداف پورے ہوں گے، اس طرح ہم ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مددگار بن سکتے ہیں[1]۔

جواب سوال:

(1) الکافی: ج ۲، ص ۱۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

کل یہ سوال ہوا تھا کہ کیا ہم اہل بیت علیہم السلام کی مدد کر سکتے ہیں؟ اور بعض ادارے ایسا کر رہے ہیں۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ باقاعدہ طور پر لسٹ پہنچتی ہے، اور شہریہ دیا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مال امام جسے ہم سہم خدا اور رسول اور ائمہ علیہم السلام کہتے ہیں اُسے کسی غیر سید کو اور غیر مومن کو دینے کے لئے نائب امام کی اجازت شرط ہے، اور مجتہد جامع الشرائط نائب امام کو رقوم شرعیہ کی تقسیم اور اس کے مصارف پر خرچ کرنے کا اختیار ہے۔ وہ بہتر سمجھتا ہے کہ ان رقوم کے مصارف کیا ہیں۔ رہی بات زکات کی تو اس سلسلہ میں مؤلفۃ القلوب کے علاوہ کسی صورت غیر مومن (شیعہ اثنا عشری) کو ایک پائی دینے کا حق نہیں ہے، کیونکہ زکات کے مستحقین میں ایمان شرط ہے، اور ایمان سے مراد اسلام نہیں ہے بلکہ ولایت ائمہ طاہرین علیہم السلام پر اعتقاد ہے، لہذا کسی قسم کے کافر بلکہ تمام اسلامی فرقوں کے کسی بھی مسلمان کو جو حق آشنا نہیں ہے، اور ولایت معصومینؑ کا معترف نہیں ہے زکات نہیں دی جاسکتی، اس مسئلہ پر تمام علماء شیعہ کا اتفاق ہے، اور بہت سی روایات اس مطلب پر صریحی طور پر دلالت کرتی ہیں، صرف ایک معتبر روایت کا ترجمہ جسے ہمارے بزرگوں نے اس موضوع کے حوالے سے اپنی اپنی فقہی بحثوں میں ذکر فرمایا ہے پیش کر رہا ہوں۔

ابراہیم اوسی کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، کہ ایک شخص وارد بزم امامت ہوا اور آکر میرے بابا امام کاظم علیہ السلام سے عرض کرنے لگا کہ مولیٰ میں رے شہر (طہران) کا رہنے والا ہوں، اور میرے پاس زکات کا مال ہے، آپ ارشاد فرمائیں کہ کس کو دوں کہاں اس مال کو صرف کروں؟ امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ "الینا" ہمارے پاس پہنچاؤ ہمیں دو، وہ شخص احکام خمس و زکات سے واقف تھا، اور جانتا تھا کہ زکات واجب صدقہ ہے، اور صدقہ اہل بیتؑ پر حرام ہے، لہذا امام کے اس قول پر کہ ہمارے پاس بھیجو اسے سن کر تعجب ہوا لہذا بول پڑا مولیٰ:

https://downloadshiabooks.com/

الصدقة علیکم حرام! صدقہ توآپ لوگوں کے اوپر حرام ہے، امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہمارے اوپر صدقہ (واجب زکات) حرام ہے، لیکن سنو: اذا دفعتها الی شیعتنا فقد دفعتها الینا اگر تم نے مال زکات کو ہمارے شیعوں تک پہنچادیا تو سمجھ لو تم نے ہمیں دیا ہے، لہذا ہمارے شیعوں کو ہی زکات کا مال دو اور کسی کو نہیں، کیونکہ رقوم شرعیہ کا اصلی مالک خدا و رسول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں، اور وہ اس کے صحیح مصارف سے بخوبی آگاہ ہیں۔ زکات یعنی واجب صدقہ بھلے ہی ان پر حرام ہے، لیکن ان کے شیعوں پر حرام نہیں ہے۔ شیعیان اہل بیتؑ ہی مستحق زکات ہیں، صدقہ وزکات کا مال صرف اہل ایمان کا حق ہے۔

سائل نے عرض کیا مولیٰ مجھے اپنے علاقے میں کوئی آپ کا شیعہ نہیں ملا، میں کسی شیعہ کو نہیں جانتا ہوں، اب میری کیا ذمہ داری ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا ایک سال تک انتظار کرو (یعنی مستحق زکات کوئی شیعہ ملے تو بس اُسے ہی دو چاہے انتظار کرتے ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر جائے)، اس نے پوچھا مولیٰ بالفرض اگر ایک سال گذر جائے اور کوئی آپ کا مستحق شیعہ نہ ملے تو کیا کروں؟ امام نے کہا ایک سال اور انتظار کرو، اسی طرح چار سال تک بات پہنچی۔ تو آخر میں یعنی پانچویں بار اس نے سوال کیا تو امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ان لم تصب لها احداً اگر ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی نہ ملے اور انتظار کرتے کرتے چار سال بیت جائیں تو بھی کسی غیر شیعہ کو زکات کا مال نہیں دینا ہے بلکہ، فصرّها صرراً اطرحها فی البحر[1] اس مال کو تھیلی بنا بنا کر سمندر میں پھینک دو مگر کسی غیر شیعہ کو مت دینا، وجہ کیا ہے؟۔

وجہ یہ ہے کہ رقوم شرعیہ خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کا اولین حق ہے، اور بعدہ اس کے مستحق شیعیان اہل بیتؑ ہیں خود امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: فان الله عزوجل

(1) تہذیب الاحکام: ج۴، ص۵۳۔

https://downloadshiabooks.com/

حرّم اموالنا و اموال شیعتنا علی عدونا اس لئے کہ خدا نے ہمارے اموال کو اور ہمارے شیعوں کے اموال کو ہمارے دشمنوں پر حرام قرار دیا ہے، اور یہ حرمت من جانب اللہ ہے۔ علامہ رضا ہمدانی کتاب مصباح الفقیہ میں اس روایت کو دلیل کے طور پر ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں، کہ شاید سمندر میں پھینک دینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ کسی غیر شیعہ تک پہنچنے سے بہتر ہے کہ تلف و برباد ہو جائے مگر دشمنان معصومینؑ کے ہاتھ نہ لگے، علامہ احمد رحمانی ہمدانی اپنی کتاب الإمام علی علیہ السلام میں اس فقرہ علامہ رضا ہمدانی کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں، کہ اے قارئین گرامی کیا آپ اس حدیث شریف سے اس کے علاوہ کوئی معنی سمجھتے ہیں کہ چونکہ سنیوں اور بے گانوں نے ارکان اسلام اور بنیاد دین کے اہم ترین رکن ولایتِ اہل بیت علیہم السلام کو چھوڑ دیا ہے، اس کے علاوہ کچھ مراد ہے یقیناً نہیں۔ وہ لوگ اس لئے مال زکات کو نہیں پا سکتے کیونکہ انھوں نے دین کی اصل اساسی ولایت اہل بیتؑ کو چھوڑ دیا ہے، لہذا وہ مستحق زکات ہی نہیں ہیں۔

قبولیٔ اعمال کی شرط

کتاب مکیال المکارم فی فوائد الدعاء للقائم علیہ السلام تالیف آیۃ اللہ السید محمد تقی الموسوی الإصفھانی قدس سرہ کی تشریح و تبیین کا سلسلہ حرف ثاء تک پہنچا ہے، اس کتاب میں حضرت امام مھدی علیہ السلام سے متعلق معارف کا سمندر چھلک رہا ہے، بقدر امکان سیر اب ہونا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ فی الوقت اس کتاب کے باب چہارم پر گفتگو ہے، جس میں وہ وجہیں اور علل و اسباب بیان کئے گئے ہیں جن کی بنیاد پر تمام مومنین کو چاہیئے کہ امام مھدی علیہ السلام کے فرج میں تعجیل کی دعاء کریں۔ حرف الف میں ۱۳ وجھیں بیان ہوئی ہیں، حرف باء میں ۴ وجھیں ہیں، اور حرف ثاء میں ۷ اسباب ذکر ہوئے ہیں، اور اب حرف ثاء میں پہلی وجہ بیان کی جا رہی ہے، جس کی بنیاد پر ہمیں چاہیئے کہ امام زمانہؑ، حجت خلائق، روح کائنات، حضرت حجت ابن الحسن امام مھدی

https://downloadshiabooks.com/

عجل اللہ تعالیٰ فرجہُ الشریف کے جلد از جلد ظہور کی دعا کریں۔

مکیال المکارم جلد اول ص ۱۰۱ پر حرف ثاء میں سید موسوی فرماتے ہیں:

ثواب الاعمال الحسنة و قبولها بولايتهِ عليه السلام: حضرت امام مھدی علیہ السلام کی ولایت قبول کئے بغیر، خلائق کے اعمال و عبادات ناقابل قبول ہیں۔ امتِ اسلامیہ چاہئے جتنے بھی عمل بجالائے اس کا کوئی ایک بھی عمل وعبادت قابل قبول نہیں ہے، جب تک کہ حضرت امام مھدی علیہ السلام کی ولایت کا اعتراف واقرار نہ کرلے، اور اس پر ایمان وایقان پیدا نہ کرلے۔ اس لئے ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کی ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ حجتِ آخر علیہ السلام کی شناخت و معرفت کا پرچار کریں۔ ان کے معارف و مناقب کو بیان کریں، کیونکہ جب تک دنیاان کے معارف و مناقب سے آشنا نہیں ہوگی ان پر ایمان نہیں لائے گی؟

اور چونکہ ساری عبادتوں اور اعمال خیر کی قبولیت کے لئے جملہ ایمان میں سے ایک ،آخری امام کی ولایت کا اقرار ہے، لہذا سارے ائمہ علیہم السلام کے مناقب و معارف اور ان کی ولایت کی نشر واشاعت کے ساتھ ہم کو چاہیئے کہ امام وقت علیہ السلام کے سلسلہ میں زیادہ کام کریں۔ کیونکہ آپ ہمارے زمانہ کے امام ہیں، اور ہمارے سارے کارھائے خیر کی قبولیت کا دارو مدار وقت کے امام کی مودت، محبت، ولایت، و معرفت پر ہے۔ اور اس جہت سے ہماری ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ ہم امام کے ظھور میں تعجیل کی دعا کریں، کہ ان کے ظہور کے بعد خلائق کے سامنے ان کی ولایت واختیارات منکشف ہو جائیں گے، اور سب صاحبِ ایمان ہو جائیں گے، اور اعمال وعبادات کا دور دورا ہو گا۔

صاحب مکیال فرماتے ہیں: کہ قبولیت اعمال حسنہ و عبادت اور اعمال پر ثواب و جزاء حضرت امام مھدیؑ کی قبول ولایت پر متوقف ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے باب کے اندر متعدد

https://downloadshiabooks.com/

روایات گذر چکی ہیں، اور آٹھویں باب میں بھی کچھ چیزیں ذکر ہوں گی۔ سر دست کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ملاحظہ ہو آپ کا رشاد ہے: من اقر بالائمۃ من آبائی و وُلدی جو شخص میرے آباء واجداد میں اور میری اولاد پاک میں ہونے والے اماموں کا اقرار و اعتراف رکھتا ہو، یعنی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام تک سارے اماموں کی امامت و ولایت کا معترف و مقر ہو، و جحد المھدی من وُلدی لیکن میری اولاد پاک میں سے آخری امام حضرت امام مھدی علیہ السلام کا منکر ہو جائے ان کی امامت کا اقرار نہ کرے، ان کی ولایت پر ایمان نہ رکھے ان کے وجود کو ہی تسلیم نہ کرے، ایسے مومن کی مثال پر توجہ کریں، وہ مومن ہے کیونکہ خدا اور رسول کو جانتا ہے، قرآن و اسلام کا معتقد ہے، حضرت امیر علیہ السلام سے لے کر امام صادق علیہ السلام تک اور امام صادق علیہ السلام سے لے کر امام عسکری علیہ السلام کی امامت و ولایت کا قائل ہے، ایسا مومن بھی آخری امام حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا منکر ہو جائے کان کمن اقرّ بجمیع الأنبیاء تو ایسا مومن اس مومن کے مانند ہے کہ جس نے حضرت آدم سے لیکر ہر نبی کی نبوت اور ہر رسول کی رسالت کو تسلیم کر لیا ہے سب کی رسالت و نبوت کا قائل ہے لیکن، و جحد محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ نبوتہٗ آخری نبی خاتم المرسلین سید النبیین کی نبوت کا انکار کر بیٹھا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسے مومن کے نہ صرف سارے اعمال و عبادات برباد ہیں بلکہ اسکا ایمان ہی ناقص ہے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ اس سلسلہ نبوت و رسالت کی مہر ہیں۔ سردار ہیں خاتم ہیں، جس سلسلہ میں حضرت آدم سے لیکر حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء شامل ہیں۔ لہذا فی زمانہ بس وہی مومن واقعی اور کامل الایمان مسلمان ہے، جو سارے انبیاء کی نبوت و رسالت کے ساتھ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتا ہے، اور اس کی عبادت قبول اور اعمال پر اجر و ثواب ملے گا۔ ٹھیک اسی طرح فی زمانہ جو

https://downloadshiabooks.com/

شخص سارے اماموں کو تسلیم کرے اور سلسلہ امامت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب کی ولایت و امامت کا معترف ہو، لیکن اسی سلسلہ کی آخری کڑی، خاتم الاوصیاء، خاتم الائمہ حضرت امام مھدی عجؑ کی ولایت وامامت کا انکار کردے تو وہ نہ کامل الایمان ہے نہ اس کا کوئی عمل وعبادت قابل قبول ہے۔

ایک شبھہ کاازالہ:

اس روایت سے قطعاً ذہن میں یہ وہم نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ سارے اماموں کی امامت و ولایت کا اعتراف ایک طرف اور حضرت امام زمان علیہ السلام کی امامت و ولایت کا اعتراف دوسری طرف ہے۔ یعنی سب کی امامت وولایت کا اقرار حضرت امام زمان علیہ السلام کی امامت و ولایت کے اقرار واعتراف پر موقوف ہے، نہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ کسی ایک امام کی امامت وولایت کا انکار سب کی امامت و ولایت کا انکار ہے۔ سارے انبیاءؑ کے مقابلہ میں حضرت رسول خداؐ کی رسالت کے اعتراف واقرار سے یہ شبھہ پیدا نہ ہو کہ سب کی نبوت ورسالت ایک طرف اور حضرت خاتم النبیینؐ کی رسالت ونبوت دوسری طرف ہے، یعنی سارے انبیاءؑ کی نبوت ورسالت کا اقرار واعتراف ہمارے نبی کی رسالت ونبوت کے اعتراف پر موقوف ہے، نہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ کسی بھی نبی کی نبوت ورسالت کا انکار سارے انبیاءؑ ومرسلینؑ کی نبوت ورسالت کا انکار ہے۔ سارے ائمہ کی سارے انبیاء سے تشبیہ اور ہمارے نبی خاتمؐ سے خاتم الائمہ حضرت امام مھدیؑ کی تشبیہ سے بھی یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ امام زمانہ علیہ السلام سارے ائمہ علیہم السلام کے خاتم ہونے کے ناطے سب پر برتری وفضیلت رکھتے ہیں جس طرح خاتم النبیینؐ تمام انبیاءؑ پر برتری وفضیلت رکھتے تھے، نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تشبیہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ آخری کڑی کا منکر پورے سلسلہ امامت کا منکر ہے، جس طرح آخری نبوت ورسالت کی کڑی کا منکر پورے سلسلہ نبوت و

https://downloadshiabooks.com/

رسالت کا منکر ہے۔اور صرف آخری امامؑ یا آخری نبیؐ کی ولایت واختیارات کا انکار ہی سارے ائمہ و سارے انبیاء کا انکار نہیں ہے، بلکہ کسی بھی نبی اور کسی بھی امام کا انکار سلبِ ایمان کا باعث ہے، اس روایت میں اگرچہ آخری نبی اور آخری امام کی معرفت وولایت کی بات کی جارہی ہے، لیکن ہمارے پاس دوسری روایات بھی ہیں، جہاں پہلے امام کی معرفت اور ان کی ولایت واختیارات کے منکر کو باقی ائمہ کی ولایت کا منکر قرار دیا گیا ہے۔ارشاد معصوم علیہ السلام ہوتا ہے: کیف یعرف الآخر و ھو یجھل الاول؟! جو شخص پہلے امام کی ہی معرفت نہیں رکھتا وہ آخری امام کی معرفت کیا خاک رکھے گا؟

عمل کی قبولیت کا دار و مدار معرفتِ اہل بیت علیہم السلام پر ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، اور کائنات میں جو بھی کوئی نیک کام انجام دیتا ہے، وہ کتنے ہی خلوص اور شروط کے ساتھ عبادتیں کرے اعمال بجالائے اگر وہ حق آشنا نہیں ہے حضرات محمدؐ وآل محمدؐ کی ولایت و معرفت سے کورا ہے، تو اس کے سارے اعمال اکارت ہیں، کیونکہ خداوند متعال نے طے کر رکھا ہے کہ وہ کسی بھی عامل وعابد کی عبادت اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کہ اس کے پاکیزہ نمائندوں اور معصوم رہبروں کی سرپرستی قبول اور ان کے دستور کے تحت انجام نہ دئے جائیں۔ بلکہ بعض معتبر روایات کی بنیاد پر اہل بیتؑ سے بیگانہ لوگوں کے اعمال اور عبادتوں سے خدا کو اور بھی نفرت ہوتی ہے۔اور وہ اپنے نامہ اعمال کو مزید سیاہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک طولانی حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جس کے راوی عظیم فقیہ محمد بن مسلم ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ کل من دَان اللہ عزّوجل بعبادۃ یجھد فیھا نفسہ ولا امام لہ من اللہ جو شخص بھی اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کے دین کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہتا ہے، اللہ کی معرفت کے ساتھ اس کے بتائے ہوئے دین کا پابند ہے، اور پھر عبادت میں جد وجہد کر رہا ہے، اپنے آپ کو تھکا رہا ہے، اور نفس کو عبادت الٰہی میں زحمت دے

https://downloadshiabooks.com/

رہا ہے، لیکن اس سعی و تلاش اور عبادت و ریاضت کے ساتھ وہ الٰہی نمائندہ اور من جانب اللہ امام کا قائل نہیں ہے، اپنے زمانے کے امام معصوم کی شناخت سے بے بہرہ ہے، **فسعیہ غیر مقبول و ھو ضال متحیر واللہ شانئ لاعمالہ** تو اس کی ساری کوششیں ناقابل قبول ہیں، اس کی ساری عبادتیں بے کار ہیں، اور نہ صرف یہ کہ اس کے اعمال و عبادات قبول نہیں ہیں، بلکہ وہ خود گمراہ و سرگران ہے، اور خداوند متعال اس کے اعمال و عبادتوں کو دشمن رکھتا ہے، حالانکہ وہ قرآنی دستور کے مطابق عبادتیں کر رہا ہے، نبوی حدیث کے مطابق تمام شروط و قیود کی پابندی کرتے ہوئے اعمال بجالا رہا ہے۔ لیکن روح عبادت، جان اعمال سے خالی اعمال و عبادات نجس اور مردار جانوروں کی طرح ہیں، جنھیں دیکھ کر بھی نفرت ہوتی ہے۔ اسی طرح خداوند متعال بھی ایسی عبادتوں اور اعمال کو دشمن رکھتا ہے، ان سے نفرت کرتا ہے، **واللہ شأنئ لاعمالہ**۔

اسی حدیث کا ایک فقرہ اور بھی ہے کہ اگر امام اور حجتِ خلق سے ناآشنائی کے ساتھ عبادتیں کرتے کرتے مر جائے تو وہ نہ صرف یہ کہ گمراہ مرا ہے، بلکہ کفر و نفاق کی موت مرا ہے۔ اور اس کے اعمال اور عبادتیں اس راکھ کی مانند ہیں، جن کا ڈھیر آندھیوں کی نذر ہو جاتا ہے، اور ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ راکھ سے عبادت و اعمال کی تشبیہ خود صریحی طور پر اعلان کر رہی ہے کہ دشمنانِ اہل بیت علیہم السلام کے اعمال اور عبادتیں سرسبز ڈالیاں اور ہرے بھرے پتے بھی نہیں ہوتے، بلکہ جلے بجھے اشجار کی جمع شدہ راکھ کا ڈھیر ہوتے ہیں، جنھیں شدید آندھیاں اڑا کر منتشر کر دیتی ہیں، اور ایک ایک ذرہ بکھر کر فضاءِ کائنات میں گم ہو جاتا ہے۔

دفعِ وہم:

کیا ناآشنائے اہل بیت علیہم السلام خدا کی عبادت نہیں کرتے، کیا قربۃً الی اللہ کی نیت سے وہ عبادتیں انجام نہیں دیتے، کیا وہ قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ کے آئینہ میں عبادت نہیں کرتے

https://downloadshiabooks.com/

؟ پھر ان کی عبادتوں کی کوئی ویلو کیوں نہیں ہے؟ تو جواب میں صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ سب کے سب اپنی عبادتیں اور اعمال بھلے ہی تمام شروط کے ساتھ انجام دے رہے ہوں لیکن بے جان لاشوں کے جمع کرنے سے کوئی لاش زندہ نہیں ہو جاتی، اور نہ وہ اس خدا کی عبادت کرتے ہیں جنھیں اہل بیتؑ نے متعارف کروایا ہے، بلکہ ان کی عبادت غیر خدا کی عبادت ہے چاہے وہ قربۃً الی اللہ ہی کیوں نہ کر رہے ہوں، ارشاد امام باقر علیہ السلام ہے کہ جو شخص ہم اہل بیتؑ کے امام سے ناآشنا ہے: فانما یعرف و یعبد غیرَ اللہ، وہ در حقیقت غیر خدا کی عبادت کرتا ہے اور غیر خدا کو اپنا معبود سمجھتا ہے، یعنی وہ گمراہ ہی نہیں بلکہ مشرک ہے کافر ہے۔

امام وقتؑ سے محبت کا اثر

ہم اہل بیت علیہم السلام کو چاہتے ہیں انھیں مانتے ہیں ان سے اظہار عقیدت کرتے ہیں ان کے فضائل و مناقب کو سُن کر خوش ہوتے ہیں، اور ان کے غم میں غم زدہ ہوتے ہیں، اس محبت و مودت کا دنیاوی اثر بھی ہے، اور اخروی اثرات تو ہیں ہی، نیز حدیث سے پتا چلتا ہے کہ معصومین علیہم السلام سے محبت کے اثرات ایک جیسے نہیں ہیں، بلکہ ہر معصوم سے عقیدت و محبت کا اپنا خاص اثر ہے، اور امام زمان حضرت مھدی علیہ السلام سے محبت کا خاص فائدہ ہے، اگرچہ ہمیں کسی مفاد و منفعت کے تحت ان بزرگوں سے محبت نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ ان سے محبت، اجر رسالت ہے، اور اجر کی ادائیگی ہمارا فریضہ ہے، لیکن پھر بھی ہمیں اہل بیتؑ سے محبت کے فوائد اسی دنیا میں حاصل ہوتے رہتے ہیں، اخروی فوائد و آثار اپنی جگہ مسلم ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے بھائی جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

۱۔ جو شخص چاہتا ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کو جائے کہ وہ اس سے منہ نہ

https://downloadshiabooks.com/

موڑے بلکہ اس کی طرف نظر کرم کرے، تواُسے چاہیئے کہ علی ولی کی ولایت کو قبول کرلے، اور ان کا شیدائی ہو جائے ان سے والہانہ محبت کرے۔

۲۔ جسے اس بات سے خوشی حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ سے ملاقات کو اس حال میں جائے کہ وہ اس سے راضی و خوشنود ہو تواُسے چاہیئے کہ میرے لال حسن مجتبیٰؑ کی ولایت کو تسلیم کرلے ان کا موالی ہو جائے۔

۳۔ اور جو پسند کرتا ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کو جائے کہ اس کے دل میں ذرا سا بھی خوف و ہراس نہ ہو بے خوف ہو کر پیش پروردگار حاضری دے اُسے چاہیئے کہ میرے لال حسینؑ کی ولایت کا دامن تھام لے۔

۴۔ اور جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ اُس سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کے سارے گناہ محو ہو گئے ہوں، اور اُس کے نامہ اعمال کو گناہوں سے پاک کر دیا گیا ہو، تواُسے چاہیئے کہ علی بن الحسین سجادؑ سے محبت کرے اور انکی ولایت کا معترف ہو جائے، اور ان کی سرپرستی و اختیارات کے سامنے تسلیم ہو جائے۔

۵۔ اور جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو، چین و سکون کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو تواُسے چاہیئے کہ میرے فرزند محمد باقرؑ کی ولایت اختیار کرلے، اور ان کا شیدائی بن جائے۔

۶۔ جسے یہ پسند ہے کہ وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کو جائے کہ اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے تواُسے چاہیئے کہ جعفر بن محمد الصادقؑ کی ولایت و سرپرستی کا قائل ہو جائے۔

https://downloadshiabooks.com/

۷۔ اور جو خدا سے اس حال میں ملنا چاہتا ہے کہ طیب و طاہر اور پاک و پاکیزہ ہو تو اُسے چاہئے موسیٰ الکاظمؑ کی ولایت کو تسلیم کرلے، اور ان کی ولایت کا مقر و معترف ہو جائے۔

۸۔ اور جو خداوند متعال سے ہنستے مسکراتے اور بشارت سنتے ہوئے ملاقات کو جانا چاہتا ہے، اُسے چاہیئے کہ علی بن موسی الرضاؑ کی ولایت کا قائل ہو جائے۔

۹۔ اور جسے یہ پسند ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کو جائے کہ اس کے درجات بلند کردئے گئے ہوں اور برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو گئی ہوں تو اُسے چاہیئے کہ امام محمد تقیؑ کی ولایت و سرپرستی کے آگے خم ہو جائے، اور ان کی مولائیت کا اقرار کرلے۔

۱۰۔ اور جو خدا سے اس حال میں ملاقات کا متمنی ہے کہ اس کے اعمال کا بڑا ہلکا پھلکا حساب کیا جائے تو اُسے چاہیئے کہ علی الھادیؑ کی ولایت کو مان لے، اور ان سے والہانہ عقیدت رکھے۔

۱۱۔ اور جو خدا سے اس حال میں ملاقات کو پسند کرتا ہے کہ وہ کامیاب لوگوں میں سے ہو تو اُسے چاہیئے کہ حسن عسکریؑ کا شیدائی و مولائی بن جائے ان سے مودت کرے۔

۱۲۔ و من احب ان یلقی اللہ و قد کمل ایمانہ و حسن اسلامہ فلیتول الحجۃ صاحب الزمان المنتظر علیہ السلام، اور جسے یہ پسند ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کا ایمان منزل کمال پر پہنچ گیا ہو، اور اس کا اسلام حسین و پسندیدہ ہو تو اُسے چاہیئے حجت خدا صاحب زمان، امام منتظرؑ کی ولایت اختیار کرے انھیں اپنا مولیٰ و آقا مانے اور ان کا شیدائی بن جائے۔

https://downloadshiabooks.com/

آپ نے دیکھا کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے عقیدت رکھنے والوں کے لئے ہر ایک امام سے عقیدت و ولایت کا الگ الگ اثر ظاہر ہوگا، اور امام زمان علیہ السلام سے مودت اور ان کی ولایت کے معترف کا ایمان اور اسلام منزلِ کمال پر ہوگا اس لئے کہ دین اسلام کے کمال اور ایمان باللہ کی انتھاء کا نام ہے آخری حجت، آخری وصیِ نبی، اور الحمد للہ ہمیں اس آخری امام کی ولایت و سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ خداوند متعال نے ان تمام ائمہ طاہرینؑ کی ولایت و امامت ہم پر فرض و واجب قرار دی ہے، اور سب کی ولایت کے الگ الگ فوائد و آثار جناب رسول خداؐ نے بیان فرمائے ہیں، لیکن امام زمان علیہ السلام کی ولایت کے اقرار پر ایمان، منزل کمال تک پہنچتا ہے، اسلام کا سچا اعتراف و اقرار کہلاتا ہے۔ اور جو گیارہ تک سب کو تسلیم کرلے لیکن ۱۲ویں کو چھوڑ دے، اس کا اسلام بھی ناپسندیدہ اور ایمان بھی ناقص ہے۔

اس حدیث کے آخر میں جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں، یہ سارے ائمہؑ تاریکیوں کے چراغ ہیں، رشد و ہدایت کے امام ہیں، تقوی و پرہیز گاری کا پرچم ہیں، من احبّھم و تولّاھم کنتُ ضامناً علی اللہ تعالی بالجنۃ، جو شخص ان سب رہبروں سے محبت کرے اور ان سب کی ولایت کا اقرار کرلے تو میں خداوند متعال کے یہاں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں[1]۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر خداؐ کے بعد جن اولیاء کو اللہ نے تمکین و تمکن سے نوازا ہے، وہ ہم اہل بیتؑ ہیں، ہمیں اللہ نے علم و دانش سے مالا مال کر کے تمام اشیاء کا عالم بنادیا ہے، لہذا تمہیں جو کچھ بھی پوچھنا ہو وہ ہم اہل بیتؑ سے پوچھو، اگر تم نے ہمیں دعوائے علم و دانش میں سچا پایا تو پھر ہماری ولایت کا اقرار کرو، لیکن تم ایسا کرنے والے نہیں ہو، ہماری ولایت کا اقرار نہیں کروگے تو یاد رکھو ہمارا علم ظاہر دعویدار ہے، لیکن تمکین دینی کی مدت ابھی تک نہیں آئی ہے،

(1) کتاب الفضائل لابن شاذان: ص ۱۷۵۔ بحار الانوار جلد ۳۶ ص ۲۹۶ ح ۱۲۵۔

https://downloadshiabooks.com/

جب شب و روز ختم ہوتے ہوتے اس مدت کو پہنچیں گے اور وہ زمانہ آجائے گا تو خدا کا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔

آخر روایت میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ مومن جو کہ سورہ انا انزلناہ اور اس کی تفسیر پر مکمل ایمان رکھتا ہے، اس کو دوسرے مومنین کے اوپر بالکل ویسی ہی برتری حاصل ہی ہے، جیسے انسانوں کو جانوروں کے اوپر برتری و فوقیت حاصل ہے۔ اس سورہ پر ایمان رکھنے والوں کی بدولت خداوند متعال ان لوگوں کے اوپر سے بھی عذاب کو دفع کر دیتا ہے، جو دنیا میں سورہ انا انزلناہ پر ایمان و عقیدہ نہیں رکھتے تھے تاکہ عذاب آخرت بھرپور طریقہ سے ان کا مقدر بن جائے۔

دفع عذاب کی ایک مثال بھی امام باقر علیہ السلام نے ذکر فرمائی ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کی بدولت دنیا میں ان لوگوں کے اوپر سے عذاب کو دفع کر دیا ہے، جو جہاد پر نہیں جاتے البتہ یہ یاد رہے کہ آج کل کے (زمانہ امام باقر علیہ السلام) زمانہ میں جہاد نہیں ہے، بلکہ اس کی جگہ حج و عمرہ بجالانا یا کسی کو امان دینا یا مسجد وغیرہ میں اعتکاف کرنا، یا پھر اچھی ہمسائگی ہے[1]۔

بارہ مہدی نہ کہ ۱۲ امام!

جناب ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ مولا میں نے آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ، حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کے بعد بارہ مہدی اور بھی ہوں گے! اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو بصیر کی

(1) تحفۃ الاولیاء، ترجمہ اصول کافی، ج ۱، ۷۹۹۔

https://downloadshiabooks.com/

مراد کو سمجھ لیا،اور شبہہ دور کرتے ہوئے فرمایا جو تم نے سُنا ہے، وہ تو صحیح ہے لیکن جو تم سمجھ رہے ہو وہ درست نہیں ہے، تم سمجھ رہے ہو کہ بارہویں امام کے بعد بھی بارہ امام ہوں گے جبکہ میرے بابا نے انما قال اثنا عشر مهدیاً ولم یقل اثنا عشر اماماً، صرف یہ فرمایا تھا کہ قائم آل محمد علیہم السلام کے بعد بارہ مہدی ہوں گے ،انھوں نے بارہ امام نہیں فرمایا ہے، تمہارے ذہن میں تصور پیدا ہو گیا ہے کہ بارہویں امام کے بعد بھی بارہ امام ہوں گے ، جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ایک جماعت اٹھے گی جو ہمارے شیعوں میں سے ہو گی، اور وہ ہماری ولایت اور ہمارے حق کی معرفت کی طرف دعوت دے گی، جن میں سے ایک کا نام منتصر ہو گا، جو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں قیام کرے گا، اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے خون کا بدلہ لے گا، بہت سوں کو قتل کرے گا، اور بہت سوں کو قیدی بنائے گا ۔اس کے بعد سفاح نام کا فرزندِ امام حسین علیہ السلام میں سے ایک مہدی قیام کرے گا، اور ان دونوں کے قیام سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام خود اپنی ۱۹ سالہ حکومت میں انتقام خون حسینؑ لے چکے ہوں گے ، اور اس کے بعد ایک اور فرزندِ امام حسین علیہ السلام جس کے نام کا تذکرہ روایت میں نہیں ملتا، وہ امام زمان علیہ السلام کی ۱۹ سالہ حکومت کے بعد اور منتصر و سفاح کی حکومت سے پہلے آکر حکومت کرے گا، اس فرزندِ امام حسینؑ کی مدت حکومت ۳۰۹ سال تک ہو گی۔

ازالہ شبہہ:

ابو بصیر کی روایت میں حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کے بعد ۱۲ مہدی کا قیام ذکر ہوا ہے۔ جس کی وضاحت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: ولکنهم قوم

https://downloadshiabooks.com/

من شیعتنا یدعون الناس الیٰ موالاتنا و معرفة حقنا[1]، وہ بارہ مہدی ہمارے شیعوں کی ایک جماعت ہو گی، جو لوگوں کو ہماری ولایت و محبت اور ہمارے حق کی معرفت کی دعوت دے گی، جبکہ ابو حمزہ کی طولانی روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہمارے قائم کے بعد گیارہ مہدی ہوں گے، جو ہم اہل بیت علیہم السلام سے ہوں گے، اور سب کے سب اولاد امام حسین علیہ السلام سے ہوں گے، ان دونوں روایتوں میں ایک تو تعداد کا فرق ہے، دوسرے ھم من شیعتنا اور من ولد الحسین[2] کا فرق ہے؟

اس شبہہ کا ازالہ یوں ہو گا کہ تعداد کا بظاہر فرق ہے، ورنہ ہو سکتا ہے تعداد بارہ ہی ہو راوی نے صحیح نہ سُنا ہو، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ بارہ کا عدد پوار ہوتا ہو کیونکہ خود پہلی ذات جو حضرت امام مہدیؑ کی موجودگی میں رجوع کرے گی، وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہی ہیں۔ اس طرح وہ خود اور پھر ان کے گیارہ فرزند حکومت کریں گے، اور اس طرح بارہ مھدی کا عدد پورا ہو جائے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ملا کر گیارہ فرزند امام حسینؑ ۱۲ مہدی ہوں۔ لیکن یہ دونوں تأویلیں اشکال سے خالی نہیں ہیں، کیونکہ پہلی تأویل ''من ولد الحسین علیہ السلام'' سے خود امام حسین علیہ السلام شامل نہیں ہوتے ہیں۔ اور دوسری تأویل میں ''بعد القائم'' سے امام مہدیؑ شامل نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا صرف عدد کا فرق ہے جو راوی کی طرف سے ہو یا کوئی دوسری وجہ معقول ہو خود صاحبان عصمت علیہم السلام اپنے کلام کے حوالے سے بہتر آگاہ ہیں۔

رہی بات دوسرے شبہہ یعنی ''قوم من شیعتنا'' اور ''من ولد الحسین'' کے فرق

(1) بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۱۲۵۔
(2) الغیبۃ للشیخ الطوسی: ص ۴۷۹۔

https://downloadshiabooks.com/

کی تو ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک سکہ کے دو رخ ہوں، یعنی اس جہت سے کہ وہ بارہ مھدی خود امام نہیں ہیں، بلکہ معصوم اماموں کی طرف دعوت دینے والے ان کے حق کی معرفت کرانے والے ہیں۔ تو انھیں "قوم من شیعتنا" کہنا درست ہے۔ اور اس واسطے کہ وہ سب کے سب فرزندانِ امام حسین علیہ السلام ہیں، لیکن امام نہیں بلکہ گروہ مہدی، داعی، اور معرفت اہل بیت علیہم السلام کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، لہذا "من ولد الحسین علیہ السلام" بھی ہیں۔ اور دونوں عنوان ان کے اوپر صادق آتے ہیں۔ یعنی وہ شیعہ بھی ہیں اور فرزندان امام حسین علیہ السلام بھی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے، یہ سارے فرزندان امام حسین علیہ السلام یکے بعد دیگرے رجعت کرنے والے امامانِ معصوم ہوں، جنھیں مھدی کے نام سے یاد کیا جائے گا۔

کتاب سلیم ہلالی کی پچیسویں "۲۵" حدیث جنگ صفین کے وقت امام امیر المومنین علی علیہ السلام اور معاویہ علیہ الھاویہ کے درمیان ردّ و بدل ہوئے خطوط پر مشتمل ہے، معاویہ نے مولیٰ کے پاس خط لکھ کر دو باتوں کا خاص طور سے تذکرہ کیا تھا، ایک یہ کہ عثمان کے قاتلوں کو میرے حوالے کیجئے، دوسری یہ کہ آپ کیوں ابو بکر اور عمر پر لعن طعن کرتے ہیں۔ مولیٰ امیر المومنینؑ نے خط کے جواب میں لکھا کہ خون عثمان کا مطالبہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کی خاطر جنگ وجدال ہو، دوسری بات یہ ہے کہ خون عثمان تیرا مطالبہ نہیں، یہ اولاد عثمان کا کام ہے، اس کا فیصلہ بھی تو نہیں کرے گا، بلکہ یہ قضیہ امام المسلمین و خلیفہ رسولؐ کے ہاتھ میں ہے، اور وہ میں ہوں نہ کہ تو۔

اس حدیث میں امیر المومنینؑ نے اپنے بعض فضائل، ائمہ اثنا عشر کے اسماء گرامی، ابو بکر و عمر سے اپنی برائت اور ابو بکر و عمر و عثمان اور معاویہ کے ساتھ ساتھ بنی امیہ اور تمام ضلال کے مثالب اور کرتوت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور آخر میں آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ لوگ مجھے

https://downloadshiabooks.com/

(علی ابن ابی طالب) کمزور کر دیں گے، لیکن میرا بیٹا مہدی علیہ السلام اپنے آباء طاہرین کے خون کا بدلہ لے گا، نیز امام علیہ السلام نے اس حدیث میں معاویہ اور اس کے بیٹے یزید کی، نیز بنی مروان کی خلافت کی پیشین گوئی فرمائی ہے، اور یہ واضح کیا ہے کہ اللہ نے ہم اہل بیتؑ کے لئے دنیا نہیں بلکہ آخرت قرار دی ہے، جس کے جواب میں معاویہ کہتا ہے، هنیاً لك یا ابا الحسن تملك الآخرة وهنیا لنا نملك الدنیا" یعنی اے ابوالحسن تمہیں مبارک ہو کہ تم آخرت کے مالک ہو اور ہمیں دنیا کی ملکیت مبارک ہو۔ خط کے آخر میں جو جملہ امام امیر المومنین علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے معاویہ کا یہ کلام امام علیہ السلام کی پیشین گوئی کی تصدیق ہے، امامؑ نے لکھا تھا، اما واللہ یا معاویة لقد کتبتُ الیكَ الکتاب و انی لاعلم انك لاتنتفع منه، آگاہ رہ خدا کی قسم میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا خط تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا، تو اس سے عبرت حاصل نہیں کرے گا، بلکہ تو یہ جان کر بہت خوش ہو گا کہ میں نے تجھے خبر دی ہے کہ تو حکومت کرے گا اور تیرے بعد تیرا بیٹا یزید حاکم بنے گا، کیونکہ تجھے آخرت کی کوئی پرواہ ہے ہی نہیں اس لئے کہ تو آخرت کا منکر اور کافر ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو صرف پیشین گوئی ہی نہیں بلکہ صفین و نہروان، کربلا و ساباط بلکہ تمام جرائم بنی امیہ و بنی عباس کی بنیاد رکھنے والوں پر کھلا تبرا اور ان کی گستاخیوں اور کرتوتوں کا نچوڑ ہے، فرماتے ہیں، ستندم کما ندم من اسّس هذا الامر لكَ و حملك علی رقابنا، عنقریب تو اسی طرح پشیمان ہو گا جس طرح وہ پشیمان ہوا جس نے تیری حکومت کا زمینہ فراہم کیا اور تجھے ہماری گردنوں پر مسلط کر دیا ہے، لیکن ندامت و شرمندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں نے اس خط کی نسخہ برداری کے لئے کاتب کو حکم دیا ہے تاکہ میرا یہ خط انھیں مفید واقع ہو، اور میرے اس خط کے ذریعہ کسی بھولے بھٹکے کو اللہ گمراہی کے دلدل سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لا کھڑا کر دے، اور تیرے ظلم و ستم اور تیرے اصحاب کے فتنوں سے بچا

https://downloadshiabooks.com/

لے۔اور تیرے پاس ارسال کرنے کا مقصد أحببتُ أن احتجَّ علیكَ، تیرے اوپر اپنی حجت تمام کرنا ہے۔

اس خط میں امام زمانہؑ سے متعلق فقرات کا ترجمہ ملاحظہ ہو: و یبعث اللہ للمھدی اقواماً یجتمعون من اطراف الارض قزعٌ کقزعِ الخریف واللہ إنی لاعرف اسمائھم و اسم امیرھم و مُناخَ رکابھم، اے معاویہ تیری نسل کا ایک سفیانی، ظہور مہدیؑ کی اطلاع پاتے ہی ایک لشکر روانہ کرے گا وہ وہاں بہت قتل وغارت کریں گے، امام مھدیؑ مکہ آجائیں گے، وہ مکہ بھی لشکر روانہ کرے گا، وہاں میری اولاد سے ایک طیب و طاہر سردار کو قتل کردیا جائے گا، اور پھر دوبارہ لشکر کو مکہ روانہ کرے گا مگر صحراء بیداء میں سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا، سوائے ایک شخص کے جس کی گردن پشت کی طرف پلٹ جائے گی، اور پھر خداوند متعال مکہ میں امام مھدی علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا، جہاں ان کے ساتھیوں کو دنیا کے گوشہ گوشہ سے خداوند متعال خزاں کے بادلوں کی طرح جمع کردے گا۔ خدا کی قسم میں ان سب کے نام سے بخوبی واقف ہوں، اوران کے سپہ سالار کا نام ان کے سامان سفر سے بھرے بوجھ والے اونٹ کہاں رکیں گے یہ سب جانتا ہوں۔ فیدخل المھدیؑ الکعبۃ ویبکی ویتضرع حضرت امام مھدیؑ خانہ کعبہ کی چار دیواری کے اندر داخل ہوکر گریہ وزاری اور تضرع فرمائیں گے، جس کے سلسلہ میں خدا کا ارشاد ہے: أمن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوءَ ویجعلکم خلفاء الارض اس آیت کا مصداق امام مھدی علیہ السلام ہیں، جس دعا کو خدا قبول فرمائے گا، اور اللہ عزوجل ائمہ طاہرین علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے روئے زمین کا حاکم و خلیفہ مقرر فرمائے گا، امام امیر المومنینؑ اس کے بعد فرماتے ہیں: ھذا لنا خاصۃً اھل البیت علیھم السلام[1] یہ عنوانِ خلافت اور رسن صرف ہم اہل بیت علیہم السلام کے لئے ہے بس۔

(1) کتاب سلیم بن قیس ھلالی: ص ۲۲۷۔

https://downloadshiabooks.com/

قاتلین کا قتل برسوں بعد!

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے معروف صحابی جناب خواجہ ابو الصلت ہروی جن کا نام عبد السلام فرزند ہارون تھا، آپ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے بہت سے سوالات کئے ہیں، ان سوالات میں سے بعض ایسے بھی سوالات ہوتے تھے جن کا تعلق ائمہ علیہم السلام سے مروی روایات کی تصدیق کرنا مقصود ہوتا تھا، ابو الصلت ہروی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ایک روایت کو بظاہر قرآن کی آیت سے متعارض سمجھتے ہوئے امام علی رضا علیہ السلام سے اس کی صحت و سقم کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں، آپ نے پوچھا مولیٰ آپ کیا فرماتے ہیں اس روایت کے سلسلہ میں جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اذا خرج القائم علیه السلام قتل ذراری قتلةِ الحسین علیه السلام بفعال آبائها، جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور فرمائیں گے تو قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی ذریت اور نسل کو ان کے باپ دادا کے اعمال و کرتوت کی سزا کے طور پر قتل کریں گے۔ مولیٰ یہ بتلائے کہ کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب یہ روایت صحیح ہے؟ کیا امام جعفر صادقؑ نے ایسا فرمایا ہے؟ اور کیا ایسا ہی ہوگا کہ امام مھدی علیہ السلام قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی نسل میں اس وقت موجود لوگوں کو ان کے پُرکھوں کے اعمال کی سزا کے طور پر قتل کریں گے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: هو کذالك، ہاں ایسا ہی ہے، روایت بھی صحیح ہے، اور امام مھدیؑ ایسا کریں گے، ذریت لشکر یزید کو ظہور کے بعد قتل کریں گے۔ ابو الصلت ھروی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا پھر اللہ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہوگا (ولا تزر وازرة وزر أخری) کوئی کسی دوسرے کے اعمال و کردار یا گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کسی کو کسی دوسرے کے کرتوت کی سزا نہیں بھگتنی پڑے گی، ہر شخص اپنے اعمال و کردار کا مرہون ہوگا؟

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: صدق اللہ فی جمیع اقوالہِ، اللہ عزوجل اپنے تمام اقوال میں سچا ہے، اللہ کا یہ ارشاد بھی تمام ارشادات کی طرح سچ ہے، یعنی کوئی کسی دوسرے کے اعمال و کردار کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کسی دوسرے کے کرتوت کی سزا نہیں پائے گا، مگر پھر بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان صحیح ہے، اور نسل قاتلانِ امام حسینؑ زمانہ ظہور قائم آل محمد علیہم السلام میں اپنے باپ داداؤں کے اعمال و کردار کی سزا پائیں گے۔

بظاہر یہ دونوں کلام ایک دوسرے کے مد مقابل اور متعارض نظر آتے ہیں، لہذا امام رضا علیہ السلام نے ابو الصلت کے شبہہ کو دور کرتے ہوئے فرمایا: لکن ذراری قتلة الحسین علیه السلام، لیکن قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی نسل میں موجود لوگ اس قدر بدبخت ہوں گے، اپنے دو فعل کی وجہ سے وہ سزا پائیں گے جو سزا قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی ہو گی، یعنی انھیں قتل کریں گے، ان مجرموں کا جرم یہ ہو گا کہ:

۱۔ یرضون بفعال آبائهم، ایک تو وہ اپنے باپ داداؤں کے کرتوت سے راضی و خوشنود ہوں گے، یعنی ان کے شریک کار ہوں گے، ان کے اعمال سے رضایت کی بنیاد پر۔

۲۔ و یفتخرون بها، دوسرا بڑا جرم ان کا یہ ہو گا کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے کردار و کرتوت یعنی جو انھوں نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر تڑپا کر شہید کیا ہے، اس عمل پر فخر کریں گے۔

امام رضا علیہ السلام ان دونوں وجہوں کو ذکر کرنے کے بعد ایک قاعدہ کلیہ بیان فرماتے ہیں، جو ہر کار خیر و شر میں شرکت اور سزا یا جزاء کے لئے ہمارا نصب العین ہونا چاہیئے، آپ فرماتے ہیں: و من رضی شیئاً کان کمن أتاہ، اور جو شخص کسی چیز سے راضی و خوشنود ہوتا ہے گویا کہ خود اس نے اس عمل کو انجام دیا ہے۔ اور پھر امام رضا علیہ السلام اس قاعدۂ کلیہ کو مزید

https://downloadshiabooks.com/

واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولو ان رجلاً قتل بالمشرق فرضی بقتلهٖ رجل بالمغرب، اور اگر کوئی مشرق میں قتل کر دیا جائے، اور کوئی دوسرا شخص جو مغرب میں رہ رہا ہو اور وہ اس قتل سے راضی ہو لکان الراضی عند الله عزوجل شریك القاتل[1]، تو اس قتل پر رضایت و خوشنودی دینے والا اللہ عزوجل کے نزدیک شریک قتل ہے، اور وہ قاتل کے مانند مجرم ہے۔ اسی لئے امام مھدی علیہ السلام نسلِ قاتلانِ امام حسینؑ کو موت کے گھاٹ اتاریں گے، کیونکہ وہ اپنے آباء واجداد کے کردار (قتل حسینؑ) سے راضی و خوشنود ہونے کے ساتھ ساتھ فخر و مباہات بھی کریں گے کہ ہمارے آباء واجداد نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔

یہ روایت شیخ صدوقؒ کی عیون الاخبار اور علل الشرائع وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اور اس روایت کی روشنی میں بعد والی روایت کا معنی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر تمام اہل ارض قتلِ امام حسین علیہ السام سے راضی و خوشنود ہوں اور امام مھدی علیہ السلام پوری دنیا کے لوگوں کو قتل کر ڈالیں تو بھی اسراف نہیں ہوگا کیونکہ الراضی بفعل قوم کالداخل فیهم اس روایت کی بنیاد پر سارے کے سارے لوگ قاتلین امام حسین علیہ السلام ہوں گے اور سب واجب القتل ہوں گے۔

حکومتِ شیعیان

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اس دنیا میں متعدد بار تشریف لائیں گے، اور آپ کی حکومت قائم ہوگی۔ معتبر روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: إن لی الکرة بعد الکرة و الرجعة بعد الرجعة و انا صاحب الکرّات والرجعات[2]، میں اس دنیا میں بار بار

(1) عیون اخبار الرضاؑ: ج۱، ص۳۴۴۔

(2) بحار الانوار: ج۵۳، ص۴۷۔

https://downloadshiabooks.com/

پلٹ کر آؤں گا اور کئی بار مجھے اس دنیا میں آنے کا اختیار ہے میں کئی رجعتوں والا ہوں۔ امام علیہ السلام نے طے نہیں کیا ہے کہ کتنی بار تشریف لائیں گے لیکن یہ طے ہے (الرجعۃ بعد الرجعۃ) کا فقرہ متعدد بار آمد امامؑ کو بیان کر رہا ہے اور عربی ادب میں جمع مؤنث کا صیغہ کم از کم تین بار پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر ایک بات کو صیغہ جمع سے کئی بار کہا جائے تو صرف تین مرتبہ کا معنی لینا درست نہ ہوگا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اس دنیا میں تین بار سے زیادہ یعنی کئی بار تشریف لائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت میں یہ فقرہ وارد ہوا ہے : السلام علیك یا صاحب الکرۃ والرجعۃ، سلام ہو آپ پر اے رجعت اور کرّت والے، یعنی پلٹ پلٹ کر واپس آنے والے میرا آپ پر سلام ہو۔ اس فقرہ میں اگر ایک بار واپسی کا بیان مقصود ہوتا تو صرف الرجعۃ یا الکرۃ کا ذکر کافی تھا، دونوں کلمہ کا ایک دوسرے پر عطف ہونا یہ بیان کر رہا ہے کہ امام علی علیہ السلام اس دنیا میں متعدد بار تشریف لائیں گے۔ زیارت میں یہ فقرہ علامہ محمد بن جعفر بن المشہدی متوفی ۶۱۰ھ مزار کبیر صفحہ ۳۰۴ پر مرقوم فرمایا ہے۔ یہ زیارت دس صفحہ سے زیادہ پر مشتمل ہے، جسے ابن المشہدی نے زیارۃ جامعہ کے بعد زیارۃ اُخری کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔ اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی جلد ۱۰۰ میں مزار کبیر سے ہی نقل فرمایا ہے۔

نویں صدی ہجری کی ابتداء تک زندہ رہنے والے ہمارے ایک بزرگ عالم دین علامہ عز الدین ابو محمد معروف بہ علامہ حسن بن سلیمان حلی عاملی جن کی تین کتابیں بڑی مشہور ہیں۔ اگرچہ وہ اور بھی کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ موجودہ کتابوں میں المحتضر، تفضیل الائمہ علی الانبیاء والملائکہ اور کتاب مختصر البصائر ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک کتاب الرجعۃ اور احادیث الذر کے نام سے بھی تالیف فرمائی تھی، لیکن افسوس کہ یہ دونوں کتابیں مفقود ہیں، مگر خوشی کی بات یہ

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ ان دونوں کتابوں کی بہت سی روایات آپ نے مختصر البصائر میں درج فرمائی ہیں۔

یاد رہے کہ علامہ محمد بن حسن صفار قمی کی کتاب بصائر الدرجات سے مختصر البصائر کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور نہ ہی مختصر البصائر صفار قمی کی بصائر الدرجات کی تخلیص ہے، نہیں بلکہ صفار قمی کے ہمراہ رئیس القمیین جناب سعد بن عبد اللہ اشعری قمی نے بھی اسی نام کی کتاب بصائر الدرجات کتاب تألیف فرمائی تھی، جس کی تلخیص علامہ حسن بن سلیمان حلی نے مختصر البصائر کے عنوان سے کی ہے۔ اور اپنی مذکورہ دونوں کتابوں کے مطالب نیز دیگر چیزوں کا اس کتاب میں اضافہ فرمایا ہے یعنی مختصر البصائر، بصائر الدرجات اشعری کا صرف خلاصہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی تلخیص کے ساتھ علامہ حسن بن سلیمان حلی عاملی نے بہت سے مطالب اضافہ کئے ہیں جس کا تذکرہ انھوں نے خود کتاب مختصر البصائر کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔

کتاب مختصر البصائر میں بحث رجعت سے متعلق روایات سلسلۂ سند کے ساتھ ذکر ہوئی ہیں کتاب بھی معتبر ہے اور روایات بھی معتبر ہیں۔ اس کتاب میں کل ۵۸۰ روایات موجود ہیں جن میں سے ۴۶ روایات رجعت سے تعلق رکھتی ہیں، جو سعد اشعری کی کتاب سے لی گئی ہیں۔ علامہ حلی عاملی نے پورا ایک باب قرار دیا ہے ''باب فی الکرّات و حالاتھا'' کے عنوان سے جس میں بصائر الدرجات کی روایات ذکر کرنے کے بعد اپنی کتاب الرجعت اور دیگر سند روایات مرقوم فرمائی ہیں یعنی کل ۱۹۲ احادیث رجعت سے متعلق ہیں، جن میں آدھی اپنے سلسلہ اسناد سے نقل کی ہیں۔

عقیدۂ مہدوت پر بقاء

حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے دور حکومتِ ظاہری میں فرات کا پانی چڑھ آیا تھا، اس لئے امام علیہ السلام اپنے دونوں لال امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لیکر چلے اور ان لوگوں کی

https://downloadshiabooks.com/

سواری کا گذر قبیلہ کے لوگوں کے پاس سے ہوا ان لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت علی علیہ السلام پانی کو لوٹانے کے لئے تشریف لائیں ہیں۔اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک پیشین گوئی فرمائی، جس کے تین چار پہلو تھے۔ایک تو قسم بخدا کھا کر اپنی شہادت کی خبر دی، پھر اس کے بعد اپنے دونوں فرزندوں کی شہادت کی خبر دی،اور اس کے بعد اپنے آخری لال حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اور انتقام لینے کی پیشین گوئی اس طرح فرمائی: لیبعثن اللہ رجلاً من وُلدی فی آخر الزمان، یقیناً یقیناً اللہ عزوجل میری اولاد سے ایک فرزند کو آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا جس کی صفت یہ ہوگی: یطالبُ بدمائنا، جو ہمارے خون کا انتقام لے گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اگرچہ صرف اپنی اور اپنے دونوں لال کی شہادت کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن انتقام گیری کے موقع پر جمع کا صیغہ استعمال کر کے بتلادیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہم سارے شہیدوں کے خون کا بدلہ لیں گے، تمام مظلوموں خاص طور سے فرزندان رسول خداؐ کے قاتلوں ظالموں سے بدلہ اسی دنیا میں لیں گے۔اس کے بعد امام علی علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دوسری خصوصیت یہ ذکر فرمائی ولیغیبنّ عنھم،اور حضرت امام مہدی علیہ السلام لوگوں کی نظروں سے اُوجھل ہو جائیں گے پھر اس غیبت کی غایت بھی بیان فرمائی ہے،اور اس غیبت کا ظاہری انجام بھی ذکر فرمایا ہے،امام امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: تمییزاً لأھل الضلالۃ،غایت و غرض غیبتِ امام زمانہ علیہ السلام یوں تو بہت سی ذکر کی گئی ہیں ، لیکن اس روایت میں جو سبب و غایت حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام بیان کر رہے ہیں،اور غیبت کا ظاہری نقصان کی جو نشاندہی فرما رہے ہیں وہ ملاحظہ ہو:

غیبت امام زمانہؑ کی غرض در حقیقت گمراہوں کو مومنوں اور مخلصوں سے علیحدہ کرنا ہے

https://downloadshiabooks.com/

طول تاریخ غیبت میں جتنے بھی گمراہ لوگ رہے ہیں انھوں نے حضرت امام مھدی علیہ السلام کی غیبت میں یاآپ کے وجود میں شک کیاہے، یاپھر دین سے بیگانہ ہوگئے ہیں،اور انجام غیبت یہ بھی ہے کہ جاہل و نادان لوگ جوامام زمانہ کے وجود کے قائل بھی ہوں گے یہ کہتے نظرآئیں گے: ما للہ فی آل محمد من حاجۃ[1]،اللہ کوآل محمدؐ کی کوئی ضرورت نہیں ہے،یعنی اب جو کچھ بھی کرے گاخدا کرے گاآل محمدؐ کی نہ اُسے ضرورت ہے اور نہ کبھی ضرورت ہوگی۔

غیبت کے زمانہ میں ایک موقع ایسا بھی آئے گا کہ مومن کواپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوگا،اور وہ سارا ہم و غم اپنی جان بچانے کے سلسلہ میں رکھے گا،اس زمانہ میں مشرکین و مخالفین، مومنین کو اشرار کے نام سے موسوم کریں گے، حق چھپ کر رہ جائے گااور باطل مشہور وغالب ہوجائے گا،کفروالے طاقتور ہوجائیں گے،طرح طرح کے فتنہ و فساد کا غلبہ ہوگا،اور غیبت میں مومنین کو اتنے جھٹکے لگیں گے کہ ان کی اکثریت حضرت امام مھدی علیہ السلام کے عقیدہ سے برگشتہ ہوجائے گی، حضرت امام سجاد علیہ السلام کے کلام میں یہ بات ذکر ہوئی ہے کہ صرف تین خصوصیتوں کے مالک مومنین،عقیدۂ مہدویت پر باقی رہ جائیں گے:

۱۔من قوی یقینُہُ، جس کے ایمان وعقیدہ میں قوت و پختگی ہوگی وہ اپنے یقین میں دن بدن قوت و طاقت پیدا کرتا چلا جائے گا،اور شکوک و شبہات کے جال میں پھنس کر اپنے یقین کو کمزور نہیں ہونے دے گا۔

۲۔و صحّت معرفتہُ، جس کی معرفت و شناخت صحیح ہوگی،یعنی اپنی معرفت کو ادلہ و براھین کے ذریعہ،احادیث معصومینؑ کے ذریعہ صحیح سمت میں لے جاتارہے گا،معرفتِ محمدؐ وآل

(1) بحارالانوار: ج۵۱،ص۱۱۲۔

https://downloadshiabooks.com/

محمدؑ میں صحیح سمت میں گامزن رہے گا۔

۳۔ولم یجد فی نفسہٖ حرجاً مما قضینا و سلم لنا اھلَ البیت[1]، اور جو کچھ ہم نے فیصلہ کر دیا ہے، احکام دین و شریعت کی تبیین کر دی ہے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہو گا، ہمارے فیصلوں کے آگے گٹھنے ٹیک دے گا، ہمارے احکام و دساتیر سے تجاوز نہیں کرے گا، چاہے اُسے اس راہ میں طرح طرح کی سختیوں کو برداشت کرنا پڑے، پھر بھی ہمارے فیصلوں سے دل برداشتہ نہیں ہو گا۔

یہ تین خصوصیتیں ایسی ہیں جن کا مالک انسان اور مومن بندہ کبھی بھی غیبت امام مھدیؑ میں امام کے وجود کا منکر نہیں ہو گا، ان کے سلسلہ میں کجی کا شکار نہیں ہو گا، اور عقیدۂ مہدویت سے برگشتہ نہیں ہو گا۔

غیبت کے پرآشوب زمانہ میں امام محمد باقر علیہ السلام نے دو چیزوں کو تحفظ کا وسیلہ قرار دیا ہے جب آپ سے جناب جابر نے پوچھا تھا کہ مولیٰ اس دور میں کس بہترین چیز کو بروئے کار لایا جائے؟ تو امام نے فرمایا: حفظ اللسان و لزوم البیت[2]، مومن کو چاہیئے کہ اس دورِ پرآشوب میں اپنی زبان کو محفوظ رکھے، اور گھر کی چار دیواری میں رہے یعنی باہر نکلنا بھی خطرے سے خالی نہیں ہو گا، اور زبان کھولنا بھی قتل و غارت کا باعث ہو گا۔

زمانہ غیبت اس قدر پرآشوب ہوتا چلا جائے گا کہ بس دین و شریعت میں بصیر اور فقیہ لوگ ہی نجات پائیں گے، بلکہ بقول امام امیر المومنین علیہ السلام ایسے مومن ہی نجات حاصل کر سکیں گے، جو خود تو لوگوں کو اچھی طرح پہچانتے ہوں گے، یعنی ان کے دین و ایمان کی حقیقت

(1) کمال الدین: ج۱، ص۳۲۴۔

(2) کمال الدین: ج۱، ص۳۳۰۔

https://downloadshiabooks.com/

سے آشنا ہوں گے، لیکن خود کا تعارف ان کے درمیان نہیں ہو گا۔

اس سلسلہ میں دو حدیث کا ٹکڑا ملاحظہ ہو، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں بصیر و فقیہ کون ہے؟آپ ارشاد فرماتے ہیں: إنا واللہ لانعد الرجلَ من شیعتنا فقیہاً ہم اہل بیت علیہم السلام قسم بخدا اپنے شیعوں میں سے کسی شخص کو اس وقت تک فقیہ تصور نہیں کرتے جب تک اس کے اندر یہ ھنر نہ پایا جاتا ہو وہ ہنر کیا ہے؟ جو بغیر زحمت و محنت کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے، کثرت سے علوم و معارف اہل بیت علیہم السلام کا مطالعہ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے، امام فرماتے ہیں: حتیٰ یُلحن لہ فیعرف اللحنَ[1] اس کے سامنے غلط کیا جائے غلط بولا جائے، اچھائیوں کے درمیان بُرائی، حدیث کے کلمات میں جعل اور کلام معصومین کے درمیان باطل باتوں کو داخل کر کے اس سے سوال کیا جائے، اور وہ غلطی کو پکڑ لے، باطل کی تشخیص دے لے، حق کے درمیان باطل کی شناسائی کر لے تو وہ فقیہ ہے جب تک کوئی شیعہ (غیر شیعہ کی بات نہیں ہے) یعنی اہل بیتؑ کے ماننے والے مومنین کے درمیان اس وقت تک کوئی فقیہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے، جب تک کہ اس کے اندر یہ کمال نہ پیدا ہو جائے (ظاہر ہے کہ یہ کمال معجزاتی طور پر پیدا نہیں ہو گا) اور معصومین علیہم السلام کی نظر میں ہر محنتی طالب علم یا عالم، فقیہ نہیں جب تک کہ اس کے اندر باطل کو پکڑنے کی صلاحیت، غلط کی تشخیص دینے کی استعداد و مہارت پیدا نہ ہو جائے۔

دوسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے جد نامدار حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ امام امیر المومنین علیہ السلام منبر کوفہ پر تشریف لے گئے، اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے پیچھے گھنگھور تاریکیوں والے گرہن زدہ فتنوں کی آمد آمد ہے، جن میں

(1) بحار الانوار: ج۲، ص۲۰۸۔

https://downloadshiabooks.com/

بس ''نومہ'' سونے والے لوگ ہی نجات پائیں گے، ورنہ دیگر لوگ ان فتنوں کی آگ میں جل جائیں گے ان فتنوں کی تاریکیوں میں گم ہو جائیں گے۔ صرف اور صرف ''نومہ لوگ'' ہی بچیں گے، لوگوں نے سوال کیا؟ مولا یہ ''نومہ لوگ'' کون ہیں، تو امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: الذی یعرفُ الناسَ ولا یعرفونَهُ [1] جو شخص اپنے زمانے کے لوگوں کی شناخت تو رکھے گا، ان کے دین وعقیدہ سے واقف ہو گا، ان کی اچھی طرح معرفت رکھتا ہو گا، مگر لوگ اس کے سلسلہ میں جاہل ہوں گے، اس کے باطن سے آشنا نہ ہوں گے، اس کے دین وایمان کی انھیں آشنائی نہیں ہو گی، یعنی زمانہ غیبت کے پر آشوب دور میں لوگوں کی شناخت بھی رکھنا ہماری شرعی و عرفی ذمہ داری ہے، ساتھ ہی اپنے مافی الضمیر کو چھپائے رکھنا بھی ضروری ہے۔ وہ مومن جو دوسروں کے عقائد وادیان سے آشنائی رکھتا ہو، مگر اپنا واقعی تعارف، دین وایمان کو پوشیدہ رکھ سکے، وہی غیبت کے پر آشوب اور تاریک دور میں نجات پا سکتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام آیت کریمہ ''الی یوم الوقت المعلوم'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون کو جناب رسول خداؐ ذبح کریں گے۔ اس روز کو یوم الوقت المعلوم سے قرآن نے تعبیر کیا ہے، اور شیطان کو بیت المقدس کے صخرہ (مخصوص چٹّان) پر ذبح کریں گے، یہ بات تفسیر قمی کی جلد ۲ ص ۲۴۶ پر ذکر ہوئی ہے۔

مہمان نوازی اور امام زمانؑ:

وانت یا مولای کریم من اولاد الکرام ومامور بالضیافة والاجارة فاضفنی و اجرنی [2]۔ زیارت امام زمان علیہ السلام میں جمعہ کے دن کو امام کے ظہور کی توقع کا دن قرار دیا گیا

(1) بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۳۔

(2) جمال الاسبوع: ص ۳۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے، اور امام کو خطاب کر کے ضیافت و پناہ طلبی کا مطالبہ ذکر ہوا ہے، امام زمان علیہ السلام مامور بہ ضیافت ہیں اور مامور بہ اجارت ہیں یعنی پناہ دینے پر خدا کی طرف سے مامور ہیں۔

رسول خداؐ کا ارشاد گرامی ہے: اذا رأیتم روضة من ریاض الجنة فارتعوا فیها: قیل یارسولَ اللہ (ما روضة الجنة؟ قال: مجالس المومنین[1] تمہیں جنت کے باغات دکھائی پڑیں تو تم اس میں ضرور چرنے کی کوشش کیا کرو (یعنی استفادہ کیا کرو) کسی نے پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا مومنین کی بزمیں۔

امام باقر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: اما واللہ لوددتُ انی معکم فی بعض تلك المواطن اما واللہ انی لاحب ریحکم و ارواحکم و انکم علی دین اللہ و دین الملائکةِ فاعینونا بورع و اجتهاد[2] آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ ان بعض جگہوں پر میں بھی شریک ہو جاؤں آگاہ ہو جاؤ کہ میں تمہاری خوشبوؤں اور روحوں کو پسند کرتا ہوں تمہیں لوگ اللہ کے دین پر اور ملائکہ کے دین پر ہو لہذا تقویٰ پرہیز گاری سے مدد لو۔

رسول اللہؐ: الضیف دلیل الجنة، مہمان جنت کا رہنما ہے ایک میت کے لئے زمین نرم ہو گئی تھی تو رسول خداؐ نے فرمایا: یہ شخص مہمان دوست تھا انھیں کھانا کھلانا پسند کرتا تھا۔

رسول خداؐ: مہمانوں کو دوست رکھنے والے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں، بخ بخ ما لجهنم علیك سبیل[3]۔ تمہیں مبارک ہو مبارک ہو کہ جہنم کا تمہارے اوپر کوئی بس نہیں چلے گا۔

---

(1) بحار الانوار: ج ۷۱، ص ۱۸۸۔

(2) مصادقۃ الاخوان: ص ۳۲۔

(3) قرب الاسناد: ص ۶۵۔

https://downloadshiabooks.com/

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "ما من مومن یحب الضیف الا و یقوم من قبرہ ووجھہ کالقمر لیلۃ البدر فنظر اھل الجمع فیقولون ما ھذا الا نبی مرسل فیقول ملك۔۔۔": چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتا چمکتا چہرا لے کر میدان محشر میں مومن مہمان دوست اٹھے گا لوگ کہیں گے کہ کوئی نبی مرسل ہوگا، تو ایک ملک جواب دے گا: ھذا مومن یحب الضیف و یکرم الضیف و لا سبیل لہ الّا ان یدخل الجنۃ، یہ ایک مومن ہے جو مہمان نواز تھا مہمانوں کی عزت کرتا تھا اور اس کے لئے سوائے جنت میں داخلے کے اور کوئی راستہ نہیں ہے[1]۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں: السخی یاکل من طعام الناس لیاکلوا من طعامہ و البخیل لایاکل من طعام الناس لئلا یاکلوا من طعامہ[2]، سخاوت مند انسان دوسروں کا کھانا کھالیتا ہے تاکہ دوسرے اس کا کھانا کھائیں اور کنجوس انسان دوسروں کا کھانا نہیں کھاتا تاکہ دوسرے بھی اس کا کھانا آکے نہ کھائیں[3]۔

رسول خداؐ سے کسی نے قساوت قلبی کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا؟۔ ارحم الیتیم و امسح رأسہُ و اطعمہ من طعامك یلن قلبك ۔ یتیم پر مہربانی کرو اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرو اور اپنا کھانا اُسے کھلاؤ تو تمہارا دِل نرم ہو جائے گا۔

رسول خداؐ: السخی قریب من اللہ و قریب من الجنۃ و قریب من الناس و بعید من النار و البخیل بعید من اللہ و بعید من الجنۃ و بعید من الناس و قریب من النار۔[4] سخاوت کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ سے قریب لوگوں سے قریب اور جنت سے قریب

(1) جامع الاخبار، ص۱۵۸۔
(2) عیون اخبار الرضاؑ: ج۲، ص۴۲۴۔
(3) عیون اخبار رضاؑ: ج۱، ص۱۲۔
(4) عیون اخبار الرضاؑ: ج۲، ص۴۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوتا ہے،اور کنجوس انسان اللہ تعالیٰ سے دور،لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب ہوتا ہے[1]۔

استنباط واجتہاد

واقعہ مشہور ہے کہ امام زمان علیہ السلام نے جناب شیخ مفیدؒ کے ایک فتوے کی اصلاح کی تھی جس سے شکمِ مادر میں زندہ رہ جانے والے ایک بچے کی جان بچ گئی تھی،اور مردہ ماں کے شکم کو چاک کر کے بچہ کو نکال لیا گیا تھا،اور وہ بچہ جوان ہو کر خدمت شیخ مفید میں پہنچا تھا،اور تعارف کے بعد شیخ مفید نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ میں نے تو شکم چاک کر کے بچے کو باہر نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا،اور اپنی اس غلطی پر بے حد پشیمان ہو کر فتویٰ دینا اور احکام بیان کرنا بند کر دیا تھا تو امام زمان علیہ السلام کی طرف سے توقیع صادر ہوئی تھی کہ اپنی دہلیز پر بیٹھو اور لوگوں کو احکام بتلاؤ فتویٰ دو تمہارا کام ہے اپنے حد امکان میں صحیح حکم خدا بیان کرنا اور ہماری ذمہ داری ہے غلطی پر اصلاح کرنا۔

یقیناً پاک و پاکیزہ و متقی و پرہیز گار فقہاء کے اوپر امام زمان علیہ السلام کی عنایت ہوتی ہے، لیکن ریاست طلب اور شہرت و نام و نمود کے خواہاں لوگوں کو خدا اور سول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام بھی ان کے اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور پھر ان کی غلطیوں کی نہ صرف اصلاح نہیں کرتے بلکہ انھیں مزید غلطیوں کی مہلت ملتی رہتی ہے تاکہ اپنا صحیفہ گناہ اور زیادہ سنگین کر لیں، ریاست طلبی کے چکر میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے کے مرتکب ہوں، شہرت و نام و نمود کے حریص نہ صرف اموال امام بلکہ احادیث و اقوال امام علیہ السلام کے ساتھ کھلواڑ کر کے سنگین نامۂ اعمال کے ساتھ پیش پروردگار مواخذہ و سزا کے لئے حاضر ہوں گے۔یقیناً حجت خدا ولی زمان امام عصر علیہ السلام کے ہاتھ میں اللہ نے اختیارات دے رکھے ہیں،اور وہ صرف متقی و پرہیز

(1) الامانۃ والتبصرۃ لشیخ علی بن بابویہ۔

https://downloadshiabooks.com/

گار علماء کی امداد کو پہنچتے ہیں بلکہ قوم میں گمنام فقراء و مساکین، موچی، قصاب، بنیا اور دیگر معمولی کام کر کے اپنا پیٹ پالنے والوں اور اپنے بچوں کے لئے حلال روزی کمانے والوں کی بھی فریاد رسی کرتے ہیں، بالخصوص صنف طلاب جو کہ صحیح معنوں میں لشکر حجت خدا ہیں ان کی امداد فرماتے ہیں، بشرطیکہ نالائقی ان کا شعار نہ ہو، فقیری ان کا پیشہ نہ ہو وغیرہ۔

استنباط اور اجتہاد میں اختلاف کی ایک وجہ روایات میں استعمال کلمات کو سمجھنے میں فرق ہے ایک روایت ملاحظہ ہو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی عبد اللہ بن ابی عبد اللہ ہیں انھوں نے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جس کے پاس غلام تھے، اور غلام کے پاس مال بھی تھا، اور اس کے مولا کو علم تھا کہ غلام کے پاس مال بھی ہے پھر بھی اس نے غلام کو آزاد کر دیا اب اس مال کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ غلام کا ہو جائے گا یا آقا کا ہی رہے گا، اس کے قرض یا حج وغیرہ پر صرف کیا جائے گا یا پھر مر جانے کی وجہ سے اولاد کے ترکہ میں چلا جائے گا اور انھیں ملے گا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اذا اعتقهُ و هو يعلم ان له مالاً فمالُه له، و ان لم يعلم فماله لولد سيدهِ[1]۔

اس روایت سے علامہ حلی نے کتاب المختلف میں یہ فتوی دیا ہے کہ غلام کسی صورت میں مال کا مالک نہیں ہو گا، انھوں نے فرمایا ہے کہ اگر مالک کو پتہ تھا کہ اس کے پاس مال ہے تو وہ مالک کا ہو گا، اس کے قرض وغیرہ میں صرف کیا جائے گا، اور اگر مالک کو علم نہیں تھا تو وہ مال ترکہ بن جائے گا، اور میت کی اولاد آپس میں بانٹ کھائے گی، غلام کو کچھ نہیں دیا جائے گا کیونکہ علامہ حلی نے ''فمالہ'' سے یہ سمجھا ہے کہ غلام کا مال آقا کا مال ہو گا جبکہ اُسے علم ہو، مگر اس عبارت کا مطلب یہ نہیں ہے، بلکہ امام صادق علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ مالک کے علم رکھنے کی صورت

(1) تہذیب الاحکام: ج۸، ص۲۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

میں عتق کرتے وقت جو کچھ مال (جو مال نہیں) غلام کے پاس ہے وہ غلام کا ہے کیونکہ اگر اسے لینا ہوتا تو بول دیتا چپ رہ کر اس نے اس مال کو غلام کے لئے قرار دیا ہے لہذا اس کے مرنے کے بعد نہ تو اس مال کو مالک کے قرض وغیرہ میں صرف کیا جائے گا اور نہ ہی مالک کی اولاد کو ملے گا ہاں اگر مالک کو علم نہ ہوتا تو وہ مال مالک کا ہوتا، اس کے قرض کی ادائیگی سے بچ جاتا تو اولاد کو ملتا۔

اس روایت میں امام علیہ السلام کے کلام کو پڑھنے اور سمجھنے میں اختلاف کے باعث فتویٰ میں فرق پیدا ہوا ہے، علامہ نے کچھ سمجھا ہے جبکہ دوسرے علماء نے کچھ سمجھا ہے لہذا فتوی میں اختلاف نظر آتا ہے اور علماء اپنی توانائی صرف کر کے حکم خدا کو آیات اور روایات سے اخذ کر کے پکا پکایا کھانا عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اب وہ احکام مطابق باواقع ہوں تو دوہرا اجر پاتے ہیں، اور اگر ساری زحمتوں کے باوجود بھی واقع کے مطابق نہ حکم حاصل کر سکیں تو خدا مختانہ دیتا ہے، حق زحمت مارا نہیں جاتا۔

خمس کی ادائیگی

جناب محمد بن حسن صفار کی معروف کتاب بصائر الدرجات میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام کی خدمت میں آیت خمس تلاوت کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا، جو کچھ اللہ کے لئے ہے وہ اس کے رسول کے لئے ہے اور جو کچھ رسولؐ کے لئے ہے وہ ہم اہل بیت علیہ السلام کے لئے ہے، اس کے بعد امام نے فرمایا: لقد یسر اللہ علی المومنین انہ رزقہ بخمسۃ دراھم جعلوا لربھم واحداً و اکلوا اربعۃ حلالاً، خدا کی قسم اللہ نے مومنین کے رزق و روزی میں بڑی آسانی سے کام لیا ہے کہ پانچ درہم میں انھیں اپنے پروردگار کے لئے ایک درہم قرار ادینا ہے، اور چار درہم ان کے لئے حلال ہیں۔ اس کے بعد امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ھذا من حدیثنا صعب مستصعب لایعمل بہ ولا یصبر

https://downloadshiabooks.com/

علیہ الّا مومن ممتحن قلبہ للایمان، " یہ ہماری سخت اور دشوار ترین حدیثوں میں سے ہے جس کے اوپر عمل اور صبر بس وہی مومن کرے گا جس کے دل کے ایمان کا امتحان لیا جا چکا ہو گا "اس حدیث کو جناب صفار نے ابو حمزہ ثمالی کے ذریعہ امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہے[1]۔

سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں کیا سخت ہے؟آخر وہ کون سی بات ہے جس پر عمل پیرا ہونا مومن کے لئے سخت ہے،اور ایمان کا امتحان دینے والا مومن ہی بس اس حکم پر عمل پیرا ہو سکے گا؟ کیوں ؟دقّت سے کام لیں،اس روایت میں اور اس جیسی روایت میں کہیں نہیں ذکر ہوا ہے کہ سال بھر کی کمائی سے خوب کھاؤ پیو اور سال میں صرف ایک دن پانچواں حصہ نکالو بلکہ ہر پانچ درہم کے رزق میں ایک درہم خدا کا قرار دو چار حلال ہیں،ہر کمائی پر ایک بٹا پانچ دینا ہے۔اس معنی کے پیش نظر امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم اللہ نے آسانی سے کام لیا ہے، اگر سختی سے کام لیتا تو آدھا آدھا یا ایک بٹا پانچ تمہارے لئے قرار دیتا اور چار حصے اپنے لئے۔

اس معنی کی روشنی میں اب امام کی اس گفتگو کا اندازہ کیجئے کہ حدیث میں موجود حکم پر بس وہی مومن عمل کرے گا اور صبر سے کام لے گا جس کے ایمان کا امتحان خدا نے لے رکھا ہے،آسانی والے حکم پر صبر اور عمل کی بات ہو رہی ہے سخت حکم ہوتا تو نہ جانے کتنے لوگ مرتد ہو گئے ہوتے۔

اُمتِ معدودۃ اور امام زمانؑ

سورہ ہود کی آیت نمبر ۸ میں ارشاد رب العزت ہوتا ہے "وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

(1) بصائر الدرجات: ص۲۹۔

https://downloadshiabooks.com/

إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤُونَ "[1] کہ اگر ہم ان سے کچھ روز کے لئے عذاب کو موخر کر دیں تب بھی وہ یہی کہیں گے کہ اُسے کس چیز نے روک رکھا ہے یعنی عذاب کیوں نہیں کر رہا ہے جب کہ ان کا دن (عذاب الٰہی، ظہور امامؑ کے دن) آنے والا ہے، اور پھر ان سے وہ عذاب ٹلنے والا نہیں ہے بلکہ انھیں عذاب چاروں طرف سے گھیر لے گا یہ اُسی کی سزا ہے جس سے وہ انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اس کا مذاق بھی اُڑایا کرتے تھے، یعنی امام زمان علیہ السلام کے وجود کا انکار کرتے تھے اور امامؑ کے ظہور ہونے کا شیعی عقیدہ، ان کی مسخرہ بازی کا شکار تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں مستعمل ''امۃ معدودۃ''، یعنی شمار شدہ قوم'' امام زمان علیہ السلام کے اصحاب خُلص ۳۱۳ مخلص صحابی ہیں، امام باقر علیہ السلام خدا کی قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں: وھم واللہ الامۃ المعدودۃ خدا کی قسم وہی ۳۱۳ صحابی امام زمانؑ ہی امت معدودہ ہیں۔ یجتمعون واللہ فی ساعۃ واحدۃ قَزع کقزع الخریف[2] وہ لوگ ابتدائی جاڑے کے موسم میں پراکندہ بادلوں کی طرح ایک ہی لمحہ میں جمع ہو جائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ خدا کے قول (ولئن اخّرنا عنھم العذاب) سے مراد "إن متعناھم فی ھذہ الدنیا الی خروج القائم علیہ السلام" ہے یعنی عذاب کی تاخیر سے مراد دنیا میں ظہور امام زمان علیہ السلام تک کی مہلت ہے اس کے بعد ہم انھیں اسی دنیا میں واپس لا کر عذاب کا مزہ چکھائیں گے کیونکہ وہ مذاق اڑاتے

(1) سورۂ ھود: آیت ۸۔

(2) الکافی: ج۸، ص۳۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے یہ کہا کرتے تھے کہ (آما لایقوم القائم و لا یخرج علی حدّ الاستہزاء[1])نہ وہ قیام کریں گے اور نہ ہی وہ باہر نکلیں گے مطلب یہ ہے کہ مذاق اڑاتے ہوئے کہیں گے کہ مہدیؑ سرداب میں چھپے ہوئے ہیں اور اسی سرداب سے باہر نکلیں گے وغیرہ اور امام کے وجود کا انکار کریں گے۔

یہ بات ہشام بن عمار سے بھی نقل ہوئی ہے، ان کے باپ عمار امام امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے قول خداوند وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤُونَ[2] کے بارے میں فرماتے ہیں : الامة المعدودة، اصحاب القائم الثلاثمأة والبضعة عشر، "امت شمار شدہ" سے امام قائم علیہ السلام کے تین سو کچھ اصحاب مراد ہیں۔

اس مقام پر جناب علی بن ابراہیم امت کے متعدد معنی ذکر کرتے ہیں، اور قرآنی حوالہ سے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں امت کا معنی ''مذہب'' استعمال ہوا ہے جیسے، (کان الناس امة واحدة)، امت کا معنی ''جماعت'' استعمال ہوا ہے جیسے، (وجد علیه امة من الناس یسقون)، امت کا لفظ ''ایک شخص'' کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، (ان ابراهیم کان امة قانتاً لله حنیفاً)، امت کا معنی ''تمام حیوانوں کی جنس'' بھی ہے، (وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خلَا فِيهَا نَذِيرٌ) امت سے ''امت محمدیہ'' بھی مراد ہے، (و کذالك ارسلنا فی امة) اور امت کا معنی کیا گیا ہے ''وقت'' بھی لیا گیا ہے جیسے، (و اذ کر بعد امة)، امت کا لفظ ''ساری خلائق'' کے لئے بھی استعمال

(1) بحار الانوار: ج۹، ص ۲۱۴۔

(2) سورۂ ھود: آیت ۸۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوا ہے جیسے ،(و تری کل امة)

قرآن کو تین خطرات لاحق ہیں

قرآن مجید آسمانی کتب کے جملہ معارف وعلوم کا سر چشمہ ہے جس طرح آسمانی کتابوں پر ہاتھ ڈالے گئے ان میں تحریف کی گئی، متفرقہ طور پر اسی طرح تمام مخالفتوں کا مرکز اور دشمنوں کی یلغار قرآن مجید پر بھی رہی ہے اجتماعی طور پر، اور قرآن کے اوپر تین قسم کے خطرات صدر اسلام سے لاحق رہے ہیں، جس کا دفاع ائمہ طاہرینؑ کرتے رہے ہیں اور زمانہ غیبت میں یہ ذمہ داری حضرت امام مہدیؑ کی ہے، اس کے بعد علماء و فقہاء اور اہل قرآن کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

وہ تین اہم خطرات جو قرآن کو لاحق ہیں وہ نہ تو لفظی ہیرا پھیری ہے۔اور نہ ہی لسانی قرائت بلکہ اس کا تعلق قرآن کے سلسلہ میں معلومات رکھنے والے غالیوں، باطل پرستوں اور گمراہ سازوں سے ہے، غالی لوگ قرآن مجید کے الفاظ اور ظاہری معانی سے کھلواڑ کرتے رہتے ہیں، باطل پرست لوگ قرآن مجید کو اپنا کر اس سے کھلواڑ کرتے ہیں،اور گمراہ اور گمراہ ساز لوگ طرح طرح کی تاویلیں کر کے قرآن مجید سے کھلواڑ کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، لہذا ہر دور میں قرآن مجید کے معانی و مطالب کو روایات معصومینؑ کی روشنی میں سمجھ کر قرآن مجید کا دفاع کرنا ضروری ہے۔

سر دست اس اہم خطرہ کے ٹالنے کی ذمہ داری امام زمانہ علیہ السلام پر ہے، اور اس کے بعد ان کے نائب لوگوں کا کاندھا اس کا ذمہ دار ہے اور بحمد اللہ ہر دور میں خاص طور سے غیبت کبریٰ کے دور میں ہمارے متعدد علماء قرآن مجید کا بڑھ چڑھ کر دفاع کرتے رہے ہیں، امام علی علیہ

https://downloadshiabooks.com/

السلام کے زمانہ میں نہ جانے کتنے غالی مبطل اور ضال تھے، جن کا دفاع امام علیہ السلام نے کیا، اور تب سے امام عسکریؑ تک یہ سلسلہ جاری رہا اور امام عسکریؑ کا اقدام، دفاعِ قرآن میں زبان زد خاص و عام ہے یعقوب بن اسحاق کندی کے ذریعہ تناقص قرآن مجید کی تالیف کو امام حسن عسکریؑ نے بڑی خوش اسلوبی سے کالعدم کروایا تھا۔

امام زمانہؑ کے ہاتھوں قرآن مجید کا دفاع آپ سے ہوئے سوالات اور توقیعات میں ذکر ہوا ہے، اس کے علاوہ جناب امام کاظمؑ فرماتے ہیں کہ خداوند متعال بعض ایسے احکام وآداب حضرت قائم علیہ السلام پر نازل فرمائے گا جو نہ تو کسی رسول پر نازل کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی نبی پر، جس کی تفسیر و تشریح بھی خود امام زمان علیہ السلام فرمائیں گے اور یہ بات امام کاظمؑ نے اس راہب سے فرمائی تھی جو آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوا تھا۔

علامہ قندوزی حنفی صاحب کتاب معروف ینابیع المودۃ باب ۷۷ میں حدیثِ (بعدی اثنا عشر خلیفہ) بخاری، مسلم، ترمذی، وغیرہ سے بارہ حدیثیں ذکر کرنے کے بعد اور یہ بتلانے کے بعد کہ اس حدیث کے تقریباً ۲۰ طرق ہیں، بخاری کے ۳ اور مسلم کے ۹ ابی داؤد ۳ ترمذی کا ایک اور حمیدی کے تین۔ فرماتے ہیں بعض محققین نے کہا ہے کہ حدیث (بعدی اثنا عشر خلیفہ) کے طرق مشہور ہیں اور زمان و مکان کی گذشت نے یہ آشکار کر دیا ہے کہ اس حدیث سے رسول خداؐ کی مراد عترتِ رسول اور اہل بیت محمدؐ ۱۲ امامؑ ہیں کیونکہ اس حدیث کو اصحاب نبی پر حمل نہیں کیا جا سکتا ہے، وجہ یہ ہے کہ ان خلیفہ بننے والے اصحاب کی تعداد بارہ سے کم تھی، اور اس حدیث کو بنی امیہ کے بادشاہوں پر بھی حمل نہیں کیا جا سکتا ہے جس کی تین وجہ ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ بارہ سے زیادہ تھے۔

دوسرے یہ کہ وہ ہاشمی نہیں تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

تیسرے یہ کہ عمر بن عبد العزیز کے علاوہ سب کے سب ظالم تھے۔ اور عباسی بادشاہوں پر بھی اس حدیث کو دو وجھوں سے حمل نہیں کیا سکتا ہے۔

پہلی وجہ یہ کہ ان کی تعداد بارہ سے زیادہ تھی۔

دوسری یہ کہ انھوں نے وجوب مودۃ فی القربی کی رعایت نہیں کی ہے مطلب یہ کہ انھوں نے بھی آل محمدؐ سے محبت و مودت کے بجائے ان کے اوپر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔فلا بد من ان یحمل هذا الحدیث علی الائمة الاثنی عشر من اهل البیت ؑ و عترته ؑ۔ لہذا اس حدیث کو رسول خداؐ کی عترت اور ان کے اہل بیتؑ سے ہونے والے ۱۲ اماموں پر حمل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، کیونکہ وہی لوگ اپنے اپنے زمانوں کے اعلم و اجلّ، اورع، اتقیٰ، اعلی نسب، افضل حسب، اکرم عند اللہ تھے اس کے علاوہ ان کے علوم و معارف کا اتصال رسول خداؐ سے تھا۔ علم وراثتی بھی علم لدنی بھی، اہل علم و دانش اور صاحبان تحقیق و توفیق نے یہی سمجھا ہے اور اس کی تائید اور ترجیح پر حدیث ثقلین کے علاوہ متعدد روایات بھی دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ رسول خداؐ نے گفتگو کے درمیان اور تعداد بیان ائمہ کے اخیر میں اپنی آواز دھیمی کیوں کر لی تھی کہ جابر بن سمرہ آخری فقرہ کو نہیں سُن سکا، اور اس نے اپنے باپ سے پوچھا کہ انھوں نے بعد میں کیا کہا کہ جسے میں نہیں سُن سکا تھا، جناب جابر بن سمرہ کے باپ سمرہ نے کہا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا تھا، کلهم من بنی هاشم، سارے کے سارے بارہ امام ہاشمی ہوں گے۔

اس موقع پر آواز کو دھیمی کرنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول خداؐ کے بعد آنے والے بادشاہان بنی امیہ کو جناب ہاشم کی اولاد کی خلافت و امامت سے نفرت تھی اور وہ ہاشمی نہیں تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

۲۔ دوسری بات یہ کہ جابر بن سمرہ کے کلام میں، **کلھم تجتمع علیہ الامۃ**، وارد ہوا ہے جبکہ حضرت علیؑ کے علاوہ چند ماہ امام حسنؑ کے دور کو چھوڑ کر امت ان بزرگواروں کی خلافت و امامت پر جمع نہیں ہوئی تھی تو پھر اجتماع امت سے کیا مراد ہے اور اس اشکال کا کیا جواب ہے؟

الف: اس کا جواب حافظ حنفی قندوزی نے یہ دیا ہے کہ: **ان الامۃ تجتمع علی الإقرار بالإمامۃ کلھم وقت ظھور القائم المھدی** ؑ، ساری کی ساری امت ان سب اماموں کی امامت پر جمع ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ امام زمان علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔

ب: لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ روایت میں **کلھم تجتمع علیہ الامۃ**، ہو سکتا ہے بعد کے راویوں کا اضافہ کیا ہوا ہو اور اس فقرہ کو رسول خداؐ نے نہ فرمایا ہو بلکہ صرف کلمہ بنی ہاشم کہنے پر اکتفاء کیا ہو جیسا کہ بعض روایتوں میں اسی پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور کلمہ **تجتمع علیہ الامۃ** کا فقرہ ان روایتوں میں نہیں ہے۔

ج: اور تیسری بات یہ ہے کہ بالفرض رسول خداؐ نے فرمایا بھی ہو تو یہ بھی طے ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت ائمہ طاہرین علیہم السلام کے برحق و مستحق خلافت ہونے پر متفق تھی بھلے ہی انھیں یہ حق ظاہری طور پر حاصل نہیں ہوا تھا، اور ائمہ طاہرینؑ کے حالات کا مطالعہ کرنے والے تمام لوگ جانتے ہیں کہ ان کے استحقاق خلافت اور امامت و رہبری کے لائق ہونے پر کسی کو کوئی کلام نہیں تھا۔

د: اور چوتھی بات یہ ہے کہ یہ کلام، کلام رسول خداؐ ہے کہ وہ ۱۲ امام میرے وصی و خلیفہ ہوں گے، اب امت مانے یا نہ مانے اس کا اختیار ہے مانے گی تو فائدہ میں رہے گی نہیں مانے گی تو اس کا نقصان ہے، خدا اور رسول خداؐ کی نظر میں اور امت رسول کے جاننے والے مومنین کی نظر میں وہ ۱۲ امام خلیفہ برحق و خلفاء رسول خداؐ ہیں اور رہیں گے، وہ منوانے نہیں آئیں گے امت کو ماننا

https://downloadshiabooks.com/

ہے تو مانے یا چاہے انکار کر کے جہنمی بنے۔ اسی طرح جناب رسول خداؐ نے دوٹوک فرمادیا تھا کہ: من احب ان یرکب سفینة النجاة و یتمسك بالعروة الوثقی و یعتصم بحبل الله المتین فیوال علیاً و یعاد عدوّه و لیأتم بائمة الهداة من ولده فانهم خلفائی و اوصیائی و حجج الله علی خلقه من بعدی و سادات امتی و قواد الاتقیاء الی الجنة حزبهم حزبی، و حزبی حزب الله، و حزب اعدائهم حزب الشیطان ...، جس کا دل چاہتا ہے کہ وہ کشتی نجات پر سوار ہو جائے جس کا دل چاہتا ہے کہ وہ عروۃ الوثقی سے متمسک ہو جائے جس کا دل چاہتا ہے کہ اللہ کی مضبوط رسی کو تھام لے۔۔۔ یہ فقرہ بول رہا کہ کشتی نجات، ضلالت و گمراہی کے ساحل پر لنگر انداز نہیں ہو گی نجات حاصل کرنا ہے تو تم خود اٹھ کر کشتی پر آؤ اس مضبوط رسی کو تھام کر جنتی بن جاؤ۔ اس حدیث میں رسول خداؐ نے فرمایا ہے یہ ۱۲ امام میرے خلیفہ میرے وصی، خلائق پر اللہ کی حجت، امت کے سردار، جنت کی راہ کے راہبر حزب رسول اور حزب اللہ ہیں، ان کے دشمنوں کا گروہ حزب شیطان ہے[1]۔

"عذاب واقع" کیا ہے؟

عذاب واقع کا تذکرہ سورہ معارج کی پہلی اور دوسری آیت میں ہوا ہے، جس کا تعلق غدیر خم میں ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے اعلان کے بعد ہر شہر و دیار میں امامؑ کی ولایت کی گونج اور شہرت ہے حارث بن نعمان فہری کے انکار کے وقت دو اعرابی بھی دل سے منکر تھے زبان سے معترف تھے مگر وہ بچ گئے کیونکہ وہ رسول خداؐ کے پاس تھے اور حارث بھی سوال عذاب کر کے فوراً نہیں مارا گیا، بلکہ مدینہ کے باہر پہنچا تو مارا گیا۔ واقعہ تفصیل سے ذکر ہوا ہے جس کی تفسیر و تشریح مناقب امام علی علیہ السلام میں اور آیت کریمہ کے ذیل میں ذکر روایات میں

(1) ینابیع المودۃ ج ۳ ص ۲۹۲۔

https://downloadshiabooks.com/

موجود ہے۔

دوسری روایت میں اس آیت کی تاویل حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کی گئی ہے، یعنی ایک ایسی آگ سیلاب کی طرح رواں دواں ہوگی جو دشمنان اہل بیتؑ کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کرتی ہوئی اور انھیں دنیا میں ہی عذاب وآتش کا مزہ چکھاتے ہوئے مختلف علاقوں سے گذرے گی۔اس روایت میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے "نار تخرج من المغرب و ملك يسوقها من خلفها حتى تاتى بنى سعد بن حمام عند مسجدهم فلا تدع داراً لبنى امية الا احرقتها و اهلها " کہ ایک فرشتہ اس آتش کو ہنکاتا ہوا چلے گا اور کوئی بھی علاقہ وگھر جہاں پر بنی امیہ اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام ہوں گے انھیں جلا کر راکھ کر دے گا۔

یاد رہے کہ اس روایت میں فقرہ ولا تدع داراً فيها وتر لآل محمد عليهم السلام الا احرقتها و ذلك المهدى عليه السلام [1] سے مراد یہ ہے کہ کائنات میں کوئی گھر جہاں کسی بھی اہل بیتؑ کا خون ناحق بہایا گیا ہوگا اُسے اور اس گھر والوں کو یہ آگ جلا کر راکھ کر ڈالے گی اس آگ کا سلسلہ کوفہ سے شروع ہوگا جو دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچے گا۔

حماد بن عثمان؟

حضرت حماد بن عثمان الکوفی الازدی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے صحابی تھے شیخ طوسیؒ نے ثقہ اور جلیل القدر کہا ہے بلکہ ثقہ بالاتفاق کہا ہے اور پھر لکھا ہے کہ وہ اصحاب الاجماع میں سے تھے، یعنی جن بزرگواروں کی وثاقت پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور ان کی مرویات قابل اعتبار ہیں، ان بزرگوں میں سے ایک جناب حماد بن عثمان

(1) تفسیر القمی: ج۲، ص۳۸۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کوفی تھے آپ نے بھی ائمہ طاہرین علیہم السلام سے سُنی روایات پر مشتمل ایک کتاب تالیف کی تھی اور آپ سے بزرگ اصحاب ائمہؑ نے روایات نقل کی ہیں، جن میں صفوان، حماد، بزنطی، صیرفی، ابان، حسین بن سعید، بختری، وغیرہ شامل ہیں یہ بزرگوار ۴۳۷ روایات کی سند میں ذکر ہوئے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بخدا یہ آیت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔(الم تری الی الذین قیل لھم کفوا ایدکم و اقیموا الصلاۃ و أتوا الزکاۃ)[1] امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بخدا جو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے انجام دیا وہ اس امت کے لئے "دنیا و مافیھا اور جن جن چیزوں پر سورج چمکتا ہے" سے بہتر ہے۔ اس آیت کریمہ میں اقامۂ نماز و اعطاء زکاۃ سے مراد اطاعت امام معصومؑ ہے کہ اس کے حکم کے مطابق جنگ سے باز رہ کر نماز قائم کریں زکاۃ اداء کریں، اور حکم امام کے تابع رہیں لیکن وہ لوگ (لشکریان امام مجتبیٰؑ) جنگ کے طلبگار تھے اور جب ان کے اوپر زمانۂ امام حسینؑ میں حکم جنگ آگیا، اور امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلاء تک اپنے خطابات میں نصرت کا مطالبہ کیا اور یزید بن معاویہ سے آر پار کی لڑائی لڑنے کے لئے دعوت دی تو ان کی زبان پر جنگ ٹالنے اور لڑنے سے گریز کے بہانہ آنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ کاش ہم سے یہ لڑائی ابھی نہیں بلکہ حضرت قائم آل محمدؑ کے ظہور تک اٹھادی جاتی، قرآن نے کہا: فلما کتب علیھم القتال، جب ان کے اوپر حکم جنگ و جہاد آگیا، اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر تلوار چلانے کا دستور آگیا تو کہنے لگے: ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب، پالنے والے اس حکم کو قریب کی مدت تک کے لئے تاخیر میں ڈال دے، یعنی زمانہ امام قائمؑ تک کے لئے حکم جنگ کو برطرف کردے تو ہم تیری دعوت کو لبیک

(1) سورۂ نساء: آیت ۷۷۔

https://downloadshiabooks.com/

کہیں گے اور تیرے رسول کی پیروی کریں گے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ، ارادوا تاخیر ذالك الی القائم علیہ السلام، ان لوگوں نے حکم جنگ کو قیام امام قائم آل محمد علیہم السلام تک کے لئے ملتوی و متاخر کرنے کا ارداہ ظاہر کیا اور امام حسینؑ کے ہم رکاب ہو کر نہیں لڑے۔ ولو رُدّوا لعادوا لما نهوا عنه وانهم لكاذبون[1]، اور اگر انہیں دوبارہ پلٹا بھی دیا جاتا تو تب بھی یہ وہی کرتے جن چیزوں سے انکو منع کیا گیا ہے یہ لوگ یقینا جھوٹ بول رہے ہیں۔

ایک روایت میں علی ابن اسباط اپنے سلسلہ سند کو امام محمد باقر علیہ السلام سے متصل کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ جتنے لوگ بھی قیام کربلا میں شرکت کرتے سب کے سب شہید ہوتے، اور اس کی وجہ بھی بعض روایات میں ذکر ہوئی ہے۔

ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت امام حسینؑ کو عظیم ترین شرف عطاء کرنے کا ارادہ فرمالیا تھا، اور امام حسینؑ درجۂ شہادت پر فائز ہونے کے لئے عہد وپیمان دے چکے تھے، اور اللہ نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے ساتھ شہادت کا اور ان کے اہل وعیال کی اسیری کا ارادہ فرمالیا تھا لہذا جو بھی امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں رہ جاتا وہ یا تو شہید ہوتا یا پھر اسیر کرلیا جاتا۔ واللہ اعلم

امام مہدیؑ اور حج بیت اللہ

" روی الصدوق فی کمال الدین بسند صحیح عن محمد بن عثمان العمری قال: واللہ ان صاحب هذا الامر یحضر الموسم کل سنة فیری الناس و

(1) سورۂ انعام: آیت ۲۸۔

https://downloadshiabooks.com/

یعرفهم و یرونه و لا یعرفونه "[1] "بخدا قسم اس امر (حکومت جہانی اہل بیتؑ) کے صاحب (امام مہدی علیہ السلام) ہر سال ایام حج میں مکہ معظمہ حاضر ہوتے ہیں اور آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں مگر لوگ آپ کو دیکھ پاتے ہیں پہنچان نہیں پاتے ہیں"۔

شیخ صدوقؒ

جناب شیخ محمد بن علی بابویہ معروف بہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کی عظمت پر متعدد بار گفتگو کی جاچکی ہے زمانہ غیبتِ صغریٰ کے عظیم ترین شیعہ عالم دین تھے اور معروف شیعہ کتب کے مؤلف ہیں جن میں ان کی کتاب۔ من لایحضر الفقیہ ،استنباط احکامِ شریعت کا منبع ہے ان کی بہت سی کتابوں میں سے ایک جسے انہوں نے حکم امام زمان علیہ السلام سے تالیف فرمایاہے اور غیبت امام زمان علیہ السلام کے اثبات میں بہترین عقلی،روائی،تاریخی،دلیلیں پیش کی ہیں وہ کتاب **کمال الدین و تمام النعمة** کے نام سے معروف ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت وغیرہ کے اوپر قلب سلیم رکھنے والے مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہو جاتاہے یہ کتاب ہزار سال سے پہلے تالیف کی گئی اور یہ کتاب اپنے عنوان میں اچھوتی اور نہایت اہم کتاب ہے.

سند صحیح

(1) کمال الدین: ج۲،ص۴۴۰،ح۸۔ وبحار الانوار: ج۵۲،ص۱۵۱،ح۲۔

https://downloadshiabooks.com/

تنبیہ قال المتاخرون من المجتہدین ۔۔۔[1]

سے مراد وہ سلسلۂ سند جس کے ذریعہ وصول ہوئی حدیث کے دہن اقدس معصوم سے صدور کا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے بھلے ہی اس کے سلسلۂ سند مذکورہ رواۃ سب کے سب شیعہ اور عادل نہ ہوں لیکن سچے ہوں یا پھر نقل روایت میں غلط بیانی سے کام نہ لیا ہو بھلے ہی اپنی شخصی زندگی میں زیادہ صاف وشفاف لہجہ کے مالک نہ ہوں۔

بہر حال چونکہ یہ روایت شیخ صدوق کی کتاب میں وارد ہوئی ہے اور انکے یہاں صحیح کا مطلب، آج کی موجودہ اصطلاح میں صحیح نہیں ہے لہذا کمال الدین کی اس روایت میں بھلے ہی سند کے ہر فرد کا شیعہ ہونا ثابت نہ ہو تب بھی روایت صحیح ہے اس لئے کہ جناب صدوقؒ کو اس کے دہن مبارک امام زمانؑ سے صادر ہونے پر اطمینان ہے اور وہ عصر معصوم سے قریب بھی تھے نیز بہت سے قرائنِ صحت سے آگاہ بھی تھے ۔اس کے علاوہ خود علامہ محمد تقی موسوی صاحب کتاب مکیال المکارم نے واضح کر دیا تھا صفحہ ۵۸ پر کہ اس کتاب میں خبر صحیح سے کیا مراد ہے لہذا اصطلاح کی بنیاد پر صحت تلاش کرنا عبث ہے۔

محمد بن عثمان عمریؓ

آپ پہلے نائب خاص جناب عثمان بن سعید عمری کے فرزند ہیں قبیلۂ بنی اسد سے تعلق تھا اس لئے اسدی کہے جاتے تھے اصل میں یمن کے رہنے والے تھے اس لئے باپ عثمان بن سعید کو یمنی بھی کہا گیا لیکن فرزند محمد بن عثمان کو عسکری بھی کہا گیا ہے کیوں کہ سامراء میں

(1)الخبر الصحیح ما کان راویہ فی کل طبقۃ عدلا امامیا و قال المتقدمون ھو ما حصل الاطمینان بصدورہ عن المعصوم و مرادی بالصحیح فی ھذا الباب ھو المعنی الاول و کلما عبرت فیہ بسند کالصحیح او الصحیح علی بعض الوجوہ فھو الصحیح بالمعنی الثانی ۔(مکیال المکارم : ج۱،ص۵۸)

https://downloadshiabooks.com/

سکونت پذیر تھے عمری لقب کی وجہ آپ کے دادا کا نام ہے جن کا عمرو تھا یعنی واو کے ساتھ لہذا جناب عثمان بن سعید اور ان کے فرزند محمد بن عثمان عمری بالفتح ہیں عُمُری بالضم نہیں، جناب عثمان بن سعید جس وفد کے ساتھ یمن سے سامراء خمس لیکر پہنچے تھے حضرت امام عسکری علیہ السلام نے وفد کو دروازے پر روک کر اپنے خادم بدر کو بھیج کر صرف عثمان بن سعید کو اپنے پاس بلایا انھیں اپنا وکیل قرار دیا اور اپنے اصحاب اور حاضرین کو مخاطب قرار دے کر ارشاد فرمایا:

اشهدوا علیٰ ان عثمان بن سعید العمری وکیلی وانّ ابنه محمدا وکیل ابنی مهدیکم ""اے میرے ساتھیو! گواہ رہنا کہ عثمان بن سعید عمری میرے وکیل ہیں اور ان کا بیٹا محمد بن عثمان عمری میرے بیٹے تمہارے امام حضرت مہدیؑ کا وکیل ہوگا"[1]، اور پھر اس کے بعد عثمان بن سعید کو باہر بھیجا اور سارا وفد امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے قبل سارے یمنیوں نے مالِ امام کو امام کے جدید تعیین ہوئے نائب امام یعنی عثمان بن سعید کے حوالے کیا۔

آپ کی کنیت "ابو جعفر" تھی باپ کی رحلت کے بعد خود انہوں نے باپ کو غسل و کفن دیا اور دفن کیا آپ حضرت امام حسن عسکریؑ کے زمانہ سے ہی شیعوں میں معروف تھے اور شیعوں کو علم تھا کہ محمد بن عثمان، امام زمانؑ کے وکیل ہوں گے اسی لئے کوئی شیعہ آپ کی عدالت وامانت میں ذرا سا بھی شک و شبہ کا شکار نہیں تھا اسی لئے جب امام زمانؑ حضرت امام عسکری کی شہادت کے بعد امام ہوئے تو آپ ہی کے بدست حضرت امام مہدیؑ کی توقیعات اور مسائل کے جوابات شیعوں تک پہنچے جناب عثمان بن سعید عمری اور ان کے فرزند محمد بن عثمان عمری کے بارے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کا یہ فرمان جسے امام کے صحابیٔ خاص احمد بن اسحاق نے اور دوسرے

(1) الغیبۃ للشیخ الطوسی: ص ۳۵٤، ح ۳۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

صحابی خاص عبداللہ بن جعفر حمیری نے نقل فرمایا ہے بڑی اہمیت کا حامل ہے حضرت امام عسکریؑ نے فرمایا ہے: **العمری وابنه ثقتان**۔ عثمان بن سعید اور ان کے فرزند محمد بن عثمان عمری دونوں ثقہ و قابل اعتماد افراد ہیں۔

امام معصومؑ دونوں کی امانتداری، دیانتداری اور وثاقت کی گواہی دے رہے ہیں آخر یہ دونوں باپ بیٹے کس قدر متدین و پختہ ایمان والے تھے! بہر حال بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حجتِ خدا کسی کی وثاقت کی نہ صرف گواہی بلکہ ضمانت لے رہے ہیں آگے حضرت امام عسکریؑ ارشاد فرماتے ہیں: **فما ادّیا الیك عنّی فعنّی یودّیان**، وہ دونوں تمہارے پاس جو کچھ میری جانب سے پیش کریں تو وہ میری جانب سے ہی پیش کر رہے ہیں یعنی اس کے اندر کسی قسم کا شک وشبہ نہ کرنا کہ اس میں شک کرنا در حقیقت ہمارے قول و فعل میں شک کرنا کہلائے گا اور ہماری گواہیٔ وثاقت کے خلاف ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں: **وما قالا لك فعنّی یقولان**، اور وہ دونوں باپ بیٹے جو بھی تمہارے پاس ہماری طرف سے نقل کریں وہ یقیناً ہمارے کلام و حدیث کو نقل کر رہے ہیں وہ اپنی بات نہیں بیان کر رہے ہیں بلکہ ہماری حدیث کے امین ناقل ہیں ان دونوں کی باتوں کو سنو اور ان دونوں کی اطاعت کرو، حکمِ امام معصومؑ یہ ہے کہ دونوں باپ بیٹے کی اطاعت کی جائے اور اس کے بعد وجہِ اطاعت کو بیان کرتے ہوئے امام عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں؛ **فانهما الثقتان المأمونان**: کہ وہ دونوں ثقہ اور امین ہیں[1]۔

اس کلام امام کو، جناب عبداللہ بن جعفر حمیری و جناب احمد بن اسحاق کے سامنے بیان کر رہے تھے اور جناب عثمان بن سعید عمری کو کلامِ امام سنا رہے تھے جونہی یہ جملہ ختم ہوا کہ دونوں

(1) الکافی: ج۱، ص۳۳۰، ح۱۔

https://downloadshiabooks.com/

باپ بیٹے ثقہ اور امین ہیں جناب عثمان بن سعید عمری سجدے میں گر پڑے اور پھر اُٹھ کر رونے لگے۔اور فرمایااے عبداللہ بن جعفر حمیری ظاہراً آپ کو کوئی سوال درپیش ہے بیان کیجئے تو عبداللہ حمیری نے کہاہاں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے امام مہدیؑ کو دیکھا ہے جناب عثمان بن سعید عمری نے قسم کھا کر فرمایا: ہاں اور پھر امام زمانہؑ کی شکل وصورت بیان فرمائی۔

عبداللہ بن جعفر نے امام زمانہؑ کا نام دریافت کیا تو عمری نے فرمایا کہ ان کے نام کا ذکر "حرام" قرار دیا گیا ہے اور میں کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سلطانِ وقت یہ سمجھتا ہے کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اسی لئے حاکم نے مالِ امام حسن عسکریؑ کو ان کے ورثہ میں تقسیم کر دیا اور نااہل لوگوں نے ان کے مال کو لے بھی لیا ہے اور مسئلہ گویا ختم ہو گیا ہے لہذا اب اگر امام زمانہ علیہ السلام کا نام مشہور ہو جائے اور بادشاہ کو ان کے وجود کا علم ہو جائے تو پھر امام کی تلاش شروع کروادے گا لہذا خدا سے ڈرو اور ان کے نام کے چرچے سے باز رہو۔

ہر سال حج

دوسرے نائب خاص جناب محمد بن عثمان عمری قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہر سال حج کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور صرف یہی ایک روایت نہیں بلکہ متعدد روایات میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی یہ سیرتِ پاک ذکر ہوئی ہے اور اس سیرتِ طیبہ سے واضح وآشکار ہوتا ہے کہ حج کے سالانہ اہم اجتماع میں امام زمانہ علیہ السلام کا حضور کس قدر مفید وپر اثر ہے کیونکہ نہ جانے کتنے مومنین دینا بھر سے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان میں سے کثیر تعداد میں لوگ امام زمانہ علیہ السلام کے شرف دیدار سے مشرف ہوتے ہیں اور کتنے مخلصین کی امام زمانہ علیہ السلام حاجت روائی فرماتے ہیں یہ اور بات ہے کہ امام علیہ السلام سب کو

https://downloadshiabooks.com/

دیکھ پاتے ہیں اور لوگ آپ کو نہیں دیکھ پاتے سوائے کچھ مخلصین کے اور جو دیکھ بھی پاتے ہیں انہیں مشاہدہ کے اظہار کی اجازت نہیں ہوتی یا پھر امام سے جدا ہونے کے بعد انھیں احساس ہوتا ہے کہ جس ذات سے ملاقات ہوئی تھی وہ حجتِ خدا، امام زمانہ علیہ السلام تھے۔

حضرت خضرؑ اور امام مہدیؑ

باب شباهته بالخضر عليه السلام

حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہمراہ حضرت خضر علیہ السلام بھی ہر سال حج کرنے آتے ہیں اور وہ صرف مومنین کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور خاص طور سے میدان عرفات میں ہونے والی مومنین کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں جناب خضر علیہ السلام ہر امام کے لئے باعث انس و محبت رہے ہیں اللہ نے انھیں طول عمر عطا کی ہے نہ تو منصبِ نبوت کی خاطر، نہ صاحب کتاب ہونے کی خاطر، نہ کسی شریعت والا ہونے کی خاطر، نہ امامت کا منصب والا ہونے کی خاطر نہ کسی خاص امر عبادت یا اطاعت کی بنیاد پر، بلکہ اللہ نے انھیں یونہی طول عمر عطا کی ہے تاکہ حضرت امام مہدیؑ کی طول عمر پر زبان درازیاں کرنے والوں کے خلاف خضر علیہ السلام کی طول عمر بولتی دلیل بن جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: لما كان فی سابق علمه ان يقدر من عمر القائم عليه السلام فی ايام غيبته ما يقدر و علم ما يكون من انكار عباده بمقدار ذلك العمر فی الطول طوّل عمر العبدِ الصالح من غير سبب يوجب ذالك الّا لعلة الاستدلال به على عمر القائم عليه السلام[1]، خداوند

(1) کمال الدین: ج ا ص ۳۸۵۔

https://downloadshiabooks.com/

متعال کے علم میں تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام کو طول عمر عطا کرے گا تو مخالفین و معاندین طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اس لئے اللہ نے عبد صالح حضرت خضرؑ کو بغیر کسی سبب و علت کے (نہ نبوت، نہ امامت، نہ رسالت، نہ اطاعت، نہ کوئی اور معقول وجہ کے) طول عمر عطا کر دی تاکہ حضرت قائم علیہ السلام کی طولانی عمر پر حضرت خضرؑ کی طولانی عمر دلیل بن جائے اور امام مہدی علیہ السلام کی طولانی عمر سے انکار کرنے والوں کے پاس کوئی بہانہ نہ رہ جائے کہ جب ایک نیک انسان بغیر کسی منصب نبوت، رسالت و امامت وغیرہ کے اتنی طولانی عمر پا سکتا ہے تو جس کو ساری کائنات کے اندر عدل وانصاف کی حکومت قائم کرنی ہے جسے دین خدا کو تمام ادیان پر غلبہ دینا ہے جسے شریعت محمدیہؐ کے تمام احکام معطلہ کو رائج کرنا ہے جسے تمام طواغیت و ظالمین اور جباروں کی حکومت کا خاتمہ کرنا ہے جسے حضرت آدم سے حضرت خاتمؐ تک اور خاتمؐ سے آخری امام حضرت قائمؑ تک کی ساری ذمہ داریوں کو نبھانا ہے اسے اگر طول عمر عطا کر رہا ہے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

آفتاب عدالت کی کرنیں

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ خدا وائمہ علیہم السلام نے وعدہ کیا ہے کہ امام زمان علیہ السلام روئے زمین پر عدل وانصاف اسی طرح قائم فرمائیں گے جس طرح دنیا کے گوشے گوشے میں ظلم وستم کا بول بالا ہوگا اور کوئی ایسا ملک، شہر، دیہات، گھر نہ ہوگا جہاں کسی قسم کا ظلم وستم نہ پایا جاتا ہو اسی لئے تشبیہ میں؛ کما مُلئت؛ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ظہور امامؑ سے پہلے ظلم وستم کا راج ہوگا ہر طرف قتل وغارت گری اور بے دردی کا ماحول گرم ہوگا لیکن آمد امامؑ اور آفتاب عدالت کے تابندہ ہونے پر ہر طرف عدل وانصاف کا راج ہو جائے گا اور ہر وہ جگہ جہاں کسی قسم کا بھی ظلم وستم رہا ہے وہاں آفتابِ عدالت کی کرنیں پہونچیں گی۔

https://downloadshiabooks.com/

مورد بحث روایت میں آخری فقرہ امام زمانؑ کے ہاتھوں عدل وانصاف کی بساط گستردہ ہونے اور ظلم وستم کی بساط الٹ جانے کا ان الفاظ میں ذکر آیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے صحابی فضیل بن یسار سے فرماتے ہیں: اما و اللہ لیدخلنّ علیھم عدلہ[1] خدا کی قسم !آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت امام مہدیؑ کے عدل وانصاف کی روشنی تمام انسانوں تک پہنچے گی اور پھر امام صادقؑ عدل وانصافِ مہدویؑ کی تشبیہ، موسم گرما کی شدید گرمی سے دی ہے جو ہر چیز کو گرم کر دیتی ہے اور ہر مقام تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے اور موسم سرما کی شدید ٹھنڈک سے دی ہے جس کا اثر ہر مقام پر ہوتا ہے اور ہر شی و مکان ٹھنڈا ہو جاتا ہے حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: لیدخلنّ علیھم عدلہ جوف بیوتھم کما یدخل الحر و القرّ . تمام لوگوں کے گھروں میں عدل وانصاف کی کرنیں اسی طرح داخل ہو جائیں گی جس طرح ان کے گھروں میں گرمی کے موسم میں گرمی اور ٹھنڈک کے موسم میں ٹھنڈک سرایت کر جاتی ہے[2]۔

رسول خداؐ سے بھی زیادہ اذیت

تاریخ وحدیث کی کتابوں میں یہ تو ذکر آیا ہے کہ جناب رسول خداؐ کو جس قدر اذیت دی گئی ہے اتنی اذیت کسی بھی نبی کو نہیں دی گئی ہے لیکن یہ ذکر نہیں ملتا کہ رسولِ خداؐ کے بعد ان سے زیادہ دکھ درد اور اذیتوں کو جھیلنے والا کون ہے؟ ہاں ایک جھلک جناب سیدہؑ کے مرثیہ سے ظاہر ہوئی ہے کہ آپ کے اوپر جو مصیبتیں پڑی ہیں وہ اگر روز روشن پر پڑتیں تو شبِ تاریک میں بدل جاتے اور جناب سیدہ کی یہ تعبیر ایسی تعبیر ہے کہ جسے جناب رسول خداؐ نے بھی اپنے لئے استعمال نہیں کی ہے، پھر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی اس قدر غم والم برداشت کئے

(1) غیبت نعمانی ص ۳۰۷۔

(2) غیبۃ نعمانی: ص ۳۰۷، باب ۱۷، ح ۱۔

https://downloadshiabooks.com/

ہیں آپ نے قبر سیدہؑ سے، قبر رسولؐ کی طرف اشارہ کر کے اپنی بے صبری و بے کسی کا اعلان کر دیا تھا پھر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے مصالحت کے بعد حاکم شام اور اس کے کارندوں کے ہاتھوں اپنے چاہنے والوں کی بے دردی سے شہادت اور فرزندان اسلام کی موت کے متعدد مناظر دیکھے ہیں اور پھر کربلا میں ظلم و ستم کی تو انتہا ہی ہو گئی اور رسول خداؐ کا چھوٹے نواسے حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا اپنے تمام عزیز واقرباء اور اصحاب وانصار کے ساتھ رُلا رُلا کے شہید کر دیا گیا۔

پھر یکے بعد دیگرے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنے اپنے دور کے جباروں اور ظالموں کے ہاتھوں بڑی بڑی مصیبتیں سہی ہیں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام ان تمام درد و غم کے وارث ہیں، تمام مصائب وآلام کے وارث ہیں، تمام اہل بیت علیہم السلام اور ان کے چاہنے والوں کی سسکیوں، آہ ونالہ اور تمام مصیبتوں، شہادتوں، شکنجوں کے وارث ہیں، پھر بھی آپ نہ جانے کس طرح صبر کر رہے ہیں! زمانۂ غیبت میں امام زمانؑ کی غربت پر مومنین بھی آنسوں بہاتے ہیں اور امامؑ خود بھی صبح و شام اپنے آباء واجداد کے غم میں گریہ کناں ہیں۔

یہ تو غیبت کے مصائب کی بات ہے لیکن ظہور کے بعد بھی آپ کو بڑی سخت مصیبت کا سامنا ہے جاہلوں اور نادانوں کو جھیلنا، پھر بھی آسان ہے بہ نسبت اُن پڑھے لکھے جاہلوں کے جو حجتِ خدا و وارث قرآن کے سامنے قرآن کی آیتوں سے احتجاج کریں گے اور امام زمان علیہ السلام کو غلط ٹھہرانا چاہیں گے اور پھر اپنی قرآنی دلیل پر ڈٹے رہ کر امام زمان علیہ السلام سے جنگ کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ان صاحب هذا الامر لو قد ظهر لقی

https://downloadshiabooks.com/

من الناس ما لقی رسول اللہ ﷺ و اکثر[1]، امام مہدیؑ جب ظہور فرمائیں گے تو لوگوں سے اسی طرح اذیت وایزاء کے شکار ہوں گے جس طرح حضرت رسول خداؐ کو کفار و مشرکین اور پھر اپنے ماننے والوں کی طرف سے بھی اذیت اٹھانی پڑی تھی حضرت امام باقر علیہ السلام ایک کلمہ کا اور اضافہ فرماتے ہیں "اکثر" بلکہ رسول خداؐ سے بھی زیادہ تکلیف واذیت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو برداشت کرنی پڑے گی اور اس کی وجہ بھی بہت سے اپنے ہوں گے جو حبّ ریاست اور شہرت وانانیت کے چکر میں جگہ جگہ خون خرابہ کا سبب بنیں گے۔

ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ "اذا ظهرت راية الحق لعنها اهل الشرق و الغرب اتدری لما ذلك قلت لا قال للذی یلقی الناس من اهل بیته قبل خروجه" حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پرچم ہدایت جس وقت بلند ہوگا مشرق و مغرب سے لوگ پرچم امام کو بُرا بھلا کہیں گے لعنت کریں گے دوسری روایت میں ہے کہ راوی منصور بن حازم نے اس کی وجہ دریافت کی تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: هما یلقون من بنی هاشم[2] لوگ، بنی ہاشم کے افراد سے بہت اوب چکے ہوں گے ان کی وجہ سے بے پناہ خون خرابہ ہو چکا ہوگا اس لئے جب امام مہدی علیہ السلام کا پرچم نمودار ہوگا تو سابقہ پرچموں پر قیاس کرتے ہوئے رایتِ حق، پرچمِ ہدایت اور عَلَمِ عدل وانصاف کو بھی نہیں بخشیں گے اور لعن طعن کر ڈالیں گے لیکن اہل وِلاء اہل بیت علیہم السلام دھوکہ نہیں کھائیں گے بلکہ ان کے لئے پرچم امام اسی طرح آشکار ہوگا جس طرح سورج کی کرنیں سورج کا پتہ دیتی ہیں۔

(1) الغیبۃ النعمانی: ص ۳۰۷، باب ۱۷، ح ۲۔

(2) الغیبۃ النعمانی: باب ۱۷، ص ۳۰۷، ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ

باب شباهة بعیسیٰ علیه السلام

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے جد بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرح اور اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہؑ کی طرح اپنی مادر گرامی حضرت نرجس خاتون سے شکم مادر سے ہی گفتگو کی ہے اور آپ نے سورہ قدر کی تلاوت فرمائی ہے[1] اور یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں بھی پایا گیا ہے سنی مفسر علامہ ثعلبی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جناب مریم مادر عیسیٰؑ فرماتی ہیں: کنت اذا خلوت انا و عیسیٰ حدثنی و حدثته: جب بھی میں تنہا ہوتی تھی اور میرے ہمراہ میرے شکم میں میرے لال عیسیٰ کے علاوہ کوئی پاس میں نہیں ہوتا تھا تو حضرت عیسیٰ مجھ سے باتیں کرتے تھے اور میں ان سے محو گفتگو ہو جایا کرتی تھی اور یہ گفتگو متعدد بار ہوئی ہے اسی لئے جناب مریمؑ نے اپنے کلام میں "اذا ظرفیه" ماضی کے لئے استعمال کیا ہے اور یہی نہیں بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب بات کا سلسلہ لوگوں کی آمد و رفت سے ٹوٹ جاتا تھا تو میرا لال میرے شکم میں محو تسبیح و تہلیل ہو جاتا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ مجھ سے گفتگو کا سلسلہ لوگوں کی آمد و رفت سے ضرور منقطع ہو جاتا تھا لیکن پروردگار عالم سے میرے لال کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا جسے صرف میں مریمؑ محسوس کرتی تھی اور حضرت عیسیٰ کی تسبیح و تہلیل کی آواز کو سنتی تھی جناب مریمؑ فرماتی ہیں: فاذا شغلنی عنه انسان سبح فی بطنی و انا اسمع: جب میں کسی شخص سے بات کرنے لگتی تھیں یا کسی کام میں مشغول ہو جاتی تھی تو میرا لال میرے شکم میں تسبیح پروردگار میں مصروف ہو

(1) بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱، ح ۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

جاتا تھا جسے صرف میں سنتی تھی میرے ارد گرد کا کوئی شخص نہیں سن پاتا تھا یہ حضرت مریم علیہا السلام کا کمال ہے کہ صرف آپ ہی بچے کی تسبیح و تہلیل کی صدا کو سُن پاتی تھیں اغیار نہیں[1]۔

ایک شباہت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندگی ہی میں آسمان پر بلند کر لیا گیا تھا اور امام مہدی علیہ السلام کو بھی اللہ نے آسمان پر بلند فرمایا تھا بس فرق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کی جان بچانے کے لئے اٹھا لیا گیا تھا جب کہ امام زمانؑ کو آسمان کے فرشتوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود سے برکت حاصل کرنے کے لئے اور حضرت رسول خداؐ کی طرح پروردگار سے براہ راست بات کرنے کے لئے لے گئے تھے۔

نزول مسیحؑ کے فوائد

حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم یہود و نصاریٰ کے اس قول کی تردید تو ضرور ہو جائے گی کہ انھیں قتل کر دیا گیا ہے اور قرآن مجید کی صداقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ حضرت عیسیٰؑ کو شہید نہیں کیا گیا تھا اور آپ کو پھانسی پر نہیں لٹکایا گیا تھا اور وہ تمام صلیبیں جھوٹ کا بورڈ بن جائیں گے جن پر ان کو پھانسی پر لٹکایا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ خود حضرت عیسیٰؑ کی تمنا پوری ہو جائے گی کیونکہ انہوں نے توریت و انجیل میں جناب رسول خداؐ کی توصیف پڑھنے کے بعد تمنا کی تھی کہ خدا انہیں امت رسولؐ اور شیعیان امیر المومنینؑ میں سے قرار دے، اس کے علاوہ وہ اسی زمین کی پیداوار ہیں لہذا جب موت کا وقت قریب آجائے گا تو وہ یہیں فوت ہوں گے اور اسی زمین میں دفن ہوں گے۔

شباہت حضرت امام مہدیؑ بحضرت عیسیٰؑ

(1) تفسیر الثعلبی: ج۳، ص۶۹۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں بزرگوار دو عظیم الشان "سیدۃ نساء العالمین" کے فرزند ہیں بس فرق یہ ہے کہ ایک اپنے زمانے کی تمام خواتین جن وانس کی سید و سردار تھیں تو دوسری اولین وآخرین میں ساری خواتین جن و انس کی سردار تھیں دونوں معصومہ تھیں مگر ایک کے یہاں ترک اولیٰ کا امکان تھا جبکہ دوسری معصومہ کے یہاں ترک اولیٰ کی بھی گنجائش نہیں تھی اسی طرح کے بہت سے فوارق اور امتیازات دونوں سیدۃ نساء العالمین کے یہاں پائے جاتے ہیں۔

اگر علامہ تقی موسوی صاحب مکیال المکارم کی مراد: ابن سیدۃ النساء فی زمانہا سے، جناب فاطمہ زہراؑ نہ ہوں تو یقیناً جناب نرجس خاتونؑ مراد ہیں جنھیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے "سیدۃ الاماء" قرار دیا ہے اور حضرت ہاجرہؑ مادر حضرت اسماعیلؑ جیسی عظیم خواتین کے اوپر جناب نرجس خاتونؑ کو برتری دی ہے اسی طرح مادر حضرت امام سجادؑ پر بھی جناب نرجس خاتونؑ کو برتری حاصل ہے جو کنیز تھیں اگرچہ دختر بادشاہ تھیں لیکن (امَۃ) کنیز کا حکم رکھتی تھیں بہر حال ان کے اوپر بھی جناب نرجس خاتونؑ کو عظمت و برتری حاصل ہے کیونکہ (سیدۃ الاماء) عام و مطلق ہے اور دنیا کی تمام کنیزوں کو شامل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک مرتبہ وہ بھی اپنی مادر گرامی کی پاک دامنی کا اعلان کرنے کے لئے گہوارے سے گفتگو کی تھی جبکہ امام مہدیؑ نے متعدد بار بچپنے میں گفتگو کی ہے پہلے روز ولادت، ساتویں دن، اور چالیسویں روز اور اسی طرح اس کے بعد بھی کلام کرتے رہے ہیں کبھی آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کی ہے تو کبھی صلوات بر محمد وآل محمدؐ پڑھا ہے تو کبھی دعا و سلام اور رحمت و بشارت دیتے رہے ہیں۔

حضرت امام عسکری علیہ السلام کی خادمہ نسیم کا بیان ہے کہ مولا امام زمان علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

صرف ایک دن کے تھے میں دوسرے روز جب ان کے پاس پہنچی تو مجھے چھینک آگئی تو امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا: **یرحمُكِ الله**: نسیم کہتی ہے کہ یہ سن کر میں بہت خوش ہوئی تو امام علیہ السلام نے دوبار فرمایا کیا میں تمھیں چھینک کے سلسلہ میں ایک بشارت نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں میرے مولا و آقا ضرور. تو امام علیہ السلام نے فرمایا: **هو امان من الموت ثلاثة ایام**[1]، چھینک آجانا تین دن تک موت سے امن وسلامتی کی دلیل ہے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ امام مہدیؑ کے اوپر حضرت عیسیٰؑ کی طرح کلام کرنے کی پابندی نہیں تھی یعنی امام مہدیؑ نے بچپنے میں کئی بار گفتگو کی ہے اگرچہ بعض معجزاتی امور میں امامؑ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے اوپر منِ جانب اللہ گفتگو کرنے کی اجازت نہیں رہی ہے جیسا کہ امام عسکری علیہ السلام کی کنیز نسیم اور ماریہ دونوں نے نقل کیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے ولادت کے روز آیات کی تلاوت کے بعد آسمان کی طرف انگشت شہادت بلند فرمائی اور اس کے بعد خود آپ کو چھینک آئی تو آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا: **الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد و آله**، حمد الٰہی بجالانے اور محمد وآل محمد پر درود وسلام بھیجنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: **زعمتِ الظلمة ان حجةَ الله داحضة**: ظالموں کا گمان ہے کہ حجتِ خدا پسپا ہو جائے گی اور روئے زمین پر کوئی لنگر کائنات باقی نہ رہے گا مگر ایسا نہیں ہے **لو اُذن لنا الکلام لزال الشك**[2]، اگر ہمیں مسلۂ امامت و ولایت میں بولنے کی اجازت ہوتی تو یقیناً سارے شکوک وشبہات دور ہو جاتے۔

امام کے اس کلام سے آشکار ہے کہ چند آیتوں، کلمات شہادتین، چھینک کے بعد حمد الٰہی

(1) کمال الدین وتمام النعمۃ: باب ۴۲، ص ۴۵۸، ح ۵۔

(2) کمال الدین وتمام النعمۃ: باب ۴۲، ص ۴۵۸، ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

اور درود و سلام تک ہی کلام امام محدود تھا اور معجزاتی طور پر اس سے زیادہ کی گفتگو کرنے کی امام کو اجازت نہیں تھی ورنہ حُجیتِ حجتِ خدا اور یہ کہ سلسلۂ امامت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے وغیرہ کے سلسلہ میں ہر قسم کے شکوک وشبہات زائل ہو جاتے لیکن ظاہراً امام کی جان کے خطرے کے پیش نظر اللہ نے محدود حد تک امام کو بولنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

اسی طرح امام علیؑ کو بھی جناب رسول خداؐ نے حکم دیا تھا کہ: عِد الیٰ طفولیتك، اے علی! اب آپ اپنے بچپنے کی طرف پلٹ جایئے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب کہ دست رسالت مآبؐ پر آنے کے بعد امیر کائنات حضرت امام علیؑ نے رسول خداؐ کو سلام کیا تھا آسمانی کتابوں کی تلاوت فرمائی تھی اور پھر قرآن مجید کے سورۂ مومنون کی چند آیتیں تلاوت کی تھی پھر جناب رسولخداؐ نے فرمایا تھا: اے علی اب اختیارِ امامت سے ہٹ کر عادی بچے بن جایئے اور اپنی طفولیت و بچپنے کی طرف پلٹ جایئے اسی طرح جناب عیسیٰ بھی ایک ہی دفعہ کلام کے بعد عادی بچے کی طرح ہو گئے تھے اور پھر ہر بچہ کی طرح اپنے وقت پر کلام کرنا شروع کیا تھا۔

بعض خواتین کی رجعت

رجعة الفواطم وردة المظالم

کتاب دلائل الامامۃ، جناب طبری آملی محمد بن جریر کی کتاب ہے جنہوں نے پانچویں صدی ہجری میں انتقال فرمایا ہے آپ کی یہ کتاب مختصر مگر تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور بزرگ علماء نے اس کتاب اور اس کے مؤلف کو بڑا قابل اعتبار جانا ہے اسی کتاب کی حدیث نمبر ۴۸۰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کے صحابی مفضل بن عمر نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے: یکرّ مع القائم علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

ثلاث عشرۃ امراۃ[1] کہ جناب قائم آل محمد علیہم السلام کے ساتھ ۱۳ عورتیں اٹھائی جائیں گی یعنی ظہور کے بعد، امام زمان علیہ السلام کے دور میں یا پھر ظہور کے آغاز میں حضرت کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے ۱۳ عورتیں اپنی اپنی قبروں سے اُٹھائی جائیں گی۔

مفضل بن عمر نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کر لیا کہ مولیٰ ان عورتوں کے ساتھ کیا ہوگا وہ کس لئے اُٹھائی جائیں گی تو امام علیہ السلام نے وجہ بتلاتے ہوئے صرف ۹ عورتوں کا نام ذکر فرمایا ہے پہلے وجہ سن لیں پھر تیر ہمیں سے نو کے یعنی چار عورتوں کے اسماء کو ذکر نہ کرنے کی وجہ آپ کو خود پتہ چل جائے گی حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: **یداوین الجرحیٰ**، وہ خواتین دشمنوں سے جنگ کے دوران امام کے لشکر میں موجود زخمی مومنین کی مرہم پٹی کریں گی اور دوسرا کام ان کا یہ ہوگا کہ **و یقمن علیٰ المرضیٰ** اور وہ بیمار مومنین کی خدمات انجام دیں گی جس طرح جناب رسول خداؐ کے ساتھ میدان جنگ میں اترنے والی خواتین کی یہی ذمہ داری ہوتی تھی یعنی وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی۔

قنواء بنت رشید ہجریؓ کی رجعت

اس کے بعد مفضل بن عمر نے ان کے نام جاننا چاہے تو امام صادقؑ نے ۹ خواتین کے نام بتلائے اور چونکہ سائل مفضل ابن عمر نے وجہ دریافت کرنے کے بعد نام کا سوال کیا تھا لہذا کلامِ امامؑ کا انصراف اور وجہ حشر و نشر خواتین کے پیش نظر صرف انھیں خواتین کا امام نے نام بتلایا ہے جو ان دو اہم کام کو کرنے کے لئے ظہور امام علیہ السلام کے وقت رجعت کریں گی ان میں سر فہرست دختر رشید ہجری حضرت قنواء کا نام ذکر ہوا ہے، ہو سکتا ہے راوی نے ان خواتین کے اسماء سننے کے بعد نقل کرتے وقت اسماء کی ترتیب بدل دی ہو لیکن اگر اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے جو حضرت امام

(1) دلائل الامامۃ، ص ۴۸۴، ح ۴۸۰۔

https://downloadshiabooks.com/

صادق نے بیان فرمائی تھی تو پھر جناب قتواء بنت رشید ہجری کی بے حساب عظمت کی دلیل ہے کہ انھیں جلیل القدر خواتین میں امام معصوم جناب جعفر صادق علیہ السلام نے سر فہرست ذکر فرمایا ہے۔

جناب امّ ایمنؓ کی رجعت

جناب رسول خداؐ کی خدمت گزار اور جناب عبداللہ بن عبدالمطلبؑ کی کنیز اور حضرت ختمی مرتبتؐ کی پرورش کے فرائض انجام دینے والی اور جناب سیدۂ عالمیان حضرت فاطمہ زہراؑ کی تنہا خاتون گواہِ قبالۂ فدک، حضرت ام ایمن علیہا السلام بھی ظہور کے بعد یا عند الظہور رجعت فرمائیں گی جناب ام ایمن وہ خاتون ہیں جن کے لئے جنت کی ضمانت، کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ نے لی ہے اور ایک اور خصوصیت کی حامل ہیں اور وہ یہ کہ آپ جناب رسول خداؐ کی آزاد کردہ کنیز ہیں کیونکہ آپ پہلے جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں اور رحلتِ عبداللہ کے بعد جناب رسول خداؐ کی ملکیت میں منتقل ہو گئیں تو جناب رسول خداؐ نے آپ کو آزاد کر دیا۔

مگر اس کے باجود خاندان اہل بیت علیہم السلام سے وابستہ رہیں اور جناب سیدہؑ کی معتمد تھیں اور گواہ کے طور پر جناب سیدہؑ کی طرف سے ان کا پیش ہونا در حقیت: نحن معاشر الانبیاء لانورث ولا نورث: کہنے والے جھوٹے کے منھ پر طمانچہ ہے کہ اگر رسولؐ ورثہ نہیں لیتا تو ام ایمن ورثہ کے طور پر کیسے عبداللہ سے منتقل ہو کر رسول خداؐ کی ملکیت میں آئیں؟ اور اگر ملکیت نہیں بنتی تھی تو رسول خداؐ نے ان کو کیسے آزاد کیا؟ کیونکہ متفق علیہ اور معروف حدیث میں آیا ہے کہ لا عتق الا فی الملك. آزاد کرنے کا حق صرف ملکیت رکھنے والے کے پاس ہوتا ہے اور ملکیت نہ ہو تو کسی کو آزاد نہیں کیا جا سکتا یہ آزاد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جناب رسول خداؐ، جناب ام ایمن کے مالک تھے اور جناب ام ایمن کے اوپر جناب رسول خداؐ کی ملکیت تو کسی سے

https://downloadshiabooks.com/

خرید کے حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ باپ سے ورثہ میں ملی تھیں اگر رسول وارث نہیں بنتا تو ام ایمن آزاد کیسے ہوئیں۔

اسکے علاوہ جناب سیدہؑ نے انھیں گواہ پیش کر کے خلیفہ کے منھ پر زوردار طمانچہ رسید کیا ہے کہ جس طرح قرآن ملکیت سلیمانؑ و داؤدؑ، ملکیت زکریاؑ و یحییٰؑ کا تذکرہ چھیڑ کر تجھ کذاب کی تکذیب کر رہا ہے اسی طرح ام ایمن کی آزاد زندگی تیرے کذاب ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے۔

حبابہؑ والبیہؓ کی رجعت

جناب ام ایمن کے علاوہ جناب حبابہؑ والبیہ بھی رجعت کریں گی جنھوں نے بڑی لمبی عمر پائی ہے اور ۸ اماموں کی زیارت سے مشرف ہوئی ہیں اور دس دس معصوموں کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے جنھیں امام سجاد علیہ السلام نے ۱۳۰ سال کی عمر اور بڑھاپے میں اپنی انگلی کے ایک اشارہ سے جوان کر دیا تھا اور پھر وہ آٹھویں امام کے زمانہ تک زندہ رہی ہیں اور آپ صاحب الحصاۃ یعنی مہر امامت ثبت شدہ پتھر رکھنے والی خاتون کے نام سے جانی جاتی ہیں وہ بھی لشکر امام زمانہ علیہ السلام کے اندر زخمی ہونے والے مومنین اور اس دور کے بیماروں کی خدمت گزاری کے لئے مبعوث ہوں گی اور اپنی قبر سے باہر نکل کر کافی دنوں تک زندہ رہیں گی۔

جناب سمیہؓ کی رجعت

زمانۂ ظہور امام زمان علیہ السلام میں رجعت کرنے والی محترم و معظم خواتین میں سے ایک اہم نام جناب سمیہ مادر جناب عمار یاسر علیہ السلام کا ہے کہ جنھوں نے کفار و مشرکین قریش کی طرح طرح کی اذیتوں کو سہا، پتھروں سے زخمی ہوئیں مگر کلمۂ توحید سے نہیں پھریں رسول خداؐ کی رسالت پر ایمان واقرار سے باز نہیں آئیں اور بے حساب ظلم و ستم کو برداشت کرتے کرتے

https://downloadshiabooks.com/

شہید ہو گئیں وہ بھی جناب امام زمانہؑ کے لشکر میں زخمی ہو جانے والے مومنین کی مرہم پٹی کرنے کے لئے اور اس دور کے بیمار مومنین کی خدمت گزاری کرنے کے لئے من جانب اللہ دوبارہ اس دنیا میں حکومت عدل وقسط کے حسین ایام میں زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے قبر سے باہر تشریف لائیں گی اور اپنی آنکھوں سے صالحین کا اقتدار اور مستضعفین کی عادلانہ حکومت کے مناظر دیکھیں گی نیز اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر ظلم وستم کرنے والوں سے انتقام لیں گی۔

جناب صُبانہؓ کی رجعت

فاطمیات کے ساتھ زمانۂ ظہور میں واپس آنے والی اور اپنی قبروں سے محشور ہونے والی خواتین میں ایک نام، اس مجاہدۂ بے بدیل جناب صُبانہ کا بھی ہے کہ روئے زمین پر انا ربکم الاعلیٰ کہنے والے بد زبان حاکم فرعونِ مصر کی حکومت کو نظر میں نہ لاتے ہوئے اپنے خدا کی خدائی کے اعلان پر ڈٹی رہیں اور دختر فرعون کی خدمت گزار اور ماشطہ (کنگھی کرنے والی) ہونے کے باوجود اللہ رب العزت کی الوہیت کا اقرار کرتے ہوئے کنگھی گر جانے پر خدا کی خدائی کا شاندار اقرار واظہار کر کے شہید ہوئیں وہ بھی رجعت فرمائیں گی اور امام زمانہؑ کے لشکر کا حصہ قرار پائیں گی اور اپنی دردناک شہادت کا انتقام لیں گی نیز اپنے ننھے ننھے بچوں کے زندہ زندہ نذر آتش کر دینے والے فرعون اور فرعونیوں سے اسی دنیا میں انتقام لیں گی۔

علامہ قیس عطار نے علامہ نیلی نجفی کی کتاب "سرور اہل ایمان" کی تحقیق فرمائی ہے علامہ نیلی نجفی آٹھویں صدی ہجری کے بزرگ عالم ہیں یہ کتاب علاماتِ ظہور امام صاحب الزمانؑ پر مشتمل ہے اور اس لئے کہ ان علامتوں کے ذکر سے اہل ایمان کو سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے کتاب کا نام ہی (سرور اهل الایمان فی علامة ظهور صاحب الزمان علیہ السلام) رکھا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

علامہ نیلی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی مذکورہ روایت کو اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے اور محقق گراں قدر نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ روایت کے اندر چار خواتین کے تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت معروف تھیں اور ان کی رجعت مفضل ابن عمر کے نزدیک معلوم و مسلم تھی لہذا ان کے اسماء گرامی کو امام نے اپنی حدیث میں بیان نہیں فرمایا ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ حضرت امام صادق نے پہلے ۱۳ خواتین کی رجعت بیان کی اور نام ذکر کرتے کرتے چار کے نام معاذاللہ بھول گئے یا پھر یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ امام صادقؑ نے تو ذکر کیا ہو لیکن مفضل نے ان چار کی مسلم رجعت کے پیش نظر نقل روایت کرتے وقت ان کا نام نہ لیا ہو یا پھر تیسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعد کے راویوں نے ان چار کے نام حذف کر دئے ہوں یا نسخہ برداروں نے لکھتے وقت ان کے نام حذف کر دیئے ہوں وغیرہ یہ سارے احتمالات ضرور ہیں لیکن ان چار خواتین کی رجعت یقینی ہے بہر حال ان چار خواتین کے نام اس طرح ہیں: جناب آسیہ بنت مزاحم زن فرعون، جناب سارہ زوجۂ خلیل خداؑ، جناب مریمؑ مادر حضرت عیسیٰؑ، اور جناب کلثوم یا کلثم خواہر حضرت موسیٰؑ۔

علامہ قیس عطار فرماتے ہیں: **الظاهر ان الاربع الاخريات هنّ اللواتی بعثهنّ الله لخديجة عند ولادة فاطمة عليها السلام و هن آسية بنت مزاحم و سارة و مريم بنت عمران، كلثوم بنت عمران اخت موسیٰ بن عمران**، بظاہر وہ چار خواتین جو زمانۂ رجعت میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گی وہ وہی خواتین ہیں جنھیں اللہ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولادت کے وقت حضرت خدیجہؑ کی دیکھ بھال کے لئے مبعوث فرمایا تھا پھر علامہ قیس عطار فرماتے ہیں: **ولعلهنّ لم يذكرن لمعروفتهنّ**، اور شاید ان کی شناخت و معرفت مسلم ہونے کی خاطر ان کا نام نہیں ذکر کیا گیا ہے یعنی سب جانتے ہیں کہ یہ چار بزرگ خواتین

https://downloadshiabooks.com/

یقیناً رجعت میں رجوع فرمائیں گی[1]۔

زُبیدہؓ بنت جعفر

اگرچہ رجعت کرنے والی خواتین میں زُبیدہ کا نام ذکر ہوا ہے مگر یہ صراحت نہیں پائی جاتی کہ کون سی زُبیدہ؟اس لئے کہ اس نام کی بہت سی خواتین گزری ہیں مگر ظن غالب یہی ہے کہ رجعت کرنے والی زبیدہ سے مراد معروف زبیدہ،ہارون الرشید عباسی ملعون کی زوجہ اور محمد امین عباسی کی ماں ہی ہے کیونکہ یہ عظیم الشان خاتون بقول جناب شیخ صدوق: **انہا کانت من الشیعۃ فلما عرف انہا منہم حلف بطلاقہا**[2]: زبیدہ، شیعوں میں سے تھیں اور جب ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس نے زبیدہ کو طلاق دینے کا حلف اٹھالیا۔

اگرچہ مخالفین نے اس عورت کی بڑی تعریف کی ہے اور بہت سے کارہای خیر کی انجام دہی کے گُن گائے ہیں لیکن ان سب کے باوجود زبیدہ کا اچھی خواتین کے زمرہ میں رجعت کرنا سمجھ میں نہیں آتا لہذا قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ رجعت کرنے والی زبیدہ وہی زبیدہ زوجۂ ہارون الرشید ملعون ہے۔

البتہ بعید بھی نہیں ہے زبیدہ رجعت کریں کیونکہ زبیدہ کو ذاتی طور پر شیعہ ہونے کے ناطے اور کارہائے خیر انجام دینے کی بدولت نیز اس گھٹن کے ماحول میں شیعیت پر باقی رہنے، تقیہ کرنے اور ہر چار سو ظلم و ستم سے پُر ماحول میں اور وہ بھی شہزادی پھر رانی بن جانے کے باوجود حق پر باقی رہنے اور قرآن و عترت سے لگاؤ اور خانۂ خدا کے زائرین کے لئے پانی وغیرہ کی سہولت

(1) سرور اہل الایمان، ص۱۱۵۔

(2) مستدرک سفینۃ البحار، الشیخ النمازی الشاھرودی، ج۴، ص۲۷۶ نقلا عن الصدوق فی المجلس۔

https://downloadshiabooks.com/

فراہم کرنے کے باعث،اللہ نے ان کی قدر دانی کرے اور نعمات دنیاوی سے مزید نوازے اور حکومتِ اہل بیت علیہم السلام کی شان دیکھنے کے لئے دوبارہ حیات دے اور وہ رجعت میں پاکیزہ خواتین کے ہمراہ رجعت کریں بہر حال یہ کوئی بعید بھی نہیں ہے۔

زبیدہ کے بعض کارہائے خیر

تاریخ میں آیا ہے کہ مکہ معظمہ میں پانی کی بڑی تکلیف تھی اور دور ہارون عباسی میں حاجیوں کو ایک مشک پانی ایک اشرفی میں خریدنا پڑتا تھا حکام جور اپنی عیش و عشرت کی زندگی میں مست تھے اور حاجیوں اور خانۂ خدا کے زائرین کے لئے کوئی معقول بندوبست نہیں تھا جب زبیدہ حج کرنے گئی تو اس نے نزدیک سے حاجیوں کی تکلیف کو ملاحظہ کیا اور حکم دیا کہ پہاڑوں کو توڑ کر چٹّانوں کو ہٹا کر دس میل کے فاصلہ سے پانی لایا جائے اس حکم کے پیش نظر زبیدہ کے مالی وکیل نے کہا: یلزمك نفقة كثيرة ایسی صورت میں بہت بڑا سرمایہ آپ کو لگانا پڑے گا زبیدہ نے کہا: اعملها و لو كانت ضربة فأس بدينار، پانی کا اہتمام کرو دور سے لانے میں جو بھی خرچ ہو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے یہ کام ہونا چاہیئے اس کے لئے مجھے چاہے ایک مرتبہ پھاوڑا چلانے کے بدلے ایک دینار (اشرفی) کیوں نہ دینے پڑیں میں دونگی۔

تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ زبیدہ کے پاس ایسی ۱۰۰ کنیزیں تھیں جو سب کی سب حافظ کل قرآن تھیں وہ انھیں روزآنہ تین پارہ تلاوت کرنے کا حکم دیتی تھیں اور اسی طرح روزانہ ان کے آنگن میں قصر کے اندر قرآن مجید کی تلاوت کی صدائیں بلند رہتی تھی سفینۃ البحار میں محدث قمی کے الفاظ ملاحظہ ہوں: كان يسمع في قصرها كدوّي النحل من قراءة القرآن: زبیدہ خاتون کے قصر سے قرآن کی تلاوت کی آواز اسی طرح آتی رہتی تھی جس طرح

https://downloadshiabooks.com/

شہد کی مکھیوں کے چھتہ سے مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز آتی رہتی ہے[1]۔

زبیدہ کا اصلی نام امۃ العزیز تھا،اس کے دادا منصور دوانقی نے اس کے چہرے کی آب وتاب اور خوبصورتی کے باعث زبیدہ لقب دیا تھا زبیدہ کی شادی اپنے چچازاد بھائی ہارون الرشید سے بغداد میں ماہ جمادی الاول ۱۶۲ھ میں ہوئی تھی۔

زبیدہ، زبدۃ کا مصغر ہے یعنی وہ لڑکی جو مکھن کی طرح نرم ونازک اور نہایت خوبصورت ہوتی ہے۔

شباہت امام مہدیؑ بہ رسول خداؐ

حضرت امام مہدی علیہ السلام خَلق و خُلق دونوں میں جناب رسول خداؐ سے بے حد مشابہ ہیں حتیٰ کہ نام ولقب بھی دونوں بزرگواروں کا ایک جیسا ہے اور حضرت امام مہدیؑ چند مخصوص دستور کے علاوہ تمام امور میں جناب رسول خداؐ کی سیرت و سنت پر کاربند ہوں گے شباہت محمدیؐ میں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام نے چند چیزوں کی خاص طور سے یاد دہانی فرمائی ہے جیسے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: اما (سنة) من محمد صلی الله علیه و آله و سلم فالخروج بالسیف[2]، یعنی جناب رسول خداؐ سے امام مہدیؑ کی شباہت، تلوار کے ساتھ قیام میں ہے یعنی جس طرح جناب رسول خداؐ نے دفاعی جنگ کے لئے تلوار اٹھائی تھی اسی طرح امام مہدیؑ بھی دفاعی جنگ کے لئے تلوار اٹھائیں گے اور کئی ماہ تک جنگ کریں گے۔

---

(1) مستدرک سفینۃ البحار، ج۴، ص۲۷۷۔

(2) کمال الدین، باب ۳۱، ص ۳۵۰، ح۳۔

https://downloadshiabooks.com/

اسی طرح حضرت امام محمد باقرؑ نے شباہت محمدیؐ و مہدویؑ کو بیان کرتے ہوئے فرمایاہے:**و اما سنته من محمد صلی الله علیه و آله فیهتدی بهداه و یسیر بسیرته**[1]:اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے جد بزرگوار سے جو شباہت رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ امامؑ کی سیرت طیبہ وہی جناب رسول خداؐ کی سیرت ہوگی اور آپ انھیں کے دستور ہدایت پر کاربند ہوں گے۔

سنیوں کے ایک اشکال کا جواب

جناب موسیٰ علیہ السلام سے جناب امام مہدی علیہ السلام کو شباہت ضرور حاصل ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ اور وہ یہ کہ جناب موسیٰؑ زمانۂ غیبت میں لازم الاتباع نہیں تھے بلکہ ظہور کے بعد ان کے دستور پر عمل اور ان کی اطاعت واجب ہوئی تھی اسی طرح ہم اہل سنت بھی امام مہدیؑ کے آنے بعد اور ان کے ظہور کے بعد ان کا اتباع اور ان کی اطاعت کریں گے۔

جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ زمانۂ غیبت میں بھی لازم الاتباع تھے اور ان کے ظہور سے پہلے بھی ان کے شیعوں کے وجود کا تذکرہ خود قرآن نے کیا ہے اس کے علاوہ شخص موسیٰؑ آنکھوں سے اوجھل تھے ورنہ ان کی دعوت و شریعت جتنا بھی ظاہر ہوگئی تھی اتنے پر عمل پیرا ہونا قوم کے اوپر لازم تھی نیز ان کے ظہور کی علامتیں اور ان کی ہدایتیں اور دساتیر ان کے ظہور سے پہلے موجود تھے (البتہ سارے احکام نہیں) جن کی اطاعت و پابندی لازم تھی اسی طرح جناب امام مہدیؑ کی ہدایات اور ان کے دستورات پر جو ہم تک پہنچے ہیں لازم الاتباع ہیں اور جناب رسول خداؐ کے احکامات کی بنیاد پر ان کی احادیث کی روشنی میں امام مہدیؑ کے وجود و ولادت اور دیگر متعلقہ امور پر ایمان و اعتقاد لازم ہے ورنہ دستور خدا اور رسول خداؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور ویسے بھی

(1) کمال الدین، باب ۳۳، ص ۳۷۹، ح ۴۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اپنے زمانے کے امام کی شناخت ضروری ہے اس پر دسیوں روایات دلالت کرتی ہیں۔

شباہت کی ایک وضاحت:

کوئی یہ اشکال نہ کردے کہ جناب رسولِ خداؐ کا دین، تلوار کے زور پر پھیلا ہے اور اسی طرح حکومت مہدویؑ بھی تلوار کے زور پر قائم ہوگی اور یہ کوئی حسن کی بات نہیں ہے نیز روایت میں رسول خداؐ سے امام مہدیؑ کی شباہت میں "سیف" کا ذکر، اسلام کے چہرہ کو دہشتگرد چہرہ ظاہر کرتا ہے وغیرہ۔

جواب یہ ہے کہ اسلام بقدر ضرورت تلوار سے بھی پھیلا ہے اور اس کے مان لینے میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے جہاں ضرورت تھی پیغمبر خداؐ نے تلوار اُٹھائی اور جب تک زبان وبیان سے کام چل سکا تلوار کے زور پر کچھ نہیں کیا ہے. اسی طرح امام زمان علیہ السلام بھی پہلے تین تین دن تک سمجھائیں گے، دلائل پیش کریں گے اور بڑی متانت و سنجیدگی کے ساتھ پہلے منحرف ترین لوگوں کو بھی علامات وآثار امامت دکھلا کر حتی بعض معجزات کے ذریعہ دعوت دینگے لیکن جب پانی سر سے اونچا ہو جائے گا اور زبان وبیان کا دائرہ کار ختم ہو جائے گا تو تلوار بھی اُٹھائیں گے اور بہت سے سرکش و طاغی آپ کی تلوار کا مزہ چکھیں گے جن میں کچھ اپنے تو کچھ پرائے بھی شامل ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے قائمؑ میں اپنے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ سے جو شباہت پائی جاتی ہے وہ یہ کہ آپ یکایک تلوار سے کام نہیں لیں گے بلکہ؛ **واما من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ فالقیام بسیرتہ و تبیین آثارہ ثم یضع سیفہ علیٰ**

https://downloadshiabooks.com/

عاتقه ثمانية اشهر فلا يزال يقتل اعداء الله حتى يرضىٰ الله عزوجل[1]: پہلا کام امام علیہ السلام یہ کریں گے کہ جناب رسولِ خداؐ کی شریعت وسیرت کی تبیین فرمائیں گے ان کے آثار ومآثر کی تفسیر و تشریح فرمائیں گے اس کے بعد (جب زبان و بیان سے نہیں مانیں گے) تب تلوار اٹھائیں گے اور آٹھ مہینہ تک جنگ کریں گے اور اس قدر تلوار چلائیں گے اور جنگ کریں گے یہاں تک کہ خداوند متعال راضی وخوشنود ہو جائے گا (یہ جملہ خود بول رہا ہے کہ دشمنِ خدا کا قتل نہ کیا جانا، اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے)۔

راوی نے پوچھا یا ابن رسول اللہؐ امام مہدیؑ کو کیونکر یہ علم ہو گا کہ اب خدا راضی ہو گیا ہے؟ شاید سوال کرنے والا یہ تصور لیکر سوال کر رہا ہے کہ وحی الٰہی اور فرشتوں کی آمد ورفت کا سلسلہ تو ختم ہے تو پھر کیسے امام کو پتہ چلے گا کہ اللہ خوش ہو گیا ہے؟ امام باقر علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: يلقى الله عز و جل فى قلبه الرحمة: اللہ عزوجل ان کے دل میں مروت ورحمت ڈال دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک دشمنان خدا کا خاتمہ نہیں ہو گا دلِ امام مہدیؑ میں دشمنوں کی نسبت شدت و سختی اور قہر وغصہ پایا جائے گا اور آپ ان کا کام تمام کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا صفایا ہو جائے گا اور عدل وانصاف کی حکومت قائم ہو جائے گی۔

بحار الانوار میں علامہ مجلسی نے مفصل طریقے سے شباہت کا تذکرہ فرمایا ہے آپ نے امام مہدیؑ کے متعلق جلد ۵۱ میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت میں ذکر کیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اسی طرح من جانب اللہ منصور ومومید ہوں گے جس طرح جناب رسول خداؐ کو اللہ کی طرف سے فرشتوں کی صورت میں مدد ملی تھی اور اسی کے ساتھ حضرت رسول خداؐ کے ذریعہ دوسری اقوام وملل پر سخت خوف ودبدبہ طاری تھا یہی صورت حال حضرت امام زمانہ علیہ

(1) کمال الدین، باب ۳۲، ص ۳۵۷، ح ۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کے یہاں بھی ہو گی آپ جہاں تشریف لے جائیں گے وہاں سے ایک ماہ کے فاصلہ پر دشمنوں کے اندر خوف وہراس اور رعب طاری ہو جائے گا (جس وقت امام مہدی علیہ السلام دشمنان دین کو قتل کر رہے ہوں گے ایک روایت میں ہے کہ وہ گریہ فرماتے جارہے ہوں گے شاید اس لئے کہ آپ کو اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ کی شہادت کا منظر اور آپ کے اوپر پڑی مصیبت کی یاد ستائے گی) نام کی شباہت، لقب کی شباہت، صفات کی شباہت، سیرت کی شباہت، اور اسی طرح بہت سے ظاہری و باطنی صفات و کمالات میں امام زمانہ علیہ السلام اپنے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ کے مشابہ ہیں۔

امامؑ کی ہم سے محبت

حضرت امام زمان علیہ السلام اپنے چاہنے والوں سے بڑی محبت فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایک شفیق باپ کی طرح ہیں اور آپ کے چاہنے والے آپ کے فرزندوں کے مانند ہیں اور ہر باپ اپنے فرزندوں سے محبت کرتا ہے جو امام شفیق باپ کی مانند ہے وہ یقیناً اپنے بیٹوں سے محبت کریں گے اس کے علاوہ تمام اہل بیتؑ کے چاہنے والے، شجر نبوت و امامت کے پتوں کی طرح ہیں اور پتوں پر عنایت، شجر کے تنے و شاخوں کا ہی کام ہے۔

نیز حضرات اہل بیتؑ کے چاہنے والے ان کی باقیماندہ طینت سے خلق ہوئے ہیں لہذا اس جہت سے بھی ان کے اپنے شیعوں اور چاہنے والوں سے محبت کا ایک پہلو ہے اور جس طرح ان کے شیعوں کے دل ان کی طرف مائل اور جھکے رہتے ہیں ویسے ہی اہل بیتؑ اور بالخصوص زمانے کے امام علیہ السلام بھی اپنے چاہنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور شفقت فرماتے ہیں انہیں کی بدولت ہم پیدا ہوئے ہیں، باقی ہیں اور سانس لے رہے ہیں اور وہ ہماری موت و حیات دونوں میں ہم پر مہربان ہوتے ہیں ہمارے جنازے کی تشییع کرتے ہیں انھیں کی بدولت ہماری دعائیں

https://downloadshiabooks.com/

مستجاب ہوتی ہیں انھیں کی بدولت ہماری حاجتیں روا ہوتی ہیں اور وہ ہمارے نامۂ اعمال کو دیکھ کر ہر شبِ جمعہ اگر اچھے ہوتے ہیں تو خوش ہو کر زیادتی کی دعا کرتے ہیں اور اگر برے ہوتے ہیں تو ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لئے استغفار کرتے ہیں لہذا اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم بھی ان کے لائق فرزند اور مخلص دوست کے مانند بن جائیں اور ان کی اطاعت کریں اور انھیں بارگاہ خداوندی میں شرمندہ نہ کریں۔

یہ بات بھی ہم پر مخفی نہ رہے کہ امام زمان علیہ السلام کی ہم سے محبت کی وجہ کوئی رشتہ داری نہیں ہے بلکہ اللہ پر ہمارے ایمان اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی بنیاد پر ہے لہذا خدا و رسولؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی محبت و شفقت کے دائرہ میں باقی رہنے کے لئے ہمیں اپنے ایمان و عقیدہ پر پابر جا اور اطاعت و عبادت الٰہی میں کوشاں رہنا ہوگا ورنہ نہ صرف یہ کہ ہم محبتِ خدا اور رسولؐ اور معصومینؑ سے محروم ہو جائیں گے بلکہ گناہ اور کثرت سے نافرمانیوں کے باعث ان کو اذیت پہنچانے والے بن جائیں گے اور اگر اللہ و رسولؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کو آزار پہچانے والے بن گئے تو دنیا و آخرت میں لعنتِ الٰہی اور اس کی نفرت کا شکار ہو جائیں گے اور پھر سوائے اُخروی بد بختی کے اور کچھ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ما یتقرب الی اللہ تبارك و تعالیٰ الاّ بالطاعة[1] کوئی بھی بندہ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا ہے مگر اس کی اطاعت کے ذریعہ، یعنی جو جس قدر بارگاہ الٰہی میں قرب خدا حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اتنی ہی اطاعت الٰہی بجالائے اور قرب خداوندی حاصل کرے اور نہ صرف یہ کہ عبادت و طاعت سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے بلکہ انسان ائمہ طاہرین علیہم السلام کا بھی چہیتا بن جاتا ہے امام باقر علیہ

(1) الکافی، ج ۲، باب الطاعۃ والتقویٰ، ص ۷۵، ح ۳۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام فرماتے ہیں: من کان للہ مطیعا فھو لنا ولیّ[1]، جو شخص اللہ کا مطیع و فرماں بردار بن جاتا ہے وہ ہمارا دوست بن جاتا ہے۔

یعنی حضرات اہل بیتؑ نے اپنی دوستی کا معیار، خداوند متعال کی اطاعت و بندگی کو قرار دیا ہے بس اور جتنا جتنا ہم اطاعتِ خدا میں آگے بڑھتے جائیں گے اتنا اتنا شفقت و محبتِ اہل بیتؑ اور ان کی عنایتوں کے سایہ میں آگے چلیں جائیں گے اور ان کی کمال محبت کو حاصل کر لیں گے۔

لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور ہم جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانیوں کے مرتکب ہونے لگے تو یقیناً خدا کی رحمت سے دور ہونے کے ساتھ ساتھ اہل بیتؑ کی شفقت و محبت کو کھو دیں گے اور خدا نخواستہ کبھی ایسا مرحلہ آسکتا کہ جس کے بعد سوائے بد بختی و شقاوت کے اور کچھ نہیں ملتا اور خدا و رسولؐ نیز اہل بیتؑ سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور نہ صرف یہ کہ انسان دنیا میں لعنت کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ بغض اہل بیت کا مرتکب ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد جہنم کے علاوہ اور کوئی ٹھکانا نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی بہت قابل غور ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ما من عبد الّا و علیہ اربعون جُنۃ حتی یعمل اربعین کبیرۃ النکشفت عنہ الجنن و یوحی اللہ علیھم ان استروا عبدی باجنحتکم فتستر الملائکۃ باجنحتھا قال فما یدع شیئا من القبیح الا قارفہ حتی یمتدح الی الناس بفعلہ القبیح فیقول الملائکۃ یا رب ھذا عبدك ما یدع شیئا الا رکبہ و انا لنستحی مما یصنع فیوحی اللہ عزوجل علیھم ان ارفعوا اجنحتکم عنہ[2]: ہر بندۂ خدا کے اوپر چالیس قسم کی سپر ہوا کرتی ہے جو اسے بے عزت

(1) الکافی، ج ۲، باب الطاعۃ والتقویٰ، ص ۷۵، ح ۳۔

(2) الکافی، ج ۲، باب الکبائر، ص ۲۷۹، ح ۹۔

https://downloadshiabooks.com/

ہونے اور ذلیل و رسوا ہو کر آخرت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے سے بچاتی رہتی ہیں یہاں تک کہ بندہ بڑے بڑے چالیس گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے تو یکے بعد دیگرے وہ سپر اس کے اوپر سے ہٹا دی جاتی ہے لیکن بحکم خدا، اللہ کے فرشتے اپنے پروں سے اسے ڈھانپتے رہتے ہیں مگر ایک منزل ایسی بھی آجاتی ہے کہ فرشتے بھی شرمندہ ہو جاتے ہیں تو پھر خدا ان سے کہتا ہے کہ اب تم اس کے اوپر سے اپنے پروں کا سایہ بھی ختم کر دو۔

جب یہ منزل آجاتی ہے تو امام امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: **فاذا فعل ذالك اخذ فی بغضنا اهل البيت فعند ذلك ينتهك ستره فی السماء و ستره فی الارض فيقول الملائكة يا رب هذا عبدك قد بقی مهتوك الستر فيوحی الله عزوجل عليهم لو كانت لله فيه حاجة ما امركم ان ترفعوا اجنحتكم عنه** اس وقت انسان اہل بیت طاہرین علیہ السلام سے دشمنی اور ان سے بغض رکھنے پر اتر آتا ہے اور بغض اہل بیت کا مطلب مکمل طریقہ سے بد بختی و شقاوت اور جہنمی بن جاتا ہے نہ آسمان والوں سے اس کے گناہ چھپے رہتے ہیں اور نہ ہی اہلِ زمین پر اس کی بد بختی و شقاوت پوشیدہ رہ جاتی ہے فرشتے اس موقع پر پھر ایک بار، بارگاہ خداوندی میں درخواست گزار ہو جاتے ہیں کہ پالنے والے کیا کوئی ترکیب ہے کہ یہ بندہ راہ راست پر آجائے اور مفتضح نہ ہو سدھر جائے تو اللہ عزوجل ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ اگر اللہ کو اس بندہ سے کوئی سروکار ہوتا تو تمھیں اپنے پروں کو اس سے ہٹا لینے کا کیوں حکم دیتا؟!۔

اللہ کی عنایتوں اور معصومینؑ کی شفقتوں کا دائرہ بہت وسیع ہے مگر انسان اپنے کو اتنا بھی خدا کا نافرمان نہ بنالے کہ اللہ کی طرف سے جسم و روح انسانی پر تعینات کی گئی چالیس سپر بھی یکے بعد دیگرے ختم ہو جائیں اور فرشتے بھی اس کی پردہ پوشی کرنے سے منع کر دئے جائیں اور انسان بغض اہل بیتؑ کی نجس ترین نجاست میں مبتلا ہو جائے اور پھر سوائے ابدی شقاوت اور جہنم کے

https://downloadshiabooks.com/

اس کا کوئی ٹھکانہ نہ رہ جائے خداوند متعال ہمیں اپنا نافرمان نہ بنااور نہ ہی ہمیں ذلیل ورسوافرما کہ ہم تیرے مجرم اوراہل بیتؑ کے مجرم بن جائیں خدایا صدقہ میں محمد وآل محمد علیہم السلام کے ہمیں ہمیشہ نیک کردار بننے اور اپنے اولیاء وائمہ طاہرین علیہم السلام کا فرماں بردار بنائے رکھ اور ہماری نسل بھی کبھی بغضِ اہل بیت علیہم السلام کی نجس ترین نجاست سے آلودہ نہ ہو۔آمین یارب العالمین۔

مخالفین سے جنگ

مخالفین سے جنگ ہماری دلی ودیرینہ تمناہے وہ مخالفین خاص طورسے جنہوں نے آل محمد علیہم السلام اوران کے چاہنے والوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے ہیں امام زمان علیہ السلام اس مشن کو پورا کریں گے اور اس تمنا کو عملی جامہ پہنائیں گے لہذا ہمیں ان کے جلد ظہور کی دعا کرنی چاہئیے تاکہ مخالفین اسی دنیامیں کچھ حدتک اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائیں۔

ان مخالفین میں دشمنِ خدا سے لیکر دشمنان اہل بیت علیہم السلام اور جملہ دشمنان شیعیان سبھی شامل ہیں اور خداکے دشمنوں سے انتقام لیناحجت خداکا حق ہے بلکہ ان پر اس وقت لازم وواجب ہو جائے گا جب انھیں معجزاتی طور پر ظہور کا وقت آجانے کا علم ہو جائے گا کیونکہ روایات میں وارد ہوا ہے:**له علم اذا حان وقت خروجه انتشر ذلك العلَم من نفسه**، امام مہدیؑ کے پاس ایک پرچم ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب آپ کے ظہور کا وقت آجائے گا تو وہ پرچم خود بخود کھل کر لہرانے لگے گا:**وانطقه الله عز و جل فناداه العلم**،اور اللہ عزوجل اس پرچم کو قوت گویائی عطا کردے گا تو وہ پرچم حضرت امام زمان علیہ السلام کو پکار کر کہے گا **اخرج یا ولی الله فاقتل اعداء الله**،اے ولی خدااور اے حجتِ الٰہی آپ اب ظہور فرمائیں اور دشمنان خدا کو قتل کریں، پرچم کا خود سے کھل کر لہرانے لگنااور امام

https://downloadshiabooks.com/

زمانؑ کو پکار کر ظہور کی دعوت دینا یہ دو الگ الگ ظہور کے وقت کی آمد کی علامت اور نشانی ہیں۔

اور دشمنانِ خدا کو قتل کرنے کے لئے صرف پرچم ہی نہیں بلکہ آپ کی تلوار بھی دعوت دے گی اور وہ بھی امام زمان علیہ السلام کے ظہور کا وقت بتانے میں خدا کی عطا کردہ نشانی اور علامت ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے "**وله سيف مغمد**" کہ جس وقت آپ کے ظہور کا وقت آن پہنچے گا تو: **اذا حان وقت خروجه اقتلع ذلك السيف من غمده**: امام علیہ السلام کی ذوالفقار خود بخود نیام سے باہر نکل آئے گی اور: **و انطقه الله عز و جل فناداه السيف**۔ اللہ عزوجل آپ کی ذوالفقار کو بھی قوت گویائی عطا کردے گا اور وہ امام زمان علیہ السلام کو پکار کر کہے گی **اخرج يا ولي الله فلا يحل لك ان تقعدَ عن اعداء الله فيخرج عليه السلام و يقتل اعداء الله حيث ثقفهم و يقيم حدود الله و يحكم بحكم الله عزوجل**۔ اے ولی خدا اور اے امام زمانؑ آپ ظہور فرمائیں اب آپ کے لئے دشمنانِ خدا سے جنگ کرنے میں تاخیر کرنا اور بیٹھے رہنا حلال نہیں ہے یہ سن کر امام زمانؑ ظہور فرمائیں گے اور جہاں جہاں بھی دشمنان خدا ایسے ہوں گے سب کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنا شروع کردیں گے حدود الٰہی کا اجراء فرمائیں گے اور دستوراتِ الٰہی کو نافذ فرمائیں گے[1]۔

امام زمان علیہ السلام کی جنگوں میں مومنین و مومنات کے ساتھ فرشتے بھی شریک ہوں گے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے داہنی جانب ہوں گے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے بائیں جانب ہوں گے اس کے علاوہ جنات کی شرکت بھی روایات میں ذکر ہوئی ہے جو امام علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر دشمنان خدا کا قلع قمع کریں گے۔

(1) کمال الدین، باب ۲۴، ص ۲۹۶۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمنوں سے جنگ اور اعداء الٰہی سے لڑائی روز ازل سے طے شدہ امر ہے جس کا تذکرہ اللہ نے شبِ معراج اپنے رسولؐ سے بھی کیا تھا جب اللہ نے رسول اللہؐ کو ان کے خلفاء و جانشین کا تعارف کرایا اور ۱۲ اماموں کا ذکر چھیڑا تو آواز قدرت آئی اے ہمارے نبی! **یامحمد! اوصیاءك المکتوبون علیٰ ساق العرش**[1] آپ کے اوصیاء کے اسماء گرامی ساق عرش پر مکتوب ہیں پیغمبر اسلامؐ نے اب جو عرش اعظم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا: **فرایت اثنی عشر نوراً فی کل نور سطر اخضر**، آپ نے ۱۲ انوار کا مشاہدہ کیا اور ہر نور کے بیچ سبز رنگ کی تحریر دیکھی اور وہ تحریر آنحضرتؐ کے اوصیاء کے اسمائے گرامی تھے پہلے وصی و جانشین حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آخری خلیفہ و جانشین حضرت امام مہدی علیہ السلام تھے۔

اس وقت آواز قدرت آئی اے ہمارے نبیؐ "**عزتی و جلالی و اظھرن بھم دینی و لاعلین بھم کلمتی**" ہم انھیں کے ذریعہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دیں گے: **وَلَاُظھِرنَّ الارض بآخرھم من اعدائی**، اور ان اوصیاء و اصفیاء میں آخری وصی و خلیفہ کے ذریعہ روئے زمین کو میں اپنے دشمنوں سے پاک صاف کر دیں گے اور اس قدر امن و امان قائم ہو جائے گا اور روئے زمین تمام تر آلودگیوں سے پاک و صاف ہو جائے گی کہ انسان تو انسان، درندے اور بھیڑئے بھی بکریوں اور دیگر کمزور جانوروں کے ساتھ زندگی بسر کریں گے شام و عراق کے مابین جوان عورتیں پیدل چل کے جا رہی ہوں گی نہ انھیں کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا اور نہ ہی انھیں کسی انسان یا جانور سے ڈر محسوس ہو گا اور ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ اگا ہو گا۔

مخالفین سے جنگ میں مومنین زخمی بھی ہونگے اور شہید بھی، مگر ردعمل کچھ انوکھا ہو گا یہ تو طے ہے کہ مومنین کو چالیس چالیس لوگوں کی طاقت دیدی جائے گی لیکن اس کے باوجود

(1) کمال الدین، باب ۲۴، ص ۲۹۶۔

https://downloadshiabooks.com/

جنگ جنگ ہے کبھی پانسہ پلٹ جاتا ہے اور جیتی ہوئی جنگ بھی ہار میں بدل جاتی ہے جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا تھا مگر وہاں چند لالچیوں کے حکم رسول خداؐ سے تجاوز کی بنیاد پر جیتی ہوئی جنگ کا نقشہ بدل گیا تھا اور امام زمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایسی کوئی خیانت کا سراغ نہیں ملتا لیکن یہ بھی طے ہے کہ دشمن بھی اس زمانہ میں کافی ترقی پزیر اور طاقتور ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے کبھی کبھی پاور فل مومنین نہ صرف زخمی ہوں گے بلکہ شہید بھی ہوں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: **من ادرك قائمنا فقتل معه كان له اجر شهيدين**[1]، جو شخص ہمارے قائم کو درک کر لے اور پھر ان کے ہم رکاب ہو کر دشمنوں سے جنگ و جہاد میں شہید ہو جائے اس کے لئے دو شہید کا اجر و ثواب ہے، ظہور کے بعد دشمن کے ہاتھوں شہید ہونے والا مجاہد مومن دُہرا اجر و ثواب پائے گا لیکن دشمن کو تہہ تیغ کرنے والا مجاہد مومن زندہ رہ کر بھی ۲۰ شہید کا اجر و ثواب حاصل کرے گا: **من قتل بين يديه عدوّاً لنا كان له اجر عشرين شهيداً**۔

یہ فرق کیوں ہے؟ شاید نہایت ہوشیاری اور اپنی ۴۰ گنا طاقت کا صحیح سے استعمال کرنا اور نہ کرنا باعث تفاوت اجر ہے اور یہ بات بھی طے ہے کہ دشمن کو کمزور نہ سمجھ کر نہایت ہوشیاری برتنا تمام مومنین کی ذمہ داری ہو گی اور چونکہ شہید ہونے والا اس زاویہ سے دشمنوں کو قتل کرنے والے مومن سے اپنی طاقت کے استعمال میں ہوشیاری برتنے میں کچھ حد تک ناکام رہا ہے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوا ہے لہذا اجر و ثواب میں اس قدر فرق پیدا ہو گا البتہ یہ بھی کیا کم ہے کہ عام شہید کے بجائے اسے دُہرا ثواب مل رہا ہے لیکن اس کے باوجود زندہ رہ کر دشمنوں کے وار سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کر کسی ایک دشمن کو واصل جہنم کرنے والے مومن کا اجر ۲۰

(1) امالی شیخ طوسی: ج۱، ص۲۳۶۔ وسائل الشیعۃ، ج۲۷، ص۱۶۸، ح۴۸۔

https://downloadshiabooks.com/

شہیدوں کے اجر کے برابر ہو گا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام اس حدیث کے ذریعہ آئندہ آنے والے مومنین کو بتلانا چاہ رہے ہوں کہ نہایت طاقتور بنو اور طاقت ور بننے کے ساتھ زیرک و تیز بین بھی بنو تا کہ تمہیں دشمن پسپانہ کر سکے اور شجاعت و دلیری کا استعمال اور طاقت کا اِعمال نہایت ہوشیاری سے ہونا چاہئے ورنہ شہید ہوئے تو دُھرا اجر اور دشمن کو مار گرایا تو ۲۰ گنا اجر ہے اور دونوں صورتوں میں مومن کا ہی فائدہ ہے۔

مخالفین کی تعداد آج اس قدر کثیر ہے کہ کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور آئندہ نہ جانے کتنے مخالفین مزید پیدا ہوں گے اس صورت میں ان سے جنگ کا مطلب یہ ہے کہ بہت بڑی تعداد میں لوگ مارے جائیں گے اور ظاہر سی بات ہے کہ مخالفین سے مراد صرف سُنی نہیں ہیں بلکہ ہر وہ مخالف مراد ہے جو شیعہ دوازدہ امامی نہیں ہے تو پھر قتل ہونے والوں کی تعداد نا قابل شمار ش ہو گی اور زمین پر شرق و غرب عالم میں خون ہی خون ہو گا کیونکہ قتل ہونے والوں کی تعداد ہی بے حساب ہو گی؟!

اس سلسلہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمان پڑھنے کے لائق ہے ابن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے امام کاظم علیہ السلام سے قول خداوند متعال(**و له اسلم من فی السمٰوات و الارض طوعاً و کرهاً**) کے بارے میں سوال کیا تو امام کاظم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا : یہ آیتِ شریفہ حضرت قائم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو شرق و غرب عالم میں موجود تمام یہودیوں، نصرانیوں، ملحدوں، زندیقوں، مرتد لوگوں اور کافروں کے سامنے اسلام پیش فرمائیں گے جو فرماں برداری کے ساتھ اسلام قبول کر لے گا اسے نماز، زکات اور دیگر جو احکام و فرائض ایک مسلمان کو دئے جاتے ہیں اسے بجالانے کا حکم دیں

https://downloadshiabooks.com/

گے۔

لیکن جو اسلام قبول نہیں کرے گا امام زمان علیہ السلام اس کی گردن کاٹ دیں گے یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں کوئی ایسا انسان نہیں بچے گا کہ جو موحّد اور فرزند توحید نہ بن جائے ظاہر ہے کہ ماننے والوں کی بڑی کثرت ہو گی مگر نہ ماننے والوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہو گی تو آخر کتنے لوگوں کا خون بہے گا؟

سوال تو مناسب ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دنیائے یہودیت و نصرانیت گھٹنے ٹیک دے گی اور اس طرح غیر مومن رہ جانے والوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور جس طرح یہ سوال ہمارے ذہن میں آیا ہے اسی طرح عصر امام کاظمؑ میں ابن بکیر کے ذہن میں بھی آگیا تھا لہذا انہوں نے امام سے پوچھ لیا کہ مولیٰ میں آپ پر قربان ہو جاوں خلائق کی تعداد تو بہت زیادہ ہو گی آخر کتنے لوگ موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے ؟ تو امام کاظم علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا تھا: ان اللہ اذا اراد امراً قلل الکثیر و کثر القلیل[1]، کہ اللہ عزوجل جب کسی امر کا ارادہ کرلیتا ہے تو قلت کو کثرت میں اور کثرت کو قلت میں بدل دیتا ہے۔اس کلام سے ہو سکتا ہے کہ امام کی مراد یہ ہو کہ ان کے ظہور تک نہ جانے کتنے لوگ طاعون اور جنگوں کی وجہ سے مارے جا چکے ہوں گے اور کثرتِ دشمن، قلت میں بدل چکی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ امام کی مراد یہ ہو کہ علائم ظہور اور نزول عیسیٰؑ وغیرہ کے باعث لوگوں کی اکثریت اسلام قبول کرلے گی تو کم لوگوں کو تہہ تیغ کرنا پڑے گا یا پھر معجزاتی طور پر سفیانی کے ہزارہا ہزار لشکر کی طرح کسی آفت سے دشمن کی کثرت، قلت میں بدل جائے جیسے زمین میں دھنس جانا، بجلی گرنا وغیرہ کا شکار ہو کر کثیر تعداد، امام کے ہاتھوں قتل سے پہلے ہی ماری جا چکی

(1) البحار، ج ۵۲، ص ۳۴۰، ح ۹۰۔

https://downloadshiabooks.com/

ہو گی۔

امام مہدیؑ اور صبر و شکیبائی

صبر ہ علیہ السلام

ہر نبی اپنے زمانہ کا بڑا صابر انسان ہوتا ہے صفتِ صبر میں بقیہ اچھی صفتوں کی طرح کوئی شخص کسی نبی کے اوپر فوقیت و برتری حاصل نہیں کر سکتا ہے صبر ایوبیؑ مشہور ہے صبر یعقوبیؑ معروف ہے صبر یوسفیؑ کا چرچا ہے صبر نوحؑ کا کیا کہنا، ساڑے نو سو سال تک قوم کی یلغار اور طرح طرح کی اذیتوں پر صبر کرتے رہے لیکن آخر کار ایک روز صبر کا پیمانہ چھلک ہی گیا اور بارگاہ خداوندی میں بے صبری کا اقرار کرتے ہوئے قوم کے حق میں بددعا کر ہی ڈالی اور پوری قوم بلکہ ساری بشریت کو سوائے چند باایمان صاحبان کشتی کے موت کے منھ میں ڈھکیل دیا اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

حضرت ایوبؑ کا صبر زبان زد عام و خاص ہے انبیاء علیہم السلام میں ان کا صبر، صرف مشہور ہی نہیں بلکہ روایات اہل بیت علیہم السلام میں بھی صبر ایوب کی مثال ذکر کی گئی ہے لیکن جس کی زندگی مختصر، اس کا عذاب، اس کی مصیبت، اس پر اذیت، اس پر آفت و بلا کی حدّت بھی مختصر ہوتی ہے کہاں جناب ایوب کی مختصر زندگی میں چند روزہ بلائیں اور کہاں فخر ایوبؑ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی حیات اور مسلسل اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا روز ان کے سامنے ان کے چاہنے والوں کو کس قدر شکنجہ و عذاب، قتل و غارت کیا جارہا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ہے اس سے قبل سارے ائمہؑ کے اوپر ہوئے ظلم و ستم اور ان بزرگواروں نے مصائب و آلام کا علم ہوتے ہوئے صبر کیا ہے خاص طور پر غریبِ کربلا سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی مصیبتوں

https://downloadshiabooks.com/

پر صبر کرنا وغیرہ اپنی مثال آپ ہے اسی لئے اس عظیم صابر امام کے صبر کی مثال روایات میں صبر ایوبؑ سے دی گئی ہے جو در حقیقت وقتی دور کی مثال ہے ورنہ امام زمانؑ مسلسل عذاب و مصیبت میں ہیں اور آپ اپنوں اور پرایوں کی طرف سے اذیت برداشت کر رہے ہیں روز کار وز ہمارے بُرے اعمال ان کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور وہ اس سے رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔

یقینا حضرت یعقوبؑ کو بہت حزن و ملال تھا آنکھیں چلی گئی تھیں فراقِ یوسفؑ میں بوڑھے ہو گئے تھے فراق یوسف میں کمر خمیدہ ہو گئی تھیں، لیکن فخر یعقوب حضرت امام مہدی علیہ السلام مسلسل اپنے احباء اپنے آباء طاہرینؑ سے دور ہیں فراق و ہجران کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ ساری اذیتیں اور تکلیفیں اس وقت مزید تکلیف دہ بن جاتی ہیں جب ان کا سلسلہ جاری اور پائیدار ہو جاتا ہے حضرت امام زمانؑ برس ہا برس سے صبر و شکیبائی پر کاربند ہیں۔

قرآن مجید نے صبر ایوبؑ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے ارشاد قدرت ہوتا ہے (انا وجدناہ صابراً[1]) ہم نے ایوبؑ کو بندۂ صابر پایا ہے جناب علامہ شیخ محمد بن علی بن شہر آشوب نے جناب ایوب علیہ السلام کو انبیاء کرامؑ میں "سب سے بڑا صابر" اور اوصیاء عظام میں حضرت امام امیر المومنین علی علیہ السلام کو "سب سے بڑا صابر" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جناب ایوبؑ نے صرف تین سال بلاؤں کو جھیلا ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے صرف تین سال تو شعب ابی طالب میں مصیبتیں جھیلی ہیں اس کے بعد پوری زندگی مظلوم رہے ہیں۔

علامہ ابن شہر آشوب کے الفاظ یہ ہیں: ایوب علیہ السلام اصبر الانبیاء و علی علیہ السلام اصبر الاوصیاء) حضرت ایوبؑ، نبیوں میں سے بڑے صابر نبی تھے اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام وصیوں میں سب سے بڑے صابر وصی ہیں۔

---

(1) سورۂ ص: آیت ۴۴۔

https://downloadshiabooks.com/

میں جناب علامہ ابن شہر آشوب کی مخالفت تو نہیں کر سکتا ہوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا جس کا زمانۂ صبر زیادہ ہوتا ہے، جس کے اوپر مصیبتیں زیادہ پڑتی ہیں وہ انسان بہر حال سب سے بڑا صابر ہوتا ہے اس جہت سے اگر ملاحظہ کیا جائے تو ہمارے زمانے کے مولا و آقا حجت زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اصبر الناس ہیں کیونکہ آپ مسلسل اپنے چاہنے والوں کی مصیبتوں پر اور ان کے اوپر گزر رہے شدائد کو دیکھ رہے ہیں اور نہ جانے کتنی تکلیفیں سہ رہے ہیں۔

صبر ایوبؑ کا بیان

باب شباهته بأيوب عليه السلام

حضرت ایوب علیہ السلام اگرچہ تین سال یا دوسرے قول کی بناء پر سات سال چند ماہ بڑی سخت اذیتوں کا شکار تھے مگر اس سے قبل ۸۰ سال تک نعمتوں میں گھرے ہوئے تھے اولاد، اموال، صحت و تندرستی اور حسن و جمال میں ان کا کوئی مثل نہیں تھا لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ان کی زبان پر دبے لفظوں میں شکوہ آہی گیا اور انھوں نے بقول قرآن کہہ دیا: **و ایوب اذ نادیٰ ربه انی مسّنیَ الضُر و انت ارحم الراحمین**[1]، "خدایا مجھے مصیبت نے آگھیرا ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے" اس کے بعد اللہ نے انھیں شفاء دیدی سارے مال و منال واپس کر دئے، سارے دکھ درد ختم ہو گئے، ساری بیماریاں دور ہو گئیں ،اور پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئے اتنے کہ آپ کی زوجہ جب روتی ہوئی آپ کو ڈھونڈھ رہی تھیں تو ایوبؑ نبی کو دیکھ کر پہچان نہیں سکیں اور جب حضرت ایوبؑ کے چہرے پر نظر پڑی تو وہ بولیں:

(1) سورۂ انبیاء: آیت ۸۳۔

https://downloadshiabooks.com/

"ایوبؑ جب صحیح سلامت تھے تو اے بندۂ خدا تجھ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے" جناب ایوبؑ نے اپنا تعارف کرایا تو حیرت میں پڑ گئیں اور پھر جناب ایوبؑ نے سارا ماجرا کہہ سنایا اور جب کسی نے حضرت ایوبؑ سے پوچھا کہ مصیبتوں کے ایام میں سب سے زیادہ آپ کو کب تکلیف پہنچی ؟ کس چیز سے آپ کو بہت زیادہ دکھ ہوا؟ تو جناب ایوبؑ نے کہا (ما کان اشد علیك فی بلائك؟ قال: شماتة الاعداء)[1] "سب سے زیادہ دکھ دشمنوں کی شماتت اور سرزنش سے پہنچا ہے"۔

آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی مد ظلہ حضرت امام زمانؑ کی توصیف میں حدیث لوح فاطمی کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں لا مظلوم فی عصرنا مثله حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مانند ہمارے دور میں کوئی مظلوم نہیں ہے اس کے بعد صبر ایوبؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کیا آپ نے کسی ایسے صابر انسان کو دیکھا ہے کہ جس کے سامنے سے سارے حجابات ہٹا دیئے گئے ہوں اور وہ واقع امور اور حقیقت کو اس کی اصل حالت پر دیکھ رہا ہو اور صبر کر رہا ہو۔

امام زمانؑ اپنی جدۂ ماجدہ کی قبر پر پہونچتے ہوں گے ان کی نگاہوں کے سامنے ان کی مادر گرامی کی ساری مصیبتیں مجسم ہو جاتی ہوں گی وہ ٹوٹی ہوئی پسلیوں کو دیکھ رہے ہوں گے وہ جسم علیل کو دیکھ کر کیسے صبر کر رہے ہوں گے وہ کربلا پہنچ کر سید مظلوم کے جسم اطہر کے ٹکڑے ٹکڑے، گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندے ہوئے جسم اقدس کو دیکھ کر کیسے صبر کرتے ہوں گے ؟ وہ نجف اشرف پہنچ کر اپنے جد بزرگوارؑ کے سر اقدس پر ابن ملجم کے وار سے ہوئے زخمی سر کو دیکھ کر کیسے صبر کرتے ہوں گے صبر ایوبؑ کہاں اور صبر فخر ایوبؑ کہاں؟ کوئی موازنہ ہی نہیں کیا

(1) البحار، ج ۱۲، باب ۱۰ (قصص ایوبؑ) ص ۳۷۱۔

https://downloadshiabooks.com/

جاسکتا۔

اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے اجداد طاہرینؑ کے صبر کو صبرِ ایوبیؑ سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جتنی اذیت ہمارے نبیؐ کو ہوئی ہے اتنی کسی نبی کو نہیں ہوئی ہے جس میں حضرت ایوبؑ بھی شامل ہیں حضرت نوحؑ بھی شامل ہیں حضرت یعقوبؑ و حضرت یوسفؑ بھی شامل ہیں اسکے علاوہ جناب رسول خداؐ کو تسلی دیتے ہوئے خداوند متعال نے یہ نہیں کہاہے **فاصبر کما صبر ایوب النبی** بلکہ ارشاد ہوتا ہے **فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل**[1] "اولواالعزم پیغمبروں نے حضرت ایوبؑ سے زیادہ صبر و شکیبائی نہ کی ہوتی تو رسول خداؐ کو ان کے مانند صبر کا حکم نہ دیا جاتا۔

یہی صورتِ حال حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بھی ہے اگرچہ محل بحث روایت میں کہا گیا ہے کہ **علیہ،،،،،صبر ایوب** لیکن یہ تشبیہ بظاہر بالعکس ہے کیونکہ عوام کو **زید کالاسد** تو سمجھایا جاسکتا ہے **اسد کالزید** یعنی برعکس مالوف و مشہور تشبیہ کا سمجھانا مشکل ہے اسی طرح ائمہ طاہرین علیہم السلام کو بعض انبیاءؑ سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ مشبہ بہ ہوگئے تو وہ عظیم ہیں بلکہ قوم کا ہاضمہ مد نظر رکھ کر تشبیہات ذکر ہوتی رہی ہیں۔

امام مہدیؑ اور امام صادقؑ

خلاد بن قصار کا بیان ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا حضرت قائم علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں؟ تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: **لا، و لو ادرکتهُ لخدمته ایام حیاتی** نہیں ابھی آپ پیدا نہیں ہوئے ہیں اور اگر میں انھیں پالیتا تو اپنی ساری

(1) احقاف ۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

زندگی ان کی خدمت گذاری میں صرف کر دیتا[1]۔

امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام زمان علیہ السلام کے جد امجد ہیں ان کے آباء کے بھی باپ ہونے کے ناطے امام زمانہؑ سے افضل و برتر ہیں لیکن حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میں امام معصوم، حجتِ خدا، حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت کا شرف حاصل کر لوں تو ہمیشہ ان کی نوکری کروں گا ان کی خدمت میں سراپا تسلیم رہوں گا۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کی حلق سے یہ روایت نہ اُترے لیکن کوئی بعید نہیں ہے کہ ایک بزرگ اپنے چھوٹے کی عظیم خدمات کے پیش نظر اس کی خدمت انجام دے جناب رسول خداؐ نے جناب امیر المومنینؑ نے جناب سیدہ نساء العالمینؑ نے امامین حسنین علیہما السلام کی خدمت و ناز برداری کی ہے ان دونوں بزرگواروں کی عظیم قربانیوں، خاص طور سے حضرت امام حسینؑ کی انمول قربانی کے پیش نظر امام حسین علیہ السلام پر جان چھڑکی ہے تو امام صادق علیہ السلام اگر اپنے لال امام زمان علیہ السلام کی خدمت کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

عظمتِ امام زمانہ علیہ السلام کے قائل پنجتن پاکؑ کے بعد ہر امام رہے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام نے نام سن کر سراپا قیام کیا ہے اور سر پر ہاتھ رکھ کر امام مہدی علیہ السلام کے تعجیل فرج کی دعا کی ہے حضرت امام امیر المومنینؑ نے فرزند نرجس پر اپنے ماں باپ یعنی ابو طالبؑ اور فاطمہ بنت اسدؑ کو قربان کرنے کی بات کہی ہے یعنی رسول خداؐ کے عظیم ترین چچا اور جناب رسول خداؐ کی ماں جیسی چچی بھی فرزند نرجس پر یعنی جناب امام مہدی علیہ السلام پر قربان ہو سکتے ہیں۔

---

(1) الغیبۃ للنعمانی، ص ۲۵۰، ح ۴۶۔

https://downloadshiabooks.com/

نویں امامؑ سے لیکر گیارہویں امامؑ تک زندگیوں کا بیشتر حصہ، حضرت امام مہدیؑ کی غیبت کے اسباب فراہم کرنے میں ان کے سلسلہ میں شکوک وشبہات کا جواب دینے میں اور زمینہ غیبت فراہم کرنے میں گزرے ہیں اور نہ جانے ان اماموں نے اور ان کے ادوار کے شیعوں نے صرف امام زمان علیہ السلام کی خاطر کتنی سختیاں اور ظلم وستم سہے ہیں اور شکنجے برداشت کئے ہیں تو پھر افضل کون ہوا؟

بعض روایات کی روشنی میں صریحی طور پر بعض علماء اعلام نے حضرت امام زمانہؑ کو امام زین العابدینؑ سے لے کر حضرت امام حسن عسکریؑ تک سارے اماموں پر افضل وبرتر مانا ہے بلکہ بعض صریحی روایات میں ان کی افضیلت وغیرہ کا ذکر بھی آیا ہے تو کوئی مخدوم اپنی عظمت کے پیش نظر بزرگوں کی تربیت وخدمت کا مستحق ہو جائے تو کیا تعجب ہے اس سے بھی تعجب کا مقام ان لوگوں پر ہے جو جناب رسول خداؐ کے بعد حتیٰ امیر المومنین علیہ السلام کو پہلے دوسرے پر موخر کرتے ہیں اور تیسرے کے سلسلہ میں بعض شبہات کا شکار ہیں وہ لوگ بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شیخین پر برتری کے قائل ہیں!۔

یہ توطے ہے کہ ہر شیعہ جناب امیر المومنینؑ کو بعد رسول خداؐ **افضل الناس، اعلم الناس، اشجع الناس، احلم الناس** وغیرہ وغیرہ مانتا ہے اور ان کے اوپر سبقت لے جانے والوں پر سبّ وشتم اور لعنت کرتا ہے لیکن جو لوگ حتیٰ کہ امیر المومنین علیہ السلام کو شیخین کے بعد کا درجہ دیتے ہیں وہ بھی حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں بعض تابعین سے یوں نقل کرتے ہیں: **عن محمد بن سیرین قال: یکون فی ھذہ الامۃ خلیفۃ لا یُفضّل علیہ ابو بکر ولا عمر** [1]) خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے معروف تابعی ابن سیرین کا فرمان

(1) المصنف، ح ۳۷۶۵۰، باسناد صحیح۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ ان کا اپنا اجتہاد ہو کسی صحابی کے واسطے سے رسول خداؐ کی حدیث نہ ہو لیکن ایک بات تو طے ہے کہ حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام تابعین کی نظر میں کس قدر عظمت واہمیت اور فضیلت رکھتے ہیں ابن سیرین کے کلام کا ترجمہ سنیں:

"اس امت میں ایک ایسا بھی خلیفہ ہوگا جس کے اوپر ابو بکر کو بھی افضیلت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی عمر کو افضیلت حاصل ہوگی یعنی وہ خلیفہ ہمارے (تابعین کے) سب سے زیادہ بڑے بزرگ صحابہ اور خلفاء پر بھی برتری رکھتا ہوگا اصل میں ابن سیرین سے سوال ہوا تھا کہ: "المهدی خیر او ابوبکر و عمر؟ قال هو خیر منهما و یعدل بنبیّ" ابو بکر و عمر افضل ہیں یا حضرت امام مہدیؑ؟ تو ابن سیرین نے نہ صرف افضیلت امام مہدی علیہ السلام کا اعلان و اعتراف کیا بلکہ ہمارے اوپر اعتراض کرنے والے بعض مخالفین کے منھ پر تالا لگانے کا کام کیا ہے ہمارے اوپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم حضرت علیؑ کو بعض انبیاء پر برتر و افضل سمجھتے ہیں یہ جرُم ابن سیرین نے بھی کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ تو ابو بکر و عمر سے بھی افضل و بہتر ہیں ان کا موازنہ انبیاءؑ سے کیا جانا چاہیئے یعنی حضرت امام مہدیؑ، اصحاب رسول خداؐ کے رابر نہیں بلکہ انبیاء کے برابر ہیں[1]۔

امام مہدیؑ کی خدمتگذاری

ایک مشہور و معروف حدیث جس میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں آخری حجتِ خدا حضرت امام مہدی علیہ السلام کو درک کر لیتا تو اپنی ساری زندگی کے ایام (شب و روز) آپ کی خدمت کرنے میں صرف کر دیتا۔ یہ جملہ مبالغہ نہیں ہے کیونکہ امام معصوم کا مبالغہ جھوٹ ہو جائے گا اور جھوٹ رجس ہے جو امام معصوم کے قریب بھی نہیں جا سکتا ہے اور

(1) تاریخ الخمیس ۲/۲۸۹ عقد الدار ۱۴۸۔

https://downloadshiabooks.com/

نہ ہی امام مجازی طور پر شیعوں کو للکارنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کیونکہ مجاز کی یہاں گنجائش نہیں ہے بلکہ حضرت امام صادق علیہ السلام یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کو ہم ائمہ طاہرین کے اوپر فضل و شرف حاصل ہے، وہ ہمارے مخدوم ہیں اور ہم ان کے خادم ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کہ جن کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ اطاعت الٰہی و عبادت پروردگار میں صرف ہوتا ہے وہ اس سے بھی بڑی اطاعت اور بڑی عبادت میں اپنی عمر کے سارے ایام بسر کرنا چاہتے ہیں یعنی امام صادقؑ ہمیں یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ خدمت امام زمان علیہ السلام، خدا کی دیگر امور میں اطاعت و عبادت سے بڑھ کر عبادت و اطاعت ہے۔

خدمت امامؑ کے وسیلے

امام زمان علیہ السلام کی خدمت کے بہت سے وسیلے ہیں خدمت اگرچہ بظاہر روبرو ہوتی ہے لیکن امام کی نصرت و خدمت کا دامن بڑا وسیع ہے بہر حال ہر خدمت امام، امام کی نصرت ہے اور ہمیں دونوں عنوان کا لحاظ رکھنا چاہیئے، امام مہدی علیہ السلام کی خدمت و نصرت درج ذیل امور سے بھی کی جاسکتی ہے:

۱۔ جن جن احکام و دساتیر کو امامؑ نے صادر فرمایا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

۲۔ ایسے اعمال انجام دیں جن سے امامؑ کی توقیر و تجلیل ہو اور ان کا ذکر خیر ہوتا رہے۔

۳۔ امامؑ کے تعجیل فرج کی دعائیں کریں خاص کر وہ دعائیں پڑھیں جو ائمہ علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

۴۔امامؑ کے ذکر فضائل و مناقب کے لئے بزمیں سجائیں اور محافل برپا کریں۔

۵۔امام علیہ السلام کے سلسلہ میں کتابیں تالیف کریں ترجمہ و تحقیق اور مقالہ نگاری کریں۔

۶۔امام علیہ السلام کے متعلق مباحث اور تھیسس لکھیں اور مسابقے کے پروگرام برپا کریں۔

۷۔امامؑ کے چاہنے والوں کی خدمت کریں اور ان کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں۔

۸۔امامؑ سے متعلق تمام امور کا احیاء کریں اور خلوص نیت کے ساتھ اعمال خیر انجام دیں وغیرہ۔

امام مہدیؑ اور عزت و شان اولیاءؒ

ماثور دعاء ندبہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ندا دیتے ہوئے ہر صبح جمعہ مومنین اپنی اپنی زبانوں پر یہ ورد کرتے ہیں: **این معزّ الاولیاء** :اے دوستوں کو عزت و وقار عطا کرنے والے امام و حجت خدا آپ کہاں ہیں؟ علامہ تقی موسوی فرماتے ہیں یہ عزت و وقار مومنین کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد حاصل ہوگا ظہور سے پہلے نہیں بلکہ غیبت کے زمانے میں اولیاءالٰہی کو طرح طرح کی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دعاء ندبہ کا یہ فقرہ بھی ظہور کے بعد اولیاءالٰہی کو جو عزت و وقار حاصل ہونے والا ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے یعنی اے دوستوں کو عزت و آبرو عطا کرنے والے امام آپ کہاں ہیں؟ اور چونکہ امام کے ظہور کے بعد یہ عزت و شرف اور اکرام و تعظیم ہونی ہے لہذا مومنین کو اس جہت سے بھی امام کے جلدی ظہور کی دعا کرنی چاہیئے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام زمانہؑ آکر جس طرح دوستوں کو عزت و آبرو بخشیں گے اسی طرح دشمنوں کو ذلیل و رسوا بھی کریں گے اور نہ صرف دشمنوں کو ذلیل و رسوا کریں گے بلکہ دشمنوں کے سرغناؤں کی بھی لٹیاڈبوئیں گے اور ان کی لاشوں کو قبر سے نکال کر پہلے پھانسی پر لٹکائیں گے پھر آگ لگادیں گے اور یہ کام صرف ایک بار نہیں ہوگا بلکہ متعدد بار ان ملعونوں کی اس طرح توہین و تذلیل کی جائے گی۔

حضرت امام زمان علیہ السلام کائنات کی ہر شی پر تصرّف رکھتے ہیں اور ان کی ہر شی مطیع و فرمانبردار ہے وہ ذرے ذرے کے امام و پیشوا ہیں ہر شی اپنے طور سے امام و حجتِ خدا کی تعظیم و تکریم کرتی ہے لیکن بعد ظہور امام زمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا بھی اس قدر محترم و معظم ہو جائیں گے کہ کائنات کی ہر شئی ان کی بھی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گی یہاں تک کہ بحری و بری درندے بھی اصحاب خاص امام زمان علیہ السلام کی خوشنودی و رضایت حاصل کرنے کی طلب میں ہوں گے اور اصحابِ امام زمان علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر کام میں ان کی اطاعت کریں گے اور ان کے دستور کے منتظر رہیں گے تاکہ ان کی رضا کے لئے کوئی بھی کام کر گزریں،:

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: **فلیس من شی الا و ھو مطیع لھم** : کائنات کی ہر ہر چیز ان کی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گی **حتی سباع الارض و سباع الطیر تطلب رضاھم فی کل شی**، یہاں تک کہ فضاؤں میں درندگی کی صفت کے حامل پرندے، روئے زمین پر چلنے پھرنے والے درندے، سب کے سب ان کی خوشنودی ہر شی میں حاصل کرنے کی تاک میں ہوں گے یہ عزت و شانِ اصحاب امام زمان علیہ السلام ہے تو پھر امامؑ کی خود عزت و جلالت کا کیا عالم ہوگا؟

https://downloadshiabooks.com/

اولیاء و محبان معصوم کی عزت و شان بعد ظہور امام زمان علیہ السلام اس قدر بڑھ جائیگی کہ روئے زمین کے وہ علاقہ جہاں کوئی ولی امام زمانہ علیہ السلام سکونت پزیر ہوگا خاص طور سے جس جس علاقہ سے ان کا گزر ہوگا وہ علاقہ دوسرے علاقہ پر فخریہ انداز میں کہتے ہونگے آج ہمارے سینہ پر فلاں ولی خدا اور امام زمانؑ کے فلاں ساتھی کا گزر ہوا ہے عبارت امام باقر علیہ السلام ملاحظہ ہو۔

آپ فرماتے ہیں: حتی تفخر الارض علیٰ الارض و تقول مرّ بی الیوم رجل من اصحاب القائم علیه السلام آج میرا اقبال بلند ہوا اور آج میں تم دیگر سرزمینوں پر ناز کرتی ہوں کہ آج حضرت امام زمان علیہ السلام کا فلاں صحابی میرے سینہ پر رواں دواں ہوا ہے۔ یہ عزت و توقیر اور یہ عزت و جلالت، اصحاب قائم علیہ السلام کو یوں ہی نہیں مل جائیگی بلکہ ان کی زحمتوں کا صلہ اور بے حد مصیبتوں کو جھیلنے کے بعد بے حد پختہ ہو جانے کے باعث ملے گی[1]۔

امام مہدیؑ اور نبی لوطؑ

باب شباهته بلوط علیه السلام

جناب لوط نبی اللہ نے اپنی قوم والوں کو بڑی گندی و گھنونی برائی سے باز رکھنے کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں لیکن ان کی طاقت و حمایت محدود تھی لہذا وہ بس ایک ہی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو پائے اگر انھیں حضرت امام زمان علیہ السلام کے مانند قوت و سطوت مل جاتی تو وہ اپنی قوم والوں کو سدھارنے میں کامیاب ہو جاتے اسی طرح ان کو ایسے مددگار نہیں ملے جو

(1) کمال الدین، باب ۵۸، ص ۷۰۱، ح ۲۵۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام زمان علیہ السلام کو(۳۱۳)اصحاب باوفا ملیں گے۔

جناب لوطؑ نے دو تمنا ظاہر کی تھی ایک تو یہ کہ اے کاش انھیں حضرت امام زمان علیہ السلام کے مانند اصحاب ملے ہوتے کہ جن کے دل پتھر اور لوہے سے بھی زیادہ سخت ہوں گے (نہایت بہادر ہونگے)اور وہ اگر لوہے کے پہاڑ کے پاس سے گزر رہے ہوں گے اور انھیں حکم خدا یا رسولؐ یا حکم امام زمانؑ مل جائے گا تو وہ اسے بھی کاٹ پیٹ دیں گے، ظاہر ہے کہ اتنی طاقت ہمیں سوائے معصومینؑ کے کسی غیر معصوم کے یہاں ابھی تک نظر نہیں آئی ہے مگر اصحابِ امام زمان علیہ السلام ایسے ہی ہونگے۔

اصحابِ امام زمان علیہ السلام کی عزت و عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت لوطؑ جیسا معصوم نبی، غیر معصوم اولیاء امام زمان علیہ السلام کی چاہت کا اظہار کر رہا ہے اور قرآن مجید نے اس تمناء لوطؑ کو اپنے ان الفاظ میں حیاتِ جاوید دے دی ہے ارشاد خالق ہوتا ہے کہ (لو ان لی بکم قوۃ أو آوِی الی رکن شدید)[1] اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں (ما کان لوط علیہ السلام لقومہ "لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید" الا تمنیاً لقوۃ القائم علیہ السلام و لا ذکر الاّ شدۃ اصحابہ)" حضرت لوطؑ نے جناب امام مہدیؑ کی قوت و طاقت کی تمنا کی تھی اور ان کے اصحاب کی بہادری و شجاعت کو یاد کیا تھا اس لئے کہ اصحابِ امام زمانؑ میں سے ہر ایک وفادار کو ۴۰ بہادروں کی طاقت یکجا مل جائے گی[2]۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب

(1)کمال الدین، باب۵۸، ص۷۰۱، ح۲۶۔

(2)سورہ ہود: آیت ۸۰۔

https://downloadshiabooks.com/

امام زمان علیہ السلام شہر نجف تشریف لائیں گے اور یہاں پر آکر حضرت رسول خداؐ کے پرچم کو لہرائیں گے تو کئی ردّ عمل ظاہر ہوگا ایک تو یہ کہ ۱۳ ہزار فرشتے آسمان کی بلندیوں سے بھاگ کر خدمتِ امام زمان علیہ السلام میں آجائیں گے دوسرے یہ کہ قبروں میں مومنین کے اجسام تروتازہ ہو جائیں گے اور وہ اندر ہی اندر قبر میں جاکر ایک دوسرے کی زیارت کریں گے اور ہر ایک دوسرے کو قیام و ظہور امام زمان علیہ السلام کی بشارت دیں گے اور تیسرا ردّ عمل یہ ظاہر ہوگا کہ امام کی خدمت میں پہنچنے والا ہر مومن صرف ۳۱۳ ہی نہیں بلکہ امامؑ کی ولایت کا معترف ہر بندۂ مومن چالیس بہادروں کی یکجا شجاعت و بہادری حاصل کرلے گا۔

دعاء ندبہ کا دوسرا فقرہ: **و مذلّ الاعداء**؟ بھی واضح ہے حضرت امام زمان علیہ السلام دشمنان خدا کو مختلف طریقوں سے ذلیل و رسوا کریں گے ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہوگا کہ وہ زمینیں جو کہ مفتوح عنوہ ہیں یا جنگوں میں حاصل ہوئی ہیں اور ان میں سے اہل بیتؑ کا حق نہیں دیا گیا ہے امام زمان علیہ السلام ان تمام سرزمینوں کے باشندوں کو وہاں سے باہر نکال دیں گے اور حق اہل بیتؑ چھیننے اور کھانے والے بڑی حقارت کے ساتھ اِدھر اُدھر مارے مارے پھریں گے مگر جو زمینیں شیعیانِ اہل بیتؑ کے ہاتھ میں ہوں گی ان کو ان کے سپرد کرکے اس کے محصول کا خمس لیں گے جس سے دشمنوں سے جنگ کرنے میں مدد لیں گے روایات میں وارد ہوا ہے کہ امام زمان علیہ السلام انھیں اس حال میں غاصبوں کو مفتوح زمینوں سے نکالیں گے کہ **و ھم صغرۃ** کہ وہ حقیر و ذلیل ہوں گے "۔

مفرداتِ واقعہ:

رشیق، در حقیقت احمد بن الحسن المادرانی نامی شخص کا پہرادار تھا۔ مادرانی کے حالات کو شیخ عباس قمی نے کتاب الکنی والالقاب ج ۳، ص ۷۰ پر ذکر کئے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

معتضد عباسی کے بجائے معتمد عباسی صحیح ہے کیونکہ معتضد عباسی ۲۷۹ھ خلیفہ بنا ہے اس سے قبل یعنی امام حسن عسکریؑ کے دور میں معتمد عباسی (معتضد عباسی کا چچا) خلیفہ تھا، اور یہ واقعہ معتمد عباسی کے دور کا ہے نا کہ معتضد عباسی کے دور کا۔ لیکن میرا ماننا ہے کہ متن روایت میں معتضد عباسی ہی درست ہے، اور معتضد عباسی نے ہی امام زمان علیہ السلام کے گھر پر حملہ آور ہونے اور امامؑ کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہیوں کو سامراء بھیجا تھا۔ اور یہ واقعہ امام زمانؑ کی جوانی بلکہ ادھیڑ عمر کا ہے جو امام زمانہؑ کے پانی پر بچھائے گئے مصلی پر نماز پڑھنے سے متعلق ہے، اور "صاحب البیت" کے عنوان سے خطاب خود بول رہا ہے کہ کسی سن رسیدہ شخص سے خطاب کیا جارہا ہے۔

رشیق نامی ہارون رشید کا بھی ایک غلام تھا اس کا بیان ہے کہ ایک بار ہارون ملعون نے امام موسی کاظم علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا میں قریب پہنچا تو امام کاظم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک کے عصا کو لہرا کر زمین پر پھینک دیا زمین پر پہنچنے سے پہلے وہ عصا سانپ بن گیا، اور پکڑنے کے لئے ہارون کی طرف لپکا اور اس کی گردن کو لپیٹ لیا، اور وہ شدید تپ میں مبتلا ہو گیا اور میری طرف اشارہ کیا کہ امام کو چھوڑ دوں۔ جب میں نے امام کو چھوڑا تو سانپ نے بھی ہارون رشید کی گردن چھوڑ دی۔

علامہ نمازی شاہرودی نے مستدرکات علم رجال میں فرمایا ہے معتضد عباسی نے امام زمانؑ کے گھر پر چھاپہ مارنے کے لئے اپنے سپاہیوں کو بھیجا تھا، اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ وہ خلیفہ بن چکا تھا یعنی سنہ ۲۷۴ھ میں اور حضرت امام زمان علیہ السلام اس وقت جوانی کی عمر میں تھے اور گھر کے اندر دوسرے حجرے میں پانی کے اوپر مصلی بچھائے نماز پڑھ رہے تھے۔

احمد بن المادرانی (المادرائی) کی بدولت اہل رے شیعہ ہوئے اور یہ کام معتمد عباسی کے

https://downloadshiabooks.com/

دور میں ۲۷۵ھ میں ہوا احمد بن محمد بن خالد البرقی صاحب کتاب محاسن کو شہر رے میں انھوں نے ہی پناہ دی تھی، جبکہ ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری قمی نے قم سے باہر نکال دیا تھا، کیونکہ احمد اشعری بہت سے شیعوں کو غالی سمجھتے تھے، اور ان کو شیخ مفید نے مقصرین میں جانا ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ دونوں کے حق میں امام عصر علیہ السلام کی طرف سے توقیع صادر ہوئی ہے، اور یہ اشعری بہت سے معتمدین پر اعتماد نہیں کرتے تھے جیسے ابن محبوب اور یونس بن عبد اللہ وغیرہ۔

۱۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ : **یا جُندل فی زمن کل واحدٍ منھم سُلطان یعتریه و یؤذیه**، اے جندب بن جنادہ یاد رکھو کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے دور میں کوئی نہ کوئی سلطان جائر ہوگا جو اس زمانہ کے امام کے درپئے آزار ہوگا اور اس امام کو زمانہ کے بادشاہِ ظالم سے اذیت اٹھانی پڑے گی[1]۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے امام زمان علیہ السلام کے ہاتھوں روئے زمین کے عدل و انصاف سے پُر ہو جانے کی خبر دی پھر فرمایا ان کی غیبت کے زمانہ میں صبر کرنے والوں کے لئے شجرہ طوبیٰ ہے اور ان کی غیبت میں تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ ان کی راہ پر چلنے والوں کے لئے طوبیٰ ہے انھیں لوگوں کے بارے میں قرآن مجید نے کہا ہے ''اور وہ لوگ جو کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں'' اور انھیں لوگوں کی توصیف میں یہ آیت اتری ہے ''وہی تو اللہ کا لشکر ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح و رستگاری سے ہمکنار ہونے والا ہے''۔ کتاب الحجۃ میں (**یعیّرہٗ و یوذیه**) ہے یعنی اس زمانہ کا سلطان اپنے زمانہ کے امام کو صرف آزار و اذیت ہی نہیں دے گا بلکہ ان کی سرزنش و ملامت بھی کرتا رہے گا۔

(1) البرھان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص۹۱ (سورۃ النور، آیۃ ۵۵)۔

https://downloadshiabooks.com/

۲۔ حضرت امام علی امیر المومنین علیہ السلام نے غیب کی تعریف و توضیح میں فرمایا ہے کہ، **الغیب : یومُ الرجعة، و یوم القیامة و یوم القائم** ؑ غیب تین دن ہیں پہلا غیب کا دن، رجعت کا دن ہے، دوسرا غیب، قیامت کا دن ہے، تیسرا غیب، حضرت قائم کے قیام کا دن ہے۔

اس کے بعد امام امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: یہی ایام آل محمد علیہم السلام، اور یہی تین دن آل محمد علیہم السلام کے ایام ہیں یعنی ان کے اختیارات اور شان و شوکت کے ایام ان کے فضائل و مناقب کے ظہور کے دن ہوں گے، اور انھیں تین دنوں کی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے، یعنی ایام اللہ ہی ایام آل محمد علیہم السلام ہیں پھر امام امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں : **فالرجعة لھم، و یوم القیامة لھم، و حُکمهُ الیھم، و معوّل المومنین فیه علیھم**، رجعت، آل محمدؑ کی ہو گی یعنی اس روز سارے اختیارات آل محمد علیہم السلام کے ہاتھوں میں ہوں گے اور اسی طرح قیامت کا دن بھی انھیں کا دن ہے، کیونکہ قیامت والے دن انھیں کا حکم چلے گا اور اس روز مومنین کو انھیں پر بھروسہ ہو گا[1]۔

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ ایام اللہ تین عدد ہیں، اور تین کے تینوں دن غیب ہیں جن کا تعلق آل محمد علیہم السلام سے ہے لہذا ان تینوں دنوں پر ایمان رکھنے والے ہی پکے مومن ہیں اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے بھی **الذین یومنون بالغیب** کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ غیب سے مراد وہی دن ہیں جن میں سے ایک حشر و نشر کا دن ہو گا دوسرا حضرت قائم آل محمدؑ کے ظہور کا دن ہے اور تیسرا دن رجعت ائمہ طاہرینؑ کا دن ہے۔

(1) معجم احادیث الامام المھدی علیہ السلام، الشیخ علی الکورانی العاملی، ج۵، ص۱۹۰۔

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدیؑ اور حضرت موسیٰؑ

باب شباهته بموسیٰ علیه السلام

کتاب کافی کے باب حضرات ائمہ کی تعداد بارہ ہے اور ان کی امامت پر نصوص کی تیسری حدیث، حدیث "لوح فاطمی سلام اللہ علیہا" کے نام سے شہرت رکھتی ہے، اگرچہ سند کے اندر ذرا جھول ہونے کے باعث علامہ کبیر مجلسیؒ نے اُسے ضعیف روایت قرار دیا ہے لیکن اس کے جملہ مطالب دیگر معتبر روایتوں سے ہم آہنگ ہونے کے ناطے درست اور صحیح ہیں۔

اس روایت کو جناب ابو بصیر نے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی نقل کیا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں اور ایک اشکال جو بظاہر وارد ہے لیکن پھر بھی اس کا جواب دیا گیا ہے، وہ یہ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس حدیث میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ اور حضرت امام باقر علیہ السلام کے درمیان ہوئی حدیث لوح کے سلسلہ میں گفتگو کو چشم دید بیان کے طور پر نقل کیا ہے جبکہ جناب جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو نہیں دیکھا ہے ورنہ جناب رسول خداؐ حضرت امام باقر علیہ السلام کے ساتھ حضرت امام صادقؑ کو بھی سلام پہنچانے کا حکم دیتے؟

اس اشکال کا جواب کتاب عیون اخبار الرضاؑ کی تحقیق کرنے والے علامہ استاد علی اکبر غفاری قدس سرہ نے یہ دیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ پیش آئے واقعہ کو صرف نقل کیا ہے نہ کہ امام صادق علیہ السلام موجود تھے۔

حدیث لوح فاطمیؑ متواتر احادیث میں سے ہے اس لئے کہ روایت کے آٹھ طرق ہیں، جن کا اختتام معصوم امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر یا خود جابر بن عبد اللہ انصاری پر ہوتا

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ اور اگرچہ بعض اسناد کے بعض افراد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ لیکن ما قبل و ما بعد راویوں کی امانت داری اور وثاقت سے ان کا جبران ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سب بزرگوار ہر کسی سے روایت اخذ نہیں کرتے تھے اور ہر کسی سے روایت بیان بھی نہیں کرتے تھے اس کے علاوہ ہمارے بزرگ علماء نے اس حدیث کو ابتداءِ صدور سے معتبر جان کر نقل کیا ہے اور بے شمار کتابوں میں یہ حدیث شریف ذکر ہوئی ہے۔

ایک اشکال کا جواب:

حدیث لوح میں بارہ اماموں کے نام ہیں لیکن ''**من ولدھا**'' ذکر ہوا ہے، یعنی ۱۲ امام فرزندانِ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ اور یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ امام امیر المومنین تو فرزند زہراء سلام اللہ علیہا نہیں ہیں، بلکہ ان کے شوہر نامدار ہیں پھر ''**من ولدھا**'' کیوں ذکر ہوا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ فقرہ استعمال ہوا لیکن از باب تغلیب ہے، کیونکہ جناب سیدہ کے گیارہ فرزند امام ہیں اس لئے از باب تغلیب سارے اماموں کو فرزندانِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا شمار کیا گیا ہے۔

دوسرا جواب اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جملہ حضرت جابر کی زبان پر جاری ہوا ہے یعنی اماموں نے بارہ اماموں کو فرزندانِ جناب سیدہؑ کہا ہے اب اگر مذکورہ اشکال مان بھی لیا جائے تو جناب جابر کے کلام پر ہے یعنی انھیں بارہ کے بجائے گیارہ کہنا چاہیئے اور اس سے روایت کی صحت و تواتر پر اثر نہیں پڑتا ہے اور جناب جابر معصوم نہیں ہیں کہ بالکل نپی تلی بات کہیں، ہو سکتا ہے گیارہ کہنے کے بجائے ان کی زبان پر بارہ کا لفظ جاری ہو گیا ہو یا پھر روایت کرنے والے راویوں کے یہاں ایسا ہوا ہو۔

https://downloadshiabooks.com/

تیسرا جواب یہ ہے کہ کلام جناب جابر میں جو عبارت ذکر ہوئی ہے، وہ اس طرح ہے "بین یدیھا لوح فیہ اسماء الأصیاء من ولدھا" یعنی جناب سیدہؑ کے سامنے ایک لوح رکھا ہوا تھا، اس میں اوصیاء و جانشین جناب رسول خداؐ کے نام تھے۔ جو فرزندانِ فاطمہؑ میں سے تھے۔ یہ جملہ اس بات کو ثابت نہیں کرتا ہے کہ ۱۲ کے ۱۲ فرزندانِ فاطمہ ہیں، بلکہ اسماء اوصیاء جو کہ فرزندانِ فاطمہ ہیں ان کے نام درج ہیں۔

حدیثِ لوح کو جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے ۴۰ سے زائد بزرگوں نے نقل کیا ہے جن کے اسماء گرامی کو صاحب کتاب عیون الاخبار شیخ صدوقؒ نے ذکر فرمایا ہے نیز حدیث لوح دیگر طرق سے بھی نقل ہوئی ہے اب ذرا اس حدیث کے بعض امور پر توجہ کریں۔

۱۔ اس حدیث میں زمانۂ غیبت امام زمان علیہ السلام میں شیعوں کے اوپر ہونے والے بے حد ظلم و ستم کا ذکر ہے، اور شیعوں کی عورتیں اکثر و بیشتر سوگوار اور ماتم کناں ہوں گی، اس فقرے سے پتہ چلتا ہے کہ مومنین کے لئے دن بدن مشکلات کا سامنا کرنا زیادہ ہوتا چلا جائے گا اور شیعیانِ اہل بیتؑ کو نہ صرف یہ کہ کثرت سے قتل کیا جائے گا بلکہ ان کے سروں کو اِدھر اُدھر ہدیہ کے طور پر بھیجا جائے گا ان کے مال و اسباب کو لوٹا جائے گا اور لاشوں کو جلایا بھی جائے گا۔

۲۔ اس حدیث مبارک کے آخری فقرے میں وارد ہوا ہے کہ حدیث لوح کو صرف اہل لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے اور اس حدیث کے اہل تمام شیعیانِ اہل بیت علیہم السلام ہیں ، نااہلوں سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کہ دوازدہ امامی نہیں ہیں۔ لہذا حدیث لوح کو صرف دوازدہ امامی مومنین سے بیان کیا جانا چاہیئے اور اس کے اندر ذکر مصیبتوں سے کس طرح مقابلہ کرنا ہے اس کی تشویش و ترغیب کے ساتھ جذبۂ شہادت کو بڑھاوا دینے کی ضرورت ہے۔

۳۔ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ عزوجل بقیہ مومنین سے آفتوں کو

https://downloadshiabooks.com/

دوسرے بعض مومنین کی قربانیوں کے مقابلہ میں دور کرتا رہتا ہے یعنی زلزے ،آفتیں اور دیگر مشکلات کی برطرفی ودفعیہ ،قربان ہونے والے شیعوں کی قربانی کے باعث ہے،اور شہید ہونے والے شیعوں کے اوپر خدا کی طرف سے ھدیۂ درود وسلام اور رحمت نازل ہوتی رہتی ہے اور وہی لوگ (شہید ہونے والے شیعہ) اللہ کے اولیاء خاص اور ہدایت یافتہ لوگ ہیں، خداوند متعال ہمیں اپنے اولیاء کی محبت وولایت میں جینے اور مرنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔

حدیث لوح اور امامت

حدیث لوح فاطمی سے ہمارے بہت سے بزرگوں نے اماموں کی امامت پر استدلال کیا ہے جیسے کہ جناب شیخ مفیدؒ نے چوتھے امام، پانچویں امام، چھٹے امام اور امام زمان علیہ السلام کی امامت پر جہاں بہت سی روایات سے استدلال کیا ہے وہیں حدیث لوح فاطمیؑ سے بھی ان اماموں کی امامت پر استدلال فرمایا ہے۔

حدیث لوح کی مانند عبد العظیم حسنیؒ کی حدیث "عرضِ ایمان" بھی ہے ، جس میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے تکمیل ائمہؑ کو بیان کیا ہے اور جناب عبد العظیمؒ نے اعتراف و اقرار کیا ہے پھر حضرت امام نقی علیہ السلام نے ان کے ایمان اور دین کو "دینِ ائمہؑ" قرار دیا ہے، بلکہ دینِ اللہ قرار دیا ہے اور ان کے لئے دنیا وآخرت میں قول ثابت پر ثابت قدم رہنے کی دعا کی ہے۔

حدیث لوح کی طرح جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خلقت کے وقت "دیدار انوار" والی روایت ہے جس میں یکے بعد دیگرے انوار معصومینؑ کی کیفیت کے سوال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعیان اہل بیت علیہم السلام میں داخلے کی دعا اور تمنا کا اظہار کرتے ہیں اور خدا کی صدا آتی ہے کہ اے ابراہیم میں نے تمہیں شیعیان اہل بیت محمد علیہم السلام میں شامل

https://downloadshiabooks.com/

کر دیا ہے۔

حدیث ابراہیم خلیل اللہ کے آخر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی جناب مفضل بن عمر کا ایک تعلیقہ، شیعیان اہل بیتؑ کا تذکرہ، ابو حنیفہ کی ہلاکت و موت کا تذکرہ ہے مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ جب ابو حنیفہ کو یہ احساس ہو گیا کہ بس اب روح نکلنے والی ہے تو اس نے حدیث ابراہیم خلیل کو نقل کیا اور پھر سجدہ میں چلا گیا اور حالتِ سجدہ میں ابو حنیفہ کی روح پرواز کر گئی۔

حدیث لوح کی طرح، سنیوں کی کتابوں میں ۴۰ سے زیادہ ایسی حدیثیں ہیں جو امامت کو من جانب اللہ قرار دیتی ہیں۔ اور بعض میں حضرت امام زمان علیہ السلام تک سارے اسماء ائمہؑ درج ہیں۔

سوال: کیا امام زمان علیہ السلام کے اقوال، دعائیں، زیارتیں، خطوط و توقیعات، کسی ایک جگہ جمع ہوئے ہیں؟

جواب: ہمارے بہت سے علماء اور مراکز علمیہ نے اس حوالے سے کام کیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ متعدد کتب اس سلسلہ میں معرض وجود میں آئی ہیں، جس میں سے ایک جامع اقوال کتاب "صحیفہ مہدیہ" ہے۔ موسوعۃ الامام الحجۃ علیہ السلام، موسوعۃ کلمات الامام المہدیؑ وغیرہ ہیں۔

سوال: سفیر رابع اور آخری نائب و وکیل خاصِ امام زمان علیہ السلام کی تاریخ زندگی کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: جناب علی بن محمد السمری، السیمری، الصیمری کے سلسلہ میں تنقیح المقال میں

https://downloadshiabooks.com/

وارد ہوا ہے ۔ (**ثقته و جلالتهُ اشهر من ان تذکر و اظهر من ان تحرّر فهو کالشمس لایحتاج الی بیان**) "حضرت علی بن محمد سمری، کی وثاقت و جلالت بڑی مشہور اور اظہر من الشمس ہے اس کے بیان کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے "ایک پتہ کی بات یہ ہے کہ انھوں نے امام مھدی علیہ السلام کے روز ولادت یعنی ۱۵ شعبان ۳۲۹ھ کو انتقال کیا ہے، یعنی چوتھے نائب کی تاریخ وفات اور آغاز روز غیبت کبریٰ ایک دن ہے اور وہی آغاز ولادت امام مہدیؑ ہے جو غیبت کلی کے عنوان سے پہلا دن ہے آپ کی کنیت ابوالحسن تھی شہر بغداد (جو کہ مدینۃ السلام کے نام سے معروف رہا ہے) میں وفات پائی ،اور توقیع کو لوگوں کے سامنے بھی قرائت کروایا، جس میں انھیں وفات سے چند روز (چھ دن) پہلے وفات کی خبر دی اس سے قبل حالتِ بیماری میں ان سے سوال ہوا کہ وصیت کر دیجئے یعنی اپنے بعد کے نائب کو مقرر کر دیجئے تو آپ نے فرمایا: (**و للہ امر هو بالغهٗ**)[1] "اللہ اپنے امر کو انجام تک پہنچا کے رہے گا" مطلب یہ ہے کہ اب نیات خاصہ کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور مجھے کسی کو نائب خاص بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: حضرت موسیٰؑ کے غیاب میں وصی موسیٰؑ کے ہوتے ہوئے بھی بنی اسرائیل کے دل بڑے سخت ہو گئے تھے اور اس وقت حجت الارض کون تھا؟

جواب: حضرت ہارون حجت الارض تھے، جب کہ وہ ان کے درمیان تھے اور ان کی قوم والوں کے دل سخت ہو گئے تو غیبت امام زمان علیہ السلام میں کوئی معصوم۔ حجتِ خدا ظاہر بظاہر بندوں کے درمیان نہیں ہے تو بطریق اولیٰ اس خلاء کی بنیاد پر اکثریت کے دل سخت ہو جائیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے ارشاد قدرت ہوتا ہے ۔ (أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ

(1) غیبت طوسیؒ ج ۲،۳۶۔

https://downloadshiabooks.com/

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ)[1] "اور کیا مومنین کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر خدا سے اور نازل ہونے والے حق سے نرم ہو جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ایک طویل مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے ؟ اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں" سفیر ثانی جناب السمری جناب حکیمہ خاتون سے نقل کرتے ہیں: (لم یر بامه دم فی نفاسها و هکذا سبیل امهات الائمة ؑ) یعنی مادر امام زمان علیہ السلام جناب نرجس خاتون کے یہاں حالت نفاس میں خون مشاہدہ نہیں ہوا اور یہی کیفیت تمام مادرانِ ائمہ علیہم السلام کے یہاں ہوتی ہے یعنی وہ خون نفاس سے پاک و پاکیزہ ہوا کرتی ہیں[2]۔

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جو اماموں کی ماؤں کی طہارت کا پتہ دیتی ہیں، نہ صرف حالت نفاس میں بلکہ ان بزرگوار خواتین کو حیض بھی نہیں آتا تھا۔

المکتب ابو محمد حسن بن احمد نے توقیع کی نسخہ برداری کی ہے اور چھٹے دن انھوں نے جناب سمری کی آکر حالت دیکھی کہ وہ حالت نزع میں ہیں وکالت کے بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا: لله امر هو بالغه و مضی رضی الله عنه فهذا آخر کلام سمع منه "اللہ اپنے امر کو اتمام و کمال تک پہنچا کے رہتا ہے" یہ وہ آخری کلام ہے جو سفیر رابع جناب عمری کی زبان سے سنا گیا ہے[3]۔

امامت کا پاور

(1) سورہ حدید: آیت ۱۶۔

(2) کمال الدین، ص ۴۶۱۔

(3) کمال الدین: ج ۲، ص ۵۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اس امر میں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے کہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی خلقت نورانی ہے جس کا اقرار واعتراف ہم سب زیارت جامعہ میں اس طرح سے کرتے ہیں: **خلقکم اللّٰہُ انواراً**، اے اہل بیت نبیؐ، اللہ نے آپ لوگوں کو نور خلق فرمایا ہے۔ اب جب ان کی نوری خلقت کے قائل ہوگئے، تو ۲۵۵ھ میں جسمی خلقت کو نوری خلقت کے اوپر کھول کی طرح جسمانی وبشری خلقت تسلیم کرنے سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا۔ ۲۵۵ھ سے اب تک اللہ نے اپنی نوری مخلوق حضرت حجت علیہ السلام کو بشری خلقت کا وجود پہنا کر ہماری نظروں سے اوجھل ضرور کر دیا ہے لیکن جو ذاتِ والا صفات بشری وجسمی خلقت کا لبادہ اوڑھ لے اس کے دیدار اور ملاقات میں شک وشبھ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے اور چونکہ امام زمان علیہ السلام تمام معصومین علیہم السلام کی طرح بے انتہاء پاور رکھتے ہیں، لہذا مصلحت وحکمتِ الٰہی کے تحت اپنے بشری جسم کو لوگوں سے اوجھل رکھتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: **الامام واحدُ دَھرِہٖ لایدانیہ احدٌ و لایعادلُہٗ عالم و لایوجد منہ بدلٌ و لا لہ مثل و لا نظیر**[1]، کوئی پڑھ لکھ کر چاہے جتنا بڑا دانشمند وفقیہ کیوں نہ بن جائے امام معصوم کے مانند نہیں ہو سکتا، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ امام معصوم اپنے اصحاب میں سے کسی پر ایسی عطا ونوازش کر دیں کہ اس کے اندر بھی بعض اوصاف و کمالات آجائیں لیکن معطی اور مُعطَی کا فرق تب بھی برقرار رہے گا۔

غیب میں ہونے کی کیفیت اللہ کی عطاء کردہ قدرتِ امام کا آئینہ دار ہے، امامؑ جسمانی خلقت کے ساتھ لوگوں میں رہ کر بھی اپنے آپ کو مخفی رکھ سکتے ہیں امام معصوم ہو سکتا ہے کسی ایسی بزم میں اپنی جسمانی وبشری کیفیت کے ساتھ حاضر ہوں لیکن کوئی بھی ان کو نہ دیکھ سکے، اور

(1) الکافی، ج۱، ص۲۰۱۔

https://downloadshiabooks.com/

ان کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے، یا زیارت کر سکے دیکھ سکے مگر پہچان نہ سکے یا بعض حاضرین زیارت کر سکیں، اور دوسرے نہ دیکھ سکیں یا سب دیکھ سکیں مگر ان میں سے بعض ہی امام کو پہچان سکیں، یا سب پہچان لیں لیکن دوسروں کو بتانے کی قدرت سلب ہو جائے اور ایسے واقعات معصومین علیہم السلام کے ساتھ پیش آئے ہیں جناب ہارون مکفوف کا واقعہ اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے جو اسی مطلب کو آشکار کرتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ امام اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیں یا اپنے ساتھیوں کو مختلف شکل و صورت میں ظاہر کریں کہ کوئی بھی پہچان نہ سکے بلکہ اس سے بھی بالاتر ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنے بعض ساتھیوں کو یہ طاقت عطا کر دی تھی کہ لوگوں کے مجمع میں ہوتے ہوئے بھی لوگ انھیں نہیں دیکھ سکتے تھے، پہچاننا تو دور کی بات ہے۔

جناب رشید ہجریؓ کا واقعہ

کتاب بحار الانوار ج ۴۲ ص ۱۴۰ پر جناب رشید ہجری کا ایک واقعہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے ایک صحابی "ابوارا کہ" نامی شخص کا پڑھنے کے لائق ہے کتاب اختصاص مفید ص ۷۸ پر ہے کہ جب زیاد ملعون یعنی عبید اللہ ابن زیاد کے باپ نے جناب رُشید ہجری کو شہید کرنے کے لئے طلب کیا تو آپ مخفی ہو گئے ظاہر ہے کہ جان کا بچانا واجب ہے، مگر یہ کہ موقع شہادت آجائے اور تقیہ کا محل ختم ہو جائے جناب رشید ہجری ایک روز حضرت امیر المومنینؑ کے ایک صحابی جو کہ اپنے خانوادہ کے سربراہ اور بزرگواروں میں شمار ہوتے تھے کے دروازے پر تشریف لائے اور اس وقت جناب ابوارا کہ اپنے کچھ ہم نشینوں کے ساتھ گھر کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے، جناب رشید ہجری کو آتا دیکھ کر ابوارا کہ گھبرا گئے جناب رشید ہجری سیدھے ابوارا کہ کے

https://downloadshiabooks.com/

گھر میں داخل ہو گئے لہذا ابوار اکہ وہاں سے اٹھے اور سیدھے رشید ہجری کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہوئے اور آتے ہی رشید ہجری سے کہا:

ویحك قتلتنی و آیتمت ولدی وَ اَهلکتَهم ؟اے رشید وائے ہو تم پر تم نے مجھے اور میرے اہل و عیال کو موت کے منہ میں ڈھکیل دیا ہے اور تم میرے بچوں کو یتیم بنانے کے درپئے ہو؟! جناب رشید ہجری نے فرمایا کیا ہو گیا ہے؟ تو ابوار اکہ نے کہا کہ تم کو ڈھونڈھا جارہا ہے حکومت کے کارندے تمہاری تلاش میں ہیں، اور تم میرے گھر آئے ہو ان لوگوں نے تمہیں میرے گھر میں داخل ہوتے دیکھا ہے مطلب یہ ہے کہ ابھی مخبری ہو جائے گی، اور میں مارا جاؤں گا میرے بچے یتیم ہو جائیں گے اور ہم بالآخر ہلاک ہو جائیں گے جناب رُشید ہجری نے ابوار اکہ سے فرمایا:

ما رآنی احدٌ منهم، تم مطمئن رہو ان لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی مجھے نہیں دیکھا حالانکہ رُشید ہجری ان کے سامنے سے ہی گھر میں داخل ہوئے تھے، ابوار اکہ نے کہا اچھا اب تم میرا مزاق بھی اڑا رہے ہو اور یہ کیا مسخرہ پن ہے یہ کہہ کر ابوار اکہ نے رُشید ہجری کو پکڑ لیا اور انھیں رسیوں میں جکڑ دیا، اور پھر بھرپور طور سے جکڑنے کے بعد ایک کمرہ میں بند کر دیا اور اوپر سے اس کمرہ کے دروازے پر تالا لگا دیا۔

پھر باہر نکلے اور اپنے ساتھیوں کے پاس آکر بولے کہ **إنه خُیّل ان رجلاً شیخاً قد دخل آنفاً داری**، مجھے ایسا خیال ہوا ہے کہ جیسے کوئی بوڑھا شخص ابھی ابھی میرے گھر میں داخل ہوا ہے، اسی سلسلہ میں، میں گھر کے اندر چلا گیا تھا تو وہ لوگ بولے کہ ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا ہے، ابوار اکہ نے اطمینان پیدا کرنے کے لئے کئی بار یہ بات کہی اور ہر بار انھوں نے کہا کہ نہیں ہم نے تو کسی کو یہاں آتے اور گھر میں داخل ہوتے نہیں دیکھا ہے تو پھر ابوار اکہ نے اطمینان

https://downloadshiabooks.com/

کا سانس لیا اور چپ ہو گئے۔

لیکن پھر تھوڑی دیر میں ان کو خوف پیدا ہوا کہ اگر ان لوگوں نے رشید ہجری کو نہیں دیکھا تو ان کے علاوہ دوسرے راہ گیروں نے تو دیکھا ہو گا بس جیسے ہی ان کے دل میں یہ خیال گذرا وہاں سے اٹھے اور سیدھے زیاد بن ابیہ کے دربار میں پہنچ گئے تا کہ اندازہ کریں کہ کسی نے کوئی مخبری تو نہیں کی ہے؟ اور اگر ایسا ہو تو فوراً زیاد بن ابیہ کو بتلادیں کہ ہاں رشید ہجری میرے گھر میں ہیں اور میں نے انھیں اپنے ایک کمرہ میں بند کر رکھا ہے۔

بہر حال زیاد کو سلام کیا اور اسی کے پاس جا کر بیٹھ گئے کیونکہ ان دونوں میں پہلے سے ہی بہت جمتی تھی، ابھی جا کر ابوارا کہ بیٹھے ہی تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ رُشید ہجری ابوارا کہ کے خچر پر سوار ہو کر زیاد کے پاس آرہے ہیں، بس یہ دیکھنا تھا کہ ابوارا کہ کو پسینے آنے لگے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا ہاتھ پاؤں پھولنے لگے اور سمجھ گئے کہ اب میری ہلاکت پکی ہے، اب میں مارا جاؤں گا۔

جناب رُشید ہجری زیاد کے بالکل قریب آپہنچے تو زیاد کو سلام کیا اور خچر سے اتر پڑے ادھر زیاد اپنے تخت سے اٹھا اور آگے بڑھ کر استقبال کرتا ہے گلے ملتا ہے اور پیشانی کا بوسہ لیتا ہے، اور پوچھنا شروع کر دیتا ہے کہ جناب کیسے آنا ہوا؟ گھر والے کیسے ہیں؟ راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟ اور رُشید، زیاد کو جواب دیتے جارہے ہیں، تھوڑی دیر وہاں ٹھہرنے کے بعد رُشید ہجری اٹھے اور خدا حافظی کر کے جانے لگے تو ابوارا کہ سے رہا نہیں گیا اور بولے اے امیر خدا آپ کا بھلا کرے من هذا الشيخ؟ یہ بزرگوار کون تھے؟ یاد رہے کہ ابوارا کہ کا خچر تھا اور رُشید ہجری اس پر سوار تھے جب کہ رشید ہجری کو ابوارا کہ نے گھر کی کسی کوٹھری میں بند کر کے تالا لگا دیا تھا۔

زیاد نے ابوارا کہ کے سوال کے جواب میں کہا کہ یہ ہمارے رشتہ دار ہیں شام سے میری

https://downloadshiabooks.com/

ملاقات کو آئے ہوئے ہیں ابوارا کہ کی جان میں جان آئی وہاں سے اٹھے زیاد سے خدا حافظی کی اور تیزی کے ساتھ گھر واپس آئے اور کمرہ کا تالا کھول کر داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ **فاذا الرُشید بالبیتِ کما ترکَہٗ**، جس حال میں ابوارا کہ نے رُشید ہجری کو گھر میں چھوڑا تھا وہ ویسے ہی رسیوں میں جکڑے ہوئے کمرے میں بند ہیں اور اب ابوارا کہ بہت شرمندہ ہوتے ہیں اور رشید ہجری سے کہتے ہیں:

اَماَ اذا کان عندكَ من العلم ما ارنی فاصنع ما بدأ لك و ادخل علینا کیف شئتَ، اے رشید جب تمہارے پاس ایسا علم اور ایسی قدرت ہے تو پھر تم جو چاہو کرو اور جب چاہو میرے گھر داخل ہو سکتے ہو۔ اس روایت میں رُشید ہجری کے تصرفات کو ملاحظہ فرمائیں گھر کے حجرے میں بندھے ہوئے تھے اور باہر خچر پر سوار ہو کر دربار زیاد میں پہنچ رہے ہیں، بیک وقت دو، رشید ہجری! جنھیں ابوارا کہ رُشید ہی دیکھ رہے جبکہ زیاد انھیں شام کا اپنا رشتہ دار خیال کر رہا ہے جب امیر المومنینؑ کے ایک صحابی کا یہ عالم ہے تو امامؑ کے اختیارات کا کیا عالم ہو گا!

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ایک پیشین گوئی اور بھی سُن لیں فضیل بن الزبیر کا بیان ہے کہ ہم لوگ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تھے، ایک روز آپ نے بَرنی کھجور کے باغ کی طرف چلنا شروع کیا، آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے جن میں رُشید ہجری موجود تھے، جب آپ برنی کھجور کے بستان میں پہنچے تو ایک خاص درخت کے نیچے بیٹھ گئے، پھر آپ نے حکم دیا تو اس درخت کے کھجور کو توڑ کر آپ کے سامنے رکھا گیا امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان کھجوروں کو تناول کرنا شروع کیا کہ جناب رُشید ہجری نے مولا سے عرض کیا:

یا امیر المومنین ما اطیبَ ھذا الرطبُ! یاد رہے کہ امام علیہ السلام ڈھونڈ کر ایک خاص کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے، اور اسی درخت کے کھجوروں کو توڑوا کر تناول کیا

https://downloadshiabooks.com/

تھا اور اصحاب بھی تناول کر رہے تھے، ویسے برنی کھجور بہت لذیذ ہوتا ہے اس کی شکل گول اور رنگ پیلا ہوتا ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ "**من اجود انواع التمر**" بہترین قسم کا کھجور، برنی کھجور ہوتا ہے، جب رشید ہجری نے اس کھجور کے بارے میں یہ کہا کہ اے مولا یہ رطب کس قدر خوشبودار اور لذیذ ہے۔ تو امام علیؑ نے فرمایا:

یا رُشید اَمَا إنك تُصلب علی جِذعِها، اے رشید آگاہ ہو جاؤ کہ اسی درخت کی ایک شاخ (لکڑی) پر تمہیں سولی پر لٹکا دیا جائے گا، تو جناب رشید نے گریہ نہیں کیا تعجب نہیں کیا ایک روایت میں ہے کہ بس ایک سوال کیا وہ سوال رُلانے والا ہے اور ہمیں درس عبرت دینے والا ہے رُشید نے پوچھا: **یا امیر المومنین آخر ذلك الی الجنة**؟ مولا کیا انجام کار جنت ہے؟ تو مولیٰ نے رشید سے فرمایا ہاں اے رشید صرف جنت ہی نہیں مولا کے کلمات سُنیے فرماتے ہیں: **یا رُشید! انت معی فی الدنیا و الآخرة**، اے رشید! تم دنیا و آخرت دونوں میں میرے ساتھ ہوگے۔

جناب رشید ہجری کا بیان ہے کہ میں نے اس درخت کو نظر میں رکھا اور اس روز سے صبح و شام آکر اس درخت کی جڑ میں پانی ڈالتا تھا یہاں تک کہ امام علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہو گئی ایک روز میں پانی دینے کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کی چھالوں کو اتار دیا گیا ہے چھالیں کاٹ دی گئی ہیں میں نے کہا **اقترب اَجَلی**، میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔

اگلے روز وہاں آیا تو ہمارے علاقہ کا مکھیا آکر کہنے لگا کہ تمہیں امیر نے طلب کیا ہے، میں زیاد کے پاس پہنچ گیا اور وہاں کیا دیکھتا ہوں وہی درخت جس کی چھالیں اتار دی گئی تھیں دربار زیاد میں سامنے لا کر رکھی گئی ہیں، مگر ایک ہی ٹکڑا ہے یعنی آدھا درخت کاٹ کر لایا گیا ہے دوسرے روز پھر میں درخت کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دوسرے حصہ کے دو پاٹ کئے گئے ہیں، اور

https://downloadshiabooks.com/

انھیں کنویں کے اُوپر لگائے جانے والے دونوں سروں پر پانی نکالنے کے لئے استعمال کے قابل بنایا گیاہے، ابھی میں وہاں موجود ہی تھا کہ مکھیانے آکر مجھ سے کہاآج بھی امیر نے تمہیں طلب کیا ہے۔

میں زیاد کے دربار میں داخل ہوا وہاں وہ دونوں پاٹ لاکر رکھ دئے گئے تھے میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے پیروں سے دونوں پاٹ کو ٹھوکر مار کر کہا کہ : **لكِ غذيتِ و لی انبتِ**، تجھے میری خاطر کھلایا پلایا گیا ہے تجھے میری خاطر اگایا گیا ہے، پھر میں زیاد کے پاس پہنچا تو وہ بولا اے رشید ذرا تم اپنے صاحب (امیر المومنینؑ) کی کچھ جھوٹی پیشین گوئیوں کو بیان کرو جناب رشید نے فرمایا: **و اللہ ما انا بکذاب و لا ھو**، بخدا قسم نہ میں جھوٹا ہوں نہ میرے صاحب (امیر المومنینؑ) خدا کی قسم میرے خلیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پیر اور زبان کاٹ دے گا وہ ملعون بولا: **إذاً و اللہ نکذّبہٗ**، بخدا قسم پھر تو ہم انھیں جھٹلا کے دم لیں گے یہ کہہ کر حکم دیتا ہے کہ میرے ہاتھ پیر کاٹ دئے جائیں مگر زبان کو چھوڑ دیا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام کو جھٹلانے کے لئے زیاد، رسید ہجری کو رہا کر دیتا ہے اور ابھی رُشید دربار کے باہر گیٹ تک نہیں پہنچے تھے کہ دوبارہ گرفتار کروا کر کہتا ہے تمہارے صاحب نے جو کہا وہی تمہارے حق میں بہتر ہے پھر ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ دیا جاتا ہے جناب قنواء دختر رشید ہجری کہتی ہیں کہ میں نے بڑھ کر اپنے بابا کے کٹے ہاتھوں اور قدموں کو اٹھالیا، اور ہم لوگ دربار سے باہر نکلے تو لوگوں کی بھیڑ لگ گئی، اور جب میرے بابا گھر آگئے تو پڑوسیوں اور دیکھنے والوں کا تانتا لگ گیا میں نے بابا سے پوچھا بابا درد کیسا محسوس کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی بس مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے میں لوگوں کی بھیڑ میں ہوں مجھے درد کا بالکل احساس نہیں ہو رہا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ دوات و قلم لیکر آجاؤ میں تمہیں قیامت تک ہونے والے واقعات بیان کرتا ہوں اور بلند آواز سے فرمایا: ایھا الناس! سلونی وان للقوم عندی طلبۃ لم یقضوھا، اے لوگو! میں خطیب منبر سلونی کا شاگرد ہوں تمہیں جو پوچھنا ہے پوچھ لو اس لئے کہ ابھی ان لوگوں سے میرا ایک مطالبہ باقی رہ گیا ہے ابھی ان لوگوں نے میری ایک طلب پوری نہیں کی ہے۔

ابھی رشید ہجری نے کچھ ہی غیب کی خبریں اور مستقبل کی باتیں کی تھیں کہ کوئی جاسوس زیاد کے پاس پہنچ کر کہتا ہے، یہ تم نے کیا کر دیا ہے ہاتھ پیر تو کاٹ دئے لیکن وہاں تو وہ بڑے بڑے واقع ہونے والے حادثات اور واقعات کی خبریں دے رہے ہیں! اگر ایسا جاری رہا تو اہل کوفہ بھڑک اٹھیں گے اور تمہاری حکومت کے ستون گر جائیں گے زیاد نے ایک حجام کو طلب کیا اور اُسے زبان کاٹنے کے لئے بھیج دیا اور پھر اسی شب جناب رُشید ہجری نے شہادت پائی[1]۔

پندرہ دن کا وعدہ پندرہ سال میں پورا

جناب شیخ صدوق کے پدر بزرگوار علی بن بابویہ قمی کی ایک مختصر سی حدیث کی کتاب "الامامۃ و التبصرۃ" ہے جس میں کل ۸۷ حدیثیں ہیں جو انھوں نے اپنے دور کے بزرگوں اور اصحاب ائمہؑ سے سنیں اور قلمبند کی ہیں اس کتاب کی بڑی اہمیت و عظمت ہے اس کتاب کے مؤلف کی زندگی پوری کی پوری زمانہ غیبت صغریٰ میں گذری ہے اور جس سال غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا یعنی ۳۲۹ھ میں اسی سال اس بزرگوار کی رحلت ہوئی ہے اور چونکہ اس سال بڑے جید جید علماء نے رحلت فرمائی ہے، جن میں سے ایک چوتھے نائب خاص ہیں اور شیخ کلینی صاحب کافی

(1) بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۱۳۸، ح ۱۸۔

https://downloadshiabooks.com/

وغیرہ نے رحلت فرمائی ہے لہذا اس سال کو تناثر النجوم بھی کہا جاتا ہے یعنی ستاروں کے ٹوٹنے کا سال۔

اسی کتاب کی آخری سے پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر ۸۶ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: **کان فی بنی اسرائیل نبیّ وعدہٗ اللہ ان ینصرہٗ الی خمس عشرۃ لیلۃ**، بنی اسرائیل میں سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں انبیاءؑ گذرے ہیں جن میں سے ایک کا تذکرہ کچھ اس طرح سے کیا جارہا ہے کہ اللہ نے ان سے ۱۵ دن میں نصرت کا وعدہ دیا تھا، اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا یہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے لیکن اگر وعدہ مشروط ہو تو شرط کے تخلف کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مشروط پورا نہ ہو تو اس صورت میں وعدہ مشروط دینے والے کو مقررہ وقت پر ایفائے وعدہ نہ کرنے کی صورت میں وعدہ خلافی کرنے والا نہیں کہا جاسکتا ہے۔

بنی اسرائیل کے اس نبی نے اپنی امت کو بتلادیا کہ ۱۵ دن میں اللہ نے ہماری نصرت کا وعدہ کیا ہے اس جملہ سے آشکار ہوتا ہے کہ اس نبی کو قوم سے نہیں بتلانا چاہیئے تھا کیونکہ ہو سکتا ہے یہی وعدۂ نصرت، عدم اظہار سے مشروط رہا ہو یعنی نہ ظاہر کرنے کی شرط کے ساتھ وعدہ نصرت دیا گیا ہو امام صادق علیہ السلام کا یہ جملہ ذکر کرنا کہ ''انہوں نے اپنی قوم والوں کو باخبر کردیا'' بول رہا ہے کہ وعدہ مشروط تھا اور عدم اظہار ہی شرط نصرت تھی اور پھر ۱۵ دن پورے ہوگئے مگر بلا نہیں ٹلی اور نصرت نہیں ملی۔

قوم والوں نے اپنی نصرت کے وعدہ کو سن کر قسم کھا کھا کر اپنے زمانہ کے نبی سے کہا تھا: **و اللہ اذا کان لیفعلنّ و لیفعلنّ**، خدا کی قسم اگر ایسا ہے تو خدا ضرور نصرت کرے گا خدا ضرور نصرت کرے گا، حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ۱۵ دن کے وعدۂ مشروط کو

https://downloadshiabooks.com/

اخرّہ اللہ الی خمس عشر سنۃ، خداوند متعال نے ۱۵ سال بعد پورا کیا، مگر پورا کیا، یہ فرمانِ امام صادق علیہ السلام یہ واضح کرتا ہے کہ خداوند متعال نے جو جو وعدے امتِ مسلمہ سے کئے ہیں ،اور وعدۂ نصرت، عدل کی حکومت، ظلم وجور کا خاتمہ، دنیا کا رشک جنت بن جانا وغیرہ وغیرہ خدا وند متعال سب کو پورا ضرور کرے گا چاہے کروڑوں سال بیت جائیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نبی نے اپنی قوم والوں کو بتایا ہی کیوں؟ تو جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کو ان کے ادراک اور فہم پر چھوڑ دیا گیا ہو اور مشروط وعدہ کی شرط بیان نہ کی گئی ہو، یا پھر نبی کی طرف سے بعض خواص کو مطلع کیا گیا ہو مگر انھوں نے نشر کر دیا ہو جیسا کہ اس طرح کا واقعہ نصرت اور غیبت کے حوالے سے ہمارے ائمہ علیہم السلام کے اصحاب کے درمیان بھی پیش آچکا ہے۔

علی بن مہزیار کا واقعہ

علی بن مہزیار اہوازی حضرت امام رضا علیہ السلام سے لیکر حضرت امام نقی علیہ السلام کے اصحابِ خُلص میں تھے ۳۳ کتابوں کے مؤلف ہیں ۴۳۷ حدیثوں کے راوی ہیں باپ اور بیٹے دونوں جناب حسن بن سعید بن حماد کے ذریعہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور نصرانیت کا لباس اتار کر اسلامیت وولایت کا لباس زیب تن کر لیا اپنے بیٹوں کا نام حسن اور حسین رکھا، معصومین علیہم السلام کی بڑی دعائیں شامل حال رہی ہیں اور ان اماموں کے سفیر ووکیل رہے ہیں اور خاص طور سے امام علی نقی علیہ السلام اور امام محمد تقی علیہ السلام سے روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے جنت الفردوس میں نزول کی دعا کی ہے متعدد خطوط کا ائمہ علیہم السلام سے تبادلہ ہوا ہے بلکہ بعض توقیعاتِ امام جوادؑ اور امام ہادی علیہ السلام میں شیعوں

https://downloadshiabooks.com/

کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے بے پناہ صحیح العقیدہ، ثقہ اور ممدوح تھے امام حسن عسکری علیہ السلام کا زمانہ نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی امام زمانہ علیہ السلام کا لیکن پھر بھی آپ کی کتابوں میں سے ایک کتاب کا نام ''القائمؑ'' دوسری، کتاب ''علائم'' تیسری کتاب ''البشارات'' ہے جو انھوں نے اماموں سے سن سن کر قلمبند کی ہیں۔

علی بن مہزیار کے بھائی بھی شیعہ تھے ان کا نام ابراہیم بن مھزیار تھا اور انھوں نے اپنے بھائی سے بھی روایات باواسطہ نقل کی ہیں ابراہیم بن مہزیار کے بیٹے کا نام علی تھا، جو حضرت امام زمان علیہ السلام کی زیارت سے شرف یاب ہوئے ہیں اور ان کی داستانِ ملاقات اکثر کتابوں میں ذکر ہوئی ہے اپنے زمانے کے اماموں کی وکالت و نیابت اور سفارت کے فرائض کو علی بن ابراہیم بن مہزیار نے بخوبی انجام دیا ہے۔

ایک خط میں امام جواد علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے: **و مَلأتنی سروراً فَسرَّك اللهُ**... اے علی بن ابراہیم بن مہزیار تم نے میرے وجود کو خوشیوں اور مسرتوں سے بھر دیا ہے خداوند متعال تمہیں مسرور و شاد فرمائے۔ ایک اور خط میں امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں: **سرّك اللہ بالجنة و رضی عنك برضائی عنك**، خداوند متعال تمہیں جنت میں جگہ دے کر سرور عطاء کرے اور تم سے راضی و خوشنود ہو کہ تم میری خوشنودی و رضایت کے باعث بنے ہو۔ یعنی میری خوشنودی کے باعث خدا تمہیں خوش و مسرور کرے اور تم سے خوشنود و راضی رہے[1]۔

ایک بار علی بن ابراہیم اہوازی نے حضرت امام ابو جعفر الجواد علیہ السلام کے پاس خط لکھ کر دعا کی التجاء کی تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے مجھ سے دعا کی گزارش کی ہے تمہیں نہیں

(1) الرجال کشی، ج ۲، ص ۸۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

پتہ خدا نے میرے نزدیک تمہیں کتنی عظمت عطا کی ہے، **ربما سميتُك باسمك**[1]، "میں کبھی کبھی تمہارے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو اور میں بھی تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں ہم اہل بیتؑ کے لئے کتنی معرفت ہے"۔

یہ علی بن مھزیار، یوں ہی اتنے بلند مقام و مرتبہ پر نہیں پہنچ گئے ہیں بلکہ انھوں نے اپنی ولائی معرفت اور عبادی قوت و قدرت کے بل بوتے پر معصومین علیہم السلام کے دلوں میں جگہ بنائی ہے، ایک طرف ولایت و معرفتِ معصومین علیہم السلام اور دوسری طرف دشمنانِ اہل بیتؑ کے سلسلہ میں کتاب المثالب کی تالیف اور ساتھ ہی ساتھ کثرتِ سجدہ و عبادت نے علی بن مھزیار کو اماموں کا محبوب بنا دیا ہے۔ جناب کشی نے علی بن مہزیار کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ : "**كان اذا طلعت الشمس سجد**" سورج طلوع ہونے کے بعد جناب علی بن مہزیار سر کو سجدہ میں رکھ دیتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس سے قبل نماز صبح کی تعقیبات میں مصروف رہتے تھے، دعا و تلاوت قرآن کرتے تھے یہ گفتگو سورج طلوع ہونے کے بعد کی ہے۔ **و كان لايرفع رأسهٗ حتى يدعوَ لالفٍ من اخوانهٖ بمثل مادعى لنفسه** اور اس وقت تک سر سجدہ سے نہیں اٹھاتے تھے جب تک کہ اپنے ہزار دینی بھائیوں کے حق میں وہی دعا نہ کرلیں جو انہوں نے اپنے لئے کی ہے۔ یہی نہیں جناب علی بن مہزیار کی عبادتوں، نمازوں اور سجدوں نے ان کی پیشانی کو ان کے امام کا آئینہ دار بنا دیا تھا۔ **كان على جبهته سجادة مثل ركبة بعير**، آپ کی پیشانی پر کثرتِ سجدہ کا نشان اونٹ کے گھٹنے کی طرح ہو گیا تھا۔

(1) الرجال للکشی: ج ۲، ص ۸۲۷۔

https://downloadshiabooks.com/

آخری بات جو جناب کشی نے ان کی مدح میں لکھی ہے اور ہمارے لئے بھی بڑی اہم ہے وہ یہ ہے کہ : **کان علی بن مھزیار نصرانیاً فھداہ اللہ و کان من اھل الھند** ۔ جنابِ علی بن ابراہیم بن مہزیار پہلے نصرانی تھے اللہ نے انھیں حق آشنا بنادیا اور ان کا تعلق ہمارے ملک ہندوستان سے تھا[1]۔

امام مہدیؑ اور سننِ انبیاءؑ

سدیر صیرفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: **ان للقائم ؑ منّا غیبۃ یطول آمدُھا**، ہمارے قائمؑ کو غیبت کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی مدت بڑی طولانی ہوگی سدیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کر لیا کہ مولا اس کی وجہ کیا ہے کیوں امام مہدی علیہ السلام پردۂ غیبت میں چلے جائیں گے؟ تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: **لان اللہ عزوجل آبی الاّ ان یجری فیہ سنن الانبیاء علیھم السلام فی غیباتھم**[2]، اللہ عزوجل نے طے کر رکھا ہے کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی سیرت وسنت کو جاری فرمائے گا جو ان نبیوں ؑ کی غیبت میں جاری ہو چکی ہیں، اللہ نے ٹھان لیا ہے کہ سارے انبیاءؑ کی غیبت میں جو روش تھی وہی روش وسنت حضرت قائم علیہ السلام میں ہو بہو جاری ہو۔

اس کے بعد امام جعفر صاق علیہ السلام جناب سدیر کو مخاطب قرار دے کر فرماتے ہیں: **و انہ لابد لہ یا سدیر من استیفاء مُدد غیباتھم** یاد رکھو اے سدیر حضرت حجتؑ کی ذات میں تمام غائب ہونے والے نبیوں کی پوری مدت غیبت مکمل طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچنی

(1) اختیار معرفۃ الرجال، الشیخ الطوسی، ج ۲، ص ۸۲۵۔

(2) کمال الدین، ص ۵۰۹، باب ۴۴، ح ۶۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ یعنی جتنے انبیاء کرامؑ نے غیبت اختیار کی ہے ان کی مجموعی مدت غیبت کو سمیٹ کر خداوند متعال، حضرت حجتؑ کے سلسلہ میں عملی جامہ پہنائے گا یعنی امام زمان علیہ السلام کی مدت غیبت اس قدر طولانی ہوگی کہ جتنی سارے غائب ہونے والے انبیاءؑ کی مدت غیبت سمٹ جائے اور پوری ہو جائے۔

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی بات پر قرآن مجید کے سورہ انشقاق کی آیت ۱۹ سے تائید کے طور پر دلیل قائم کرتے ہیں اللہ کا ارشاد ہے: لَتَرکَبُنَّ طبقاً عن طبقٍ، یقیناً یقیناً تم لوگ ہر ہر طبق پر سوار ہو گے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماقبل قوموں کی سیرتوں کو اپناؤ گے۔

تفسیر قمی میں اس فقرہ کے بعد یوں ذکر ہوا ہے کہ تم لوگ سابقہ امتوں کی ہر ہر روش کو اپناؤ گے اور تیر کے دونوں ریشوں کی مانند اور نعلین کے دونوں جوڑے کے مانند ہوں گے ان کی روش و عمل سے بالکل خطاء نہیں کروگے یہاں تک کہ ایک بالشت، ایک ہاتھ، دو ہاتھ کی مانند بھی فرق نہیں ہوگا، حد یہ ہے کہ اگر سابقہ قومیں گوہ کی بل میں گھسی ہوں گی تو تم بھی اس کی بل میں گھس جاؤ گے۔

سائل نے سوال کر لیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ کی مراد سابقہ قوموں سے، قوم یہود و نصاریٰ ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور کس کو مراد لے سکتا ہوں یعنی ہاں وہی لوگ مراد ہیں؟ پھر فرمایا کہ تم لوگ ایمان و اسلام کی ایک ایک لڑی کھول کر رکھ دو گے، یعنی ہر فریضہ و واجب کی رسیاں کھول دو گے اور اس میں اختلاف کر ڈالو گے، اس کے بعد رسول خداؐ فرماتے ہیں: فیکون اول ما تنقضون من دینکم الامامة و آخرہٗ الصلاۃ[1] سب سے پہلے تم

(1) تفسیر القمی، ج ۲، ص ۴۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

لوگ اپنے دین اسلام کی ریسمانوں میں سے پہلی ریسمان، امامت کو نقض کرو گے اور آخری ریسمان نماز کو ختم کر دو گے اور پیغمبرؐ کی پیشین گوئی کا پہلا حصہ پورا ہو چکا ہے ابھی آخری حصہ بورا ہونا باقی رہ گیا ہے۔

بعض نسخوں میں امامت کی جگہ امانت ذکر ہوا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے اور بالفرض صحیح بھی ہو تو اس امانت کا پہلا مصداق امامت ہی ہے جس کے پرخچے اڑائے گئے اور ریسمان امامت کو بعد رسول خداؐ کاٹ دیا گیا، اور سب سے زیادہ جس ریسمان اسلام کے نام پر خون بہا ہے وہ یہی امامت و خلافت اور رہبری امتِ اسلامی ہے، بقول محمد بن عبد الکریم شہرستانی صاحب الملل و النحل امامت و خلافت پر جتنے خون بہے ہیں اتنا کسی عقیدہ یا فریضہ پر خون نہیں بہا ہے"۔

کتاب الاحتجاج طبرسی میں اس آیت کے ذیل میں ابو عبیدہ کی زبانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں وارد ہوا ہے: **لترکبن سنن من کان قبلکم من الأولین و احوالهم**، وہی سیرت و حالات جو کہ سابقہ لوگوں میں تھے وہ سارے کے سارے اس امت میں پیش آئیں گے، اسی کتاب احتجاج میں امام علی علیہ السلام کے احتجاج کا ایک فقرہ آیت کریمہ کے بیان و تفسیر میں یوں ذکر ہوا ہے: **لَتَسلکُنَّ سبیل من کان قبلکم من الامم فی الغدر بالأوصیاء بعد الأنبیاء**، یعنی اے مسلمانو تم لوگ اپنے ماقبل قوموں کی راہ پر یقیناً یقیناً گامزن ہو جاؤ گے، پھر اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ کس چیز میں سابقہ امتوں کی راہ پر امتِ مسلمہ چل نکلے گی **من الغدر بالاوصیاء بعد الانبیاء** سابقہ قومیں اپنے اپنے نبیوںؑ کے بعد نبیوںؑ کے اوصیاءؑ و جانشینوں کے ساتھ غداری کرتی رہی ہے تم بھی اوصیاءِ خاتم المرسلینؐ کے ساتھ غداری کرو گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے لیکر حضرت امام زمان علیہ السلام تک امتِ مسلمہ

https://downloadshiabooks.com/

نے سارے جانشینان نبیؐ کے ساتھ بڑی غداری کی ہے جو امام امیر المومنین علیہ السلام کی پیشین گوئی کی صداقت کی دلیل ہے بعد رسولؐ امیر المومنینؑ کے ساتھ غداری کی پھر امام حسنؑ کے ساتھ پھر امام حسینؑ کے ساتھ یہاں تک کہ آج بھی امتِ مسلمہ کی اکثریت حضرت مہدی علیہ السلام کے حق میں غداری کر رہی ہے[1]۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے جناب زرارہ کو مخاطب کر کے اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں فرمایا: **یا زرارۃ اَوَلم ترکب ھذہ الامۃ بعد نبیّھا طبقاً عن طبق فی امر فلان و فلان و فلان**[2]، اے زرارہ کیا یہ امت اپنے نبیؐ کے بعد تینوں ملعونوں کے مسئلہ میں طبق طبق پر سوار نہیں ہوئی، کیا امت نے ضلالت و گمراہی کے تینوں طبقے پر سوار ہو کر اپنے نبیؐ کے وصی و جانشین حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ غداری نہیں کی؟۔

ابن شہر اشوبؒ نے المناقب میں، سید ہاشم بحرانی نے تفسیر البرہان میں، علامہ طبرسی نے مجمع البیان میں ابن عباس سے اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں کچھ اور ہی نقل کیا ہے اور آیت کا مخاطب جناب رسول خداؐ کو ذکر کیا ہے ابن عباس کی تفسیر تنویر المقباس میں روایت ادھوری ذکر ہوئی ہے جبکہ تفسیر البرہان میں پوری روایت موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تنویر المقباس میں دست درازی کی گئی ہے پہلے تنویر المقباس کی عبارت سُنیں، **لترکبن یا محمد لتصعدن طبقاً عن طبق یقول: من سماء الی سماء لیلۃ المعراج (ان قرأت بنصب الباء)**[3]

اگر ''لترکبن'' کے باء کو منصوب پڑھا تو یہ معنی ہوگا کہ "اے اللہ کے رسولؐ آپ ایک

(1) الاحتجاج، ج۱، ص۳۶۹۔

(2) اصول کافی ج۱، ص۳۴۳ ح۱۷۔

(3) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، الفیروزآبادی، ص۵۰۶۔

https://downloadshiabooks.com/

طبق کے بعد دوسرے طبق پر سوار ہوں گے "مطلب یہ کہ شب معراج ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر جائیں گے اور اگر باء کے بجائے یاء اور وہ بھی منصوب پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا۔ (لیرکبن هذا المکذّبُ طبقاً عن طبق حالاً بعد حال من حین یموت الی ان یدخل النار) یہ جھٹلانے والا ہی ہے جو ایک طبق سے دوسرے طبق پر سوار ہوگا ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا رہے گا، یعنی مرنے کے وقت سے لیکر جہنم رسید ہونے تک طرح طرح کے عذاب کی سواریوں پر سوار ہوتا رہے گا۔ روایت تنویر المقباس یہاں پر ختم ہو جاتی ہے، اور واضح سی بات ہے کہ یا تو اس روایت کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا ہے، یا پھر ابن عباس نے اپنی جیب سے معنی کیا ہے، البتہ ابن عباس کی عظمت و دیانتداری سے یہ بات بہت بعید ہے۔

لیکن تفسیر البرہان میں ابن عباس سے آگے یوں نقل ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا شب معراج آئی اور میں بارگاہ خداوندی میں پہنچا تو قاب قوسین او ادنی کی منزل پر برا جمان ہوا کہ اتنے میں آواز قدرت آئی، یا محمد السلام علیك منی، اے محمد آپ کے اوپر میرا سلام ہو پھر ارشاد رب العزت ہوا، أقرِء منی علی ابن ابی طالب السلام اے ہمارے نبی میری طرف سے علی ابن ابی طالبؑ کو سلام کہہ دیجئے گا، (و قل له) اور ان سے کہئے گا کہ فانی اُحِبُّهٗ واحبّ من یُحبّهٗ میں ان کو بہت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کو بھی بہت چاہتا ہوں جو ان کو چاہتے ہیں۔

اے ہمارے نبیؐ یہ میری علیؑ سے محبت ہی تو ہے کہ میں نے علی ابن ابی طالبؑ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے میں علی عظیم ہوں اور وہ علی ابن ابی طالب ہیں، میں محمود ہوں آپ محمد ہیں۔ و له عندی حسنة واحدة من حسنات علی ابن ابی طالب علیه السلام پھر منافقین کو آخر کیا ہو گیا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اس فضیلت کی تصدیق

https://downloadshiabooks.com/

نہیں کرتے ہیں[1]؟! قال ﷺ: ثم یغیبُ عنهم امامهم ماشاء الله[2] پھر اس کے بعد ان کے امام ان کے درمیان سے غائب ہو جائیں گے اور اتنی دیر تک غائب رہیں جتنی دیر تک خدا چاہے گا۔

حضرات ائمہ علیہم السلام کے اسماء گرامی کا تذکرہ کرنے کے بعد امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے حوالہ سے رسول خداؐ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سے یہ واضح اور آشکار ہو جاتا ہے کہ غیبتِ امام زمان علیہ السلام مشیتِ الٰہی سے متعلق ہے اس کے ارادہ و چاہت پر منحصر ہے، اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی چاہت چونکہ خدا کی مشیئت کے علاوہ نہیں ہے لہذا غیبت امام زمان علیہ السلام میں مرضی و مشیئت اہل بیتؑ بھی شامل ہے اور سارے ائمہ طاہرین علیہم السلام چاہتے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام پردۂ غیبت میں رہیں، اور خود امام زمان علیہ السلام ارادہ الٰہی کے تابع و تسلیم ہیں۔

الحذر، الحذر، جب کوئی بزرگ ہستی کسی خطرے سے بر حذر رہنے کا فرمان جاری کرتی ہے تو یقیناً اس میں خطرہ روپوش ہوتا ہے چاہے مخاطبین کو اس کی حقیقت اور خطرہ کی مدّت سے کما حقہ آگاہی ہو یا نہ ہو۔ کائنات کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰؐ فرما رہے ہیں کہ جب میرے پانچویں فرزند کا ساتواں لال پردہ غیبت میں چلا جائے گا تو خبردار رہنا، ہشیار رہنا یہ اعلان اور یہ تخویف یقیناً بے حد خطرہ پر مشتمل ہے اور غیبت امام زمان علیہ السلام میں بہت ہی بر حذر اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ کوئی نااہل یا شیطان ہمیں راہ راست سے بھٹکا نہ دے، اور ہماری ایمانی و عقیدتی عمارتوں کو منہدم نہ کر دے۔

---

(1) البرھان فی تفسیر القرآن، ج۵، ص۲۱۹، (سورہ انشقاق، آیت ۱۱ سے ۲۵ تک)۔

(2) البحار، ج۳۶، ص۳۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت رسول خداؐ نے عادی طور پر ذکر اسماء ائمہؑ کے بعد بلند آواز سے الحذر الحذر کہا ہے تاکہ غیر متوجہ صحابی بھی اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائے کہ غیبتِ امام زمان علیہ السلام کا دور بڑا پر آشوب اور گمراہ کن دور ہوگا خود رسول خداؐ نے غیبتِ امام زمان علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا ہے "غیبة طویلة و حیرة مضلّة ..." گمراہ کر دینے والی حیرت و سر گردانی اور طولانی غیبت ہے" قالؐ: یصبر حتی یأذن الله له بالخروج...[1] حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام کے سوال پر جناب رسول خداؐ نے جواب دیا ہے کہ امام مہدیؑ وہ اس وقت تک صبر کریں گے جب تک کہ خداوند انھیں قیام کی اجازت نہ دے دے۔

اس حدیث سے آشکار ہے کہ پردہ غیبت میں امام اور رہنماء خلق کا رہنا اگرچہ ارادہ و مشیت الٰہی کے تحت ہے، لیکن امام زمان علیہ السلام کے لئے اذیت وآزار کا باعث ہے اور مصیبت و اذیت پر صبر و شکر کرنا اہل بیت طاہرین علیہم السلام کا شیوہ رہا ہے اسی لئے رسول خداؐ نے جوابِ امام علی علیہ السلام میں فرمایا ہے یصبر حتی۔۔ کہ امام زمان علیہ السلام صبر و شکیبائی سے کام لیں گے اور صبر و شکیبائی غیر معصوم کے لئے گناہ پر بھی ممکن ہے، لیکن معصوم کے یہاں گناہ کا تصور نہیں ہے، لہذا ماننا پڑے گا کہ اذیت وآزار پر صبر مراد ہے، اور امام زمان علیہ السلام غیبت کے آزار و بلّیات پر صبر کر رہے ہیں۔

ظہور حتمی ہے

حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے غیبت امام زمان علیہ السلام کے مسئلہ کو شیعوں کے درمیان مستحکم بنانے کے لئے ہر موقع و محل پر بلکہ مناسبت کے بغیر بھی اس مسئلہ کو بیان کیا

(1) کفایۃ الاثر باترجمہ فارسی: ص ۱۵۰۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے تاکہ حجتِ خدا کے وجود اور امام معصومؑ کے ہر دور میں موجود ہونے کا عقیدہ راسخ و پابرجا ہو جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی حازم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اے مولیٰ اللہ آپ کا بھلا کرے، میری ماں اور میرے باپ دونوں اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان دونوں نے حج نہیں کیا تھا، حالانکہ اللہ نے انھیں رزق وروزی سے نوازا تھا اور دونوں اچھی حالت میں تھے مگر ان دونوں نے حج نہیں کیا ہے۔ **فما تقول فی الحج عنهما**، اے مولا آپ کیا فرماتے ہیں ؟ کیا ان دونوں کی طرف سے حجِ نیابتی انجام دیا جانا چاہیئے حازم کے ماں باپ دونوں مستطیع تھے مگر کسی وجہ سے ان دونوں نے حج نہیں کیا تھا تو امام صادقؑ نے فرمایا: **إفعل فانّهٗ یبرد لهما**، اے حازم ان کی نیابت میں حج کر ڈالو اس لئے کہ حج ان کے لئے آتش جہنم کو ٹھنڈا کر دے گا[1]۔

امام کا یہ فقرہ کہ حج نیابتی آتش جہنم کو ٹھنڈا کر دے گا اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں ماں باپ حج نہ کرنے کے باعث عذاب میں مبتلا تھے یا ان کے آتش جہنم میں جھونکے جانے کا خطرہ تھا اور یہ خطرہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ان لوگوں نے واجب حج کو مستطیع ہوتے ہوئے نہ کیا ہو۔

اس سوال میں کہیں سے امام زمان علیہ السلام کے بارے میں کوئی اشارہ وغیرہ نہیں ہے مگر اس کے باوجود جناب امام صادق علیہ السلام حازم سے فرماتے ہیں: **یا حازم ان صاحب هذا الامر** ۔۔ مطلب یہ کہ تمہارے ماں باپ مر گئے مستطیع تھے حج نہیں کیا تم ان کی نیابت میں حج کر ڈالو لیکن یہ یاد رکھو کہ امام مہدی علیہ السلام دوسری غیبت کے بعد ضرور بالضرور ظہور

(1) الغیبۃ للنعمانی، ص ۱۷۵، ح ۶۔

https://downloadshiabooks.com/

فرمائیں گے اور اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ نہیں وہ تو مر گئے ہیں اور میں ابھی مٹی دیکر آرہا ہوں اور ابھی میں نے مٹی دیکر اپنا ہاتھ جھاڑا ہے تو ہر گز اس کی بات کی تصدیق نہ کرنا وہ جھوٹا ہے امام مہدی علیہ السلام ضرور ظہور فرمائیں گے اور ظہور سے پہلے اس دنیا سے وہ رخصت ہی نہ ہوں گے کہ کوئی ان کو دفن کر سکے۔

امام صادق علیہ السلام نے بظاہر بغیر کسی مناسبت کے اپنے صحابی کو امام مہدیؑ کے ظہور اور ان کی حیات کی طرف متوجہ کیا ہے اور یہ آشکار کر دیا ہے کہ امام زمان علیہ السلام بغیر ظہور کئے مر ہی نہیں سکتے ہیں ان کی موت کی خبر دینے والا چاہے جتنا بڑا انسان کیوں نہ ہو جھوٹا ہے کیونکہ ان کی حیات کی گواہی خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے دی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی بات جھوٹی ہو جائے اور امام مہدی علیہ السلام معاذاللہ مر جائیں اور دفن بھی ہو جائیں اور غیبت کے بعد ظہور نہ فرمائیں۔

عمار صیرفی سے روایت ہے "**سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول للقائم علیہ السلام غیبتان احداھما طویلۃ و الاخریٰ قصیرۃ فلاولیٰ یعلم بمکانہ فیھا خاصۃ من شیعتہ و الاخری لا یعلم بکانہ فیھا الاّ خاصۃ موالیہ فی دینہ**"[1]: بعض روایات میں اس طرح ذکر ہوا ہے: **الاّ المولی الذی یلی امرہٗ**: "سوائے خادم و غلام کے جو آپ کے جملہ امور کا ذمہ دار ہے، جس سے جناب خضر علیہ السلام مراد ہو سکتے ہیں، کیونکہ وہی امام زمان علیہ السلام کے جملہ امور کی دیکھ بھال کرتے ہیں : **یصل بہ وحدتہٗ**[2] امام کی وحدت و تنہائی کے وہی ساتھی ہیں۔

(1) کفایۃ الاثر: ص ۱۷۰۔

(2) الغیبۃ للنعمانی، ص ۱۷۳، ح ۱۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے علاوہ علامہ مجلسی نے اس عبارت کی توضیح و تشریح میں فرمایا ہے کہ امام زمان علیہ السلام کے ہمراہ ۳۰عدد موالی ہمیشہ ہوا کرتے ہیں، جو آپ کے حواری اور مخلص ترین ساتھی ہیں۔ بقول علامہ مجلسی ۳۰/افراد و موالی کا سلسلہ ہمیشہ برقرار رہتا ہے اس طرح کہ إن مات احدهم قام آخر مقامه اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مر جاتا ہے تو دوسرا شخص اس کی جگہ لے لیتا ہے اور ان ۳۰/افراد کے ہوتے ہوئے امام زمان علیہ السلام کو تنہائی کا احساس نہیں ہوتا ہے (1)۔

دوسری مثال اس مسئلہ کی کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہر موقع و مناسبت سے قائم اہل بیتؑ حضرت امام مھدی علیہ السلام کے تذکرہ کو ضرور چھیڑ دیا کرتے تھے جناب عبد الاعلی مولی آل سام کی روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ سفر میں تھا مقام ''روحاء'' پہنچا تو امامؑ نے وہاں ٹھہر کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی اور پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: تری هذا الجبل، اے عبد الاعلی اس پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ هذا جبل يُدعىٰ رضوىٰ من جبال فارس، یہی وہ پہاڑ ہے جسے جبل رضویٰ کہا جاتا ہے یہ پہاڑ ہمارے قرب و جوار میں نہیں تھا یہ فارس ایران کا پہاڑ ہے وہاں خلق ہوا تھا۔ احبّنا فنقلهُ الله الينا، یہ ہم سے بڑی محبت کرتا تھا تو اللہ نے اُسے ہمارے قرب و جوار میں منتقل کر دیا ہے۔ اس پہاڑ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا درخت پھل دار اور بھرپور غذائیت کا حامل ہوتا ہے اور امن و امان کے متلاشی لوگوں کے لئے یہ پہاڑ باعث امان ہے۔ یہ جملہ امامؑ نے دو بار ارشاد فرمایا، اور اس کے بعد بغیر کسی ظاہری مناسبت کے فرماتے ہیں: أمّا ان لصاحب هذا الامر فيه غيبتين واحدة قصيرة و الأخرىٰ طويلة[2]۔ ہمارے صاحب (امام مہدیؑ کو ان کی امامت کے دور میں دو غیبتوں کا

(1) البحار، ج۵۳، ص۳۲۰۔

(2) الغیبۃ للشیخ الطوسی، ص۱۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

سامنا کرنا ہے جس میں ایک مختصر اور چھوٹی مدت والی ہو گی جبکہ دوسری بڑی اور طویل مدت والی ہو گی۔

ایک اشکال کا جواب

سورہ نساء آیت ۴۱ میں جناب رسول خداؐ کو ساری قوموں اور انبیاء الٰہی پر گواہ و شاہد بنائے جانے کا ذکر ہے جبکہ سورہ مائدہ کی آیت ۱۰۹ میں رسولوں کا جواب ذکر ہوا ہے۔ **یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا أُجِبتُم قالوا لا عِلمَ لَنَا** یعنی جس روز اللہ عزوجل سارے رسولوں کو اکٹھا کر کے ارشاد فرمائے گا کہ تم نے کیا جواب دیا ہے؟ وہ کہیں گے ہمیں ایسا کوئی علم نہیں ہے یعنی ہمیں اپنی قوموں کے جوابات کے سلسلہ میں علم نہیں ہے یہ دونوں آیتیں بظاہر متناقض و متضاد ہیں۔

جواب یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ کو ایمان و کفر کے اظہار کی گواہی دینا مراد ہے۔ یعنی کن کن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کن کن لوگوں نے کفر اختیار کیا، اور جہاں لا علمی کا ذکر ہے اس سے مراد ان کے بواطن و مافی الضمیر سے لا علمی کا اظہار ہے، اور اس کے بارے میں رسولوں نے خدا سے کہا ہے: **إنك أنت علام الغیوب** بیشک تو ہی غیبوں کا بہتر انداز میں جاننے والا ہے۔

بیان شہادت انبیاءؑ و ائمہؑ

اللہ عزوجل نے رسولوں اور اماموں کو کذب و افتراء سے معصوم بنایا ہے اور صرف انھیں کی گواہی پر اعتبار ہوتا ہے جو امت کے سلسلہ میں گواہی دیں گے عام لوگوں کی گواہی پر نہیں، رسولوں کی گواہی یہ ہو گی کہ اللہ نے قوموں پر حجت تمام کرنے کے لئے رسولوں کا سلسلہ

https://downloadshiabooks.com/

شروع کیا، اور ان میں سے کس کس نے اطاعت کی اور کن کن لوگوں نے انکار کیا یہ گواہی اس لئے ہوگی تاکہ قیامت کے دن انکار نہ کر سکیں کہ ہمارے پاس کوئی رسول توآیاہی نہیں تھا۔

اسی طرح ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیؐ خدا کی بارگاہ میں گواہ بنیں گے کہ ان کے جانشینوں نے اپنی ذمہ داری کو کماحقہ ادافرمایاہے پھر امت میں سے کن کن لوگوں نے اطاعت کی اور کن کن لوگوں نے انکار کیااور ائمہ طاہرین علیہم السلام قوموں پر گواہ بنیں گے اللہ نے ان کے پاس نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوارسال کیااور نبیؐ نے اپنی دینی ذمہ داری نبھائی، امت میں سے کچھ نے اطاعت کی اور کچھ نے انکار کیا۔اور نبی کریمؐ جس طرح ائمہؑ کے اوپر گواہ ہوں گے اسی طرح انبیاء و مرسلین کے اوپر بھی گواہ ہوں گے کہ انھوں نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے اور پیغام الہی کی ترویج و تبلیغ کی ہے۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ قومیں اپنے رسولوں کی تبلیغ و ترویج کے سلسلہ میں انکار کریں گی اور کہیں گی کہ ما جاءنا من بشیر و لا نذیر ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا یابشارت دینے والاآیاہی نہیں[1]۔

اس وقت رسولوں اور نبیوں کی جماعت جناب رسول خداؐ سے گواہی کی طالب ہوگی اور رسول اسلامؐ تمام رسولوں کی صداقت اور امتوں کی تکذیب کی گواہی دیں گے اور فرمائیں گے: بلیٰ فقد جاءَکم بشیر و نذیر یقیناً تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والے اور جنت کی بشارت دینے والے دونوں آئے تھے ،(مائدہ ۱۹)۔ اور پھر قومیں ، رسول خداؐ کی گواہی کے بعد تردید نہیں کر سکیں گے کیونکہ انھیں ڈر ہوگا کہ کہیں ان کے اعضاء وجوارح بھی نہ بول پڑیں۔

(1) سورۂ مائدہ: آیت ۱۹۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد رسول خداؐ ہم اہل بیتؑ اور ہمارے چاہنے والوں پر پڑی مصیبتوں، اذیتوں وغیرہ کا تذکرہ کریں گے اور سب مجبور ہو کر اعتراف کریں گے اور آخر میں کہیں گے، ربنا غَلَبَتْ علینا شِقْوَتُنَا و کُنَّا قوماً ضَالِّینَ خدایا ہمارے اوپر ہماری بد بختی غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ ہو گئے تھے۔[1]۔

سبزی کے بنڈل پر گواہی قبول نہیں

مخالفین نے اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں کہا ہے کہ امت رسول خداؐ سابقہ قوموں کے خلاف اور انبیاء ورسل کی حمایت میں گواہی دے گی اور جب ان سے پوچھا جائے گا کہ آپ لوگوں کو کیسے پتہ؟ تو وہ خدائی اخبار کا حوالہ از روئے قرآن دیں گے، جو جناب رسول خداؐ کی زبان اقدس پر جاری ہوئے ہیں پھر رسول خداؐ کو اپنی امت کی صداقت پر گواہ کی حیثیت سے طلب کیا جائے گا تو وہ ان کی تصدیق کریں گے اسی مطلب کی طرف آیت شریفہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مگر یہ نظریہ سرے سے باطل ہے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اس قول کو رد کر دیا ہے امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں قوموں اور لوگوں پر گواہ صرف اور صرف انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ہوں گے کسی امت کی گواہی قابل قبول نہیں ہو گی کہ خداوند متعال ان سے گواہی طلب کرے کیونکہ امتیوں میں ایسے لوگ بھی ہیں (فیهم من لایجوز شهادته فی الدنیا علی حزمة بقلٍ)[2] کہ دنیا میں جن کی اوقات ایک سبزی کے بنڈل پر گواہی دینے کی نہیں ہے یعنی جن کی یہ حیثیت ہے کہ دنیا میں معمولی چیز پر ان کی گواہی خدا قبول نہیں کرتا ہے، اور خلق خدا بھی تسلیم نہیں کرتی ہے بھلا خدا قیامت میں ان کی گواہی کیسے قبول

(1) الاحتجاج، ج۱، ص۳۶۱۔ سورۂ مومنون: آیت ۱۰۶۔

(2) مناقب آل ابی طالب، ج۳، ص۳۱۴، باب امامت ابی جعفر الباقر علیہ السلام۔

https://downloadshiabooks.com/

کرے گا وہ بھی دوسری قوموں کے اعمال و کردار کی گواہی جن کو ان لوگوں نے دیکھا ہی نہیں ہے ؟اس آیت کریمہ کا مصداق صرف انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرینؑ ہیں۔

علامہ طبرسی ابو علی صاحب الِاحتجاج اپنی دوسری معروف کتاب اِعلام الوریٰ میں فرماتے ہیں۔ ثقہ محدثین اور شیعہ منصفین میں سے ایک جناب حسن بن محبوب زراد ہیں جنھوں نے المشیخۃ نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے، جو کہ شیعوں کے اصول نامی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے ان کی کتاب، المُزنی (متوفی ۷۵ اھ) وغیرہ کی کتابوں سے بھی زیادہ مشہور کتاب ہے، کتاب المشیخۃ زمانۂ غیبت کے سو سال پہلے لکھی گئی ہے اور اس میں غیبت کے بارے میں روایات جمع کی گئی ہیں، جس میں سے ایک روایت یہ ہے کہ ابراہیم خارقی نے ابو بصیر سے انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میرے بابا حضرت محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: لقائم آل محمد غیبتان "امام زمان علیہ السلام کو دو غیبتوں کا سامنا ہے"[1]۔

دجال پر ایمان

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب جابر نے بہت استفادہ کیا ہے جابر جعفی نے بھی اور جابر انصاری نے بھی، دجال کے حوالے سے امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "ما من کافر یدرك الدجال الاّ آمن به و ان مات و لم یدرکه آمن به فی قبره"[2] کوئی بھی کافر ہو اگر وہ زمانۂ دجال میں زندہ رہا تو وہ اس پر ضرور ایمان لائے گا اور اگر مر گیا اور اسے درک نہیں کر پایا تو اپنی قبر میں اس پر ایمان لائے گا یعنی عالم برزخ میں کافرین، چین سے نہیں بیٹھیں گے وہ اپنے استاد (دجّال) کی حمایت و نصرت کریں گے بظاہر تو وہ کچھ نہیں کر سکیں گے مگر اس کے اوپر

(1) اعلام الوریٰ: ج۲، ص۲۵۹۔

(2) الاصول الستۃ عشر، ص۶۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ایمان ضرور لائیں گے اور اپنی سپورٹ کا اعلان ضرور کریں گے۔

اور اسی طرح کوئی بھی مومن ہو اگر وہ زمانۂ دجال کو درک کرے گا تو وہ اس کا انکار ضرور کرے گا اگر مومن مر گیا اور اس نے زمانۂ دجال کو درک نہیں کیا تو وہ اس ملعون کا انکار اپنی قبر میں کرے گا یعنی عالم برزخ میں اس کی مخالفت کرے گا ظاہر ہے کہ مومنین کو برزخ میں بھی انکار سے کیا ملے گا وہ اس کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا سکتے پھر کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ شر اور شریر سے بیزاری کا حکم ہے اور حکم کی تعمیل میں اجر و ثواب ہے اور دجال بہت بڑا فتنہ ہے جس کے شر سے سابقہ انبیاءؑ نے بھی اپنی اپنی قوموں کو ڈرایا ہے جبکہ دجال کا دور ہزار ہا ہزار سال بعد آئے گا لیکن سابقہ قوموں نے اس سے بیزاری کا اظہار کر کے اجر حاصل کر لیا ہے۔

سب سے زیادہ دجال کے اتباع کرنے والے دو گروہ ہوں گے: پہلا: حرام زادے، دوسرا: عورتیں۔

اس لئے کہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دجال کے بارے میں سوال کیا تھا تو امامؑ نے فرمایا تھا وہ حجاز میں داخل ہو گا اور مکہ میں کوہ اُحد تک پہونچے گا مگر مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، اس کے پاس کھانے پینے کے کنٹینر بہت ہوں گے ایک ماہ کی مسافت سے اس کے کھانے بنانے کے دھوئیں نظر آئیں گے اور کھانے کے چکر میں بہت سے لوگ دجال کی پارٹی سے ملحق ہو جائیں گے۔

ایک بات یہاں بتانا ضروری ہے کہ بہت سی روایات میں سفیانی و دجال کے خروج سے پہلے قیام کو غلط ٹھہرایا گیا ہے مگر کتاب کافی میں ہے کہ اصلاح اور حکومتِ عدل کے لئے تمام اطراف و جوانب کو دیکھ کر قیام کیا جا سکتا ہے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعدِ رسولؐ امت رسولؐ دو حصوں میں یوں بٹ گئی کہ کچھ اس زمانے کے ھارون کے تابع ہوئے اور کچھ اس زمانے

https://downloadshiabooks.com/

کے بچھڑے کے تابع ہو گئے "الناس صارو ابعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بمنزلۃ من اتبع ھارون علیہ السلام و من اتبع العجل"[1] مولا امام باقر علیہ السلام نے صریحی طور سے ابو بکر کو بچھڑا کہا ہے آپ اگر امام باقر علیہ السلام کے تابع و فرمانبردار ہیں تو خبیث اول کا نام لینے کے بجائے بچھڑا کہیں مصلحت ہو تو نانا کہیں یانانا با آپ کی مرضی۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "وانہ لیس من احدیدعو الی ان یخرج الدجال الاّ سیجد من یبایعہ" دجال سے پہلے جو بھی قیام کرے گا اسے پیروکار مل جائیں گے یعنی پارٹی بنا کر خروج کرنا بڑا آسان ہو جائے گا حرام زادوں اور بیہودہ لوگوں کا مجمع اکٹھا کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن اصل مسئلہ پرچم ہدایت لیکر اٹھنا ہے، اصلاحِ امت اور حکومت عدل وانصاف کے قیام کے لئے قد علم کرنا ہے جو بڑا اہم کام ہے۔

آگے حضرت امام باقر علیہ السلام فیصلہ کن جملہ ارشاد فرماتے ہیں جس جملے سے ہمارے بعض بزرگوں کے مختلف ادوار میں قیام کی صحت وصواب پر دلیل ملتی ہے امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ اگرچہ دجال کے دور تک قیام کرنے والوں کو، ہوادار، طرفدار مل جائیں گے، سپورٹ کرنے والوں کی بھیڑ لگ جائے گی مگر "من رفع رایۃ ضلالۃ فصاحبھا طاغوت" جو پرچم گمراہی کو لیکر اٹھے گا اس دعوت کا سربراہ طاغوت ہوگا اور طاغوت سے کفر وانکار کا حکم دیا گیا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ پرچم ہدایت و اصلاح لیکر نکلنے والوں کو ہم "طاغوتی حکومت" یا اس کے سربراہ کو "طاغوت" نہیں کہہ سکتے۔

ایک روز حضرت عیسیٰؑ کے سامنے جنت کے چشمۂ تسنیم کی گفتگو تھی کہ خداوند متعال نے وحی کی اے عیسیٰؑ اس کا پانی کافور کی طرح سرد، زنجبیل کے ذائقہ کا ہوگا جو ایک بار اس کو نوش

(1) الکافی، ج۸، ص۲۹۶، ح۴۵۶۔

https://downloadshiabooks.com/

کرے گا کبھی پیاسہ نہیں ہو گا اس آخری جملہ پر حضرت عیسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کردی پالنے والے "اللھم اسقنی منھا قال حرام یا عیسیٰ علی البشر ان یشربوا منھا حتی یشرب ذلك النبی ارفعك الیٰ ثم اھبطك فی آخر الزمان" خدا یا مجھے چشمۂ تسنیم سے سیراب کردے آواز قدرت آئی جب تک میرا نبیؐ اس کو نوش نہ کرلے آپ کے اوپر حرام ہے اور ساری امتوں کے اُوپر اس وقت تک تسنیم سے سیراب ہونا حرام ہے جب تک کہ امتوں کے سارے انبیاءؑ نہ سیراب ہوں اور ساری امتوں پر حرام ہے جب تک میرے نبیؐ کی امت سیراب نہ ہو جائے۔

اے عیسیٰؑ میں آپ کو اپنے پاس بلالوں گا پھر آخری زمانہ میں نازل کروں گا "لتریٰ من امة ذلك النبی العجائب" تاکہ آپ اس نبیؐ کی امت کے درمیان رونما ہونے والے عجائب کا مشاہدہ کرلیں اور دوسری وجہ نزول یہ ہے کہ "و لتعینھم علی اللعین الدجال" تاکہ آپ دجال ملعون کے خلاف امت رسول خداؐ کی مدد کر سکیں[1]۔

"دشمن اہل بیتؑ یہودی مبعوث ہو گا" جونہی یہ بات جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمائی کسی صحابی نے سوال کر لیا وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کرنے والا دجال پر ضرور ایمان لائے گا زندہ رہا تو اس پر ایمان لائے گا ظاہر بظاہر، مر گیا تو قبر و برزخ میں دجال کا سپورٹر ہو گا جو بغض اہل بیتؑ کی نشانی ہے کیونکہ دجال ملعون کا سب سے بڑا مشن اہل بیتؑ اور ان کے شیعوں کو قتل کرنا ہو گا اور وہ ملعون سر سخت ترین دشمن اہل بیتؑ ہو گا اور سر سخت ترین دشمن سے دوستی اہل بیتؑ سے دشمنی و بغض کی علامت ہے۔

حضرت پیغمبر خداؐ کے الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں: "من ابغضنا اھل البیت بعثه

(1) امالی صدوق، ص ۳۴۷۔

https://downloadshiabooks.com/

الله یوم القیامة یهودیا قیل یا رسول الله و ان شهد الشهادتین ؟قال : نعم فانها احتجز بهاتین الکلمتین عن سفك دمه أو یودی الجزیة عن ید و هو صاغر '' جو شخص ہم اہل بیتؑ سے بغض رکھے گا بروز قیامت اللہ اس کو یہودی محشور کرے گا، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ! چاہے وہ کلمہ شہادتین بھی پڑھ رہا ہو؟ تو آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ اس نے کلمۂ شہادتین کے ذریعہ اپنے کو قتل ہونے سے بچالیا ہے یا ذلت کے ساتھ جزیہ دینے سے محفوظ کر لیا ہے۔

''ثم قال :من ابغضنا اهل البیت بعثه الله یهودیاً قیل فکیف یا رسول الله ؟قال : ان ادرك الدجال آمن به'' پھر آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہم اہل بیتؑ سے بغض رکھے گا خداوند متعال اسے یہودی محشور کرے گا، کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارا دشمن دجال کو درک کرلے تو اس کے اوپر ایمان لائے گا یعنی قیامت سے پہلے ہمارا دشمن اپنی یہودیت کا اپنے اوپر لیبل لگوا چکا ہوگا یا دجال پر ظاہر بظاہر ایمان لا کر یا پھر عالم برزخ میں قبر کے اندر مرید بن کر[1]۔

دجال کون ہے؟

دجال یہودیوں میں سے ہوگا مکہ و مدینہ میں شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا بعض نے بیت المقدس کو بھی مکہ، مدینہ سے ملحق کیا ہے یعنی دجال بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ :''من اراد ان یقاتل شیعة الدجال فلیقاتل الباکی علی دم عثمان''''جو شخص چاہتا ہے کہ شیعیان دجال سے جہاد کرے اسے چاہیئے کہ قتل عثمان پر آنسوں بہانے والوں سے جنگ کرے'' اس حدیث میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عثمان کے قتل پر آنسو

(1) امالی الصدوق، ص ۶۸۱، المجلس ۸۶۔

https://downloadshiabooks.com/

بہانے والوں کو شیعیان دجال سے تشبیہ دیکر آگاہ کر دیا ہے کہ مولا کے زمانے کا دجال "عثمان "تھااور ابھی امام زمان علیہ السلام کے زمانے کے دجال کا خروج باقی ہے[1]۔

دوسرے فقرے میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اس حال اور خیال میں مر جائے کہ عثمان مظلوم مارا گیا ہے تو وہ مرنے کے بعد اللہ کے غضب کا شکار ہو گا اور اپنے مولا وآقا یعنی دجال کو درک بھی نہیں کر پائے گا سائل نے پوچھ لیا مولا اگر وہ پہلے مر جائے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ اس ایمان کے ساتھ مر گیا کہ عثمان مظلوم تھا تو خداوند متعال ایسے لوگوں کو قبروں میں زندہ کرے گا اور وہ دجال پر ایمان لائیں گے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال سے بہت ڈرایا ہے اور روایتوں میں ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال کے شر سے خوف دلایا ہے پیغمبر خداؐ فرماتے ہیں: "تعوّذوا باللّٰہ من فتنة الدجال "[2] اے مسلمانوں دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو جس وقت اللہ کے رسولؐ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا آپ کے بہت سے اصحاب بزم میں حاضر تھے سب نے بیک زبان کہا تھا ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں دجال کے فتنہ وامتحان سے۔

دجال سے بھی بدتر لوگ

تفاسیر میں آیت کریمہ "یوم یأتی بعض آیات ربك" کی تشریح میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خروج دجال بھی اللہ کی ان نشانیوں میں سے ہے جسے قرآن نے "آیت" کہا ہے اور جو لوگ دجال کے خروج تک بے ایمان ہوں گے یا

(1) البحار، ج۵۲، ص۲۱۹، ح۸۱۔

(2) البحار، ج۶۱، ص۱۹۱۔

https://downloadshiabooks.com/

ایمان کے مطابق عمل پیرا نہیں ہوں گے اس روز اگر ایمان بھی لائیں گے تو انھیں ایمان کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اس لئے کہ ایمان اور عمل کے درمیان کثرت گناہ مانع ہو جائے گا۔

دجال سے بد تر لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں :''ان ممن ینتحل (یتخذ) مودتنا اهل البیت لمن هو اشدّ فتنة علی شیعتنا من الدجال''[1] ''ہماری محبت و مودت کا دم بھرنے والے بعض لوگ ہمارے شیعوں کے حق میں دجال سے بھی بد تر ہیں'' اس کی وجہ حدیث کے آخر میں ذکر کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ دجال کے ذریعہ کافر و منافق کی شناخت ہو جائے گی جو جو اس کے ماننے والے ہوں گے وہ نمایاں ہو جائیں گے۔ روایات میں دجال کو شقی و سعید اشخاص کی تمیز کا معیار قرار دیا گیا ہے، جو دجال کی تصدیق کرے گا وہ شقی و جہنمی، کافر و منافق ہو گا اور جو اس کا انکار کرے گا وہ مومن، سعید اور خوشبخت ہو گا۔

جبکہ دجال سے بد تر لوگ اہل بیتؑ سے محبت و مؤدت کا دم بھریں گے اور ساتھ ہی ساتھ صدر اسلام کے دجالوں سے محبت اور اولیاء الٰہی سے نفرت کریں گے اور حق و باطل ایسا مخلوط ہو جائے گا اور امر دجال اس قدر مشتبہ ہو جائے گا کہ :''لم یعرف مومن من منافق'' پتہ نہیں چلے گا کہ کون مومن ہے کون منافق؟ حیرت کی بات ہے کہ انھیں دجال کے ذریعہ شقی منافق کافر کی شناخت ہو جائے گی لیکن مذہب میں دجال سے بد تر لوگوں کی ملاوٹ کے باعث حق و باطل اس قدر مشتبہ ہو جائے گا کہ مومن و منافق کا امتیاز ختم ہو جائے گا۔

دجال کو روایات میں ''**شر غائب**'' کہا گیا ہے اور دین و مذہب میں اختلاط و اختلاف کرانے والے ''شر حاضر'' ہیں خداوند عالم مومنین کو اہل بیتؑ سے مؤدت کے دعویداروں اور

(1) البحار، ج ۷۲، ص ۳۹۱، ح ۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمنان اہل بیتؑ سے ہاتھ ملانے والوں سے محفوظ رکھے۔

مومنین کو دو فتنوں سے زیادہ پناہ طلبی کا حکم دیا گیا ہے ایک قبر کی آزمائش سوال منکر و نکیر وغیرہ دوسرے فتنۂ دجال سے پناہ طلبی، دجال طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے لوگوں کو اپنا غلام و کنیز اور عبادت گذار بنائے گا خاص طور سے آگ میں جھونک کر، اور بعض مردوں کو بظاہر زندہ کر کے جو در حقیقت مردہ زندہ نہیں ہوں گے بلکہ شیاطین بحکم خدا اس کے اختیار میں دیدئے جائیں گے اور وہ لوگوں کو پکڑ کر اپنی خدائی پر ایمان لانے کے لئے ایک طریقہ یہ استعمال کرے گا کہ کہے گا اگر میں تمہارے باپ یا ماں کو زندہ کر دوں تو تم ایمان لاؤ گے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں اور پھر بعض شیاطین اس کے باپ اور ماں کی شکل میں آکر کہیں گے کہ یہی تمہارا خدا ہے اس پر ایمان لاؤ اور بہت سے اعراب اس پر ایمان لائیں گے۔

یہاں اعراب سے مراد صرف عرب نہیں ہیں بلکہ علماء سے بے گانہ، علم و دانش سے دور اور مذہبیات سے بے گانہ لوگوں کو احادیث میں "بدّو" کہا گیا ہے، دیہاتی لوگ جنہیں مذہبی امور سے کم واقفیت ہو گی اور عوام الناس جنہیں دینی معلومات بہت کم ہو گی وہ سب کے سب دجال پر ایمان لائیں گے خاص طور سے عورتیں اپنی ناقص عقلوں اور دنیاوی چمک دھمک میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے دجال کو اپنا خدا تسلیم کر لیں گی اور یہودی اور اولاد الزناء دجال کے لشکر کے سپاہی ہوں گے اور ستر ہزار مومنین بصرہ میں شہید کر دیئے جائیں گے وغیرہ۔

علائم ظہور کا پیہم ظہور:

سنی روایات میں بھی ظہور امام زمانہ علیہ السلام کے علائم کا پیہم ظہور ہونا مذکور ہے لیکن سنی اہل قلم نے ان علامات کو علامات قیامت کی طرف موڑنے اور مروڑنے کی کوشش کی ہے یا پھر صرف آخری زمانہ کی خرابیوں اور فتنوں کی آمد کا تذکرہ کر کے چھوڑ دیا ہے اسے علامت ظہور

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدی علیہ السلام قرار نہیں دیا ہے جیسے شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار: ج۸ ص ۲۶۲ پر لکھتا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ رات بھر اکل و شرب، لہو و لعب میں مصروف ہو گا صبح کو اٹھے گا تو وہ بندر اور سُور بن چکا ہو گا اسی طرح ایک گروہ کے گاؤں یا شہر پر اللہ سرخ آندھی بھیجے گا اور وہ اس طرح اڑ جائیں گے جس طرح اس سے قبل کی امتوں کو خدا وند عالم نے تباہ و برباد کیا ہے اور اس تباہی کی وجہ شراب، گانے باجے اور گانے والیاں ہوں گی۔

انس کا بیان ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "**سیکون فی هذة الامة خسف و مسخ و رجف و قذف**"[1] اس امت میں لوگ دھنس جائیں گے یعنی ایک گروہ دھنس جائے گا اس امت کے کچھ لوگ بندر، سور اور دیگر جانوروں میں مسخ ہو جائیں گے اور اس کے کچھ لوگوں پر پتھر برسیں گے ایک صحابی اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور بولا اے اللہ کے رسول ایسا کب ہو گا ؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: جب طرح طرح کی ڈانسر پیدا ہوں گی طرح طرح کے آلۂ موسیقی ایجاد ہوں گے اور بجائے جائیں گے اور بڑے پیمانے پہ شراب نوشی ہو گی۔

ان تباہیوں یعنی سرخ آندھی، خوب زلزلہ، زمینوں کا جگہ جگہ دھنسنا، لوگوں کا مختلف قسم کے جانور میں مسخ ہو جانا کچھ لوگوں کا پتھروں کی برسات سے تباہ ہونا اور پے در پے مختلف قسم کی مصیبتوں اور آفتوں کا آنا اس قدر جلدی جلدی ہو گا یعنی علامتیں جلد جلد پوری ہوں گی کہ جس کی تعبیر سُنی کتاب ترمذی میں یوں وارد ہوئی ہے: "**و آیات تتابع کنظام بالٍ قطع سلکه فتتابع**"[2] یہ ساری علامتیں اور مصیبتیں اس طرح پے در پے پوری ہوں گی کہ جیسے کسی پرانے ہار کی لڑی ٹوٹ جائے تو موتیاں بکھر جایا کرتی ہیں۔

---

(1) معجم احادیث الامام المھدی علیہ السلام، ج۲، ص ۲۳۰۔

(2) معجم احادیث الامام المھدی علیہ السلام، ج۲، ص ۲۳۰۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ مصیبتیں اور علامتیں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ مخالفین نے کسی قسم کے حاشیہ لگانے سے گریز کیا ہے یا پھر قیامت کی علامت قرار دیا ہے جیسے مال غنیمت کو اپنا مال سمجھنا، امانت مل جائے تو اسے غنیمت سمجھنا اور اس کو استعمال کر لینا زکات کو ٹیکس سمجھنا، دینی تعلیم کو دین کے لئے نہ سیکھنا، بیوی کی اطاعت، ماں سے قطع رحم، دوست کو قریب اور باپ کو دور کر دینا وغیرہ۔

آمد بہار

حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد نعمتوں کی فروانی ہو گی دنیا رشک جنت بن جائے گی اور مومنین طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں گے ذیل میں اسی مطلب کو نمبر وار بیان کیا جا رہا ہے۔

پہلی بات: محمد ابن جریر طبری صاحب کتاب نوادر المعجزات اپنی اسی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ :''اذا قام قائم استنزل المومن الطیر من الھواء'' جس وقت امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہو جائے گا تو مومن بغیر کسی وسیلہ کے صرف آواز دیکر پرندے کو فضاء سے اتار لے گا (اور بڑی آسانی سے اسے پکڑ لے گا) ''فیذبحه و یشویه و یاکله ولا یکسر عظمه'' پھر اسے ذبح کرے گا اور اسے بھون کے اس کا گوشت کھالے گا مگر اس کی ہڈیوں کو نہیں توڑے گا ''ثم یقول له: احی باذن الله فیحی و یطیر'' پھر وہ اس پرندہ کی ہڈی سے خطاب کر کے کہے گا کہ بحکم خدا زندہ ہو جاؤ وہ ہڈیاں دیکھتے دیکھتے پرندہ بن کر زندہ ہو جائیں گی اور پھر فضا میں اڑ جائیں گی۔

یعنی جو کام حضرت عیسیٰؑ اپنی نبوت و رسالت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کیا

https://downloadshiabooks.com/

کرتے تھے زمانۂ امام زمان علیہ السلام میں وہی کام مومنین انجام دیں گے بحکم خدا پرندہ کو زندہ کریں گے ،وہاں تو صرف پرندوں اور مردوں کو زندہ کرنا تھا مومن زندہ پرندوں کو بلا کر من پسند پرندوں کو بھون کر کھائے گا اور گوشت سے خالی ہڈیوں کو پرندہ بنا کر زندہ کر کے اڑادے گا۔

یہی نہیں اگر مومن کا دل ہو کہ صحرا کے ہرن کو بھون کر کھائے تو اس کی خواہش پر جس ہرن کو بلائے گا وہ دوڑتا ہوا مومن کی خدمت میں پہنچ جائے گا مومن اسے بھون کر کھائے گا اور دوبارہ ان کو ہرن بنا کر چھوڑ دے گا "و کذالك الظباء من الصحاری "یعنی صحرا کے ہرن تابع فرمان مومنین ہوں گے۔

دوسری بات: یہ کہ زمانۂ ظہور امامؑ میں لوگوں کو سورج اور چاند کی احتیاج نہ ہو گی نہ تو وہ دن میں سورج کے ضرورتمند ہوں گے اور نہ ہی رات کے اندھیرے میں چاند کے محتاج ہوں گے وجہ یہ ہے کہ خود روئے زمین ضوفشاں ہو جائے گی یعنی زمین کے ذرے اس قدر چمک رہے ہوں گے کہ رات کی تاریکی میں بھی انسان کو چاند کی ضرورت نہیں ہو گی اور شہروں اور دیہاتوں میں لوگ سورج اور چاند کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔

تیسری بات: روئے زمین پر کوئی بھی موزی جانور نہیں بچے گا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارے درندے مار ڈالے جائیں گے ، نہیں بلکہ درندے اپنی درندگی کھو دیں گے اور وہ اہلی (پالتو) جانور کی طرح بھیڑ بکریوں کے ساتھ ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہوں گے نہ کوئی سانپ بچھو میں زہر ہو گا اور نہ ہی لوگوں کے درمیان شر و فساد برپا ہو گا اس لئے کہ ظہور امام زمانہ علیہ السلام وہ آسمانی دعوت ہے کہ جس میں شر و فساد کا گذر نہیں ہو گا۔

چوتھی بات: شیطان کچھ روز تک زندہ تو رہے گا مگر شیطان وسوسہ نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اسے بنی آدم سے حسد باقی رہ جائے گا اور نہ ہی کوئی دوسرا فتنہ برپا ہو گا کہ لوگ ان کا شکار ہو کر

https://downloadshiabooks.com/

گناہوں کے مرتکب ہوں۔

پانچویں بات: نہ زمین پر کانٹے اگیں گے اور نہ ہی کوئی درخت کانٹوں سے بھرا ہو گا زمین ہو یا درخت ہر قسم کے کانٹوں سے محفوظ ہو جائیں گے کانٹے کا نام و نشان نہ ہو گا۔

چھٹی بات: کھیت اپنی لہلہاتی ٹہنیوں کے ساتھ دانہ اگائے گا اور جونہی ایک فصل تیار ہو گی صرف دانوں کو اور پھلوں کو اتار لیا جائے گا اور کھیت اسی شکل و صورت میں کھڑا رہے گا اور توڑی گئی فصل کی جگہ دوسری فصل لگ جائے گی۔

ساتویں بات: لوگ اپنے بچوں کو جو لباس پہنائیں گے اس قسم کی ساخت کے حساب سے لباس بھی بڑھے گا اور اس کا رنگ بھی بدلتا رہے گا جیسا رنگ مومن چاہے گا ویسا ہو جائے گا۔

آٹھویں بات: یہ کہ "یصافح المؤمنون الملائکة "مومنین فرشتوں سے ملاقات کریں گے اور ان سے مصافحہ کریں گے مصافحہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کا نام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے یا تو جسم و جسمانیات اختیار کریں گے یا مومنین اس قدر خدا رسیدہ ہو جائیں گے کہ فرشتوں کے جسم لطیف کو دیکھ سکیں گے اور ان سے مل کر مصافحہ کریں گے۔

نویں بات: یہ ہے کہ "و یوحی الیھم "مومنین کے اوپر بھی ویسے ہی وحی ہو گی جس طرح انبیاء و مرسلین پر وحی ہوتی رہی ہے اللہ کے فرشتے مومن کی طرف اللہ کا پیغام لیکر نازل ہوا کریں گے اور مومنین براہ راست خدا سے حکم خدا دریافت کریں گے۔

دسویں بات: اس روایت کی آخری بات بھی سن لیں "یجتمعون مع الموتیٰ باذن

https://downloadshiabooks.com/

اللہ''[1] مومنین اپنے مردوں کے ساتھ جمع ہوں گے ان کے ساتھ مل بیٹھ کر باتیں کریں گے اور یہ سب بحکم پروردگار ہوگا۔

حق و باطل میں تمیز

قرآن مجید نے حق اور باطل کا تعارف کرایا ہے اور یہ دونوں کلمے ایک ساتھ متعدد سوروں میں وارد ہوئے ہیں سورۂ انفال آیت ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ حق کا احقاق یعنی اثبات کرکے رہے گا اور باطل کا ابطال کرکے رہے گا چاہے مجرموں کو ناگوار گذرے اس آیت سے پہلے حق کے احقاق میں خداوند متعال نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''یرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ''اللہ کا ارادہ حق کے اثبات کا ضرور ہے مگر اللہ احقاق حق کے لئے اپنے کلمات کو وسیلہ بنائے گا۔

خداوند متعال وسیلہ کا قائل ہے اور احقاق حق میں وسیلہ، اللہ کے کلمات ہوں گے اور وہ کلمات الٰہیہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں جن کی بدولت حق پایۂ ثبوت تک پہنچے گا جس کی ایک کڑی قائم آل محمد علیہ السلام امام زمانہ ہیں جو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کریں گے اور انھیں کی بدولت کماحقہ حق اور باطل ایک دوسرے سے ایسا جدا ہو جائیں گے کہ باطل پرستوں کے لئے حق کی صف میں اور اہل حق کو باطل کی صفوں میں داخلہ کی گنجائش نہ ہوگی۔

سورۂ اسراء ۸۱ میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے :''و قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''اے ہمارے نبی آپ کہہ دیجئے کہ حق آگیا ہے اور باطل محکوم بہ نیست ونابودی ہے اور باطل کو مضمحل و تباہ ہونا ہی تھا یہ آیت کریمہ آمد حق اور رخصت باطل کا اعلان ضرور کر رہی ہے لیکن ابھی اس آیت کی تفسیر کماحقہ پوری ہونی باقی ہے اس آیت کا تعلق آمد

(1) نوادر المعجزات: ص۳۸۸و۳۸۹۔

https://downloadshiabooks.com/

اسلام، آمد قرآن و آمد رسول خداؐ سے تو ہے ہی لیکن اس کی تاویل معہ تفسیر امام زمانہ علیہ السلام ہیں کہ جنکی ولادت کے وقت اس آیت کی تفسیر پوری ہوئی، ابھی تاویل باقی ہے امام زمانہ علیہ السلام نے ولادت کے وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی تھی اور آپ کے بازو پر یہ آیت کندہ تھی کیونکہ آپ ہی کے ہاتھوں پر احقاق حق اور ابطال باطل ہونا ہے آپ ہی کما حقہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے ہیں آپ کے ہاتھوں سے باطل پرستوں کا خاتمہ اور حق کا بول بالا ہوگا۔

سورۂ حج ۶۲ میں ارشاد ہوتا ہے: ''ذالك بان الله هو الحق و ان ما يدعون من دونه هو الباطل'' اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ پکارے جانے والے باطل ہیں لوگ اگر اللہ کو پکارنے کے ساتھ اس کے بتائے ہوئے اولیاء کو پکاریں تو یہ خدا کو ہی پکارنا ہوا لیکن بتوں کو پکارنے والے اور غیر اللہ کو صدا دینے والے در حقیقت باطل کو پکار رہے ہیں۔ قرآن مجید نے لفظ اللہ یا لفظ رحمٰن بلکہ اسماء حسنیٰ میں سے کسی کو بھی پکارنے کا حکم دیا ہے اور اسماء حسنیٰ کا اتم مصداق حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں لہٰذا خدا کے ساتھ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کو پکارنا غیر اللہ کو پکارنا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا کو پکارنا شمار ہوگا کیونکہ ائمۂ طاہرینؑ مظہر قدرت الٰہی ہیں وہی حضرات اسماء حسنیٰ الٰہی ہیں جن میں سے ایک ذات والا صفات امام زمانہ علیہ السلام ہیں جن کو مصیبتوں میں پکارنے کا حکم ہے۔

اچھے اچھوں کو حق کی شناخت نہیں ہو پاتی یا اگر ہو جاتی ہے تو حق کو ماننے سے اپنی کسر شان سمجھتے ہیں طلحہ، زبیر، عائشہ کیا یہ لوگ حق سے ناواقف تھے زبیر شک میں پڑ گیا تھا گھر کا آدمی تھا لیکن منحرف مرا، جہنمی ہو گیا، مولا کے سمجھانے پر میدان جنگ سے واپس ہو رہا تھا عمار یاسر سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا: ''این یا اباعبدالله و الله ما انت بجبان و لكنى احسبك

https://downloadshiabooks.com/

شككت فقال هو ذاك"[1] (ابو عبداللہ زبیر کی کنیت تھی) عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے عمار یاسر نے قسم کھاکے کہا ہے کہ تم ڈرپوک تو نہیں ہو لیکن شک میں ضرور پڑ گئے ہو زبیر نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہاں شک میں ہوں۔

زبیر کے لئے توبہ کا دعویٰ کرنے والے ذرا عقل کے ناخن لیں شک میں یقین طلب کیا جاتا ہے توبہ نہیں، توبہ گنہگار سمجھنے کی صورت میں ہے یہاں خود زبیر مولا کے سلسلہ میں شک کا شکار ہو چکا ہے اور مولا کو حق پر نہیں سمجھ رہا ہے اگر حق پر سمجھتا ہوتا تو عمار یاسر سے کہتا کہ آپ کے صاحب یعنی امام علیؑ حق پر ہیں اور میں باطل پر ہوں اور پھر حق کا ساتھ دینا چاہیئے تھا۔

طلحہ نے کب توبہ کی جو اس کے تائب ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ تو میدان چھوڑ کر بھی نہیں بھاگا تھا صفوں کے بیچ مروان کے تیر سے مارا گیا جان نکل رہی تھی اور زبان پر باطل پرستی کا اقرار و اعتراف تھا کہہ رہا تھا "مارأيت مصرع شيخ اضيع من مصرعي" ضائع بڈھا ہونے کا اعلان بتلا رہا ہے کہ طلحہ شک کا بھی شکار نہیں تھا جانتا تھا کہ مولا حق پر ہیں مگر طغیان و سرکشی پر ڈٹا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔

جنگ کے بعد امام علی علیہ السلام اس کے لاشہ کے پاس سے گذر رہے تھے فرمایا :"أقعدوه فاقعدوه فقال: لقد كانت لك سابقة ولكن دخل الشيطان منخريك فاوردك النار"[2] اسے بٹھاؤ لوگوں نے طلحہ کو بٹھادیا کیا مولا بغیر بٹھائے اسے (مردہ کو) اپنی بات نہیں سنا سکتے تھے یقیناً سنا سکتے تھے لیکن تاریخ میں یوں لکھ دیا جاتا کہ ہاں بے جان لاشوں سے یوں ہی کوئی خطاب کیا تھا بیٹھا کے ارشاد فرمایا: "يا طلحه هل وجدت ما وعد ربك حقاً" یاد رہے کہ طلحہ و

(1) الشافی فی الامامۃ، عن البلاذری، ج۴، ص۳۳۲۔

(2) الاحتجاج: ج۱، ص۳۸۲۔

https://downloadshiabooks.com/

زبیر و عائشہ کے ستیاناس ہونے میں نہ خدا کا ہاتھ ہے نہ رسول خداؐ کا اور نہ ہی مولا امیر المومنین علیہ السلام کا، بلکہ اس مسئلہ کو خود مولا امیر المومنین علیہ السلام نے واضح کیا ہے آپ فرماتے ہیں :یقیناً اے طلحہ تو سابقہ دار تھا تو نے اسلام کی خاطر، رسول اسلامؐ کی خاطر قربانیاں دی تھیں لیکن "دخل الشیطان منخریك" شیطان تیرے نتھنوں میں گھس گیا تھا اور اس نے تجھے جہنمی بنا دیا[1]۔

تاریخ یعقوبی میں طلحہ کے لئے یہ الفاظ ذکر ہوئے ہیں:"تالله ما رأیت کالیوم قط شیخ من قریش اضیع منی انی والله ما وقفت موقفاً قط الاّ عرفت موضع قدمی فیه الاّ هذا الموقف"[2] "خدا کی قسم آج سے پہلے میں نے کسی ایسے قریشی بوڑھے کو نہیں دیکھا ہے جو مجھ سے زیادہ ضایع ہوا ہو خدا کی قسم میں کبھی کسی موقع پر نہیں ڈٹا رہا مگر یہ کہ اس موقف سے بخوبی واقف رہا ہوں سوائے اس موقف کے"۔

عائشہ کو کیا پتہ نہیں تھا کہ مولا حق پر ہیں سب پتہ تھا لیکن بغض و کینہ کا جادو سر چھڑ کر بول رہا تھا جنگ میں ہار کے باوجود اکڑ نہیں گئی تھی مولا کو سیدھے علی کہہ کے خطاب کر رہی تھی کسی نے ٹوکا تب بھی امیر المومنین استعمال نہیں کیا جناب ابن عباس نے چھیڑ دیا بھابھی تھیں ابن عباس سن میں بھابھی سے چھوٹے تھے دل لگی کر بیٹھے ہوں گے ارے ابن عباس کو چھوڑیں رسول خداؐ کے بوڑھے صحابی عمار یاسر نے بھی موقع پاکر کیا خوب پچھاڑا ہے آپ نے فرمایا:"یا ام المومنین کیف رأیت ضرب بنیك دون دینهم بالسیف" اے ام المومنین آپ نے اپنے بیٹوں کو اپنے دین کے دفع میں کس طرح تلوار چلاتے ہوئے پایا؟! "فقالت استبصرت یا عمار من اجل انك غلبت" اے عمار غلبہ حاصل کر لیا ہے تو اپنے کو برحق سمجھ رہے ہو؟!

(1) الشافی فی الامامۃ، ج۴ ص ۳۴۴۔

(2) تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۸۱۔

https://downloadshiabooks.com/

:قال انا اشد استبصاراً من ذالك " میں صرف برحق نہیں بلکہ بہت بصیرت رکھتا ہوں "اما واللہ لو ضربتمونا حتیٰ تبلغونا سعفات ھجر لعلمنا انا علی الحق وانکم علی الباطل" بخدا قسم اگر تم لوگ ہم سے نبرد آزما رہتے یہاں تک کہ صحرائے ہجر کے کھجوروں کے خشک ٹہنیوں تک ہمیں پیچھے ڈھکیل دیتے پھر بھی ہمیں یقین کامل ہے کہ ہم حق پر ہیں اور تم سب باطل پر ڈٹے ہوئے ہو " فقالت له عائشة :هكذا يخيل اليك اتق الله يا عمار فان سنك قد كبرت ودق عظمك وفنیٰ اجلك و اذهبت دينك لابن ابی طالب "عائشہ بولی اے عمار یہ تمہارا خیال اور زعم باطل ہے اللہ سے ڈرو کہ تمہارا سن بہت ڈھل چکا ہے تم بوڑھے ہو گئے ہو تمہاری ہڈیاں بہت کمزور ہو چکی ہیں اور تمہاری موت کا وقت قریب آچکا ہے اور اپنے دین کو ابو طالب کے بیٹے (علی) کے لئے تم نے برباد کیا ہے۔

ابن عباس بھابھی کے خیمہ میں بغیر سلام کئے گھس گئے تھے اور بغیر پوچھے صوفے پر براجمان ہو گئے تھے عائشہ یہ دیکھ کر بول پڑی:"اخطات السنة یابن عباس مرتین دخلت بیتی بغیر اذنی و جلست علی متاعی بغیر امری و اذهبك دينك لابن ابی طالب "اے ابن عباس تم نے سنت و سیرت رسول خداؐ کے خلاف دو مرتبہ عمل کیا ہے ایک تو تم میرے اجازت کے بغیر میرے گھر میں گھس آئے ہو اور دوسرے یہ کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے سامان پر بیٹھ گئے ہو! اور ابو طالبؑ کے لال نے تمہارا دین برباد کر دیا ہے۔

ابن عباس کہاں چھوڑنے والے تھے بھابھی کو سبق سکھائے بغیر نہیں رہے بولے "نحن علمناك السنة انّ هذا ليس بيتك ،بيتك الذی خلفك رسول الله ،"سنت و شریعت تو ہم نے تمھیں سکھائی ہے یہ خیمہ تمہارا گھر نہیں ہے تمہارا گھر بس وہی ہے جہاں رسول خداؐ تمھیں چھوڑ کر گئے ہیں"۔

https://downloadshiabooks.com/

فقال عمار: انی و الله اخترت لنفسی فی اصحاب رسول الله فرایت علیاً اقرأهم لکتاب الله و اعلمهم بتاویله و اشدهم تعظیماً لحرمته و اعرفهم بالسنة مع قرابتی من رسول الله و عظم عنائه و بلائه فی الاسلام فسکتت"[1]۔

توجناب عمار یاسر نے فرمایا بخدا قسم میں نے اصحاب رسول خداؐ میں سے سب سے زیادہ قرآن مجید تلاوت و قرأت کرنے والا اور اس کی تاویل و تفسیر سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا ، حرمت رسول خداؐ کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرنے والا اور رسول خداؐ سے قرابت قریبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی سنت و شریعت کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا اور اسلام کی راہ میں سب سے زیادہ بلا و مصیبت اور زحمتیں برداشت کرنے والا، علی ابن ابی طالبؑ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا ہے اسی لئے میں علی بن ابی طالبؑ کو اپنے دین و شریعت کی خاطر چن لیا ہے اور ان کی راہ پر گامزن ہوں: یہ سن کر عائشہ خاموش ہو گئی۔

دعوات راوندیؒ

جناب علامہ قطب الدین راوندی کی کتاب کا اصل نام سلوۃ الحزین ہے جس کا مطلب ہے رنجیدہ انسان کو تسلی دینے والی کتاب، اس کتاب میں غم زدہ اور دکھ کے مارے لوگوں کے لئے تسلی و تشفی اور امید دلانے والی روایات ہیں اور وہ واقعات درج ہیں جن سے کسی عزیز کو کھو دینے کے بعد پہنچنے والے دکھ درد سے خاطر خواہ سکون و قرار حاصل ہوتا ہے۔

علامہ قطب الدین راوندی چھٹی صدی ہجری کے ہمارے بزرگ عالم دین گذرے ہیں ان کی یہ کتاب "الدعوات" یا "دعوات راوندی" کے نام سے مشہور ہے اسی طرح علامہ قطب الدین راوندی اپنے اسی نام سے مشہور ہیں حالانکہ آپ کا اصل نام سعید بن ھبۃ اللہ تھا حرم

(1) امالی شیخ طوسی: ص ۱۴۳۔

https://downloadshiabooks.com/

معصومہ ؑ قم کے بڑے صحن میں دو قبریں مشہور اور بلند ہیں جن میں سے ایک انھیں بزرگوار کی قبر مطہر ہے آپ کی یہ کتاب قم مقدسہ کے مدرسہ امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف سے چھپ چکی ہے۔

حسن بن طریف کون؟

آپ کوفہ کے رہنے والے ثقہ شخص تھے اور آپ نے کتاب بھی تالیف کی ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عنایت و لطف آپ کے شامل حال تھا آپ کے باپ بغداد میں رہتے تھے آپ نے بھی کچھ دن بغداد میں گذارے ہیں صحیح نام حسن بن طریف بغیر نقطہ کے ہے یعنی ظریف صحیح نہیں ہے لیکن آیت اللہ خوئی کا اصرار یہ ہے کہ ظریف بانقطہ ہی صحیح ہے کتاب کافی میں اس بزرگوار سے دو روایتیں نقل ہوئی ہیں۔

امام سے خط و کتابت کا ایک فائدہ انھیں یہ ہوا کہ ۳۰ سال پہلے تک متعہ کیا کرتے تھے کسی وجہ سے ۳۰ سال کا فاصلہ ہو گیا تھا پھر محلہ میں ایک بدکارہ مگر حسن و جمال میں معروف عورت پہنچ گئی دوستوں نے اس کے حسن و جمال کی توصیف کی تو ان کا بھی دل آ گیا مگر حجت خدا سے اس سلسلہ میں مراجعہ کیا حالانکہ رسول خداؐ کی یہ حدیث ان کے پیش نظر تھی :''تمتع بالفاجرة فكانك تخرجها من حرام الى حلال''زانیہ سے متعہ کرو تو گویا تم اسے حرام سے حلال کی طرف نکال لیجاؤ گے خود حسن بن طریف کہتے ہیں کہ میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا مگر پریشانی یہ بھی ہے کہ بقول شیخ بہائیؒ:

بابها مفتوحة للداخلين

ورجلها مرفوعة للفاعلين

https://downloadshiabooks.com/

امامؑ کو خط لکھا امامؑ نے جواب میں فرمایا: تیس سال کا فاصلہ بھلے ہی ہوا ہے لیکن تم متعہ کر سکتے ہو: "انما تحیی سنة و تمیت بدعة فلا بأس" کوئی حرج نہیں ہے تم ایک سنت کو زندہ اور ایک بدعت کو موت دوگے لیکن اپنے علاقہ کی مشہور زانیہ سے ہر گز متعہ نہ کرنا اگر چہ تمہارے دل میں میرے جد بزرگوار کی حدیث گذری ہے کہ فاجرہ سے متعہ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اسے حرام سے حلال کی طرف کھینچ لے جاؤ گے لیکن مذکورہ زانیہ عزت و آبرو محفوظ رکھنے والی نہیں ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ متعہ کی خبر نشر نہ کردے"۔

حسن بن طریف کہتے ہیں کہ میں نے امام عسکریؑ کے حکم کی تعمیل کی اور اس سے متعہ نہیں کیا لیکن ہمارے دینی بھائیوں میں سے جناب شاذان بن مسعود نے اس سے متعہ کیا ان کی بات پھیل گئی اور عباسی بادشاہ کے کانوں تک پہنچ گئی اس نے ان کو بھاری مال کی غرامت دینے کا حکم دیا عزت و آبرو الگ سے برباد ہوئی: "و اعاذنی اللہ تعالیٰ من ذلك كله ببركة سيدی" اور اللہ عزوجل نے مجھے میرے مولا و آقا امام حسن عسکری علیہ السلام کی برکت سے بے عزتی اور بھاری غرامت سے بچالیا۔ خط لکھنے اور امام وقت سے مرتبط رہنے کا فائدہ حسن بن ظریف کو ملا ورنہ دل آگیا تھا اور حدیث نبویؐ بھی مشوّق بن رہی تھی لیکن اس زانیہ کا پیٹ ہلکا تھا جس کی خبر امام عسکریؑ نے اپنے صحابی حسن بن طریف کو دے کر انھیں بے آبرو ہونے سے بچالیا[1]۔

تپ کے اقسام

بخار کئی قسم کا ہوتا ہے خاص طور سے سر درد پیدا کرنے والا بخار، زحمت میں ڈال دیتا ہے معصومین علیہم السلام نے اپنے چاہنے والوں کو بیماریوں سے بچنے کے طریقہ اور دوائیں بتائی ہیں جو "تپ و بخار" دو دو دن کے فاصلہ سے آتا ہے اس کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نہار منھ اور

(1) کشف الغمۃ، من دلائل الحمیری۔ البحار، ج ۱۰۰، ص ۳۲۰، ح ۴۴۔

https://downloadshiabooks.com/

شام کے وقت شکر (مصری) کا شربت پیا جائے تو چہرہ کی شادابی واپس پلٹ آئے گی اور "تپ" دور ہو جائے گا۔

یاد رہے کہ روایات میں شکر استعمال ہوا ہے جو "مصری" پر دلالت کرتا ہے اور پانی میں گھولتے وقت تیزی کے ساتھ گھولا جائے اس طرح کوئی بھی درد ہو تو اگر دو نبات کھا کے سو جائے تو شفا مل جائے گی۔

حمیٰ الربع (تپ کی ایک قسم)

وہ بخار جو ایک دن آئے اور دو دن نہ آئے پھر چوتھے دن آئے اس کو "حمیٰ الربع" کہتے ہیں اور جو بخار ایک دن کے فاصلہ سے چڑھے اسے "حمی الغب" کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف ایک کتاب منسوب ہے جس کا نام "منافع القرآن" ہے اس کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ عنکبوت کو پانی پر پڑھ کر دم کرے پھر اس کو پیئے تو **"حمی الربع"** سے نجات پا جائے گا۔

حسن بن طریف نے بھی یہی درد "تپ" کے بارے میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خط لکھتے وقت ان کے ذہن سے اتر گیا لیکن جواب میں یہ جواب بھی تھا کہ اگر تمہیں "حمیٰ الربع" کی شکایت ہو تو سورۂ انبیاء آیت ۶۹ کو لکھ کر تپ والے شخص کے گلے میں لٹکا دو شفا پا جائے گا ابن طریف کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور تپ سے نجات مل گئی۔

کتاب "مکارم الاخلاق" علامہ جلیل جناب رضی الدین ابو النصر حسن بن فضل طبرسی میں "حمیٰ الربع" اور دیگر بیماریوں کی تعویذ حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے

https://downloadshiabooks.com/

ضرور تمند حضرات مراجعہ کر سکتے ہیں۔

کیا منکرین مہدیؑ، کافر ہیں؟

حسن ابن طریف دو واسطہ سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے محمد بن اسماعیل سے فرمایا: ''من مات و لیس له امام مات میتة جاهلیة فقلت له کل من مات و لیس له امام مات میتة جاهلیة، قال: نعم و الواقف کافر و الناصب مشرك'' ہاں ایسا ہی ہے یعنی اپنے زمانہ کے امام کی شناخت نہ رکھتے ہوئے مر جانے والا جاہلیت کی موت مرا ہے اس کی بات کی تصدیق کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام دو کلمہ کا اور بھی اضافہ کرتے ہیں جو بعد رسول دو گروہ کے حق میں ہے اور اس فرمان میں جناب رسول خداؐ کو ان دو گروہ کو ذکر نہیں کیا تھا کیونکہ زمانۂ رسول خداؐ میں ان دو جملوں کے اضافہ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ایک وہ گروہ جس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر توقف کر لیا تھا اور امامت کے سلسلہ کو امام رضا علیہ السلام کی ذات میں جاری نہیں سمجھا تھا اور دوسرے وہ جو بظاہر جناب رسول خداؐ کے دور میں یا نہیں تھا یا اظہار دشمنی کی ہمت نہیں کرتا تھا بلکہ نفاق کی صورت میں گذر بسر کر رہا تھا امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''نعم و الواقف کافر و الناصب مشرك'' ہاں اپنے زمانہ کے امام کی شناخت نہ رکھتے ہوئے مر جانے والا جاہلیت کی موت مرا ہے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر ٹھہر جانے والا کافر ہے اور ہم اہل بیتؑ سے دشمنی کرنے والا مشرک ہے[1]۔

علامہ ابوالحسن مرندی اپنی کتاب ''مجمع النورین'' میں فرماتے ہیں: ''اقول: ان صریح

(1) کمال الدین، ص۶۹۶، باب۵۸، ح۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

هذہ الاخبار یدل علیٰ کفر من لم یعتقد بوجود القائم ولم یترقب ظھورہ" میں کہتا ہوں کہ ان روایات کی صراحت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود کا قائل نہیں ہے اور ان کے ظہور کا انتظار نہیں کرتا وہ کافر ہے اور اس کی وجہ بھی ذکر کرتے ہیں علامہ ابوالحسن مرندی فرماتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود کا قائل نہ ہونے والا در حقیقت منکر توحید الٰہی اور منکر رسالت رسول خداؐ ہے اس لئے منکر قائم جیسے واقفی، ناصبی، باغی وغیرہ سب کے سب کافر ہیں ویسے وہ بھی کافر ہے[1]۔

بارہ خلیفہ

جناب رسول خداؐ نے اپنے بعد امت کی قیادت بارہ اماموں کے سپرد کی ہے ان کی تعداد کے لئے خلق خدا میں بعض ایسی بارہ چیزوں سے تشبیہ دی ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا ہے یہ تشبیہ جہاں قیامت تک کے لئے ثبوت واثبات امامت دلالت کرتی ہے وہیں ہر شخص کے لئے بآسانی ادراک کر لینے پر بھی دلالت کرتی ہے اور یہ بھی روشن کرتی ہے کہ مشبہ بہ واقع ہونے والی چیزیں بھی لایتغیر چیزیں ہیں کبھی آنحضرتؐ نے بارہ اماموں کی تشبیہ سال کے بارہ مہینوں سے دی ہے کہ جن میں تواتر و تسلسل پایا جاتا ہے اور یکے بعد دیگر یہ سلسلہ آمد و رفت مشہور و پابرجا رہے گا اسی طرح سلسلۂ امامت کی لڑیاں پابرجا رہیں گی۔

کبھی آنحضرتؐ نے آسمان کے بارہ برجوں اور سورج کے ۱۲ منازل سے تشبیہ دی کہ جن میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور باریک بین افراد اس کے تسلسل و تقارن سے خوب واقف ہیں اسی طرح امامت کا منصب بھی مسلسل و متقارن ہے۔

(1) مجمع النورین: ص۲۸۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کبھی آنحضرتؐ نے اپنے بعد کے اماموں کو نقباء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی جن کا دور بھلے ہی گذر گیا ہے مگر عدد میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اور بنی اسرائیل کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ان کی تعداد بارہ تھی اور وہ پے در پے نقیب و سربراہ بنی اسرائیل ہوئے ہیں۔

کبھی آنحضرتؐ نے یہ بتلایا ہے کہ سارے انبیاءؑ کے بارہ جانشین ہوا کرتے تھے جو بیک وقت نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے امتوں کی قیادت و رہبری کرتے تھے اسی طرح میرے بارہ جانشین ہوں گے جو یکے بعد دیگرے امت کی قیادت و رہبری کریں گے اور وہ انبیاءؑ کے اوصیاء کی طرح بلا فصل اور مسلسل ہوں گے۔

بارہ اماموں کا ذکر توریت میں بھی تھا جس کا تذکرہ عمر کے زمانہ میں آنے والے یہودی عالم نے اسلام لانے کی شرط پر سوال کیا تھا اور ملعون ثانی نے کہا تھا "علیك بهذا الشاب "یعنی تم اس جوان سے دریافت کر لو وہ جوان کوئی اور نہیں حضرت امیر المومنینؑ تھے اور پھر اس نے "۳+۳+۱" سوال کیا تھا دوسرے تین سوالوں میں پہلا سوال یہی تھا کہ اس امت کے کتنے رہبر و رہنما ہوں گے تو جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا "اثنا عشر اماما قال:صدقت و الله انه لبخط هارون و املاء موسیٰ "بارہ امام ہوں گے تو وہ بولا آپ صحیح فرما رہے ہیں بخدا قسم یہ ہمارے پاس حضرت ہارونؑ کے خط اور حضرت موسیٰؑ کے املا سے لکھا ہوا موجود ہے۔

پھر اس یہودی نے دو سوال اسی سے متعلق کئے تھے کہ نبی جنت میں کہاں ہوں گے ؟ اور ان کے ہمراہ جنت میں کون ہو گا ؟ تو امام علیؑ نے فرمایا: ہمارے نبیؐ جنت عدن میں سب سے اعلیٰ و اشرف جگہ پر ہوں گے اور ان کے ساتھ یہی بارہ امام ہوں گے یہ سن کر پھر یہودی عالم نے

https://downloadshiabooks.com/

کہا تھا "صدقت و الله انه لبخط هارون و املاء موسیٰ"[1] آپ سچ فرماتے ہیں بخدا قسم یہ ہمارے پاس حضرت ہارون کے ہاتھوں کی تحریر اور حضرت موسیٰؑ کا املا کیا ہوا موجود ہے اور آخری سوال اس کا یہ تھا کہ آخری نبی کا وصی کتنے دن زندہ رہے گا اور وہ طبیعی موت مرے گا یا شہید کیا جائے گا تو امام علیؑ نے فرمایا ۳۰ سال زندگی بسر کرے گا اور پھر اسے شہید کر دیا جائے گا اس یہودی دانش مند نے ساری باتوں کی تائید کی اور کہا کہ یہ سب ہمارے پاس توریت میں مرقوم ہے ۔کتاب کافی میں رسول خداؐ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام جس کے ناقل ہیں :"من ولدی اثنا عشر نقیبا،نجباء،محدّثون ،مفهمون ،آخر هم القائم بالحق یملاها عدلا کماملئت جوراً"[2] میری اولاد میں بارہ نقیب، نجیب، محدث، سمجھ دار لوگ ہوں گے جن کا آخری فرد قائم برحق ہوگا جو روئے زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول! میں نے آپ کے پدر گرامی سے سنا ہے کہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے بعد ۱۲ مہدی ہوں گے تو امام نے فرمایا کہ ہاں میرے بابا نے ۱۲ مہدی کہا ہے ۱۲ امام نہیں اور وہ بارہ مہدی ہمارے شیعوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ہماری ولایت اور ہمارے حق کی معرفت کی دعوت دیں گے۔

نعثل کون؟

نعثل نام کا یہودی جناب رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچا اس نے آکر رسول خداؐ سے

(1) کمال الدین، ص۳۲۹، باب۲۶۔

(2) الکافی، ج۱، ص۵۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

کہااے اللہ کے رسول! اگر آپ نے مجھے میرے دل میں الجھے سوالوں کا جواب دے دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا پیغمبر خداؐ نے اسے ''ابو عمارۃ'' کی کنیت سے خطاب کیا اس نے پہلے خدا کے بارے میں پوچھا پھر آپ کے وصی کے بارے میں سوال کیا پیغمبرؐ نے تفصیل سے جواب دیا جن کی تعداد کو نقباء بنی اسرائیل کے مانند بتلائی اس نے کہا ''اشهدان لا اله الا الله و انك رسول الله و اشهد انهم الاوصياء بعدك و لقد وجدت هذا فی الكتب المتقدمة ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہی بارہ نقیب آپ کے بعد اوصیاء ہیں بتحقیق کہ میں نے یہ باتیں سابقہ کتابوں میں پائی ہے اور ہمیں حضرت موسیٰ نے ایک پیشین گوئی کی ہے اور وہ یہ کہ ''اذا كان آخر الزمان يخرج نبی يقال له احمد خاتم الانبياء لانبی بعده''جب آخری زمانہ آئے گا تو ایک نبی تشریف لائیں گے جس کا نام احمد ہو گا وہ آخری نبی ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا ''يخرج من صلبه ائمة ابرار عدد الاسباط ''ان کی صلب سے بارہ نیکوکار امام ہوں گے جن کی تعداد اسباط کی تعداد جیسی ہو گی۔

اس موقع پر جناب رسول خداؐ نے ایک بار پھر نعثل کی کنیت کو دھرا کر پوچھا: ''يا ابا عمارة اتعرف الاسباط؟''اے ابو عمارہ کیا تم اسباط کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول میں انھیں جانتا ہوں ''نعم يا رسول الله انهم كانوا اثنا عشر ''اس پر نعثل نے خود ہی کہا کہ ان میں سے ایک لاوی بن ارحیا تھے اس نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول جانتا ہوں لاوی بن ارحیاء وہی ہیں جنھوں نے کئی سال تک غیبت اختیار کی تھی پھر ظاہر ہوئے اور انہوں نے شریعت موسوی کے دفن ہو جانے کے بعد اسے ظاہر و زندہ کیا اور انھوں نے اس زمانے کے بادشاہ سے جنگ کی یہاں تک کی اسے قتل کیا۔

اس موقع پر رسول خداؐ نے فرمایا: ''كائن فی امتی ما كان فی بنی اسرائيل حذو النعل

https://downloadshiabooks.com/

بالنعل و القذہ بالقذۃ " اے نعثل جو کچھ بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے وہ سب کچھ مکمل طور پر میری امت میں بھی ہو گا۔ "و ان الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری ' "اور میری اولاد میں بارہواں فرزند ایسا غائب ہو گا کہ کسی کو وہ نظر نہ آئے گا "و یاتی علی امتی زمن لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ و لامن القرآن الا رسمہ" اور میری امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس زمانے میں اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف تحریر باقی رہ جائے گی "فحینئذ یاذن اللہ لہ بالخروج فیظھر الاسلام و یجدّد الدین " اس وقت خداوند متعال اسے قیام و ظہور کی اجازت دے دیے گا پھر وہ ظاہر ہو کر اسلام کا بول بالا کرے گا اور دین و شریعت کی تجدید کرے گا "ثم قال علیہ السلام :طوبیٰ لمن احبھم و طوبیٰ لمن تمسك بھم و الویل لمبغضھم "خوشا بحال اس شخص کے لئے جو ان بارہ اماموں سے محبت کرے گا اور شجرہ طوبیٰ اس کا مقدر کہ جو ان سب سے متمسک رہے گا اور ویل ہو ان کے دشمنوں اور ان سے بغض رکھنے والوں پر۔

یہ سن کر نعثل نے حرکت کی اور رسول خداؐ کے سامنے اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور ان اشعار کو پڑھا جو تاریخ میں ثبت ہیں نعثل نے کیا خوب کہا ہے :

صلی العلی ذو العلی علیك یا خیر البشر

انت النبی المصطفیٰ و الھاشمی المفتخر

بك اھتدینا رشدنا وفیك نرجو ما امر

و معشر سمیتھم ائمۃ اثنیٰ عشر

حباھم رب العلی ثم صفاھم من کدر

قد فاز من والاھم وخاب من عفا الاثر

https://downloadshiabooks.com/

آخـــرهم یشـــفی الظمـــا وهوالامـــام المنتظـــر

عترتـــك الاخیـــارلی والتـــابعون مـــا امـــر

من کان مـــنکم معرضـــاً فســـوف یصـــلی بســـقر

ترجمہ اشعار نعشل

"بلندیوں والا خدا آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے اے تمام انسانوں میں سے بہتر انسان"

"آپ ہی برگزیدہ نبی اور ہاشمی گھرانہ کی قابل فخر ہستی ہیں"

"آپ کے ذریعہ ہی ہمیں رشد و ہدایت نصیب ہوئی اور ہمیں آئندہ بھی آپ سے ہی امید ہے"

"وہ گروہ جس کی اطاعت گزاری لازم ہے بارہ معصوم ہیں"

"پروردگار ہستی نے انہیں منتخب کیا ہے اور انھیں ہر گندگی سے پاک و پاکیزہ اور چنندہ بنایا ہے"

"جو ان بزرگواروں کی ولایت کا قائل ہے وہی کامیاب ہوگا اور جس نے آثار ولایت کو اپنے دل سے محو کر دیا وہ گھاٹے میں ہے"

"ان اماموں کی آخری کڑی پیاسوں کو سیراب کرنے والے ہے اور یہ وہی امام ہیں جن کی آمد کا انتظار کیا جارہا ہے"

"آپ کی گرد پا میرا انتخاب ہے اور جو آپ حکم دیں اس کی ہم اتباع کرنے والے ہیں"

https://downloadshiabooks.com/

"جوآپ لوگوں سے رو گردان ہے وہ عنقریب جہنم کی وادی سقر میں پہنچ جائے گا"[1]۔

امام مہدیؑ اور بیت حضرت نوحؑ

مسکن نوح علیہ السلام کے لئے امام معصوم نے فرمایا ہے کہ :"و ھی ارض طیبۃ"حضرت نوح علیہ السلام کے رہنے کی جگہ طیب و طاہر جگہ ہے اور پھر امام علیہ السلام نے کلی طور پر اہلبیت علیہم السلام کے مساکن و بیوت کو طیب و طاہر بتلاتے ہوئے فرمایا ہے :"لا یسکن رجل من آل محمد و لا یقتل الا بارض طیبۃ زا کیۃ"ہر وہ جگہ جہاں اہلبیت علیہم السلام کی کسی فرد نے اپنا مسکن قرار دیا یا کسی جگہ اہلبیتؑ کی کوئی فرد شہید ہوئی ہے وہ ارض وہ سرزمین پاک و پاکیزہ اور طیب و طاہر ہوتی ہے[2]۔

یقینا سرزمین کعبہ بہت محترم ہے بہت معظم ہے لیکن وہ سرزمینیں جن کی آغوش میں اہل بیتؑ سکونت پزیر رہے ہیں یا وہاں کوئی اہلبیتؑ کی فرد شہید ہوئی ہے ہم اس سرزمین کی قدر کریں، پہچانیں اور وہاں اپنا مسکن اپنے بچوں کا گھر بنانے کی کوشش کریں اور جب تک نا قابل برداشت مشکل پیش نہ آجائے ایک بالشت بھی نہ بیچیں۔

مومنین کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بیت اللہ الحرام کے طواف کو بھی چھوڑا جا سکتا ہے ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ ایک مومن کعبہ میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا امام علیہ السلام طواف شروع کر چکے تھے اس نے اپنا مدعا بیان کیا کسی شخص کے پاس جاکر سفارش کرنی تھی جس کی حاجت تھی اس سے حسد کرنے والا ایک شخص یہ منظر

(1) کفایۃ الاثر، ص ۱۵۔

(2) بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۲۵۔

https://downloadshiabooks.com/

دیکھ رہا تھا اس نے امام سے عرض کیا :''یا ابا محمد ترکت الطواف و ذھبت مع فلان الیٰ حاجتہ''اے ابو محمد آپ نے طواف چھوڑ دیا اور اس شخص کی حاجت کے لئے چلے گئے حضرت امام مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں کیسے نہ جاتا حالانکہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرنا چاہے اگر کامیاب ہو جائے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب حاصل کر لیتا ہے اور اگر سفارش کے بعد بھی پورا نہ کر سکے تب بھی اسے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

الحمد للہ میں نے حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کر لیا ہے کیونکہ اس مرد مومن کی ضرورت کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور پھر واپس آکر طواف بھی پورا کر رہا ہوں۔ گویا امام علیہ السلام بتلانا چاہتے ہیں کہ مومن کو چالاک ہونا چاہیئے اگر بڑے ثواب کا کام مل جائے تو کم ثواب کے کام کو چھوڑ کر بڑے ثواب کے کام میں مشغول ہو جانا چاہیئے[1]۔

دوسری بات یہ کہ چھوٹے کام کے چھوٹے ثواب کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے یعنی اس کو مکمل کر کے اس کا ثواب بھی حاصل کرنا چاہیئے امام نے اس حاسد شخص سے فرمایا تھا :''قد اکتسبت حجۃ و عمرۃ و رجعت الی طوافی''میں نے مومن کی حاجت روائی کر کے حج و عمرہ کا ثواب بھی حاصل کر لیا ہے اور پھر واپس آکر اپنا طواف بھی پورا کر رہا ہوں اس کے علاوہ اگر مومن کو دوسرے مومن کی ضرورت کا علم ہو جائے تو اسے کہنے کی زحمت نہ دیں پورا کر دیں۔

بہت سے علماء نے نیت کے اوپر کتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے ایک ابن فھد حلی کے ہم عصر ابن طی کے نام سے معروف عالم کی کتاب ''الدر المنضود'' ہے جس میں مومن کی حاجت روائی کے اوپر روایات میں سے ایک روایت یہ وارد ہوئی ہے کہ :''من قضیٰ لاخیہ حاجۃ ،قضیٰ اللہ لہ اثنین وسبعین حاجۃ ادناھا المغفرۃ''جو شخص کسی دینی بھائی کی ایک حاجت پوری

(1) تاریخ مدینۃ دمشق، ج۱۳، ص۲۴۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کردے خداوند متعال اس کی بہتّر حاجتوں کو پورا کردے گا کہ جس میں کمترین حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے[1]۔

روایت کے اس متن کے ساتھ وسائل الشیعۃ میں روایت نہیں ملی لیکن اس کی ۱۶ ویں جلد میں ص ۳۵۷ میں حدیث کے فقرے اس طرح وارد ہوئے ہیں: "من قضیٰ لاخیه المومن حاجة قضیٰ الله له یوم القیامة مائة الف حاجة ،من ذالك اولها الجنة و من ذالك ان یدخل قرابته و معارفه و اخوانه الجنة بعد ان لایکونوا نصّاباً"[2] "جو شخص اپنے دینی بھائی کی حاجت کو پورا کرے گا تو خداوند عالم کو قیامت کے دن حق بنتا ہے کہ اسکی ایک لاکھ حاجتیں پوری کرے جن میں سے پہلی حاجت اسے جنت میں داخل کرنا ہے اور اس کے رشہ دار، آشنا لوگ اور اسکے دینی بھائی کو بھی جنت میں داخل کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ لوگ ناصبی نہ ہوں"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "احرصوا علیٰ قضاء حوائج المومنین"[3] حرص ہونا چاہیئے تڑپ اور چاہت ہونی چاہیئے کہ مومنین کی مشکلات کو دور کریں ان کی ضرورتوں کو پورا کریں اللہ کے نزدیک دل مومن میں سرور ڈالنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں ہے اور اگر قدرت رکھتے ہوئے بھی ضرورت پوری نہ کرے تو وہ اپنے ہی اوپر ظلم کر رہا ہے امام صادق علیہ السلام اپنے ایک صحابی سے فرماتے ہیں کہ میں کسی صاحب حاجت کی حاجت پوری کرنے میں اس لئے بھی جلدی کرتا ہوں کہ کہیں وہ اپنی ضرورت سے بے نیاز نہ ہو جائے اور میرے ہاتھ سے اس کی یہ خدمت کرنے کا چانس چلا جائے۔

---

(1) الدر المنضود، ص ۱۰۵۔

(2) وسائل الشیعۃ، ج ۱۶، ص ۳۵۷، ح ۱۔

(3) بحار الانوار، ج ۷۱، ص ۳۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قدرت رکھتے ہوئے بھی اگر حاجت روائی نہ کرے تو "سلط اللہ علیہ شجاعا فی قبرہ ینہشہ"[1] "خداوند متعال اس کی قبر میں ایک ایسے سانپ کو مسلط کردے گا جو اسے نوچ نوچ کر کھائے گا"۔

جنت میں مومنین کے داخلہ کے بعد آواز قدرت آئے گی "یاعبادی قدخلتم الجنۃ برحمتی" اے میرے بندوں تم جنت میں داخل ہو گئے ہو میری رحمت و عنایت کے سایہ میں، لیکن جنت میں کس کو کتنا علاقہ ملے گا اور کن کن جگہوں کا کون مالک ہو گا اس کا تعلق دو چیزوں سے ہے:

۱:۔شیعیان محمد و علی علیہما السلام سے کون کتنی محبت کرتا تھا اسی اعتبار سے اسے جنت میں علاقے ملیں گے۔

۲:۔اپنے دینی بھائیوں اور مومنین کے حقوق کو ادا اور ان کی حاجتوں کو کون کتنا پورا کرتا تھا۔

لہٰذا تم میں سے جو شیعوں سے زیادہ محبت کرتا تھا اور مومنین کی حاجتوں کو سب سے زیادہ پورا کرتا تھا اس کا جنت میں اتنا ہی اونچا مقام ہو گا یہاں تک کہ بعض مومنین دوسرے مومنین سے جنت میں اس قدر فاصلہ پر ہوں گے کہ اس کا تصور کرنا محال ہے روایت کا فقرہ ہے: "حتیٰ ان فیہم من یکون ارفع من الآخر بمسیرۃ خمس مأۃ سنۃ"[2] یہاں تک کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دوسرے سے پانچ سو سال کے فاصلے پر ہوں گے۔

---

(1) مستدرک الوسائل، ج۱۲، ص۴۰۵، ح۱۶۔

(2) بحار الانوار، ج۸، ص۵۸۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت رسول خداؐ نے نہش کی تفصیل میں بیان کیا ہے کہ جیسے کوئی شاعر آکر اس کی مدح کرے گا اور مدح پر اسے پیسہ دے گا جس کے بدلے اسے کوئی اجر و ثواب پانا تو درکنار مواخذہ بھی ہوگا اس کے بعد فرماتے ہیں: ''فهذه الشياطين الذی تنهشه''[1] یہی وہ شیاطین ہیں جو اسے قبر میں نوچیں گے۔

زکات کا مصرف

کتاب الزکاۃ میں ہمارے فقہاء نے یہ بحث کی ہے کہ کیا وہ اموال جو کسی نے دوسرے سے قرض لئے ہیں اور اسے نیک کام یا اطاعت الٰہی جیسے زیارت امام حسین علیہ السلام میں خرچ کیا ہے لیکن اب اس کے اندر ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اسے مال زکاۃ سے قرض کی ادائیگی کے لئے مال دیا جاسکتا ہے؟

چند امور کو استثناء کیا گیا ہے ورنہ ہر کار خیر میں دیا گیا قرض مال زکاۃ سے دیا جاسکتا ہے اور اگر مومن پریشان حال ہے تو نہ صرف اس کے قرض کو مال زکاۃ سے بلکہ بیت المال سے حاکم اسلامی پر لازم ہے کہ ادا کرے اور یہ مومن کے مرنے کے بعد نہیں بلکہ زندگی ہی میں ادا کرنے کا حکم ہے۔

ہاں عورتوں کی مہر کی ادائیگی، مال زکاۃ سے نہیں ہوسکتی اسی طرح وہ مال جو بیوی کی مہر دینے کے لئے قرض کے طور پر لیا گیا ہے اس کی ادائیگی خود مومن کے اوپر ہے اسی طرح اگر پتہ چل جائے کہ کسی نے مالِ مقروضہ کو معصیت الٰہی میں صرف کیا ہے تو بھی مال زکاۃ سے نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی حاکم اسلامی پر اس کے قرض کی ادائیگی فرض ہے ہاں جس مومن نے قرض دیا

(1) قضاء حقوق المومنین للصوری مجلہ تراثنا: ۳ ص ۱۸۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے اس کو چاہیئے کہ اس مقروض کے آسودہ حال ہونے تک کا انتظار کرے لیکن مقروض مومن پر قرض کی ادائیگی میں قدرت ادا رکھتے ہوئے ٹال مٹول کرنا حرام ہے لیکن قرض دینے والے مومن پر زندہ یا مردہ مومن کے قرضہ کو معاف کرنا مستحب اور بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو کسی مومن کے قرض کو معاف کر دیتا ہے یا قرض کو کم کر دیتا ہے "فقد تعلّق منه بغصن" گویا کہ اس نے جنت کے درخت طوبیٰ کی ایک شاخ کو تھام لیا ہے اور بروز قیامت صرف خدا کا سایہ ہوگا جس کی چھاؤں میں یا تو نبی ہوں گے یا وصی نبی یا دو قسم کے مومن ہوں گے ایک وہ مومن جس نے کسی عبد مومن کو راہ خدا میں آزاد کر دیا ہوگا دوسرے وہ مومن جس نے کسی مومن کے قرض کو معاف یا ادا کر دیا ہوگا۔

کتاب الخرائج والجرائح قطب الدین راوندی کی کتاب ہے جس میں فضائل و معجزات محمد و آل محمد علیہم السلام کو جمع کیا گیا ہے حضرت رسول خداؐ کے معجزات میں لکھتے ہیں کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر جنگ اُحد میں شہید ہو گئے اس وقت میرے بابا کی عمر دو سو سال تھی اور میرے بابا قرضدار تھے ایک روز رسول خداؐ سے ملاقات کے دوران رسول خداؐ نے مجھ سے پوچھا اے جابر "ما فُعل دين ابيك؟" تمہارے بابا کے قرض کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مولا و آقا قرض اپنے حال پر باقی ہے۔

یاد رہے کہ اس روایت سے ایک مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی شہید کا قرض کسی خاص مدت تک کے لئے ہے تو پھر اس کے شہید ہو جانے سے وہ قرض اپنی مدت سے پہلے واجب الاداء نہیں ہو جاتا یعنی وارث پر فوراً ادا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ جس وقت تک کا موقع ہے اس وقت

https://downloadshiabooks.com/

تک ادا کر سکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ قرض کی مدت مقرر ہو تو مجاہد شہادت گاہ میں جا سکتا ہے لیکن اگر وقت ادا آگیا ہو تو پھر اسے ادا کر کے میدان جنگ میں جانا چاہیئے یا پھر کسی کے حوالے کر کے جائے۔

اب روایت ملاحظہ ہو پیغمبر خداؐ نے جابر سے پوچھا تمہارے باپ کس شخص کے مقروض ہیں جابر نے بتلایا کہ فلاں یہودی کے ؟پوچھا کب وقت اداء قرض مقرر ہوا ہے؟ جابر نے بتلایا کہ :"وقت جفاف التمر "جب کھجور کے سوکھنے کا وقت آجائے گا یعنی کھجور توڑ کر ڈھیر لگا کر سکھایا جاتا ہے اس وقت کا موقع ،قرض کی ادائیگی کا ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ :"اذا جف التمر فلا تحدث فیہ حتیٰ تعلمنی واجعل کل صنف من التمر علاحدۃ"جب کھجوریں سوکھ جائیں اور توڑنے کا وقت آجائے تو توڑ کر رکھو مگر اس میں کوئی تبدیلی نہ لانا اور ہر صنف کے کھجور کا ڈھیر علاحدہ علاحدہ رکھنا میں نے ایسا ہی کیا کھجور کے سوکھنے کا وقت آیا تو میں نے رسول خداؐ کو کھجور تڑوانے کے بعد اور ہر قسم کے کھجور کو علاحدہ رکھنے کے بعد بلا لیا۔

آپ تشریف لائے پھر آپ نے ہر قسم کے ڈھیر سے ایک مٹھی کھجور اٹھایا پھر اسی قسم میں واپس رکھ دیا دوسرے تیسرے چوتھے غرض کہ ہر قسم کے ڈھیر کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کے بعد فرمایا: اب اس قرض دینے والے یہودی کو بلا لو میں نے بلا لیا اور جب وہ آگیا تو رسول خداؐ نے فرمایا جس قسم کے کھجور سے تم اپنا قرض واپس لینا چاہتے ہو ناپ کے لے لو اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ ان کھجوروں کی مقدار ہی کتنی ہے کہ میں ان کی کسی ایک قسم کو انتخاب کر کے اپنے قرض بھر کھجور کو لوں "لعل کلہ لا یفی بدینی "ہو سکتا ہے کہ یہ سارے قسموں کی کھجوریں سب ملکر بھی میرے قرض کی مقدار کے برابر نہ ہو سکیں۔

مگر حضرت رسول خداؐ نے اس سے پھر فرمایا نہیں کسی ایک قسم کی کھجور کا انتخاب کرو

https://downloadshiabooks.com/

(وہاں سے شروع کرو) یہ کہتے ہوئے آپ نے صیحانی کھجور کی صنف کی طرف اشارہ کیا اس نے بھی صیحانی کھجور سے ناپنا شروع کرنا چاہا رسول خداؐ نے فرمایا بسم اللہ یہودی نے ترازو نصب کئے اور اپنے قرض کی مقدار کے لئے کھجوروں کو اسی ایک صف سے تولنا شروع کیا روایت کا فقرہ ہے "فلم یزل یکیل منه حتیٰ استوفیٰ منه دینه کله والصنف علیٰ حاله مانقص منه شئ" اس نے اسی ایک قسم سے تولنا شروع کیا اور اس نے سارے قرض کے برابر ناپ لیا مگر اس ایک صنف سے ذرا بھی کم نہیں ہوا۔

جناب جابر سے حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اے جابر کیا کسی اور کا تمہارے اوپر قرض نہیں ہے ؟ جناب جابر نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول میں مقروض نہیں ہوں صرف میرے بابا کا قرض تھا بحمد للہ وہ سب کا سب پورا ہو گیا اس کے بعد رسول خداؐ نے حکم دیا کہ اچھا اب ان کھجوروں کو بھر و اور اپنے گھر لے جاؤ جابر کہتے ہیں کہ میں ہر صنف کو اپنے گھر لے گیا پورے سال ہم نے ان کھجوروں کو کھایا بھی اور دوسروں کو ھدیہ بھی دیا اور برابر ہم اسے بانٹتے رہے اور پورا سال گذر گیا کھجور اپنے حال پر سال بھر باقی رہا یہاں تک کی نیا سال آیا تب جا کر کھجور ختم ہوا (1)۔

بہر حال قرض کی ادائیگی بہت اہم فریضہ ہے شہید کے قرض کی ادائیگی بھی لازم ہے اول تو یہ کہ اسے قرض سے سبک دوش ہو کر شہید ہونے کے لئے میدان میں جانا چاہیئے لیکن جو اچانک شہید ہوتے ہیں ان کا قرض قاتل کی گردن پر چلا جاتا ہے قرض کی ادائیگی کی اہمیت اس عمل سے بھی واضح ہے کہ جسے امیر المومنین علیہ السلام نے انجام دیا ہے مدینہ میں تو سب کے سامنے اعلان بار بار کیا تھا کہ جو رسول خداؐ کے یہاں قرض رکھتا ہے یا انہوں نے کسی چیز کے دینے کا وعدہ

(1) الخرائج والجرائح: ج۱، ص۱۵۵۔ بحار الانوار، ج۱۸، ص۳۲، الباب۷، ح۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

کیا ہے وہ میرے پاس آئے اور لے جائے وہاں سے مکہ بھی جا کر تین سال تک برابر حج کے موقع پر مجمع عام میں امیر المومنین علیہ السلام اعلان کیا کرتے تھے کہ جس جس کا رسول خداؐ پر کوئی قرض ہے وہ آ کے مجھ سے لے جائے۔

متعدد روایات میں وارد ہوا ہے کہ :"یا علی انت حجة الله و انت باب الله و انت الطریق الی الله و انت النباء العظیم و انت الصراط المستقیم و انت المثل الاعلی...یا علی انت خلیفتی علی امتی و انت قاضی دینی و انت منجز عداتی"[1]۔

"اے علی آپ ہی اللہ کی حجت ہیں، آپ ہی اللہ کا باب ہیں، آپ ہی اللہ کی جانب راہ ہیں، آپ ہی عظیم خبر ہیں، آپ ہی صراط مستقیم ہیں، آپ ہی مثل اعلیٰ ہیں یا علی آپ ہی میری امت پر میرے خلیفہ ہیں، آپ ہی میرے قرض کو ادا کرنے والے اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں"۔

عبداللہ بن زبیر منحوس نے ایک بار جنگ خیبر کے بعد امام امیر المومنین علیہ السلام سے آکر کہا کہ حضور آج میں اپنے باپ کے حساب و کتاب کو دیکھ رہا تھا اس میں مجھے ملا کہ آپ کے باپ ابو طالبؑ میرے باپ زبیر کے قرضدار تھے اور وہ قرض بھی معمولی نہیں تھا ۸۰ ہزار درہم قرض لے رکھا تھا میں اسے لینے کے لئے آیا ہوں امام علیہ السلام نے یہ نہیں پوچھا میرے باپ کو مرے ہوئے تقریباً چالیس سال ہو رہے ہیں تمہارے باپ سے اتنی بھاری رقم کب لی تھی؟ اور اس وقت سے لیکر آج تک تمہارے باپ نے مجھ سے یا میرے کسی بھائی سے کیوں نہیں طلب کیا حضرت طالب سب سے بڑے بھائی تھے پھر عقیل پھر جعفر طیار پھر کہیں امیر المومنین علیہ السلام تھے اور وہ بھی سب سے چھوٹے بھائی تھے مگر ابن زبیر کسی کے پاس نہیں گیا سوال کیا تو

(1) عیون اخبار الرضا علیہ السلام: ۱/۹، ح ۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امیر المومنینؑ سے ! بہر حال دال میں کچھ تو کالا تھا لیکن مولا نے کوئی بھی سوال کئے بغیر ۸۰ ہزار درہم عبداللہ بن زبیر کو ادا کر دئے عبداللہ ابن زبیر نے اس ۸۰ ہزار کو خوب اڑایا۔

ایک دن پھر حساب چیک کرنے بیٹھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور پھر مولا کی خدمت میں پہونچا اور بولا : حضور گستاخی معاف مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حساب دیکھتے ہوئے سوء تفاھم ہو گیا تھا: ''انما کان لو الدك علی والدی ماذکرته لك'' قرضدار آپ کے باپ ابو طالب نہیں تھے قرضدار میرا باپ زبیر تھا اور رقم وہی ہے جو میں آپ کو بیان کر چکا ہوں اب میں کیا کروں ؟ ۸۰ ہزار باپ نے اپنی جوانی میں لے کے اڑایا، عقیل اور ان کے بچے پریشان ہوئے زبیر نے کبھی سانس نہیں لی ۲۵ سالہ خلفاء کے دور میں اہل بیت علیہم السلام نے سختیاں اٹھائیں اس نے قرض واپس نہیں کیا دونوں خلفاء کے زمانے میں خوب بیت المال سے مال ملتا تھا لیکن واپس نہیں کیا بعد خلفاء اسی ابو طالبؑ کے لال سے جنگ کرنے کے لئے نانی کے ساتھ میدان میں آ گیا مارا گیا اور اتنی مدت کے بعد بیٹے نے باپ کا حساب دیکھا تو سوء تفاہم کر بیٹھا اور لے گیا ۸۰ ہزار درہم، مجھے تو لگتا ہے کہ یہ سوء تفاہم بھی ابو طالبؑ کی سخاوت اور ان کے لال کی سخاوت وعطا کا قصیدہ پڑھنے اور تاریخ میں باقی رہ جانے کے لئے ہوا تھا۔

مولا نے اس سے نہ تو اپنے باپ کا قرضہ مانگا اور نہ ہی اپنا عطا کیا ہوا مال واپس لیا فرمایا: جو تیرے باپ نے لیا وہ بھی بخشا اور جو تو لے گیا وہ بھی تیرا۔ جو مولا و آقا، دشمن اور اس کے منحوس لال کے ساتھ اس قدر سخاوت کرتے ہیں وہ اپنے چاہنے والوں پر کتنا مہربان ہوں گے ؟ ان کی ذوات مقدسہ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں[1]۔

قرض برامام حاکم

(1) مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۳۸۴۔

https://downloadshiabooks.com/

قرض لینے کے احکام میں وارد روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ انسان مومن اپنی اور اپنے اہل و عیال کی خوراک کے لئے قرض لے تو خدا اور سولؐ پر بھروسہ کرکے لے اور اگر ایسا مومن قرض ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو امام یعنی حاکم پر لازم ہے کہ اس کے قرض کو ادا کرے اور اگر وہ ادا نہ کرے تو اس مرد مومن کا گناہ حاکم اسلامی کے گردن پر آجاتا ہے[1]۔

حضرت امام صادق علیہ السلام کا بیان ہے :"الامام یقضی عن المومنین الدیون ماخلا مهور النساء"مومنین کے قرض کی ادائیگی امام یعنی حاکم اسلام کے اوپر ہے سوائے عورتوں کی مہروں کے کہ اس کی ادائیگی خود مومنین کے اوپر لازم ہے[2]۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ابی حمزہ نے پوچھا کہ :ایک شخص نے عمداً یا دھوکہ سے کسی کو قتل کر دیا ہے اس کی گردن پر قرض بھی تھا مگر اس کے پاس مال بھی ارث کے طور پر نہیں بچا ہے اولیاء دم چاہتے ہیں کہ قاتل سے در گزر کریں کیا حکم ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:"ان وهبوا دمه ضمنوا دَینه""اگر وہ اس کے خون کو معاف کر دیں گے تو قرض کے ذمہ دار ہوں گے "اور اگر قتل کا قصاص قاتل سے لینا چاہیں تو اس صورت میں مقروض کا قرض امام کی گردن پر آجائے گا اور اسے بیت المال سے ادا کرنا پڑے گا[3]۔

وادیٔ کرعہ

قدیم شہروں کی مسافت، آبادی، آثار وغیرہ سے متعلق معلومات پر مشتمل پرانی کتاب جو بہت مشہور بھی ہے وہ یاقوت حموی کی معجم البلدان ہے اس کتاب میں ج۴، ص۳۶۰ پر عمرو

(1) وسائل: ۹۱/۱۳۔

(2) الکافی، ج۵، باب الدین، ص۹۴، ح۷۔

(3) وسائل الشیعۃ، ج۲۹، ص۱۲۳۔

https://downloadshiabooks.com/

عاص کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: ''یخرج المهدی من قریة بالیمن یقال لها کرعة'' حضرت مہدیؑ یمن کے ایک قریہ سے جسے کرعہ کہا جائے گا ظہور فرمائیں گے چوتھی صدی ہجری کے ہمارے عظیم عالم دین، جناب خزاز ابو لقاسم علی ابن محمد رازی کی معروف کتاب جو کبھی درس حوزہ کا حصہ تھی ''کفایة الاثر فی النص علی الائمة الاثنی عشر علیہ السلام'' ہے کتاب کے نام سے ہی واضح ہے کہ مطالبِ کتاب کیا ہوں گے؟ خزاز رازی لکھتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام کو مخاطب کر کے رسول اسلامؐ نے فرمایا: ''فیخرج من الیمن من قریة یقال لها کرعة.....و ذلك عندما یصیر الدنیا هرجأ مرجأ و یغار بعضهم علی بعض فلا الکبیر یرحم الصغیر و لا القوی یرحم الضعیف فحینئذٍ یأذن الله له بالخروج''[1]۔

علامہ علی بن یونس بیاضی کی معروف کتاب الصراط المستقیم میں روایت مذکورہ کا ایک پس منظر بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ حضرت ام سلمیٰؓ کے یہاں تشریف فرما تھے کہ وہاں جناب سلمان و جناب ابوذر و جناب مقداد، ابن عوف اور بہت سے اصحاب اکٹھا ہو گئے جناب سلمان نے رسول خداؐ سے اس مجمع میں سوال کر لیا کہ اے اللہ کے رسولؐ: ''ان لکل نبی وصیاً و سبطین فمن وصیك وسبطاك؟'' ہر نبی کا کوئی نہ کوئی وصی اور دو دو نواسے رہے ہیں آپ فرمائیں کہ آپ کے وصی اور آپ کے نواسے کون ہیں؟ ظاہر ہے کہ رسول خداؐ سے سبطین کے سوال کی بظاہر ضرورت نہیں تھی لیکن جناب سلمان جانتے تھے کہ یہ ایک ''منصب'' ہے اس کا رشتہ داری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور سلمان کتب آسمانی کے قاری اور بڑے سن رسیدہ تھے سابقہ انبیاءؑ کے حالات کافی حد تک جانتے تھے اس لئے کلی طور پر پوچھا۔

روایت کا فقرہ ہے کہ رسول خداؐ نے اپنا سر اقدس نیچے کر لیا اور کچھ دیر خاموش رہے

(1) کفایة الاثر، ص ۱۵۰۔

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ نے یہ عمل ہو سکتا ہے مزید کنجکاوی و تجسس والی کیفیت پیدا کرنے کے لئے انجام دیا ہو ورنہ سوال کا جواب فوراً دے سکتے تھے پھر آپ نے فرمایا: اللہ نے چار ہزار نبیوںؑ کے چار ہزار اوصیاء اور ۸ ہزار اسباط قرار دئے ہیں :"و الذی نفسی بیدہ لانا خیر الانبیاء و وصیی خیر الاوصیاء و سبطای خیر الاسباط""" اس ذات والا صفات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بتحقیق کہ میں سارے انبیاء سے بہتر و برتر ہوں اور میرا وصی، تمام اوصیاء سے بہتر و برتر ہے اور میرے دونوں نواسے تمام انبیاء کے نواسوں سے بہتر و برتر ہیں " پھر پیغمبر خداؐ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور امام زمانہ عجؑ پر آکر سلسلہ رکا اور فرمایا: "ثم یغیب عنہم اما مہم ماشاء اللہ""" اس کے بعد ان کا امام ان کے درمیان سے غائب ہو جائے گا جس کی مدت کو صرف خدا جانتا ہے اس کے بعد آنحضرتؐ نے آواز کو بلند کر کے فرمایا: "الحذر الحذر اذا فقد الخامس من ولد السابع من ولدی ثم یخرج من الیمن من قریۃ یقال لھا کرعۃ ینادی: ھذا المھدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ" " خبردار ، ہوشیار جب میرے ساتویں فرزند کا پانچواں بیٹا غائب ہو جائے گا تو پھر وہ یمن کے ایک قریہ سے جسے "کرعہ" کہا جائے گا ظہور کرے گا اور ایک منادی ندا دے رہا ہو گا کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی پیروی کرو" روایت کا آغاز حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ہوتا ہے جس کے راوی حضرت اصبغ بن نباتہ ہیں صدور روایت کے وقت صرف جناب امیر المومنینؑ رسول خداؐ کے پاس تھے اور حضرت رسول خداؐ اس وقت حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔

صاحب صراط المستقیم نے ایک تاجر کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے جو اپنے وفد اور مال کے ساتھ راہ بھٹک گیا تھا اور اس کی راہنمائی حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے فرمائی تھی اور پوچھنے پر پتہ لگا کہ وہ علاقہ "کرعہ" کے نام سے جانا جاتا ہے جو یمن کا وہ سوکھا علاقہ ہے جہاں دور دور تک پانی کا کوئی وجود نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

علامہ شیخ علی کورانی فرماتے ہیں: کرعہ کے علاوہ "کریمہ "اور "صنعاء" سے بھی خروج امام کا ذکر موجود ہے لیکن میرے نزدیک اقرب یہ ہے کہ :"ان وزیرہ الیمانی الذی یظهر قبله ببضعة اشهر یخرج من قریة یقال لها "کرعة" او "کریمة" ثم من صنعاء"[1] حضرت امام مہدیؑ کے وزیر جناب یمانی جو امام سے چند ماہ پہلے ظہور کریں گے وہ وادیٔ کرعہ یا کریمہ سے اور پھر وہ صنعاء سے خروج کریں گے یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وزیر سید یمانی، امام مہدیؑ کے ظہور سے کچھ مہینہ پہلے وادیٔ کرعہ سے ظہور فرمائیں گے یعنی کرعہ یا کریمہ کی وادی سے نکل کر صنعاء آئیں گے اور پھر وہاں سے ظہور فرمائیں گے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت جسے مفضل بن عمر نے نقل فرمایا ہے اس میں وارد ہوا ہے کہ :"یخرج القائم من ظهر الکوفة"[2] "یعنی حضرت امام مہدیؑ پشت کوفہ سے ظہور فرمائیں گے"۔

اور کتاب مختصر البصائر میں جناب ابان بن تغلب کی روایت میں لفظ "سلم "استعمال ہوا ہے امام صادق علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ :"موعدکم السلم[3] قال ابان جعلت فداك۔ واین السلم فقال علیه السلام یا ابان السلم من ظهر الکوفة"[4] "یعنی تمہاری وعدہ گاہ سلم (سیڑھی ہے) ابان کہتے ہیں میں امام صادقؑ سے سوال کیا کہ مولا یہ سلم کہاں واقع ہے تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سلم پشت کوفہ پر واقع ہے"۔

البتہ وہ روایت جس کو پشت کوفہ سے امام کے ظہور کے لئے سمجھ لیا گیا ہے اس کی ایک توجیہ تو یہ ہے کہ امامؑ پشت کوفہ سے کوفہ میں داخل ہوں گے اور وہاں کے لوگوں میں بظاہر یہ

(1) معجم احادیث الامام المہدی علیہ السلام، ج۱، ص۲۹۸۔
(2) کشف الغمۃ، ج۳، ص۲۵۶۔
(3) بعض نسخوں میں السلام اور بعض میں السلم ہے۔
(4) مختصر البصائر: ص۲۰۔

https://downloadshiabooks.com/

تصور پیدا ہو گا کہ امامؑ کوفہ سے ظہور کر رہے ہیں یا یہ کہ چونکہ آپ وہاں تمام شہروں کی نسبت پہلے کوفہ آئیں گے اس لئے ظہور کا لفظ استعمال ہوا ہو اور تیسری توجیہ جو توجیہ نہیں بلکہ معنی ہی تبدیل کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ متن روایت میں یوں وارد ہوا ہے :''یُخرِج القائم من ظهر الكوفة سبعة و عشرين رجلاً''۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام پشت کوفہ سے ۲۷ لوگوں کو باہر نکالیں گے، شاید مراد وہ مومن مردے ہوں جو کہ پشت کوفہ (وادی السلام) میں دفن ہوں گے اور امام زمان علیہ السلام ان کو زندہ کر کے اپنے لشکر میں شامل کر لیں گے۔

یمن سے خروج

زیادہ تر سنی روایات میں یمن کے شہر کرعہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر آیا ہے جس کی ہمارے بعض علماء نے یہ توجیہ وتاویل کی ہے کہ اس سے حضرت امام مہدی علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ سید یمانی یعنی امامؑ کے وزیر وہاں سے ظہور و قیام فرمائیں گے اور یہ ظہور امام علیہ السلام سے کچھ ماہ پہلے واقع ہونے کی علامت ہے لیکن بظاہر یہ توجیہ وتاویل صحیح معلوم نہیں ہوتی، وجہ یہ ہے کہ یمن کے قریہ کرعہ سے ظہور کرنے والے شخص کے لئے جو صفات ذکر ہوئے ہیں وہ صرف امام مہدی علیہ السلام پر مطابقت کرتے ہیں نہ کہ کسی اور شخص پر، مثال کے طور پر کرعہ سے خروج کرنے والے کی ایک صفت:

(۱)''علیٰ راسه غمامة ''ذکر ہوئی ہے کہ جس کے سر پر بادل سایہ فگن ہو گا اور یہ صفت سید یمانی یا کسی دوسرے بزرگوار کے یہاں ذکر نہیں ہوئی ہے اور دوسری صفت اسی سے متعلق یہ ذکر ہوئی ہے کہ اس بادل میں ایک منادی بیٹھا ہوا نداء دے گا۔

(۲)''فیها منادینادی''اور اس کے اندر بیٹھا ایک فرشتہ منادی دے گا ہم نے کسی

https://downloadshiabooks.com/

روایت میں یہ نہیں دیکھا ہے کہ سید یمانی یا کسی دوسرے شخص کے لئے کوئی منادی ندادے گا یہ صفت صرف امام مہدی علیہ السلام کے لئے روایات میں آئی ہے۔ تیسری بات جو فیصلہ کن صفت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہی ہوں گے وہ یہ ہے کہ منادی کی نداء کے الفاظ میں صریحی طور پر امام مہدی علیہ السلام کا نام بنام خلیفۂ خدا ہونے کا ذکر ہے۔

(۳)''هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه''وہ منادی اپنی نداء میں سید یمانی کا نام نہیں لے گا بلکہ کہے گا یہ مہدی خلیفۂ خدا ہیں تم سب کے سب ان کی پیروی کرو۔

دو صفتیں اور بھی ذکر ہوتی ہیں جن کا ذکر امام مہدی علیہ السلام سے ہی متعلق ہو سکتا ہے وہ یہ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے:

(۱)''متدرّع بدرعی'' کہ وہ میری زرہ پہنے ہوئے ہوں گے اور ہم آپ جانتے ہیں کہ رسول خداؐ کی زرہ، امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے اور وہی اس کے متحمل ہیں کوئی غیر معصوم رسول خداؐ کی زرہ نہیں پہن سکتا، رسول خداؐ کے چچا عباس نے دعوائے ارث میں اپنی اولویت کے اثبات کے لئے حضرت امیر المومنینؑ نے یہ کہا تھا: چچازاد سے زیادہ چچا اولیٰ ہوتا ہے تو امام علی علیہ السلام نے تبرکات نبیؐ دے دیئے تھے لیکن نہ وہ رسول خداؐ کے ناقہ پر سوار ہو سکے اور نہ ہی زرہ ان کے تن پر آئی اور پھر دعوائے اولیت سے دست بردار ہو گئے تھے۔

(۲)''متقلّدبسیفی ذی الفقار ''یمن کے قریہ کرعہ سے ظہور والی روایت میں یہ صفت بھی ذکر ہوئی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جناب رسول خداؐ کی تلوار ''ذوالفقار'' کو حمایل کئے ہوئے ہوں گے اور رسول خداؐ کی ذوالفقار، تبرکات نبوت میں سے ہے جو صرف امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے سید یمانی وغیرہ اس کے مصداق نہیں ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

بہر حال یہ ساری خصوصیات صرف امام مہدی علیہ السلام کی ہیں اسی لئے یہ توجیہ قابل قبول نہیں ہے کہ یمن کے قریہ کرعہ سے خروج کرنے والے سید یمانی ہوں گے لہٰذا تین ہی صورت ہو سکتی ہے یا تو:

۱:۔ ان روایات کو جعلی تسلیم کر لیا جائے۔

۲:۔ یا راویوں کی غلطی شمار کر لیا جائے۔

۳:۔ یا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ امام مہدی علیہ السلام مختلف اہم علاقوں سے گذریں گے جن میں سے ایک یمن کا قریہ کرعہ ہے آپ وہاں بھی تشریف لائیں گے اور وہاں پر آپ کے سر پر سایہ فگن بادل سے ایک فرشتہ امام کے خلیفۂ خدا ہونے کا اعلان کرتا ہوگا اور یہ کوئی بعید تصور نہیں ہے۔

توجہ

۱:۔ البتہ روایات "کرعہ" کا جعلی سمجھنا آسان نہیں ہے اگرچہ سنیوں کے پیشواؤں نے نقل کیا ہے لیکن شیعہ عالم صاحب الصراط المستقیم علامہ علی بن یونس بیاضی عاملی فرماتے ہیں کہ کرعہ والی روایات کو مخالف و موافق دونوں نے نقل کیا ہے کہ مخالفین میں سے ایک حافظ ابو نعیم اصفہانی ہیں اور بہت بعید ہے کہ ایسا عظیم شخص اپنی نہایت دیانتداری کے ساتھ ایسی کوئی روایت گڑھے گا جس سے اس کا کوئی بظاہر فائدہ وابستہ نہیں ہے۔

۲:۔ علامہ کورانی نے امام زمانہ علیہ السلام کے یمنی وزیر کا "کرعہ" یا "کریمہ" سے یا پھر "صنعاء" سے خروج ذکر کیا ہے جبکہ شہاب الدین فضل اللہ نے اپنی کتاب المعتمد میں لکھا ہے کہ یمن میں اس نام کا کوئی قریہ ہے ہی نہیں، لیکن علامہ کورانی فرماتے ہیں صعدہ کے پاس منطقۂ بنی

https://downloadshiabooks.com/

خولان میں یہ قریہ موجود ہے[1]۔

امام مہدیؑ فردِ قُربیٰ

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جناب رسول خداؐ کے قرابتداروں میں سے ہیں اور ان سے محبت ومؤدت اسی طرح واجب ولازم قرآنی ہے جس طرح رسول خداؐ سے مودت لازم وواجب ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہمارے ایک عظیم عالم دین عبداللہ ابن جعفر حمیری قمی جنہوں نے ۳۰۰ھ میں وفات پائی اور امام زمانہ علیہ السلام کے نواب کا زمانہ درک کیا اور ان سے وابستہ رہے ہیں ان کی معروف کتاب قرب الاسناد ہے جس کے موجودہ نسخہ میں ۱۳۸۶ حدیثیں ہیں حالانکہ یہ کتاب مؤلف نے کئی اجزاء و مجلدات میں تالیف فرمائی تھی بہر حال جو حصہ باقی ہے وہ بہت اہم احادیث پر مشتمل ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں راویوں کے واسطہ بہت کم ہیں اور جو واسطے ہیں وہ غالباً معلوم الحال یعنی معتبر و ثقہ راویوں پر مشتمل ہے۔

اسی کتاب میں حدیث نمبر ۲۵۴ میں امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب آیت مؤدت نازل ہوئی تو جناب رسول خداؐ مسجد میں تشریف لائے منبر پر تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ "ایھا الناس ان اللہ تبارك و تعالیٰ قد فرض لی علیکم فرضا فھل انتم مؤدّوہ؟" اے لوگو! اللہ عزوجل نے میرے لئے تمہارے اوپر ایک فریضہ ایک حق، لازم وواجب کیا ہے تو کیا تم لوگ اسے ادا کروگے؟۔

روایت کا فقرہ ہے کہ حاضرین میں سے کوئی کچھ نہیں بولا نہ ہاں نہ نہیں، پیغمبر اکرمؐ اٹھ

(1) عصر الظھور: ص۱۱۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کے واپس چلے گئے دوسرے روز پھر آپ نے یہی اعلان دہرایا اور جب اعلان کر چکے تو انتظار کیا کہ کوئی کچھ تو ہاں یا نہیں میں جواب دے لیکن کوئی کچھ نہ بولا پیغمبر خداؐ پہلے دن کی طرح منبر سے اترے اور اپنے گھر واپس چلے گئے تیسرے روز جناب رسول خداؐ نے پھر یہی اعلان کیا کہ اللہ نے تمہارے اوپر میرے لئے کچھ واجب کر دیا ہے تو کیا تم لوگ ادا کروگے؟ ''فلم یتکلم احدٌ'' کوئی بھی کچھ نہیں بولا تو رسول خداؐ نے دوبارہ ایک جملہ کا اضافہ فرمایا کہ :''یا ایھا الناس انہ لیس من ذھب ولافضۃ ولا مطعم ولا مشرب''اے لوگو! یہ جو اللہ نے میرے لئے تمہارے اوپر فرض وواجب کیا ہے وہ کوئی سونا چاندی یا کھانے پینے کی چیز نہیں ہے۔

پیغمبر خداؐ جان رہے تھے کہ میرے اول روز سے اعلان کے بعد عربوں کے دل میں کیا گذر رہی ہے اور اس فریضہ کو وہ سونا چاندی اور کھانے پینے کی چیز سمجھ رہے ہیں اسی لئے پیغمبر خداؐ نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ سونے چاندی یا کھانے پینے کی چیز نہیں ہے صاف لفظوں میں یہ اعلان کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ عربوں کو خوف ہوا کہ رسول خداؐ ہم سے مال دنیا سے کچھ مطالبہ کرنے والے ہیں اور پیغمبر خداؐ نے پہلے روز ہی آیت کے نزول کے بعد آیت کی تلاوت نہیں کر دی بلکہ اپنے اصحاب کی محبتوں کا امتحان لیا اور ان کی سخاوت کا بھرم توڑ دیا تین دن کے بعد فرمایا مال دنیا میں سے کچھ نہیں چاہیئے، میں نے تبلیغ رسالت، مال دنیا کی خاطر نہیں کی ہے مگر تم لوگ مجھے ایسا ہی سمجھ رہے ہو۔

جب ان لوگوں نے یہ سنا تو بول پڑے ''فالقہ اذاً''اگر سونا چاندی اور کھانے پینے کی چیز کا مطالبہ نہیں ہے تو پھر پیش کر دیجئے ہم ادا کریں گے اس کے بعد رسول خداؐ نے آیت کی تلاوت فرمائی تو وہ لوگ پھر بول پڑے ''اما ھذہ فنعم''اگر اجر رسالت کی مزدوری ہمیں مال دنیا سے نہیں دینا ہے بلکہ آپ کے قرابتداروں سے محبت کرنا ہے تو پھر ہم ایسا کریں گے یعنی محبت

https://downloadshiabooks.com/

آل محمد علیہم السلام کر کے آپ کی زحمتوں کا صلہ دینگے اور اجر رسالت ادا کریں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :"فوالله ماوفیٰ بها الا سبعة نفر" بخدا سوائے سات لوگوں کے کسی نے اپنے عہد کو وفا نہیں کیا، وعدہ کو پورا نہیں کیا اور رسول خداؐ کی تبلیغ رسالت کا اجر، مؤدت اہل بیتؑ ادا نہیں کیا پھر امام نے ان سات لوگوں کے نام ذکر کئے جن میں سے ایک رسول خداؐ کے غلام ثبت بھی تھے [1]۔

ابو مسروق نام کے ایک صحابی جو کہ غیروں سے مناظرہ ومباہلہ کیا کرتے تھے اور دفاع اہلبیت علیہم السلام میں قرآنی آیات کو پیش کیا کرتے تھے لیکن ان کا طرف مقابل، بیہودہ قسم کا سنی تھا وہ ابو مسروق کو زیر کر دیا کرتا تھا اس کی وجہ ابو مسروق کی کمزوری ہی نہیں بلکہ زبردستی کی آیات میں تاویل و تفسیر تھی اور یہ حربہ کوئی آج کا نہیں ہے صدر اسلام سے آیتوں کی تاویل اور من مانی معانی کا بیان چلا آرہا ہے۔

ابو مسروق، امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر شکوہ کرتے ہیں کہ مولا ہم لوگ مخالفین سے آیات قرآنیہ کے ذریعہ آپ لوگوں کی عظمت واولویت پر احتجاج کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت :"اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "آپ بزرگواران کی شان میں نازل ہوئی تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ آیت خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد لشکر کے سرداروں اور سپہ سالاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہی صاحبان امر ہیں ان کا حکم فوجیوں پر ماننا اسی طرح واجب ولازم ہے جس طرح خدا اور رسولؐ کا حکم ماننا واجب ولازم ہے اور اس آیت کا تعلق آل محمد علیہم السلام سے ہے ہی نہیں۔

(1) قرب الاسناد: ص۶۹۔

https://downloadshiabooks.com/

مولا جب ہم ان کے سامنے آیت :''انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکاۃ وھم راکعون'' سے احتجاج کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہارا ولی و مولا و آقا خدا ہے اور اس کے رسول ہیں اور وہ مولا و آقا ہیں جو نماز کا قیام کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں اور چونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے حالت رکوع میں زکات دینے پر نازل ہوئی ہے لہٰذا اللہ و رسول کے ساتھ ہمارے مولا و آقا اور سربراہ و سردار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہا السلام ہیں تو مولا وہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ آیت سارے مومنین کے سلسلہ میں نازل ہوئی اور والذین آمنوا سے آشکار ہے کہ سارے مومنین ایک دوسرے کے سربراہ و سرپرست ہیں۔

اے آقا و مولا ہم ان کے سامنے جب آیت مؤدت :''قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ'' کی تلاوت کر کے کہتے ہیں کہ یہ آیت رسول خداؐ کے قرابتداروں یعنی اہل بیت علیہم السلام سے مؤدت کو واجب قرار دیتی ہے اور وہی رسول خداؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں اس آیت میں عمومیت پائی جاتی ہے رسول خداؐ کے قربیٰ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے رشتہ داروں اور قرابتداروں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

ابو مسروق حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کرتے ہیں کہ اسی طرح کی متعدد وہ آیات جو آپ اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں اس سے ہم ان مخالفین کے سامنے احتجاج کرتے ہیں تو وہ کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں اور طرح طرح کی تاویلیں بیان کر کے ہمیں لاجواب کر دیتے ہیں مولا بتلایئے کہ ہم کیا کریں؟ تو امام جعفر صادق علیہ السلام میری پوری باتوں کو سننے کے بعد فرمایا:''اذا کان ذالک فادعھم الی المباھلۃ'' اب اگر ایسا ہو اور وہ تمہارے سامنے آیات قرآنیہ کی اس طرح بیکار کی تاویلیں کریں، ہماری شان میں نازل ہوئی بات

https://downloadshiabooks.com/

کو دوسروں پر فٹ کریں تو تم انھیں مباہلہ کی دعوت دیدو۔ میں نے عرض کیا مولا وہ کیسے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اصلح نفسك ثلاثا'' تین دن تک اپنے نفس و جان کی اصلاح کرو۔

ابو مسروق کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تین دن روزہ رکھو پھر غسل کر کے اپنے مخالف کو لیکر صحرا کی طرف چلے جاؤ اور وہاں اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو ان کی انگلیوں میں ڈالو اور پھر انصاف سے کام لیتے ہوئے پہلے اپنے آپ سے شروع کرو اور اس طرح کہو: ''اللھم رب السمٰوٰت السبع و رب الارضین السبع، عالم الغیب و الشھادۃ الرحمٰن الرحیم ،ان کان ابو مسروق جحد حقا و ادعیٰ باطلاً فانزل علیه حسباناً من السماء او عذابا الیما'' پھر اس کی طرف دعوت کو پلٹ دو اور کہو: ''و ان کان (فلان) جحد حقاً و ادعیٰ باطلاً فانزل علیه حسباناً من السماء او عذابا الیما'' اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے ابو مسروق اگر تم نے اس طرح مباہلہ کیا تو تم اس کا اثر خود اپنی آنکھوں سے اس شخص کے اندر ملاحظہ کروگے۔

ابو مسروق کہتے ہیں کہ اس روز کے بعد سے جب بھی مجھ سے مذکورہ آیات قرآنیہ کی تاویل کسی نے پیش کی ہے اور انکار کیا کہ یہ آیتیں اہل بیت علیہم السلام کی شان میں نازل نہیں ہوئی ہیں تو میں نے فوراً کہا ایسا ہے کہ تم یا میں جھوٹے ہیں خدا کی جھوٹوں پر لعنت کرنے کے لئے ہم ایک دوسرے پر نزول عذاب الٰہی کیلئے مباہلہ کر لیتے ہیں ابو مسروق قسم کھا کر کہتے ہیں: ''فواللہ ما وجدت خلقاً یجیبنی الیه ''اس روز کے بعد مجھ سے کسی نے مباہلہ کے لئے تیاری و مستعدی ظاہر نہیں کی، مخالفین زور زبردستی فضائل اہلبیت علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں مذکورہ آیتیں اور اس جیسی آیات صرف اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود اس کا انکار کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور مباہلہ کرنے

https://downloadshiabooks.com/

پر تیار اس لئے نہیں ہوتے کہ بہر حال عذاب الٰہی کے نزول سے ڈرتے ہیں[1]۔

قربیٰ کون ہیں؟

آیت مودت میں یا تو ساری اولاد مراد ہیں کہ جن میں فاسق و فاجر سب شامل ہیں تو خدا کا رسولؐ اپنی امت سے ایسا سوال کر ہی نہیں سکتا یعنی رسول خداؐ فاسقوں و فاجروں کی مؤدت کا مطالبہ نہیں کریں گے یا تو قربیٰ سے مراد صرف ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں تو جب بھ کسی امام کی امامت ثابت ہو جائے گی تو اس کی اطاعت بھی واجب ہو جائے گی اور جب اس کی اطاعت واجب ہو ہی جائے گی تو مؤدت بھی واجب ہو جائے گی لہٰذا اس کی مؤدت کا مطالبہ تحصیل حاصل ہو گا جو کار عبث ہے اور رسول خداؐ ایسا کار عبث کیوں انجام دیں گے ؟۔

مؤدت القربیٰ سے مراد ائمہ طاہرین علیہم السلام ہی ہیں مگر جس طرح اطاعت کے وجود کو اگر ہم عقل یا قطع کے ذریعہ واجب بھی جان لیں تب بھی وجوب کے لئے حکم دینا لازم ہے قرآن نے خود اعلان کیا ہے کہ :"یا ایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول "اسی طرح عقلی طور پر مؤدت کا وجوب ثابت ہو جانے کے بعد بھی امر کی ضرورت ہے نیز صرف ائمہ طاہرین علیہم السلام مراد نہیں ہیں بلکہ وہ تو نمایاں مصداق ہیں بقیہ اولادِ رسولؐ بھی شامل ہیں بس ہم ان میں سے جو فاسق و فاجر ہیں ان کے فسق و فجور کی وجہ سے ان سے نفرت بھی کریں گے اور آیت کے حکم اور رسول خداؐ کے دستور کے باعث محبت بھی کریں گے اس کی مثال یہ ہے کہ ہر مومن سے اس کے ایمان کے باعث محبت ہونی چاہیئے جبکہ اس کے برے اعمال کی وجہ سے نفرت بھی ہونی چاہیئے۔

(1)الکافی، ج ۲، باب المباھلۃ، ص ۵۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے :"وعدنی ربی عز و جل فی اھل بیتی :من اقرّ منھم بالتوحید ولی بالبلاغ،ان لا یعذبھم "[1] اللہ عزوجل نے میرے اہل بیت میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو بھی وحدانیت الہیٰ کا مقر و معترف ہوگا اور میری رسالت پر ایمان رکھے گا خدا اس کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا یعنی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا انس بن مالک کی روایت ہے صرف دو شرط ذکر کی ہے ایک توحید، دوسرے رسالت، شاید امامت وولایت کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ غالباً خاندان اہل بیتؑ کے لوگ مومن اور امام علی علیہ السلام کے ماننے والے ہوتے ہیں۔

میدان محشر میں رسول خداؐ ایک اعلان فرمائیں گے وہ یہ کی جس جس کا میرے اوپر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے آج میں دے رہا ہوں لے لے، سب کہیں گے کہ ہمارے آباء وامہات آپ پر قربان ہو جائیں ہم میں سے کسی کا آپ کے اوپر بھلا کیا حق ہو سکتا ہے؟ حق تو آپ کا ہے ہمارے اوپر کہ آپ کی بدولت ہم لوگ ایمان لائے ہیں پھر پیغمبر خداؐ فرمائیں گے جس جس نے میرے اہلبیت کو سہارا دیا ہے، نیکی کی ہے، کھلایا پلایا ہے، پناہ دی ہے وہ سب کے سب کھڑے ہو جائیں تب کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے ایسا کیا ہوگا پھر خداوند متعال کے حکم سے رسول خداؐ انھیں مرتبہ "وسیلہ" میں رکھیں گے جہاں سے وہ لوگ حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کو دیکھ سکیں گے[2]۔

یاد رہے کہ بارہا یہ کہا جا چکا ہے کہ جنت بہت وسیع ہے ہر کوئی دیدار اہل بیتؑ سے مشرف نہیں ہوگا بلکہ مخلصین اور واقعی مومنین ہی محمد وآل محمد علیہم السلام کے دیدار سے مشرف

(1) اعیان الشیعۃ، ج۱، ص۳۱۰، حدیث ثقلین اخبار ھا۔

(2) الفقیہ: ج۲، ص۳۶۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوں گے جس میں سے ایک قسم ان مومنین کی ہے جو سادات کرام کے حق میں نیکی کرتے ہیں خدایا ہم سے کبھی اس کے برعکس نہ ہو کہ اہلبیت علیہم السلام پر ہم سے ظلم و ستم سرزد ہو جائے اور نتیجہ میں ہم کڑی سے کڑی سزا کے مستحق ہو جائیں۔

اظہار مؤدت کے طریقے

قاضی نعمان فاطمی مغربی جن کی معروف کتاب "دعائم الاسلام" ہے فاطمیون کے مصر پر غلبہ کے زمانہ میں قاضی القضات بنائے گئے تھے اور تقیہ کے پیش نظر حضرت رسول خداؐ سے لیکر حضرت امام صادق علیہ السلام کے اقوال نقل کرتے تھے کیوں کہ فاطمیون در حقیقت چھٹے امام کے بعد ساتویں امام کو اپنا پیشوا تسلیم نہیں کرتے تھے بہر حال اس بزرگوار نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے چاہنے والوں کی ایک جماعت مشہد (خراسان) سے پیادہ پاامام کی ملاقات کو حاضر ہوئی جس میں ایک شخص کے دونوں پیر پھٹ گئے تھے اور خون جاری تھااور وہ اس کی وجہ سے تکلیف میں تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی نظر اس کے اوپر پڑ گئی امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: "بُعدُ المسافة یابن رسول الله" مسافت و دوری کے باعث اے فرزند رسول خدا میرے پیر پھٹ گئے ہیں ایڑیاں شکستہ ہو گئی ہیں اور ان سے خون رس رہا ہے اس کے بعد امام باقر علیہ السلام سے ایک جملہ کہتا ہے جو ایمان و خلوص، محبت و مؤدت کا آئینہ دار ہے وہ کہتا ہے: "و الله ما جاء بی من حیث جئت الّا محبتکم اهل البیت" بخدا مولا میں جہاں سے بھی آیا ہوں صرف آپ اہل بیت علیہم السلام کی محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے یعنی میں نے صرف آپ لوگوں سے محبت و مؤدت کے اظہار کے لئے پاپیادہ سفر کیا ہے پیر پھٹ گیا خون جاری ہو گیا ہے مگر مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اے فرزند رسول خداؐ میرے سفر کا مقصد

https://downloadshiabooks.com/

صرف آپ لوگوں سے اظہار محبت و مؤدت ہے (دو چار ہاتھ سر پر قمع سے مار لینا زیادہ تکلیف دے ہے یا پھٹی ہوئی ایڑیوں سے خون جاری مشہد سے مدینہ پاپیادہ سفر زیادہ تکلیف دہ ہے)۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فوراً فرمایا: ''ابشر فانت و الله معنا تحشر ''تجھے بشارت ہو کہ بخدا تم ہمارے ساتھ محشور ہو گے۔ یہ بشارت اس قدر بھاری اور عظیم تھی کہ اس بندۂ مومن کو حیرت ہوئی کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محشور ہو گا لہٰذا سوالیہ انداز میں تعجب سے پوچھتا ہے: ''معکم یابن رسول الله ؟''امام نے فرمایا ہاں اور پھر کلی طور پر سارے مومنین کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''ما احبّنا عبد الّا حشره الله معنا ، و هل الدین الا الحبّ ''ہم اہل بیت علیہم السلام سے کوئی بھی بندۂ مومن محبت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اللہ عزوجل اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا اور دین کیا محبت کے علاوہ کچھ اور ہے؟ پھر امام نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ خداوند عالم نے اعلان کر دیا ہے: ''قل ان کنتم تحبّون الله فاتبعونی یحببکم الله ''[1] اے ہمارے نبی آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

جنت حرام لوگ!

کتاب مسند زید ابن علی الشہید میں جناب رسول خداؐ سے مروی ہے کہ: ''حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و قاتلهم و المعین علیهم و من سبّهم ،اولئك لاخلاق لهم فی الآخرة ولا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکّیهم ولهم عذاب الیم ''[2] کچھ لوگوں کے اوپر جنت حرام ہے کبھی جنت کسی عمل پر واجب ہو جاتی ہے اور کبھی کسی عمل پر حرام ہو جاتی ہے

(1) تفسیر العیاشی، ج ۱، ص ۱۶۷، ح ۲۷۔

(2) مسند زید، ص ۴۶۳۔

https://downloadshiabooks.com/

کوئی ان دونوں کاموں کو کرنے کے بعد یہ نہ سمجھے کہ خدا اور رسول وائمہ معصومین علیہم السلام کو پھنسانے میں کامیاب ہو گیا ہے عاقبت وانجام کس موڑ پر ہوتا ہے وہ اہم ہے ہم ایسے اعمال بھی کر گذرتے ہیں جن سے جنت واجب ہو جاتی ہے اور ایسے اعمال و جرائم کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں جن سے جنت ہمارے اوپر حرام ہو جاتی ہے جمع بین النقیضین ہو نہیں سکتا لہذا جس عمل کا پلہ بھاری ہو گا اس کی نسبت جنت و جہنم رسید ہوں گے۔

جنت کو حرام کرنے والے اعمال میں سے ایک سادات کے ساتھ بد تمیزی، ان کی بے حرمتی، ان پر ظلم و ستم یا ان کو قتل وغارت کرنا ہے بعض مسلمانوں کو خدا میدان محشر میں ایسا پاک و پاکیزہ کر دے گا کہ وہ جنت میں جا سکیں گے اور گناہوں سے صاف وشفاف ہو جائیں گے لیکن سادات بالخصوص ساداتِ زمانِ ائمہ طاہرین علیہم السلام پر ظلم و ستم کرنے والے کبھی جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔

مذکورہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ ان لوگوں کے اوپر جنت حرام ہے جنہوں نے میرے اہل بیت علیہم السلام پر ظلم و ستم کیا ہے اور ان سے مقاتلہ و جنگ کی ہے، ان کے خلاف دشمن کی مدد کی ہے اور ان کو دشنام دیا ہے یعنی برا بھلا کہا ہے اور اس مرض میں کبھی کبھی بعض شیعہ بھی مبتلا ہو جاتے ہیں جو نہ صرف مراجع کرام بلکہ علماء و شعراء و خطباء و ذاکرین کو برا بھلا کہہ ڈالتے ہیں۔ رسول خداؐ نے سادات کو برا بھلا کہنے والوں پر بھی جنت کو حرام کیا ہے آگے فرماتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اللہ ان سے بات نہیں کرے گا یعنی کوئی عنایت ان کے اوپر نہیں ہو گی اور نہ ہی وہ مزکّیٰ کئے جائیں گے مطلب یہ ہے کہ ان کی گناہوں کا تزکیہ نہیں ہو گا ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

نبیؐ وامامؑ کے اجزائے بدن

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام رضا علیہ السلام کے بھائی زید نے بصرہ میں بنی عباس کو خوب ستایا بلکہ یوں کہا جائے کہ زید نے عباسیوں سے اچھی طرح بدلہ لیا لیکن جب اسیر ہو کر امام کی خدمت میں بھیجے گئے تو امام نے انہیں سمجھایا اور فرمایا صرف بلا فصل حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے پیدا ہونے والے بچوں پر جہنم کی آگ حرام ہے نہ کہ تمام اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر۔

لیکن یہ بھی طے ہے کہ معصوم نبی یا امام کے اجزاء بدن کو نہ تو دنیا کی آگ جلا سکتی ہے اور نہ آخرت کی آگ، ہاں ظاہری طور پر آگ سے تکلیف پہونچ سکتی ہے جیسا کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے بیان سے آشکار ہے کہ جلتے ہوئے دروازہ کی گرم میخ نے شہزادی کو تکلیف پہونچائی اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ جناب سیدہؑ کا چہرہ بھی جھلس گیا تھا لیکن ہمیں یہ صریحی طور پر کہیں نہیں ملتا کہ جناب سیدہؑ یا کسی فرد اہل بیت علیہم السلام کے بدن کو آگ نے جلایا ہو۔

مامون ملعون کے زمانے میں یعنی ۲۰۰ھ کے آس پاس ایک بدو عرب مامون کے دربار میں پہونچا اس کے پاس سات عدد بال تھے اس نے دعویٰ کیا کہ یہ حضرت رسول خداؐ کی داڑھی کے بال ہیں مامون عباسی اس کا کوئی جواب نہ دے سکا پریشان بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت امام رضا علیہ السلام داخل دربار ہوئے مامون نے ماجرا بیان کیا امام نے بالوں کو طلب کیا اور سونگھنا شروع کیا ایک ایک بال سونگھ کر آپ نے ۴ بال ایک طرف ۳ بال دوسری طرف رکھ دئے اور فرمایا کہ یہ تین بال اصلی نہیں ہیں مامون نے دلیل پوچھی مولا نے فرمایا: علیؑ بالنار دلیل یہ ہے کہ چار بال آگ میں نہیں جلیں گے مگر تین جل جائیں گے آگ لائی گئی سات کے سات بال آگ میں ڈال دیئے گئے ۳ بال بھسم ہو گئے اور ۴ بالوں کا کچھ نہیں ہوا جب اجزاء بدن رسول خداؐ کو دنیا کی آگ کچھ نہ بگاڑ سکی تو جہنم کی آگ ان کے جگر کے ٹکڑوں کو کہاں جلا سکتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی میں ہے کہ مامون کے ہم و غم کی وجہ بدو عرب کی مانگ تھی اس نے بال پیش کرنے کے لئے دربار میں بھیجا اور انعام کا طلبگار ہوا تھا مامون سوچ رہا تھا کہ اگر اس کی تصدیق نہ کروں اور انعام دینے سے انکار کردوں تو کنجوس کہلاؤں گا اور اگر دیتا ہوں اور یہ بال نقلی ہوئے تو بدو عرب اور اس کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ میرا مذاق اڑائیں گے اس لئے کشمکش میں پڑا ہوا تھا جب بال کا مسئلہ صاف ہو گیا تو مامون نے بدو کو اندر بلایا اور حکم دیا کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے بدو نے پوچھا میرا گناہ کیا ہے ؟اس نے کہا کہ ان بالوں کے سلسلہ میں حقیقت بیانی سے کام نہیں لے رہے ہو اس نے اعتراف کر لیا کہ جناب اس میں چار بال رسول خداؐ کے ہیں اور تین بال میری داڑھی کے ہیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ یمانی راوئ واقعہ کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی اس تشخیص سے مامون خوش ہونے کے بجائے حسد و کینہ میں پڑ گیا اور امام کی جان کے درپے ہو گیا پہلے امام کو طوس بھیجا پھر وہیں پر امام کو زہر دلوایا۔

ولی عہدی کے بعد قحط پڑا امام کی دعا سے بادل آئے گیارہواں بادل، طوس کے لوگوں کے لئے تھا اس سے قبل مامون بہت دل آزردہ ہو چکا تھا کیونکہ اس کے اوپر اعتراض ہو رہا تھا کہ تم نے ان کو ولی عہد بنایا ہے اسی لئے بارش نہیں ہو رہی ہے جمعہ کا دن تھا مولا نے فرمایا دوشنبہ کو دعا کروں گا کیونکہ حضرت رسول خداؐ اور حضرت امیر المونین علیہ السلام میرے خواب میں آئے تھے اور مجھے حکم دیا ہے کہ دوشنبہ کو صحرا میں جا کر دعا کرو تو بارش ہو گی تا کہ لوگ تمہارے فضل و کرم اور شان و عظمت کو مزید جان لیں۔

ابو نصر مومن نیشاپور کے موذن تھے ایسا بیمار ہوئے کہ اذان دینا تو چھوٹ ہی گئی دھیرے دھیرے بالکل سے کلام کرنا ختم ہو گیا زبان، زبان نہ رہ گئی اٹھے اور طوس میں امام کی

https://downloadshiabooks.com/

خدمت میں پہنچے خواب میں امام نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" کہو انہوں نے خواب میں اپنی زبان کے بند ہونے کی طرف اشارہ کیا مولا نے ڈانٹ کے فرمایا کیا قدرتِ خدا کے منکر ہو؟ تو میں نے کوشش کی اور کہہ پایا آنکھ کھلی تو زبان چلنے لگی۔

سید اسماعیل حمیریؒ

جناب سید اسماعیل بن محمد حمیری کے لئے موصلی کا کہنا ہے کہ :"و السید لقّب به لذکاء کان فیه" انھیں ان کی زیرکی، ہوشیاری، تیزیٔ ذہن کی وجہ سے "سید" کہا گیا حسین بن ضحاک کا کہنا ہے کہ سید اسماعیل کی رحلت کے بعد مجھ سے مروان بن ابی حفصہ نے کہا کہ بشار شاعر اور سید اسماعیل کے اشعار حفظ کرو میں نے انھیں اسی وقت سید اسماعیل کا قصیدۂ ذھبیہ اول سے آخر تک سنا دیا مطلب یہ کہ حسین بن ضحاک کو قصیدۂ ذھبیہ پورا پہلے سے حفظ تھا جب پورا قصیدہ سنا چکا تو مروان بن ابی حفصہ نے کہا:"ما سمعت قط شعرًا افصح و اغزر معانی و ابعد ما یرجع فی الظن و فی اللفظ و لا احسن من هذا الشعر" میں نے آج تک اتنا فصیح و بلیغ شعر اتنے گاڑھے معانی رکھنے والا اور شعور و خیال نیز لفظوں کی چینش میں اتنا اچھا اور پسندیدہ شعر نہیں سنا ہے"[1]۔

سہل بن ذبیان کا بیان ہے کہ میں مولا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اس وقت کہ جب کوئی نہیں پہونچا تھا یعنی سب سے پہلے میں حاضر ہوا امام نے مجھے مرحبا کہا اور فرمایا ابھی میرا پیغامبر تمہارے پاس جانے والا تھا میں نے پوچھا مولا وہ کس لئے ؟امام نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے مضطرب کر دیا ہے میں نے کہا ان شاءاللہ خیر ہوگا امام نے فرمایا اے فرزند ذبیان میں نے دیکھا کہ ایک سیڑھی نصب کی گئی ہے جس کے ۱۰۰ زینہ ہیں اور میں آخری

(1) رسائل المرتضیٰ، الشریف المرتضیٰ، ج۴، ص۱۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

زینہ پر چڑھ گیا ہوں۔

میں نے فوراً کہا مولا میں آپ کو طولانی عمر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں شاید آپ سو سال تک جئیں گے کہ ہر زینہ ایک سال کے برابر ہو امام نے فرمایا: "ماشاء اللہ کان" جو خدا چاہے گا وہی ہو گا پھر فرمایا کہ جب میں وہاں پہونچا تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک سبز گنبد ہے جس کے اندر کا منظر باہر سے دکھائی پڑ رہا ہے اور باہر کا منظر اندر دکھائی پڑ رہا ہے وہاں میں نے جناب رسول خداؐ کو تشریف فرما دیکھا آپ کے دائیں بائیں دو خوبصورت جوان تھے جن کے چہروں سے نور چمک رہا تھا اور ایک خوبصورت خاتون تشریف فرما تھیں اور پیغمبرؐ کے ٹھیک سامنے ایک بہت خوبصورت شخص بیٹھے ہوئے تھے اور پاس میں ایک اور شخص کھڑا ہوا تھا جو قصیدۂ ذھبیہ پڑھ رہا تھا جو نہی نبی کریمؐ نے مجھے دیکھا فرمایا:

اے میرے لال علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام مرحباً آؤ اپنے ماں باپ علیؑ و فاطمہؑ اور اپنے دو باپ حسنین علیہما السلام کو سلام کرو میں نے سب کو سلام کیا تو رسول خدا نے ایک بار پھر فرمایا: "وسلّم علی شاعرنا و مادحنا السید اسماعیل الحمیری" ہمارے مداح اور شاعر سید اسماعیل حمیری پر بھی سلام کرو میں نے سید کو بھی سلام کیا اور بیٹھ گیا رسول اسلامؐ نے سید حمیری سے فرمایا جہاں تک پہونچے تھے وہاں سے پڑھو سید نے پورا قصیدہ پڑھا دو تین جگہ رسول خداؐ نے گریہ فرمایا اور جب سید اسماعیل اس جملہ پر پہونچے کہ:

قالوا لہ لو شئتَ أعلمتنا

الی من الغایۃ والمفزع

تو جناب رسول خداؐ نے مولا علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور بارگاہ خداوندی میں

https://downloadshiabooks.com/

ہاتھوں کو اٹھا کر یوں گویا ہوئے :''الٰھی انت الشاھد انی قد اعلمتھم ،ان الغایۃ و المفزع علی ابن ابی طالب علیھما السلام '' پالنے والے تو گواہ رہنا کہ میں نے انھیں خبر دار کر دیا تھا کہ مقصد اصلی اور پناہ گاہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

جب سید حمیری قصیدہ پڑھ کے فارغ ہو گئے تو رسول خداؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا :''یا علی ابن موسی احفظ ھذہ القصیدۃ و مُر شیعتنا بحفظھا و اعلمھم ان من حفظھا و ادمن قرائتھا ضمنت لہ علی اللہ الجنۃ ''امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت رسول اسلامؐ ان اشعار کو اس قدر تکرار کرتے رہے کہ میں نے اشعار حفظ کر لیا[1]۔ کئی شعراء نے اس قصیدہ کی تخمیس کی ہے اور بہت سے علماء نے اس کی شرح لکھی ہے۔

تحفۂ سید اسماعیل

چشم دید گواہ حسین بن عون بن ابی الحرب کا بیان ہے کہ میں سید اسماعیل کے مرض الموت میں ان کی عیادت کو گیا ہوا تھا اس وقت ان کے پاس ان کے ہمسایوں میں سے کچھ عثمانی لوگ آئے ہوئے تھے سید بڑے خوبصورت چوڑی پیشانی والے اور حسین و جمیل شخص تھے ابھی ہم لوگ عیادت اور حال چال پوچھ ہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کے چہرے پر ایک نکتۂ سیاہ شروع ہوا اور دھیرے دھیرے بڑھتے ہوئے پورے چہرہ کو سیاہ کر گیا اور سید کا چہرہ کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا وہاں موجود شیعیان اہل بیتؑ کو بہت دکھ ہوا اور وہاں موجود نواصب اور عثمانیوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

(1)مجالس المومنین: ۵۰۲/۲، منتھی المقال: ص ۱۴۲، تنقیح المقال: ج ۱ ص ۱۴۲، اعیان الشیعہ: ج ۱۳ ص ۱۷۰، الغدیر: ج ۲۲۲/۲، الاغانی: ج ۲۴۰/۷۔

https://downloadshiabooks.com/

اتنے میں سید نے ایک سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''هکذا یُفعل باولیاء کم یا امیر المومنین ؟''''اے امیر المومنینؑ! کیا آپ کے چاہنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے ؟''اتنا کہنا تھا کہ ان کے چہرے پر نکتۂ سیاہ کی جگہ چمکدار اور سفید براق نکتہ شروع ہوا دھیرے دھیرے پورا چہرہ چمکنے لگا اور پہلے سے زیادہ خوبصورت اور نورانی ہو گیا روایت میں ذکر ہوا ہے :''تنمی حتیٰ ابیضّ وجهه و کانّه القمر لیلة البدر''سید اسماعیل ہنسنے لگے اور چار آخری شعر ان الفاظ میں کہے پھر شہادتین نہیں ثلاث شہادات زبان پر جاری کر کے آنکھیں بند کر لیں اور بارگاہ خدا و ائمہ طاہرین علیہم السلام میں پہونچ گئے وہ چار آخری اشعار اس سید بزرگوار کے سننے اور پڑھنے لائق ہیں فرماتے ہیں:

کذب الزاعمون ان علیا	لا ینجی محبّه من هنات
قد و ربی دخلت جنة عدن	و عفانی الاله عن سیئات
فابشروا الیوم اولیاء علیؑ	و تولوا علیا حتیٰ الممات
ثم من بعده تولوا بنیه	واحدا بعد واحد بالصفات

علامہ مہدی حائری شجرۂ طوبیٰ میں فرماتے ہیں گویا سید کے گناہوں اور معصیتوں کی وجہ سے ان کا چہرہ تھوڑی دیر کے لئے سیاہ پڑ گیا تھا لیکن ''بدت علیه لمعة من نور الولایة ذهبت بتلك السواد''گناہوں کی سیاہی کے اوپر نور ولایت کی شمع اس قدر چمکی کہ سیاہیٔ اعمال کو بالکل سے اس نے ختم کر دیا[1]۔

(1) شجر طوبیٰ، الشیخ محمد مهدی الحائری، ج ۱، ص ۱۱۷۔ سید اسماعیل حمیری کا یہ واقعہ دو حدیثوں کو ملا کر بیان کیا گیا ہے دونوں واقعہ بحار میں ہیں ایک حدیث امالی شیخ طوسی سے نقل ہوئی ہے دوسری حدیث رجال کشی سے (بحار الانوار: ج ۴۶، ص ۳۱۱ سے ۳۱۴ تک)

https://downloadshiabooks.com/

سید اسماعیل کی تاریخ زندگی میں ذکر ہوا ہے کہ "لم یترك لعلی بن ابی طالب علیه السلام فضیلة معروفة الاّ و نقلها الیٰ الشعر "سید اسماعیل حمیری نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی کوئی فضیلت اور معروف منقبت نہیں چھوڑی ہے جسے اشعار میں نظم نہ کر دیا ہو "لم یانس بحفلة تخلو عن ذکرهم "[1] ایسے مجمع میں حاضر ہونا ناپسند کرتے تھے جس میں آل محمد علیہم السلام کا ذکر نہ ہو، ذکر اہل بیت علیہم السلام سے خالی محفلوں اور بزموں سے انھیں کوئی انس نہیں تھا جو نہی کسی فضیلت امام امیر المومنین وائمہ طاہرین علیہم السلام کا پتہ چلتا تھا اسے نظم کر ڈالتے تھے اشعار سید حمیری فضائل و معجزات معصومین علیہم السلام کے تاریخی دستاویز ہیں۔

ہند و سندھ اور امام مہدیؑ

اگرچہ قاضی نعمان مغربی نے بہت سی روایات کو جو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں وارد ہوئی ہیں انہیں بادشاہ فاطمی کے اوپر منطبق کی ہیں جو کہ "مہدی" کے عنوان سے پکارا جاتا تھا لیکن گذشتِ زمان کے ساتھ ہی عیاں ہو گیا کہ ان کی تطبیقات غلط تھیں اور روایات کا مصداق حضرت امام مہدی منتظر علیہ السلام ہیں نہ کہ کوئی اور۔

انھیں روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جن کا تعلق بلاد ھند و سندھ سے ہے قاضی نعمان اپنی کتاب شرح الاخبار ج۳ کے صفحہ ۳۶۶ پر لکھتے ہیں کہ حذیفہ الیمان اور سلمان فارسی کے ساتھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمام امر آل محمد علیهم السلام عند ظهور رایات تخرج من السند" "حضرات آل محمد علیم السلام کی حکومت کا استقرار و پائیداری اس وقت ہو گی جبکہ سندھ کی طرف سے کالے پرچم برآمد ہوں گے"۔

(1) العصر العباسی، ج۱، ص۳۱۲۔

https://downloadshiabooks.com/

اس روایت میں نہ تو خراسان کا لفظ استعمال ہوا ہے حالانکہ کالے پرچم کا خراسان سے بھی نکلنے کا تذکرہ دوسری روایات میں موجود ہے اور نہ ہی مشرق کا لفظ استعمال ہوا ہے کہ جس سے عمومیت دیدی جائے بلکہ سیدھے کلمہ سندھ استعمال ہوا ہے جو صرف برصغیر کے مخصوص علاقہ پر دلالت کرتا ہے قاضی مغربی نے اپنے دور کے مہدی کے بارے میں لکھا ہے کہ مملکت سندھ کے بادشاہ پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا بادشاہ کو قتل کر کے وہاں کے عبادت خانہ کو توڑ کر مسجد بنوائی اور کالے پرچم بھی وہاں برآمد ہوئے تھے۔

دنیا کی آخری رات

بعض روایات سے یہ استشمام ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور دنیا کے آخری دن ہوگا جس کو خدا اس قدر طولانی کردے گا کہ سارے علائم پورے ہو جائیں اور اسباب ظہور امام مہدی علیہ السلام فراہم ہو جائیں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت اور ظہور کی تشبیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت اور منصب رسالت و نبوت پر فائز ہونے سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ان اللہ تبارك وتعالی لیُصلح امرہ فی لیلة کما اصلح امر کلیمه موسیٰ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے امور کو اللہ عزوجل ایک شب میں اس طرح مرتب و منظم فرمادے گا جس طرح اس نے اپنے کلیم حضرت موسیٰؑ کے امور مرتب و منظم کردئے تھے۔

پھر حضرت امام جواد علیہ السلام مزید وضاحت کے لئے فرماتے ہیں: ''اذ ذهب لیقتبس لاهله نارا فرجع و هو رسول نبی'' حضرت موسیٰ اپنی اہلیہ کے لئے آگ لانے کے لئے گئے تھے واپس آئے تو وہ نبی و رسول بن چکے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس عبارت سے بہر حال جہاں مایوس نہ ہونے کا سبق ملتا ہے اور یہ کہ بہر حال حجت خدا ایک نہ ایک دن ضرور ظہور فرمائیں گے وہیں یہ بھی معنیٰ نکلتا ہے کہ مولا کے ظہور کا زمینہ ایک شب میں فراہم ہو جائے گا اور اللہ عزوجل حضرت موسیٰؑ کی رسالت و نبوت کی طرح یک بیک سارے اسباب ظہور فراہم کر دے گا[1]۔

جعفر کذاب کا انجام

مسائل اسحاق بن یعقوب جنھوں نے توقیع نقل فرمائی ہے وہ مجہول الحال ہیں ان کا پہلا سوال امام زمانہ علیہ السلام کے رشتہ داروں کے بارے میں تھا کہ کچھ منکرین امامت خود آپ کے چچیرے بھائی اور رشتہ دار وغیرہ ہیں تو امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا تھا کہ خدا کے درمیان اور کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے پھر رشتہ داروں کے انکار کی دو قسم کی ہے اور نتیجہ اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ :''من انکرنی فلیس منی و سبیلہ سبیل ابن نوح علیہ السلام''میرا جو بھی منکر ہے وہ مجھ سے نہیں ہے بھلے ہی رشتہ دار ہو اس کا مجھ سے رشتہ، فرزند نوح کا نوحؑ سے رشتہ کے مانند ہے وہ ہلاک ہو گیا اور ذریت حضرت نوح علیہ السلام ہونا اس کے کوئی کام نہیں آیا۔

''امّا سبیل عمّی جعفر و ولدہ فسبیل اخوۃ یوسف علیہ السلام''میرے رشتہ داروں میں سے میرے چچا جعفر بن علی اور ان کے فرزندوں کی جہاں تک بات ہے تو ابتداء میں منکر تھے لیکن انہوں نے توبہ کر لی ہے لہٰذا ان کا مسئلہ میرے دیگر رشتہ داروں سے علاحدہ ہے میرے چچا اور ان کے فرزند، فرزند نوح علیہ السلام کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ دونوں فرزند ان یعقوبؑ برادران یوسفؑ کے مانند ہیں ان کو یعقوبؑ نے بھی معاف کر دیا تھا اور یوسف علیہ السلام

(1) کمال الدین، باب ۳۶، ص ۴۰۵، ح ۱۔

https://downloadshiabooks.com/

نے بھی، میں نے بھی اپنے چچا اور ان کے فرزندوں کو معاف کر دیا ہے تو پھر ان پر کوئی عقاب نہیں ہے[1]۔

اس توقیع میں چند شخصیات کے بارے میں سوال تھا بعض سے امام نے برائت کا اعلان کیا ہے اور بعض کو ثقہ اور بعض کو شیعہ قرار دیا ہے خمس کے ظہور تک حلّیت، جس خمس کو زمانۂ غیبت میں امام نے شیعوں کے لئے حلال قرار دیا ہے وہ کنیزوں کا خمس ہے اس کے اوپر دلیل خود حدیث میں ذکر تعلیل ہے کہ ولادت، طیب وطاہر ہو ورنہ مطلق خمس حلال نہیں کیا گیا ہے اس کی بھی دلیل خود روایت میں تعلیل ہے کہ مال امام کھانے والا در حقیقت اپنے شکم میں آگ بھر رہا ہے۔

خمس قرآن سے حق معصومین علیہم السلام ثابت ہے اگر وہ اپنے بعض شیعوں کے لئے حلال کر دیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے حلّیت کو ولادت کی طہارت قرار دیا ہے شکاک لوگوں کے اموال سے بے نیازی کا اظہار کیا گیا ہے غیبت کی وجہ بیعت طواغیت سے بچاؤ اور زمانۂ غیبت میں امام سے افادہ سورج کے پشت ابر سے استفادہ سے تشبیہ دی گئی ہے امام نے اپنے کو ستاروں سے تشبیہ دیتے ہوئے زمین والوں کے لئے باعث امن وسلامتی قرار دیا ہے بے کار کے سوالوں سے منع فرمایا ہے اور کثرت سے فرج وگشائش کی دعا کے لئے حکم دیا ہے اور آخر میں اسحاق بن یعقوب کے ساتھ تمام اتباعِ ہدایت کرنے والوں پر سلام بھیجا ہے اور "اما الحوادث الواقعة فارجعو فيها الىٰ رواة حديثنا فانهم حجتي عليكم و انا حجة الله عليهم" یہ فقرہ اسی معروف توقیع کا حصہ ہے جسے کلینی، صدوق، طوسی، نعمانی، راوندی وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نقل کیا ہے۔

(1) کمال الدین، ص ۵۱۲، ح ۴۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب سلیم بن قیس ہلالی صرف ایک واسطہ سے جناب رسول خداؐ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ نے بزم صحابہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''الا ابشّرکم ایہا الناس بالمہدی؟'' کیا میں تمہیں حضرت مہدیؑ کی آمد کی بشارت نہ دے دوں؟ سب نے بیک زبان کہا: ''بلی'' تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ''فاعلموا ان اللہ تعالیٰ یبعث فی امتی سلطاناً عادلا و اماماً قاسطاً'' تو جان لو کہ اللہ عزوجل میری امت میں انھیں سلطان عادل اور امام منصف بنا کر مبعوث فرمائے گا جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے پُر ہو چکی ہو گی: ''و ھو التاسع من ولدولدی الحسین ،اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی ''وہ میرے لال حسینؑ کے نویں فرزند ہوں گے جن کا نام میرے نام پر اور جن کی کنیت میری کنیت پر ہو گی''۔

اس کے بعد جناب رسول خداؐ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اور قیادت پر گفتگو فرمائی ہے جس میں دقت نظر سے کام لینے کی ضرورت ہے فرماتے ہیں ''الا و لا خیر فی الحیاۃ بعدہ''ان کے بعد زندگی کا مزہ جاتا رہے گا، لطفِ حیات حضرت مہدیؑ کے بعد ختم ہو جائے گا اور ان کی سلطنت کے بعد زندگی تو ہو گی مگر اجیرن ہو گی کسی قسم کی بھلائی و بہتری اس زندگی میں نہ ہو گی ''و لا یکون انتہاء دولتہ الا قبل القیامۃ اربعین یوماً''ان کی حکومت کا اختتام قیامت سے چالیس روز قبل ہو جائے گا یعنی امام زمانہؑ کی شہادت کے بعد فوراً قیامت نہیں آئے گی بلکہ ۴۰ روز کے بعد قیامت آئے گی وہ ۴۰ روز بہت ہی گندے دن اور گندے لوگوں کے راج کے دن ہوں گے اور انھیں گندوں کے اوپر قیامت برپا ہو گی[1]۔

یہ طے ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کے قیام کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ

(1) سلیم بن قیس، ص۴۷۸۔

https://downloadshiabooks.com/

طاہرین علیہم السلام کی آمد ہو گی اور جناب رسول خداؐ سے لیکر تمام معصومین علیہم السلام یکے بعد دیگرے تشریف لائیں گے اور حکومت کریں گے جس چالیس روز سے پہلے حکومت امام زمان علیہ السلام کے خاتمہ کی بات اس روایت میں بیان ہوئی ہے قطعاً وہ امام زمانؑ کی پہلی حکومت یعنی ظہور کے بعد کی چند سالہ حکومت مراد نہیں ہے بلکہ امام علیؑ کے کئی بار آنے اور رسول خداؐ کے متعدد بار آنے اور ائمہ طاہرینؑ کے یکے بعد دیگرے حکومت کر لینے کے بعد ایک بار پھر امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور پہلی بار شہید نہیں ہوں گے بلکہ دوسری یا جب بھی آخری بار تشریف لائیں گے تب شہید کئے جائیں گے۔

بعض محققین نے اصفہان کی یہودیہ کے ذریعہ پیشانی پر پتھر مار کر شہید کرنے والی روایت کو کمزور جانا ہے[1] لیکن میرا ماننا ہے کہ ہو سکتا ہے اس زن یہودیہ کے ہی ذریعہ امام زمانہ علیہ السلام شہید ہوں مگر پہلی بار نہیں بلکہ آخری بار جب حکومت کریں گے اور آپ کا گذر اصفہان سے ہو گا تو اس ملعونہ کے ہاتھوں آپ کی شہادت واقع ہو گی۔

جناب رسول خداؐ کی حدیث میں چالیس روز قبل حکومت امام زمانہؑ کا خاتمہ اور اس کے بعد قیامت آنے کا ذکر ہے اس سے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چالیس روز تباہیوں کے دن ہوں بغیر حجت خداؐ کے زمین دگرگوں اور فضاءِ کائنات ختم ہونے والی ہو اور وہ آثارِ قیامت جو روایات میں ذکر ہوئے ہیں انھیں ۴۰ دن کے اندر پورے ہوں وغیرہ۔

ابراہیم کرخی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ مولا کس وجہ سے امام امیر المومنین علیہ السلام نے خلافت ظاہریہ قبول کرنے کے باوجود فدک کو غاصبوں سے واپس نہیں

(1) بعض محققین کہتے ہیں کہ اس روایت کا پہلا مصدر کتاب الزام الناصب اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مطلب ابن عربی سے شیعہ کتب میں داخل ہوا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

لیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ''للاقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''جب رسول خداؐ فتح مکہ کے روز وارد مکہ ہوئے تو اپنے گھر میں داخل نہیں ہوئے کیونکہ عقیل بن ابی طالبؑ نے وہ گھر کسی کو بیچ دیا تھا اور جب کسی نے اس سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا تھا: ''انّا اھل بیت لانسترجع شیئاً یؤخذ منّا ظلماً'' ہم اہل بیتؑ وہ ہستیاں ہیں کہ جو ہم سے از روئے ظلم چھین لیا جاتا ہے اسے واپس نہیں لیا کرتے اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے ابراہیم کرخی سے فرمایا: ''فلذالك لم یسترجع فدك لماولّی'' اسی لئے امام علی علیہ السلام نے ولایت ظاہریہ قبول کرنے کے بعد بھی فدک کو واپس نہیں لیا[1]۔

ابی فضال نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو امام نے جو جواب دیا ہے اس میں اور امام صادق علیہ السلام کے جواب میں قدرے الفاظ میں فرق ہے مگر بازگشت ایک بات کی طرف ہوتی ہے آپؑ نے فرمایا: ''لانّا اھل بیت لانأخذ حقوقنا ممّن ظلمنا الا ھو و نحن اولیاء المومنین ''[2] ہم اہل بیت رسولؐ، اپنے حقوق کو جسے ہمارے اوپر ظلم و ستم کے ساتھ چھین لیا گیا ہوتا ہے اسے واپس نہیں لیتے، آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ہم ائمہ تمام مومنین کے سربراہ و سرپرست ہیں''۔

قتل کی دھمکی کیوں؟:

قابیل ملعون نے اپنے بھائی ہابیل علیہ السلام کو دو وجہوں سے قتل کی دھمکی تھی۔

۱۔ بھائی سے حسد کی بنیاد پر۔ ۲۔ منصب نیابت و میراث نبوت سے محرومی کی وجہ سے۔

(1) علل الشرائع، ج۱، باب ۱۲۴، ص ۱۵۵، ح ۲۔

(2) علل الشرائع، ج۱، باب ۱۲۴، ص ۱۵۵، ح ۲۔

https://downloadshiabooks.com/

اور جناب ہابیلؑ نے قابیل کو متوجہ کیا تھا کہ تیری قربانی قبول نہ ہونے میں میری کوئی خطا نہیں ہے تو خراب ہے تیری نیت خراب تھی حاسد کو خود اپنے نفس کے اندر محرومیت تلاش کرنی چاہیئے نہ کہ محسود کی عزت و نعمت اور مقام و مرتبے کے زوال کا طالب ہونا چاہیئے کہ جرم و گناہ کا مرتکب ہو اور حسد کے باعث ایمان بھی کھو بیٹھے۔

یہی صورت حال جعفر کذّاب کے یہاں بھی تھی وہ صرف امام زمان علیہ السلام کا دشمن نہیں تھا بلکہ اپنے بھائی امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی ناپسند کرتا تھا اور ان کے مقام و منصب کو پیسے اور قدرت کے زور پر قبضانہ چاہتا تھا اور شہادت امام عسکریؑ کے بعد تو اس نے بھائی کے منصب کو ہتھیانے کے لئے رشوت بھی دی تھی اور حکومت کے کارندوں کو امامت خلائق کا منصب حاصل کرنے کے لئے واسطہ بنانا چاہتا تھا لیکن کچھ نہ کر سکا۔

تفسیر کشاف میں زمخشری نے کہا ہے کہ جناب ہابیل، قابیل سے زیادہ قوی و بہادر تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خوف خدا کے باعث بھائی پر پلٹ وار نہیں کیا اور پہلے سے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میں تجھے قتل نہیں کروں گا، اگر کمزور ہوتے تو قابیل کہہ سکتا تھا کہ تم مجھے قتل کر بھی نہیں سکتے۔

دوسرا احتمال یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس وقت تک دفاع کا حکم نہیں تھا لہذا ہابیل اقوی ہونے کے باوجود قابیل پر حملہ آور نہیں ہوئے اور اپنا بچاؤ نہیں کیا لیکن یہ احتمال کمزور ہے کیونکہ حفظ جان وجوب شرعی ہونے سے پہلے وجوب عقلی رکھتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس طرح تسلیم قتل ہو جانا در حقیقت اپنے کو قتل کرنے کے مترادف ہے اور آیت کریمہ میں نفی قتل، جناب ہابیل کی طرف سے تسلیم ہونے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صرف قتل کے قصد سے ہابیل پر حملہ نہ کرنے کا اشارہ دیتی ہے نہ کہ دفاع بھی نہ کرنے

https://downloadshiabooks.com/

کا اشارہ، لہذا ماننا پڑے گا کہ قابیل نے جناب ہابیل کو دھوکہ سے قتل کیا ہے ورنہ جناب ہابیل کے اوپر دفاع لازمی تھا۔

چوتھی بات یہ بھی ہے کہ اگر کہیں انسان قاتل و مقتول بننے میں مخیر کر دیا جائے جیسا کہ صدام ملعون کیا کرتا تھا تو اس کے لئے روایت میں وارد ہوا ہے کہ " کن عبد اللہ المقتول و لا تکن عبد اللہ القاتل "[1] "مقتول بندۂ خدا بنو قاتل بندۂ خدا نہیں" قابیل نے قتل کی ٹھان لی تھی تو ہابیل نے مقتول ہونا پسند کیا قاتل ہونا نہیں۔

فاصبح من النادمین

بعض لوگوں نے اس آیت کریمہ نے قابیل کی ندامت پر تعریف سمجھا ہے لیکن ایسا نہیں ہے وہ نادم اور شرمندہ ہوا مگر توبہ کرنے والوں کی طرح نہیں، بلکہ ہابیل کی لاش کو چونکہ جانور اور درندے پھاڑ کھانا چاہتے تھے اس لئے قابیل نے ان کی لاش کو اپنے دوش پر اٹھا لیا اور اٹھائے پھر رہا تھا کہ کیا کرے کہ کوؤں نے اس کی راہ نمائی کی اور دنیا کا سب سے پہلا شہید اپنے ہی قاتل کے ہاتھوں سپرد لحد ہو گیا۔

چالیس دن تک آدمؑ روتے رہے اور سال بھر تک غم منایا پھر اللہ نے آدمؑ و حواؑ کو تیسری بار اولاد عطا کی جسے شیث یا ھبۃ اللہ کہتے ہیں جن کی شادی خدا نے جنت کی ایک حور (ناعمہ) سے کروائی اور پھر ان کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی اس کا نام "حوریہ" رکھا گیا اور اس کی شادی حضرت ہابیل کے فرزند ہابیل (جو خود حضرت ہابیل کے فرزند تھے) سے ہوئی یعنی ہابیل کے بیٹے ہابیل اور شیث کی بیٹی حوریہ سے نسل آگے بڑھی ہے اور آیت کریمہ "یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِی

(1) بحار الانوار، ج ۳۳، باب ۲۳، ص ۳۵۴۔

https://downloadshiabooks.com/

خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ" سے مراد ایک طینت ہے نہ کہ بہن بھائی سے خلقت۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا کہ اس خلقت کے سلسلہ میں مخالفین کیا کہتے ہیں؟ اور جب انہوں نے بہن بھائی سے خلقت کا تذکرہ کیا تو امام صادقؑ نے فرمایا: "سبحان اللہ و تعالیٰ عن ذالك علواً كبيرا، يقول من يقول هذا: ان اللہ عز و جل جعل اصل صفوة خلقه و احبائه و انبيائه و رسله و حجه و المومنين و المومنات و المسلمين و المسلمات من حرام؟! و لم يكن له القدرة ما يخلقهم من الحلال و قد اخذ ميثاقهم علىٰ الحلال و الطهر و الطيب""" سبحان اللہ! خدا اس نسبت سے کہیں زیادہ بزرگ و بلند ہے بھلا ایسی باتیں کرنے والے کیسے اتنی بڑی بات بول جاتے ہیں کہ اللہ نے گویا اپنی مخلوقات میں پاک و پاکیزہ برگزیدہ بندوں کو، اولیاء کو، انبیاء کو، رسولوں کو، حجتوں کو، مومنین و مومنات کو، مسلمین و مسلمات کو حرام سے خلق کیا ہے؟ اور اس میں قدرت نہیں تھی کہ انھیں حلال سے خلق کر سکتا حالانکہ اس نے خلائق سے پاکیزگی و طہارت کا عہد و پیمان لے رکھا ہے"۔

پھر امام نے ایک تشبیہ ذکر فرمائی ہے کہ بعض درندوں میں سے ایک کو اس کی بہن کے جسم پر کپڑا ڈھانک کر جفتی کرادی گئی جب کپڑا ہٹایا گیا اور اس درندے نے اپنی بہن کو دیکھا تو اس نے اپنی شرمگاہ کو پکڑ کر کھینچ لیا اور کاٹ ڈالا اور پھر تھوڑی دیر بعد مر گیا[1]۔

پسلی سے خلقت کی نفی کرتے ہوئے حضرت امام صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا ہے "گویا ایسے لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ کے پاس قدرت نہیں تھی کہ پسلی کے علاوہ سے آدم کے لئے بیوی پیدا کر سکتا! یہ لوگ در حقیقت منحوس لوگوں کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں کہ جب آدمؑ اپنے بعض حصہ سے (یعنی شرمگاہ سے) بعض حصہ کو (یعنی حواء جو پسلی سے خلق ہوئی

(1) بحار الانوار: ۱۱/۲۲۰۔ علل الشرائع، ج۱، ص۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ہیں) نکاح کر سکتے ہیں؟ تو ہم کیوں نہیں کر سکتے اس کے بعد حضرت امام صادقؑ ایسے لوگوں سے شدید نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ما لهولاء حكم الله بيننا وبينهم" ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے! خدا ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے، گویا تعلیمات اہل بیتؑ سے دوری اور اپنی ذہنی اپج کے باعث ان لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں خدا ان سے سمجھے کہ ہم اہل بیتؑ سے اخذ نہیں کرتے اور ہمارے ہوتے ہوئے لن ترانیاں کرتے ہیں۔

امام مہدیؑ اور حضرت ادریسؑ

باب شباهته بادريس عليه السلام

مسجد سہلہ حضرت ادریس علیہ السلام کا گھر تھا اور ایک روز یہ مسجد حضرت امام زمان علیہ السلام کا گھر قرار پائے گی اس مسجد میں ہم و غم دور ہوتا ہے یہاں نماز پڑھنے کا بڑا اجر و ثواب ہے اس مسجد میں اگر خدا سے دعا کی جائے تو ۲۰ سال کی عمر اضافی مل سکتی ہے یہ مسجد حضرت خضر علیہ السلام کی عبادتگاہ ہے مسجد سہلہ کوفہ کی مبارک مسجدوں میں سے ایک ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: "بالكوفة مسجد يقال له مسجد سهلة" کوفہ میں ایک مسجد "سہلہ" نام کی مسجد ہے اس میں غمزدہ مغرب و عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے تو اس کا غم دور ہو جائے گا ایک مقام پر حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: "انه منزل صاحبنا اذا قام باهله" یہ مسجد ہمارے صاحب یعنی امام زمانہ علیہ السلام کی محل سکونت ہو گی جب کہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ کوفہ میں قیام پذیر ہوں گے[1]۔

اس مسجد کے دوسرے نام بھی تاریخ و حدیث کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں جیسے مسجد

(1) الکافی، ج۳، باب مسجد السہلہ، ص۴۹۵، ح۳، ۲۔

https://downloadshiabooks.com/

سہیل، مسجد بنی ظفر، مسجد الشریٰ، اس مسجد میں حضرت ادریس خیاطی کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے اسی مسجد میں جناب رسول خداؐ کی معراج کی شب تشریف آوری ہوئی اسی لئے اس مسجد کو معراج گاہ رسول خداؐ بھی کہا جاسکتا ہے اس مسجد کے ایک طرف سے ۷۰ ہزار مومنین کو بغیر حساب جنت میں داخل کیا جائے گا اسی مسجد میں شیخ جعفر کبیر نے جو کہ "شیخ کاشف الغطاء" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں جس وقت نجف اشرف میں طاعون کی وبا پھیلی تھی چالیس آدمیوں کے ساتھ پناہ لی تھی ان میں سے کوئی ایک بھی طاعون کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا تھا[1]۔

علاء بن رزین سے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسجد سہلہ میں نماز پڑھا کرو وہ مسجد جسے تم لوگ مسجد سہلہ کہتے ہو ہم اہل بیتؑ اس مسجد کو بعد "مسجد الشریٰ" کہتے ہیں اس مسجد کے اندر ایک اہم بات یہ ہے کہ " فیہ زبرجدۃ فیہا صورۃ کل نبی و کل وصی"[2] اس مسجد کی زمین کے اندر ایک زبرجدۃ (قیمتی پتھر) ہے جس میں تمام انبیاءؑ اور تمام اوصیاءؑ کی شکل وصورت منقش ہے اس مسجد کی وسعت موجودہ دور میں اگرچہ بہت زیادہ وسیع نہیں ہے لیکن روایت میں وارد ہوا ہے اس مسجد کی حد قریہ "روحاء" تک تھی اور قریۂ روحاء مقام رحبہ کے قریوں اور دیہاتوں میں سے ایک دیہات تھا۔

شیخ کلینی نے الکافی جلد ۳ ص ۴۹۵ میں مسجد سہلہ کی فضیلت میں ۳ سلسلہ سند کے ساتھ روایت نقل کی ہیں اور چوتھی روایت میں فرمایا ہے کہ " روی ان مسجد السھلۃ حدّہ الیٰ الروحاء " کہ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مسجد سہلہ کی حد قریۂ روحاء تک تھی" اور یہ روایت کامل الزیارات میں معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

(1) کشف الغطاء: ج ۱ ص ۴۱۲۔

(2) وسائل الشیعۃ، ج ۵، ص ۲۶۸، ح ۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ امام نے فرمایا ہے کہ " حد مسجد السھلۃ الروحاء "[1] مسجد سہلہ کی حد قریۂ روحاء تک ہے "اور جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ جناب رسول خداؐ شب معراج مسجد کوفہ میں نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سہلہ آئے ہوں اور وہاں نماز ادا کرنے کے بعد وہیں سے معراج پر دوبارہ روانہ ہوئے ہوں اسی لئے حضرت امام صادق علیہ السلام کی روایت میں " و فیہ المعراج " کی لفظ استعمال ہوئی ہے جس کا ایک احتمال بیان کیا گیا۔

دوسرا احتمال فیہ المعراج کہنے کا یہ ہو سکتا ہے کہ اس میں مومنین کے لئے معنوی معراج ہے اور اسی کے بعد کا فقرہ " و ھو الفاروق الاعظم موضع منہ " سے مراد یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت امام زمان علیہ السلام بیٹھ کر حق و باطل کے درمیان فرق و فیصلہ سنائیں گے کیوں کہ ایک روایت میں اس مسجد کی عظمت بیان کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ " ان فیھا یظھر عدل اللہ " اسی مسجد میں عدل الٰھی ظاہر ہو گا یعنی حضرت امام زمانہ علیہ السلام یا یہیں سے ساری دنیا میں اللہ کی عدالت قائم اور پسندیدہ حکومت فرمائیں گے۔

قیامت کی حشر و نشر کی گفتگو میں یہ کہا گیا ہے کہ لوگوں کو مسجد اقصیٰ، بیت المقدس کے پاس محشور کیا جائے گا لیکن حضرت امام صادق علیہ السلام کی روایت میں لوگوں کے حشر و نشر کا مقام مسجد سہلہ کے پاس کہا گیا ہے اور اسی مسجد کے اندر حضرت اسرافیل نازل ہو کر صور پھونکیں گے روایت کے اندر دقت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دوسری مرتبہ کا صور پھونکنا مسجد سہلہ سے ہو گا نا کہ پہلی مرتبہ، اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکنے کا عمل حضرت اسرافیل مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں پھونکیں اور ساری دنیا کی مخلوق مر جائے اور دوسری مرتبہ یعنی انھیں زندہ ہونے کے لئے جو صور پھونکیں گے وہ مسجد سہلہ سے ہو اور اسی مسجد کے پہلو سے

(1) کامل الزیارات، ص ۴۷، باب ۸، ح ۹۔

https://downloadshiabooks.com/

۷۰ ہزار جو کہ کثرت کی مثالی عدد ہے یعنی بے حساب لوگ اس مسجد کے پاس سے زندہ ہو کر بغیر حساب وارد جنت ہوں۔

امام مہدیؑ اور حضرت صالحؑ

باب شباهته بصالح عليه السلام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ " صالح غاب عن قومه فلما رجع اليهم انكره كثير منهم "حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم سے ایک مدت تک غائب رہے جس روز غائب ہوئے ہیں اس روز تک سن رسیدہ واد ھیڑ عمر کے تھے شکم چوڑا تھا حسین جسم کے مالک تھے ڈاڑھی گھنی تھی اور کمر شکم کے مقابلہ پتلی تھی دونوں طرف رخسار سپاٹ تھے آپ متوسط قد کے بڑے حسین و جمیل انسان تھے لیکن جب غیبت سے واپس ہوئے تو شکل بدل چکی تھی لہذا قوم والے تین حصہ میں بٹ گئے کیونکہ وہ ان کی شکل سے ان کو پہچانتے تھے ایک گروہ کہتا تھا کہ آپ صالح نہیں ہیں وہ کبھی نہیں واپس آئیں گے دوسرا گروہ ان کے سلسلہ میں شک و تردید کا شکار تھا اور تیسرا گروہ بالیقین انھیں صالح مان چکا تھا حضرت صالح نے غیبت سے واپسی پر سب سے پہلے شک و تردید کے شکار گروہ سے گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا کہ میں صالح ہوں، ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور جناب صالح کو بہت بُرا بھلا بولے اور انھیں دور ڈھکیل دیا اور کہنے لگے :" بَرِئَ الله منك ان صالحاً كان فی غير صورتك " خدا تم سے بیزار ہو جائے، حضرت صالح تو تمہاری شکل وصورت کے نہیں تھے [1]۔

جناب صالحؑ اس کے بعد منکر گروہ کے پاس آئے ان لوگوں نے تو ان کی پوری بات بھی

(1) کمال الدین، ص ۱۶۵، باب ۳۔

https://downloadshiabooks.com/

سنسنی گوارہ نہیں کی اور بڑی شدت کے ساتھ حضرت صالحؑ سے دور بھاگنے لگے اس کے بعد تیسرے گروہ یعنی مومنین کے پاس تشریف لائے اور اہل یقین لوگوں سے فرمایا میں صالح ہوں ان لوگوں نے بھی بس اتنا کہا کہ اگر آپ صالح ہیں تو ہمیں کوئی ایسی علامت و نشانی بتادیجئے جس سے کہ ہم آپ کو صالح مان لیں اس لئے کہ ہمیں یقین ہے کہ خداوند متعال ایک حالت سے دوسری حالت میں شکلوں کو بدلتا رہتا ہے اور ہم حضرت صالحؑ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جب وہ ظہور کریں گے تو کچھ علامتیں ہوں گی اور ہم کو آسمان سے ان کی آمد کی خبر دی جائے گی تو حضرت صالحؑ نے فرمایا: "انا صالح الذی آتیتکم بالناقة " میں وہی صالح ہوں کہ جس نے تمہارے سامنے معجزاتی طور پر اونٹنی کو ظاہر کیا تھا ان لوگوں نے کہا یقینا آپ سچ کہتے ہیں اب آپ یہ بھی بتلادیں کہ خود اونٹنی کی کیا علامت تھی؟ جناب صالح نے فرمایا: " لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم " "علامت یہ تھی کہ ایک روز اونٹنی سیر اب ہوتی تھی اور تمہارے لئے بھی مقررہ دن سیر ابی کا تھا" ان لوگوں نے کہا ہم اللہ پر اور جو آپ معجزہ لائے سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

زید شحام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا خداوند متعال نے اس درمیان یعنی زمانۂ غیبت میں کوئی عالم رکھا تھا تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ اعدل من ان یترك الارض بغیر عالم یدل علی اللہ عز و جل " اللہ اس بات سے کہیں زیادہ عادل ہے کہ روئے زمین کو کسی ایسے عالم سے خالی چھوڑ دے جو خدا کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوتا ہے ہاں حضرت صالحؑ کے غیبت میں جانے کے بعد ے دن تک لوگوں کو پتہ نہیں تھا کہ حجت خدا کون ہے؟ امام و رہنمائے خلائق کون ہے؟ لیکن ان کے پاس دین خدا کی تعلیمات تھیں اور وہ سب کے سب مجتمع تھے لہذا جوں ہی حضرت صالح ظاہر ہوئے وہ سب کے سب حضرت صالحؑ کے پاس جمع ہو گئے اس جملہ کو بیان کرنے کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " و انما مثل قائم

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام مثل صالح "اس تشبیہ میں چند باتیں بڑی قابل غور ہیں:

ایک: تو غیبت میں مماثلت کا بیان ہے۔

دوسرے: مومنین کے متحد رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرے: علامت طلبی میں مشابہت ہے۔

چوتھے: جلدی سے ایمان ویقین کے اوپر پابر جاہونے کی تشبیہ ہے۔

پانچویں: امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں تین گروہوں میں لوگوں کے بٹ جانے کی طرف اشارہ ہے اور یہ تقسیم بول رہی ہے کہ بعض علامتوں کے باوجود لوگ نہیں مانیں گے بعض علامتوں کو دیکھ کر فوراً تسلیم ہو جائیں گے۔

چھٹیں بات: یہ کہ منکرین سے زیادہ شاکین، خطرناک ہیں لہذا ان کا قلع قمع پہلے ہونا چاہیئے۔

حضرت صالح کی قوم کا نام ثمود تھا قرآن مجید نے ۱۱/ سوروں میں حضرت صالحؑ کے متعلق باتوں کا تذکرہ کیا ہے حضرت صالحؑ کو ان کی قوم کذاب کہتی تھی ان کی معجزاتی اونٹنی کو قرآن مجید نے "ناقۃ اللہ" کہا ہے کیونکہ وہ بیت اللہ کی طرح خدا کی طرف منسوب ہے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی ہے وہ اونٹنی حضرت صالحؑ کی صداقت کی گواہ تھی لیکن اسے پے کر دیا گیا ایک نے پے کیا تھا لیکن قرآن نے سب کو قاتل کہا ہے کیونکہ سب کے سب اس کے قتل پر راضی و خوشنود تھے۔

امام مہدیؑ اور سید ابن طاؤسؒ

https://downloadshiabooks.com/

جناب سید ابن طاؤوس کو کسی سنی عالم نے اپنے یہاں بلایا تو سید نے براہ راست اس سنی عالم اور وہاں دعوت پر آئے تمام لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ ہم شیعوں کے کس کس عقیدہ کو ناپسند کرتے ہو بغیر تقیہ کے میرے سامنے بیان کرو، ان لوگوں نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور بولے ہمیں شیعوں کے فلاں فلاں عقیدہ پر اعتراض ہے سید نے سارے اعتراضات کا جواب دیا جسے مواقف الشیعہ ج۳ص۱۸ پر دیکھا جا سکتا ہے اس میں سے ایک طول عمر امام زمان علیہ السلام کا مسئلہ تھا۔

سید ابن طاؤوس نے ایک پیاری سی مثال کے ذریعہ انھیں قانع کر دیا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی دجلہ کے کنارے بغداد کے پل پر آکر کہے کہ میں پانی پر چل سکتا ہوں اور وہ چل کر دکھائے جتنے لوگ یہ سنیں گے وہ ٹوٹ پڑیں گے دیکھنے کے لئے، لیکن اس کے بعد کوئی دوسرا آکر پھر یہی دعویٰ کرے تو ہو سکتا ہے ساری جمعیت باقی رہے اور یہ منظر دیکھے لیکن اگر تیسرا شخص آکر یہی دعویٰ کرے تو کافی لوگ جا چکے ہوں گے اور اگر چوتھا، پانچواں یہی دعویٰ کرے تو ہو سکتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہاں اس کے پانی پر چلنے کو دیکھنے کے لئے کوئی بھی باقی نہ رہے اور یہ چیزیں تعجب خیز نہ رہ جائے، حاضرین نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے اور جب سید نے ختم تعجب کا اقرار لے لیا تو پھر فرمایا: "هذه حالة المهدی علیه السلام "یہی صورت حال حضرت مہدی علیہ السلام کی طول عمر کی بھی ہے۔

کیا تم لوگوں نے خود روایت نہیں کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام زندہ اور موجود ہیں اور اپنے زمانہ سے آج تک آسمان میں زندہ ہیں پھر کیا آپ لوگوں نے اپنی کتابوں میں روایت نہیں نقل کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے آج تک زندہ و سلامت ہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے پہلے ہی حضرت خضر علیہ السلام تھے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کیا آپ لوگوں نے قرآن میں اور اپنی روایات میں نہیں پڑھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ

https://downloadshiabooks.com/

بھی زندہ و سلامت ہیں آسمان میں ہیں اور وہ زمانۂ حضرت مہدی علیہ السلام میں واپس آئیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے کیا اب بھی تعجب کا مقام باقی رہ جاتا ہے تین تین بزرگواروں کی حیات اور زندہ رہنے کا اعلان سن لینے کے بعد ؟۔

اور پھر کیا رسول خداؐ کے لئے ان میں سے کسی ایک کی حیات اسوہ نہیں ہے وہ نہ سہی ان کی عترت میں خدا کسی کو اتنی طولانی عمر دے دے تو کیا تعجب باقی رہ جاتا ہے ؟۔

شرح معتزلی ج ا ص ۱۲۴ پر مجاہد سے مروی ہے کہ جب حاجی لوگ مکہ میں وارد ہوتے ہیں تو اللہ کے فرشتے حاجیوں کا استقبال کرتے ہیں اس فرق کے ساتھ کہ جو لوگ اونٹ اور اونٹنیوں پر سوار ہو کر آتے ہیں ان کے اوپر سلام بھی کرتے ہیں اور جو گدھوں پر سوار ہو کر آتے ہیں ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں اور جو حاجی پیادہ پا حج کے لئے وارد مکہ ہوتے ہیں ان سے اللہ کے فرشتے معانقہ بھی کرتے ہیں۔

یہ روایت بظاہر مجاھد کی اپنی جیب سے نکالی ہوئی روایت ہے اور اس میں فرشتوں کی ایک طرح سے توہین کی گئی ہے کہ وہ اونٹوں پر سوار حاجیوں کو صرف سلام کرتے ہوئے استقبال کرتے ہیں جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ وہ کوتاہ قد کے ہوتے ہیں ان کا ہاتھ اونٹوں پر سوار حاجیوں تک نہیں پہنچتا ہے گدھوں پر سوار حاجیوں تک صرف ہاتھ پہنچتا ہے تو ان سے مصافحہ بھی کر لیتے ہیں جبکہ پیدل چلنے والوں سے معانقہ بھی کرتے ہیں، بہت بعید ہے کہ یہ روایت نبی کریمؐ سے صادر ہوئی ہو لیکن یہ بعید نہیں ہے کہ فرشتے مومن حاجیوں کا استقبال کرتے ہوں۔

ہمارے یہاں روایات میں یہ ضرور وارد ہوا ہے کہ حاجیوں کی واپسی پر ان کا استقبال کیا جائے ان کو سلام کیا جائے اور ان سے معانقہ و مصافحہ کیا جائے اور یہ بات کہ مصافحہ و معانقہ زائرین بیت اللہ یا زائرین معصومین علیہم السلام سے ہونا چاہیئے قطعی ہے اور کثیر روایات میں یہ

https://downloadshiabooks.com/

امر ذکر ہوا ہے اور سنی کتب میں بھی حاجیوں کا استقبال ذکر ہوا ہے اور حاجیوں اور زائروں سے یہ مطالبہ بھی کرنا چاہیئے کہ ہمارے حق میں دعا کریں لیکن یہ مطالبہ کب ہونا چاہیئے اور کیونکر! ابن ابی الحدید معتزلی کے الفاظ میں سنیں :" ان یستقبلوا الحاج ، و یقبّلوا بین اعینھم و یسالوھم الدعاء لھم و یبادروا ذالك، قبل ان یتدانسوا بالذنوب و الآثام "[1] حاجیوں کا استقبال کرو، ان کی پیشانی کا بوسہ لو، ان سے اپنے لئے دعا کراؤ اور یہ کام اس سے پہلے کرو کہ حاجی لوگ گناہوں اور برائیوں میں ملوث ہو جائیں اور نافرمانیوں کی نجاست سے نجس ہو جائیں"۔

یاد رہے کہ یہ روایت نبی کریمؐ سے نہیں ہے بلکہ بقول ابن ابی الحدید معتزلی "من سنة السلف" یہ سلف کی سیرت و سنت رہی ہے اور معتزلی کا سلف کون ہے؟ وہ سیوطی، ابن ابی شیبہ، متقی ہندی بتلائیں گے اور وہ شخص کوئی اور نہیں، عمر ابن الخطاب ہے اور سلف سے مراد وہی ہے۔

طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے جب مردوں کی ہڈیوں اور ان کے ڈھانچے کو دیکھا تو انھیں بہت شدید غم ہوا اور خوب روئے تو وحی الہیٰ آئی کہ اے نوح اس غم سے نجات چاہتے ہو تو انگور کھاؤ کہ انگور سے غم دور ہوتا ہے اور انگور میں بھی کالا انگور کھانے کی فرمائش ہوئی تھی۔

بعض ملکوں میں پہاڑی علاقوں سے گرم پانی اور گندھک کی مہک رکھنے والے پانی سے غسل میں بڑی شفاء بیان کی جاتی ہے جبکہ پیغمبر خداؐ نے منع فرمایا ہے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام نے فرات میں غسل فرمایا ہے اور وہیں کسی قریبی علاقہ میں راوی نے گرم پہاڑی پانی میں شفاء کی بات کہی تو معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ یہ لعنتی پانی ہیں انہیں کھارا قرار دیا گیا

(1) شرح ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۱۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے اور کسی لعنتی پانی میں شفا نہیں مل سکتی۔

ہام بن ہیم اور حضرت نوحؑ

ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس دو واسطے سے ابلیس کی اولاد تھا لیکن حضرت نوحؑ کے ہاتھوں توبہ کر کے سدھر گیا تو سفینۃ النجاۃ پر سوار ہوا ہام بن ہیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت نوحؑ کی سرزنش کی تھی کہ آپ نے اپنی قوم والوں پر بددعا کر کے انھیں نیست و نابود کر دیا وہ نادم ہوئے اور گریہ کیا میں نے بھی ان کے ساتھ گریہ کیا حضرت یوسفؑ کو کوئیں میں دھیرے دھیرے میں نے اتارا تھا اور زندان میں ان کے انس کا باعث تھا حضرت موسیٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو سلام پہنچایا تھا میرے ذریعہ، اور حضرت عیسیٰؑ نے آپ کو سلام پہنچایا ہے پیغمبر خداؐ نے سارے انبیاءؑ و مرسلینؑ پر اور خاص طور سے حضرت عیسیٰؑ پر سلام کیا ہے اور ہام پر بھی سلام کیا ہے پھر حاجت پوچھی تو اس نے کہا بس یہی کہ خدا آپ کو آپ کی امت کے لئے زندہ رکھے اور آپ کے وصی کی فرمانبرداری عطا کرے کہ سابقہ قومیں اوصیاءؑ و انبیاءؑ کی نافرمانیوں کے باعث ہی ہلاک ہوئی ہیں۔

پھر رسول خداؐ سے قرآن مجید کے چند سوروں کے سیکھنے اور اس کے حساب سے نماز پڑھنے کا مطالبہ کرتا ہے تو آپؐ اسے امام امیر المومنینؑ کے سپرد کر دیتے ہیں تو وہ سوال کرتا ہے کہ یہ کون ہیں کہ جس کے سپرد کر رہے ہیں پھر رسول خداؐ اس سے حضرت آدمؑ سے تمام اوصیاءؑ کا نام پوچھتے ہوئے اپنے وصی پر آتے ہیں اور توریت و انجیل و زبور و قرآن میں مولاؑ کے نام پر تبصرہ ہوتا ہے اور پھر ہام بن ہیم مولا سے سورہ سیکھ کر نبیؐ سے الوداع کہتا ہے اور پھر واپس کبھی نہیں آتا یہاں تک کہ رسول خداؐ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

حاملین عرش کے بارے میں ایک قول تو یہی ہے کہ وہ اللہ کے بڑے مقرب فرشتے

https://downloadshiabooks.com/

ہیں جو عرش کو اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے ہیں لیکن دوسرا نظریہ جو در حقیقت امام موسیٰ کاظمؑ کا بیان ہے اس میں امام کاظمؑ فرماتے ہیں : " اذا کان یوم القیامة کان حملة العرش ثمانیة ، اربعة من الاولین نوح و ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ و اربعة من الآخرین محمد و علی والحسن و الحسین علیهم السلام " بروز قیامت حاملین عرش الٰہی چار اولین اور چار آخرین ہوں گے حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت ابراہیمؑ ، حضرت موسیٰؑ ، حضرت عیسیٰؑ اور آخرین میں حضرت رسول خداؐ ، حضرت امیر المومنینؑ ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ہیں[1] ۔

حضرت نوح اور امام مہدیؑ

باب شباهته بنوح علیه السلام شیخ الانبیاء

حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعا کی قبولیت اور طوفان میں ۵۰۰ سال کا فاصلہ کتاب کمال الدین میں شیخ صدوق نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے نقل فرمایا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے صرف ایک تہائی مومنین دینِ نوحؑ پر باقی رہ گئے تھے بقیہ خلاف وعدہ سمجھ کر منحرف ہو گئے تھے۔

طوفان میں کشتی پر ۱۵۰ دن تک سوار تھے اور پانی ہی پانی میں زندگی بسر کر رہے تھے علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ طوفان کے خاتمہ کے بعد حضرت نوحؑ ۵۰ سال تک زندہ رہے بعض روایات میں ۵۰۰ سال ہے لیکن صحیح وہی ۵۰ سال ہے جس کی طرف قرآن میں بھی اشارہ کیا گیا ہے یعنی وہ ہزار سال کہ جس میں جناب نوحؑ نے تبلیغ کی تھی پھر طوفان آیا ہے اس میں استثناء ۵۰ سال کا ہے وہی استثناء حضرت نوحؑ کی طوفان کے بعد کی زندگی کا ہے۔

(1) الکافی، ج ا، باب العرش والکرسی، ص ۱۳۲۔ مستدرک سفینۃ البحار، ج ۷، ص ۱۵۶۔

https://downloadshiabooks.com/

بین الرکن و المقام

خانہ کعبہ کے پاس جس گوشے پر حجر اسود منصوب ہے وہاں سے تین میٹر کے فاصلہ پر ایک گول سی چھوٹی ضریح کے مانند جگہ ہے جسے "المقام" کہا جاتا ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں جناب ابراہیم قیام کیا کرتے تھے اس تین میٹر کے فاصلہ سے گذرنا مستحب بلکہ مستحب موکد ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں عبادت کرنے کا حکم ہے دعا مانگنے کا حکم ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں جناب رسول خداؐ کے دست مبارک پر یعنی پہلے محمدؐ کے ہاتھوں پر مسلمانوں نے بیعت کی تھی اور یہ وہی مقام و منزل ہے جہاں آخری محمد حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں پر مومنین بیعت کریں گے۔

وہابی متولیان، روز عاشور شام کے وقت اس مقام کو بند کر دیا کرتے ہیں بہانہ اس مقام کے دھونے کا ہوتا ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ ہنگام ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام وہاں سے ظہور فرمائیں گے روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ جس وقت امامؑ ظہور فرمائیں گے خالی دن ہوگا کعبہ واطراف کعبہ میں بھیڑ نہیں ہوگی اور شاید اس کی وجہ وہابیوں کی اس دن شدید ممانعت اور لوگوں کو حرم میں داخل نہ ہونے دینے کی وجہ سے ہے۔

اس مقام کو "حطیم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حطیم کے معنی توڑنے پھوڑنے کے ہیں چونکہ اس مقام پر دعا و عبادت سے انسان کے گناہ ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ابو حمزہ ثمالی سے پوچھا کہ "ایّ البقاع افضل" "حرم الہیٰ میں سب سے بہتر جگہ کون سی ہے" جناب ابو حمزہ ثمالی نے لاعلمی ظاہر فرمائی تو امام نے بین رکن و مقام کو افضل بقاع قرار دیا اور فرمایا کہ جو شخص اس مقام پر عمر نوحؑ کے برابر دنوں کو روزہ اور راتوں کو نمازیں پڑھے پھر ہماری ولایت کے بغیر خدا سے ملاقات کرے اس کی یہ ساری عبادیں کسی کام نہ آئیں گی۔

https://downloadshiabooks.com/

اس حدیث میں امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ " ان افضل البقاع ما بین الرکن و المقام "" حرم الٰہی کے اندر رکن اور مقام کے درمیان کا حصہ سب سے بہتر حصۂ حرم ہے" سوال یہ ہے کہ سرزمین کربلاء افضل البقاع ہے یا سرزمین حرم الٰہی خانہ کعبہ کے پاس بین رکن و مقام افضل سرزمین ہے؟[1]

جواب آشکار ہے حضرت امام سجاد علیہ السلام کا سوال مسجد الحرام میں تھا یعنی مکہ میں سب سے زیادہ برتر و بہتر سرزمین حرم الٰہیٰ ہے اور حرم الٰہیٰ میں سب سے افضل سرزمین "بین رکن و مقام" ہے اس سوال کا تعلق حتی کہ مدینہ سے بھی نہیں ہے کیونکہ وہاں پر سوال ہوتا تو اس کا جواب "بین قبر و منبر" ہوتا کیونکہ مدینہ کی سرزمین پر سب سے افضل و برتر جگہ بقول رسول خداؐ "بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة " میری قبر اور میرے منبر کے درمیان، جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے" جس سے مراد بظاہر زمین کا وہ حصہ ہے مگر باطن میں حضرت فاطمہ زہراءؑ مراد ہیں[2]۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کے سوال و جواب کا تعلق عموم مسلمین کے تفکر و تفہم سے متعلق ہے یعنی جس جگہ کو عموم مسلمین افضل ابقاع سمجھتے ہیں وہ حرم الٰہی میں حطیم کے پاس مابین الرکن والمقام ہے جبکہ مدینہ میں افضل ابقاع بین قبر و منبر ہے یعنی یہی سوال وجواب اگر مدینہ میں ہوتا تو منبر و قبر کے مابین جگہ کی افضیلت کو امام سجادؑ بیان فرماتے۔

اور پوری زمین پر سب سے افضل و برتر جگہ، سرزمین کربلا ہے اس کی دلیل وہ روایت ہے کہ جس میں تربت حسین علیہ السلام اور اور تربت کعبہ کے درمیان فخر و مباہات کا تذکرہ ہے

(1) ثواب الاعمال، ص ۲۰۴۔
(2) الحدائق الناظرۃ، المحقق البحرانی، ج ۱۷، ص ۴۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

سر زمین کعبہ کی فخر والی روایات سے افضیلت کربلائے مقدسہ تمام سر زمینِ عالم پر اظہر ہے یعنی ہم محبان اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک روایات معصومین علیہم السلام سے ثابت ہے کہ کائنات میں سب سے بہتر و برتر جگہ سر زمین کربلاء ہے۔

بعض روایتوں میں ذکر ہوا ہے کہ تمام معصومین علیہم السلام کے مدفن سے وابستہ سر زمین بروز قیامت اِس دھرتی سے نوچ لی جائیں گی اور سارے معصومینؑ کے مزارات کی زمین، جنت کا حصہ ہو گی مگر سب سے اعلیٰ وافضل وارفع جگہ جنت کی وہی جگہ ہو گی جہاں پر سر زمین کربلاء کو نصب کیا جائے گا اور اس مقام پر سوائے انبیاءؑ و مرسلینؑ اور معصومینؑ کے کسی کو سکونت عطا نہیں کی جائے گی، مہمانی کے لئے کبھی بلا لیا جائے تو وہ اور بات ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مولا سب سے افضل جگہ کہاں ہے؟ تو امام نے فرمایا: ما بین الباب والحجر الاسود "[1] یعنی حرم خدا کے اندر ساری جگہ حرم ہے افضل مقام ہے مگر خود حرم کے اندر سب سے بہترین و برترین جگہ وہ تین میٹر کی سر زمین ہے جو حجر اسود کے کونے سے شروع ہو کر مقام ابراہیمؑ تک ہے اس میں بھی سب سے بہتر جگہ "حطیم" ہے اور حطیم سے مراد ما بین الباب و الحجر الاسود ہے جسے امام صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اور یہی سوال جب امام علی رضا علیہ السلام سے حسن بن جہم نے کیا تو امام رضا علیہ السلام نے یوں جواب دیا "الحطیم، ما بین الحجر و باب البیت "[2] یعنی مسجد الحرام کے اندر ساری جگہ بڑی فضیلت رکھتی ہیں۔

لیکن ان میں بھی سب سے بہتر جگہ بین رکن و مقام ہے اور بین رکن و مقام میں بھی

(1) الکافی، ج۴، ص۵۲۵، ح۲۔

(2) الکافی، ج۴، ص۵۲۵، ح۲۔

https://downloadshiabooks.com/

سب سے افضل جگہ باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ ہے اسی مقام پر اپنے شکم کو چپکا کر داہنا ہاتھ باب کعبہ کی طرف اور بایاں ہاتھ حجر اسود کی طرف پھیلا کر حمد و ثناء الٰہی بجالانا اور حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود و سلام اور دعا پڑھنے کا حکم ہے جس کا ایک فقرہ وہی ہے جسے ہم زیارات معصومین علیہم السلام میں پڑھتے ہیں " اللھم لا تجعله آخر العهد من زيارة بيتك الحرام " پالنے والے تیرے محترم گھر کی اس زیارت کو میری آخری زیارت قرار نہ دینا اس مقام پر کثرت سے دعا پڑھنا اور دعا کرنا چاہیئے اگر یہاں جگہ نہ ملے تو اس کے بعد سب سے بہتر جگہ "مستجار و ملتزم" ہے جو پشتِ خانہ کعبہ کا دروازہ ہے۔

ذھبی کا نظریہ

شمس الدین ذھبی "سلفی و ناصبی" تھا وہ اپنی معروف کتاب **العبر فی خبر من غبر**، ج ا ص ۲۷۹ میں سنہ ہجری ۲۶۵ کے اندر لکھتا ہے کہ محمد بن حسن عسکری علوی حسینی ابو القاسم کی اسی سال ولادت ہوئی ہے جسے شیعہ لوگ خلف الحجۃ، مہدی منتظر اور صاحب الزمان کہتے ہیں، ذہبی نے اپنے کلام میں رافضہ، استعمال کیا ہے اور شیعوں کو امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں گمراہ جانا ہے اور کہا ہے کہ شیعہ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ محمد بن حسن عسکری سامراء کے سرداب میں مخفی ہیں اور آج تک مخفی ہیں۔

ملعون ذہبی نے سرداب میں مخفی ہیں کہہ کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے ہم شیعہ و محبانِ اہل بیتؑ امام زمان علیہ السلام کو سرداب سامراء میں مخفی نہیں مانتے بلکہ وہ وہاں سے غائب ہوئے ہیں اور پردۂ غیب میں ہیں وہ سرداب تین اماموں کے عبادت کی جگہ ہے اس لئے وہاں ہم دعاء و زیارت پڑھتے ہیں اور امام زمان علیہ السلام وہاں سے ظہور نہیں فرمائیں گے بلکہ مکہ میں خانہ کعبہ مسجد الحرام سے ظہور فرمائیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

انس بن یعقوب الحسنی نام کے ایک عالم دین ہیں کہ جنہوں نے "الاصول فی ذریۃ البضعۃ البتول" نام کی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور مشہور ترین لقب "مہدی" ہے۔

انس بن یعقوب حسنی کتبی نسب شناس تھے سنی عالم تھے لیکن چہاردہ معصومینؑ کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے آپ نے ابن تیمیہ کے انکار پر کہ حسن عسکریؑ کے کوئی اولاد ہی نہیں تھی لکھا ہے کہ حضرت محمد مہدی علیہ السلام قطعاًامام حسن عسکریؑ کے فرزند تھے اور امام علی علیہ السلام کے احفاد میں سے تھے اور جو اس کا انکار کرے اس کی بات پر کوئی توجہ ہی نہیں کرنی چاہیئے۔

ابن تیمیہ کی تردید صاحب صواعق محرقہ نے بھی کی ہے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حسن عسکریؑ کے صرف ایک فرزند محمد مہدی تھے جو اپنے بابا کی رحلت کے وقت ۵ سال کے تھے مگر اللہ نے انھیں کمسنی میں ہی حکمت و دانش سے مالا مال کر دیا تھا، قائم و منتظر انھیں کو کہا جاتا ہے۔

معرفت خدا کا واحد راستہ

عرفہ کے دن اہم ترین دعائیں کرنی چاہیئے، ظہور امامؑ کی دعا، اہم ترین دعاؤں میں سے ایک ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو بہت اہم ہیں ان میں سے ایک خدا کی معرفت کی طلب ہے اور اس معرفت کا راستہ، وقت کے امام کی معرفت ہے لہذا عرفہ کے دن ہمیں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت کے حصول کی خاطر دعا کرنا چاہیئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی صحابی نے دریافت کیا" فقال رجل یابن

https://downloadshiabooks.com/

رسول الله ما معرفة الله عزوجل ؟ فقال معرفة اهل كل زمان امامه الذى يجب عليه طاعته "[1] کہ مولا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں خدا کی معرفت کیسے حاصل ہو ؟امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی معرفت کے حصول کا وسیلہ زمانے کے امام کی معرفت ہے کہ جس کی اطاعت کو خداوند متعال نے واجب قرار دیا ہے اس حدیث کی روشنی میں زمانۂ غیبت امام زمان علیہ السلام میں ہمیں چاہیئے کہ عرفہ کے روز اپنے امام کی معرفت حاصل کرنے کی دعا کریں تاکہ امام کی معرفت سے خدا کی معرفت حاصل ہو جائے کیونکہ وقت کے امام کی معرفت ہی وہ واحد پختہ اور نتیجہ بخش راستہ ہے جس سے اللہ کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے۔

کرامت بو بکر کی حقیقت

چند دن کی زور زبردستی کی حکومت کے بعد واصل جہنم ہوتے ہوئے خلیفہ کے چاہنے والوں نے اس کے حق میں ایک کرامت تراش لی ہے تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ جب ابو بکر مرنے لگا تو اس نے حاضرین سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد مجھے غسل و کفن دیکر میرے جنازے کو در حجرۂ رسول خداؐ پر لے جاکر رکھ دینا اور رسول خداؐ پر سلام دینا اور سلام کے بعد کہنا کہ یہ ابو بکر ہے جو آپ کے حجرے میں داخل ہونے کے لئے آپ سے اجازت طلب کرتا ہے اگر تم لوگوں کو اجازت دی گئی اور وہ اس طرح کہ حجرۂ رسول خداؐ کا تالا خود بخود کھل جائے تو پھر مجھے رسول خداؐ کے حجرہ میں داخل کرنا اور وہیں مجھے دفن کر دینا لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو مجھے وہاں سے اٹھا کر بقیع کی طرف لے جانا اور وہاں دفن کر دینا۔

جعل سازوں نے لکھا ہے کہ حاضرین نے ابو بکر کے مرگ کے بعد غسل و کفن دیا لاش لیکر حجرۂ رسول خداؐ پر آئے پیغمبرؐ کو سلام کیا اور پھر اجازت طلب کی، بس کیا تھا در حجرہ کا تالا

(1) احقاق الحق: ج ۱۱، ص ۱۵۹۴۔

https://downloadshiabooks.com/

خود بخود کھل گیا صرف کھل نہیں گیا بلکہ کھل کے زمین پر گر گیا اور دروازے کے دونوں پاٹ خود بخود کھل کر دیوار سے جا ملے اور قبر نبیؐ سے ہاتف کی آواز بھی آئی کہ "دوست کو دوست کے پاس لے آؤ کہ دوست اپنے دوست کے دیدار کا مشتاق ہے"۔

اس کرامت تراشی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ملعون کے حجرۂ رسولؐ میں دفن ہونے کا کوئی جواز نہیں تھا اگر پیغمبر خداؐ نے اپنی حیات میں اسے اپنے پاس دفن ہونے کا حکم دیا تھا تو اگر مگر کیوں؟ کرامت تراشی کیوں؟ شک و شبھہ کیوں کہ تالا ٹوٹے، دروازہ کھلے تو وہاں، نہیں تو بقیع میں دفن کر دینا اور اگر رسول خداؐ کچھ کہہ کے نہیں گئے اور جو کچھ چھوڑ کے گئے تھے سب صدقہ تھا جیسا کہ خود ملعون نے حدیث جعل کی تھی تو پھر رسول خداؐ سے کیوں پوچھ رہا ہے؟ مسلمانوں کے مجمع سے سوال کرتا کہ مجھے وہاں دفن ہونے کی اجازت دیتے ہو یا نہیں؟ کیونکہ سارے مسلمان برابر سے حجرۂ رسولؐ کی ملکیت میں شریک ہیں۔

اگر اپنی بیٹی عائشہ کے حصہ کے زور پر وہاں وارد ہوا ہے تو اس کا حصہ اس کے بیٹھنے کے برابر بھی نہیں بنتا ایک بٹا نو کا آٹھواں حصہ ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہوتا، حجرۂ پیغمبر خداؐ کے وارث جناب سیدہؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ و امام حسینؑ، حضرت زینبؑ، حضرت ام کلثومؑ تھیں اس کو اجازت طلب کرنی تھی تو ان بزرگواروں سے طلب کرتا مگر سنیوں کے پاس کوئی جواب نہیں تھا تو کرامت تراشی کے ذریعہ ابو بکر کو حجرۂ رسول خداؐ میں دفن کر دیا۔ لعنة الله علیٰ الغاصبین[1]۔

دنیا کا مرکزی شہر

(1) دیکھئے مترجم غدیر: ج۱۴ ص۱۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

ان شاءاللہ ہم تو امام زمان علیہ السلام کی نصرت کے لئے ہوں گے ہی لیکن امامؑ کی نصرت کے لئے انبیاءؑ و مرسلینؑ بھی آئیں گے اور جنّات و فرشتے بھی اتریں گے فرشتوں کی تعداد ۴۶ ہزار تک بتلائی گئی ہے اور اتنی ہی تعداد میں جنّات میں جو "نجباء" اور انسانوں میں سے جو "نقباء" ہوں گے امامؑ کی نصرت کے لئے پہنچیں گے اس قدر فوجی ساز و سامان اور نصرت کرنے والوں کی تعداد کے ذکر سے اتنا ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ دشمن بھاری ساز و سامان اور طاقت میں ہوگا جس کو کچلنے کے لئے ساز و سامان اور کثیر تعداد میں مومنین کی ضرورت پیش آئے گی۔

مرکزی جگہ نجف اشرف اور کوفہ ہوگی اور ہر مومن کوفہ میں یا اس کے اطراف میں رہنا پسند کرے گا جس کی وجہ سے ایک گھوڑے کے کھڑے ہونے کی جگہ دو ہزار درھم میں فروخت ہوگی امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ اس روز لوگوں کی اکثریت یہ پسند کرے گی کہ کاش کم از کم ایک بالشت کے برابر زمین کو ایک بالشت سونے یا چاندی کی مقدار کے برابر خرید لیا ہوتا اس وقت شہر کوفہ ۵۴ میل پر مشتمل ہوگا اور کوفہ کی بڑی بڑی عمارتیں کربلا کی مجاورت میں ہوں گی۔

سرزمین کربلا بھی ملائکہ اور مومنین کی پایگاہ اور آمد و رفت کی جگہ بن جائے گی کربلا کی شان دوچند ہو جائے گی اور اس جگہ اس قدر برکت ہوگی کہ اگر مومن وہاں ٹھہر کر خدا سے اس دنیا کے بجائے ہزار گنا بڑی دنیا کا ایک مرتبہ مطالبہ کرے تو خداوند متعال اسے عطا کر دے گا۔

ائمۃ السنۃ، کافرون

جس طرح مکتب تشیع کے ماننے والے حضرت امام زمان علیہ السلام کی معرفت و شناخت رکھتے ہیں کیا سنیوں کے سرغنہ اور روؤساءِ مذہب بھی جو کہ اتفاق سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے دور حیات میں جی رہے تھے بقدر کافی ان کی معرفت رکھتے تھے اور انھیں من جانب اللہ، امام

https://downloadshiabooks.com/

اور پیشوائے خلائق تسلیم کرتے تھے؟جواب،ہر گز نہیں۔

سنیوں کے ائمہ اربعہ ہوں یا بعد کے سر براہان مسالک اہل سنت، کوئی بھی ان میں سے ائمہ معصومین علیہم السلام کو ایک عالم دین، فقیہ، خاندان بنی ہاشم کا مفتی و بزرگ کے علاوہ کچھ نہیں مانتا تھا وہ لوگ ائمہ علیہم السلام کی مدح و ثناء ضرور کرتے تھے لیکن انھیں خدا کا بر گزیدہ رہنما، منصوص معصوم اور حجۃ اللہ علی الخلق تسلیم نہیں کرتے تھے اور احادیث مستفیض و متفق بین الفریقین کی رو سے کہ جس میں رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر جائے اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو، سنی اماموں سر براہوں کی موت جاہلیت اور کفر و شرک کی موت ہوئی ہے سنیوں کے ائمہ، قضاۃ، حکام، کفر و نفاق کی موت مرے ہیں اور ان کا انجام سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہے۔

احمد بن حنبل شیبانی ۲۴۱ھ میں مرا ہے اس کے دور کے اماموں میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت ۲۵۴ھ میں ہوئی ہے یعنی احمد بن حنبل کے بالغ و عاقل ہونے کے وقت حضرت امام علی نقی علیہ السلام امام وقت تھے اور سامراء میں رہتے تھے اور ابن حنبل عراق میں ہی تھا سامراء اور بغداد اس کا آنا جانا تھا، اس کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا پورا زمانہ احمد بن حنبل نے درک کیا جبکہ احمد بن حنبل کی شہرت تھی اور وہ امام جانا جاتا تھا لیکن امام حسن عسکریؑ سے بیگانہ تھا ہمیں کوئی ایسا فقرہ نہیں ملتا کہ جس میں اس نے اپنے زمانہ کے حجت خدا حضرت امام حسن عسکریؑ سے ملاقات کی ہو یا انھیں عالم و فقیہ تسلیم کیا ہو امام تو دور کی بات ہے اس شخص کے دور حیات میں ہی امام حسن عسکریؑ کو شہید کیا گیا کوئی سوگ یا غم کا جملہ یا افسوس کے اظہار کا فقرہ ہمیں اس کی زبان و بیان سے سننے یا پڑھنے کو نہیں ملا۔

مگر حق کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اور حقیقت کا نور تاریکیوں میں بھی چمکتا ہے احمد بن

https://downloadshiabooks.com/

حنبل نے اپنی مسند میں جسے اس نے ولادت امام مہدیؑ سے تقریباً ۲۲ سال پہلے لکھا ہے اس کتاب میں ایک سو تیس روایتیں امام مہدیؑ سے متعلق ان کے ظہور و علامت ظہور سے متعلق موجود ہیں۔

نیابت خاصہ کا انحصار

۱۔ نواب خاص امام زمان علیہ السلام جو کہ زمانۂ غیبت صغریٰ میں نیابت فرمارہے تھے ان میں سے پہلے نائب جناب عثمان بن سعید عمری، دسویں اور گیارہویں امام کے خاص صحابی، شاگرد رشید اور عالم دین و شریعت تھے اسی طرح بقیہ نواب، عام انسان نہیں بلکہ عالم دین تھے مگر اپنے زمانے کے دیگر علماء کی طرح علم و دانش میں مشہور نہیں تھے اور ان چار بزرگواروں نے بقیہ علماء کی طرح احادیث وغیرہ پر مشتمل کتابیں بھی تالیف نہیں کی ہیں مگر ان کی علمی صلاحیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا لہذا بعض لوگوں کا یہ اشکال کہ کیوں امام زمانہ علیہ السلام نے اپنے دور غیبت صغریٰ میں بڑے بڑے علماء میں سے کسی کو نائب مقرر نہیں کیا ہے یہ اشکال وارد نہیں ہے بلکہ نواب اربعہ صاحبان حدیث و کتابت تھے اور وہ بھی عالم دین تھے۔

۲۔ خدا اور اولیاء خدا کے عمل پر اشکال و اعتراض کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ائمہؑ کے امور و شؤون منجانب اللہ ہوتے ہیں اب اگر وہ خطوط و مسائل کے رد و بدل اور مالی امور کا ذمہ دار ایک عادی انسان کو بھی بنادیں تو امام کو معصوم اور حجت خدا تسلیم کرنے والے کو کسی اعتراض کا حق نہیں ہے اور کلام و دستور امام کے خلاف ہے، ہاں وسائل و وسائط کو پاک و پاکیزہ طبیعت و امانت دار وغیرہ جیسے صفات سے متصف ہونا چاہیئے جو کہ تمام نواب خاص میں بدرجۂ کافی موجود تھیں اور ان کی پاکیزہ زندگی کے اوراق مخفی نہیں ہیں۔

۳۔ کوئی بعید نہیں کہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جس دشوار گذار و صبر آزمائی کے دور سے

https://downloadshiabooks.com/

ان نواب نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے اس زمانے کے علماء و فقہاء اپنی تمام تر شائستگی کے باوجود نیابت خاصہ کی ذمہ داری بخوبی نبھانہ سکتے اور اس میں علماء و فقہاء کی علمیت و فقاہت اور پاکیزگی پر حرف نہیں آتا بلکہ اس خاص ذمہ داری کو نبھانے کے لئے فراغت وقت اور دیگر مصروفیات اور علمی و حدیثی خدمات سے دست بردار ہونا پڑتا اور ظاہر سی بات ہے امام زمانہ علیہ السلام اس کو پسند نہیں کرتے لہذا آپ نے بعض دانشمندوں کو جو فراغت وقت اور اہم ذمہ داری یعنی نیابت خاصہ کو نبھا سکتے تھے انتخاب فرمایا۔

مولود مبارک

حضرت امام حسن عسکریؑ کی دونوں کنیزوں نسیم و ماریہ کا بیان ہے کہ جس وقت جناب امام زمان علیہ السلام متولد ہوئے تو اپنے دونوں زانوں پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت آسمان کی جانب بلند فرمائی پھر آپ کو چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: "الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیٰ محمد و آلہ، زعمت الظلمۃ ... ان حجۃ اللہ داحضۃ[1]"

دوسری روایت میں ہے کہ نسیم خادمہ دوسرے روز امام حسن عسکریؑ کے یہاں گئی اور خود نسیم خادمہ کو چھینک آئی تو امام نے فرمایا: "یرحمكِ اللہ" نسم کا بیان ہے کہ ایک روز کے بچے نے جب مجھے یرحمک اللہ کہا تو میں بہت خوش ہوئی اس وقت امام مہدی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں چھینک کے سلسلہ میں بشارت نہ دے دوں میں نے عرض کیا اے میرے مولا ضرور دیجئے، تو امام زمان علیہ السلام نے فرمایا: "ھو امان من الموت ثلاثۃ ایام" چھینک تین دن تک موت سے امان کا باعث ہے[2]۔

(1) کمال الدین، ص۴۵۸، ح۵، باب ۴۲۔

(2) کمال الدین، ص۴۵۸، ح۵، باب ۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

ابو علی خیزرانی کا بیان ہے کہ جب جعفر کذاب نے بیت امام حسن عسکریؑ پر حملہ کیا تو ایک کنیز وہاں سے بھاگ کر ان کے پاس آئی جس کو انھوں نے پناہ دی اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی یہ کنیز بیان کرتی ہے کہ جس وقت امام زمان علیہ السلام متولد ہوئے ان کے بدن سے ایک نور ساطع ہوا جس کا سلسلہ افق آسمان سے ملا ہوا تھا اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ سفید پرندے آسمان سے اتر رہے ہیں اور وہ اپنے پروں کو بچے کے سر و گردن بلکہ پورے بدن سے مسح کر رہے ہیں پھر اڑ جاتے ہیں ہم نے یہ ماجرا امام عسکریؑ سے بیان کیا تو امامؑ ہنس پڑے اور فرمایا: "تلك ملائكة نزلت للتبرك بهذا المولود" "وہ پرندے نہیں فرشتے ہیں جو اس مولود سے برکت حاصل کرنے کے لئے اترے ہیں" اس کے بعد امام عسکری علیہ السلام نے مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: "وھی انصارہ اذا خرج" جب میرا لال ظہور فرمائے گا تو یہی پرندہ بن کے آنے والے فرشتے اور برکت حاصل کرنے والے فرشتے ان کے ناصر و مددگار ہوں گے [1]۔

ستارہ چھوٹا ہو کر در زہراءؑ پر آیا لائق قسم الٰہی بن گیا فرشتے چھوٹے چھوٹے پرندے بن کر در مہدی زہراءؑ پر اترے متبرک بھی ہوئے اور انصار حجت ہونے کا شرف بھی پا گئے۔

بعض روایات میں "لزالت الشكوك" ذکر ہوا ہے اور اس کے بعد ایک فقرہ اور بھی ہے کاتب بغدادی کی تاریخ الائمہؑ میں صفحہ ۲۲ پر ہے کہ "لو اذن الله لنا فی الكلام لزالت الشكوك، يفعل الله ما يشاء" "اگر ہمیں کلام و بیان کی بھرپور اجازت ہوتی تو شکوک و شبہات دور ہو جاتے لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے" مطلب یہ کہ مشیئتِ الٰہی نہیں ہے کہ ہم آشکارا طور پر گفتگو کر کے لوگوں کے شکوک و شبہات کو دور کریں بلکہ لوگوں کو اپنی عقل و شعور استعمال کر کے حق کی جستجو میں مصروف ہونا چاہیئے اور برحق امام و راہنما کی قیادت تسلیم کرنا چاہیئے۔

(1) کمال الدین، ص ۴۵۹، ح ۷، باب ۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک صحابی کا بیان ہے کہ امام عسکریؑ نے میرے پاس ایک بکرا بھیجا اور فرمایا کہ اس کو میرے فلاں فرزند کی طرف سے عقیقہ کرو اور خود کھاؤ اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاؤ، میں نے حکم کے مطابق عمل کیا کچھ دن کے بعد امام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ میرا لال جس کے عقیقہ کا گوسفند تمہارے پاس بھیجا تھا وہ مر گیا پھر کچھ دن کے بعد حضرت امام عسکریؑ نے ایک ساتھ دو گوسفند روانہ فرمائے اور خط میں تحریر فرمایا: "بسم الله الرحمن الرحيم عق هذين الكبشين عن مولاك "اس دفعہ امام نے خط بھی روانہ کیا اور اس میں " مولاك " کہہ کر عقیقہ کرنے کا حکم دیا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام حسن عسکریؑ کے یہاں امام زمانؑ سے پہلے ایک بچہ پیدا ہوا تھا اور اس کی موت شاید اس لئے ہوئی تاکہ حکومت اور عوام کو یہ لگے کہ امام حسن عسکریؑ لاولد ہیں جیسا کہ بعض نے یہی دعویٰ بھی کیا تھا اور آج بھی یہ دعوی کیا جارہا ہے اور کل بھی بعض لوگ یہ کہیں گے کہ وہ مر گئے ہیں وغیرہ[1]۔

بہر حال ابراہیم بن ادریس راوی نے حکم امامؑ کے مطابق دو عدد گوسفند ذبح کئے اور امام زمان علیہ السلام کا عقیقہ کیا اور جب امامؑ سے ملاقات ہوئی تو اس دفعہ کچھ نہیں کہا یعنی یہ کہ میرا لال مر گیا ہے وغیرہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے: " ان علی بن ابی طالب کان هبة الله لمحمد "[2] "جناب امیر المومنینؑ جناب رسول خداؐ کے لئے خدا کا عطیہ تھے "وجہ کیا ہے کہ امام علی علیہ السلام کو اللہ نے حضرت رسول خداؐ کے لئے ھدیہ وھبہ کیا تھا شاید اس لئے کہ وہ رسول خداؐ کے مشن کو آگے بڑھائیں اور ان کے دین وشریعت کی ترویج کریں اور امام علی علیہ السلام نے

(1) الغیبۃ للصدوق، ص ۲۷۰، ح ۲۱۴۔

(2) الکافی، ج ۱، ص ۲۲۴، ح ۲۔

https://downloadshiabooks.com/

پوری زندگی ترویج شریعت و تبلیغ دین نبیؐ کو انجام دیا اور ان کی اولاد نے بھی جان کی بازی لگا کر دین و شریعت کا دفاع کیا ہے۔

جناب امین استرابادی نے واقعہ حضرت نوح سے استفادہ کیا ہے کہ اللہ کے دو قسم کے ارادے نہیں ہیں بلکہ ایک ارادہ ہے جو حادث ہے قدیم نہیں، قدیم ہوتا تو شبہائے قدر میں اللہ کے ارادے تبدیل نہ ہوتے اور خدا کے یہاں بداء کا مطلب یہ ہے کہ (البداء فی حقه الله تعالی حدوث ارادته و فی حق غیرہ حدوث علمه) اللہ کے یہاں بداء کا مطلب ہے ارادے کا حادث ہونا جبکہ غیر خدا کے یہاں بداء کا مطلب ہے علم کا حادث ہونا)۔

"العلم" سے مراد احکام وغیرہ تھے جسے اللہ نے حضرت آدمؑ پر وحی کی تھی اور ایمان سے مراد اصول دین اور ارکان دین ہے مثلا توحید وغیرہ۔ اسم اکبر سے مراد اسم اعظم ہے یا پھر الکتاب یعنی وہ صحیفے جو حضرت آدمؑ پر نازل ہوئے تھے اور میراث العلم سے مراد ارشاد و تعلیم و ہدایت ہے اور آثار علم النبوۃ سے مراد کرامات اور اسرار ہیں کہ جنہیں نبی آدمؑ کو صرف اپنے معصوم جانشین کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت تھی۔

کتاب معارج النبوۃ میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے وصیت کرتے وقت حضرت شیثؑ کے سامنے ایک صندوق کھولا جو سفید رنگ کا تھا اس کے تالے کو وا کیا اور اس میں سے ایک سفید صحیفہ نکالا اور اسے پھیلا دیا" بلغ نورها شرقاً و غرباً" اس کی روشنی مشرق و مغرب میں پھیل گئی اس صحیفہ میں تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ اور ان کے اوصیاء کے نام، صفات، علامات معجزات، ایام عمر وغیرہ درج تھے حضرت شیثؑ کو دیتے وقت تحفظ کی تاکید کی، اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جانشینی و وصایت حضرت آدمؑ سے ہی نص اور امر الٰہی سے رہی ہے کمال عقول و شعور کے باوجود انبیاء کو انتخاب کا حق نہیں تھا تو جاہلوں کو یہ حق کیسے مل سکتا ہے؟۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت آدمؑ نے حضرت شیثؑ سے کہا تھا کہ جاؤ جبرئیل سے ملاقات کرو اور ان سے جنت کے پھل دینے کی خواہش کرو جس مقام پر جبرئیل سے ملاقات کرنی تھی جب وہاں پہنچے تو جبرئیل نے باپ کی رحلت کا پرسہ دیا اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ان کے وصی حضرت شیثؑ کو جبرئیل نظر آتے تھے تو پھر سردار انبیاءؑ کے اوصیاء کو جبرئیل نظر آئیں تو کیا تعجب ہے؟۔

حضرت شیثؑ اور ان کے بعد کے انبیاءؑ اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھے ہوئے تھے مگر قابیل اور اولاد قابیل سے پوشیدہ رکھ کر، جس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ کوئی آج کی شریعت میں ہی نہیں حضرت آدمؑ کی شریعت میں بھی تھا تقیہ آدمی کرتے ہیں جانور نہیں۔

وصیت نامہ کو حضرت آدمؑ نے ہر سال کھول کر دیکھنے اور اس پر نظر ثانی کا حکم دیا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ جانشینی کے دن کو اور جانشینی کے منصب کو ہر سال یاد رکھنا اور منانا چاہیئے آدم زاد جانشینی کے دن کو عید مناتے ہیں اپنے باپ کی اولاد اور بے ہودے لوگ نہیں مناتے۔

اور اس تجدید کا مقصد یہ تھا کہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے صفات، معجزات، اختیارات کا علم ہو جائے ہم روز غدیر اور معصومین علیہم السلام کی تاریخ ہای ولادت پر یہی کرتے ہیں کیونکہ ہم آدمی ہیں۔

امام مہدیؑ اور حضرت ہودؑ

باب شباهته بهود عليه السلام

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا نام "عاد" تھا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے سورہ اعراف کی آیت ۶۵ میں ارشاد ہوتا ہے: "و الیٰ عاد اخاهم هوداً" "اور ہم نے قوم عاد کے

https://downloadshiabooks.com/

پاس ان کے برادر و بھائی حضرت ھود علیہ السلام کو بھیجا" حضرت ہود علیہ السلام نے ان کے درمیان تبلیغ و وعظ کا سلسلہ جاری رکھا اور اعلان کیا کہ "اے میری قوم والو! اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیا تم کو خدا کا خوف نہیں ہے "قرآن مجید کے ۹ سوروں میں حضرت ھود علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ کے نام کا پورا کا پورا ایک سورہ نازل ہوا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت کی مدت ختم ہو گئی اور آپ کا آخری وقت آگیا تو اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اے نوح آپ کی نبوت کی مدت ختم ہو رہی ہے اور آپ کی زندگی کے ایام ختم ہونے والے ہیں لہذا آپ علم، ایمان، اسم اکبر، میراث علم، آثار علم نبوت اپنی ذریت میں حضرت سام کے حوالے کر دیجئے۔

روایت حضرت امام باقر علیہ السلام میں آگے ذکر ہوا ہے کہ " و بشر نوح ساماً بھود علیہ السلام " حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو وصیت کرتے ہوئے آئندہ بڑے نبی ورسول حضرت ہود علیہ السلام کی آمد کی بشارت دی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت داؤدؑ کے درمیانی زمانے میں کئی نبی ہوئے ہیں لیکن وہ بڑے نبی نہیں تھے بلکہ خود حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم والوں اور حضرت سام کو بتا دیا تھا کہ :" ان اللہ باعث نبیاً یقال لہ ھود " "اللہ عزوجل ایک نبی کو مبعوث کرنے والا ہے جس کا نام ہود ہو گا" وہ اپنی قوم والوں کو دعوت توحید دے گا مگر قوم والے اس نبی کی تکذیب کریں گے تو اللہ ان کی قوم والوں کو "ہوا" کے ذریعہ ہلاک کر دے گا لہذا اے میرے چاہنے والو! تم میں سے جو بھی حضرت ہود علیہ السلام کو درک کرے اسے چاہیئے کہ ان کے اوپر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے اور جو ان کی پیروی کرے گا ان کے اوپر ایمان رکھے گا خداوند متعال اسے ہوا کے عذاب سے محفوظ رکھے گا[1]۔

(1) الکافی، ج۸، ص۱۱۵۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ حضرت سام کی اولاد میں سے جو لوگ حضرت ھود علیہ السلام کے زمانے میں باقی تھے وہ سب تو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے لیکن دوسرے لوگ ان کے اوپر ایمان نہیں لائے اور وہ بول رہے تھے کہ "من اشدّ منّا قوۃ "[1] ہم سے زیادہ قدرت و طاقت والا کون ہے؟ یہ لوگ کبر و نخوت کے باعث حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہیں لا رہے تھے بالآخر انھیں "ھوا" کے عذاب میں ہلاک کر دیا گیا۔

قوم عاد کے آثار مٹ گئے تاریخ میں ان کے حالات کا بہت کم تذکرہ ہے توریت وغیرہ میں بھی ان کے حالات مذکور نہیں ہیں ہاں قرآن نے قوم عاد کی ہلاکت و عذاب کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے اور دو حصوں میں بانٹا ہے عاد اولیٰ اور عاد ثانیہ، سورہ نجم میں عاد اولیٰ کا تذکرہ ہے جس سے عاد ثانیہ کا نتیجہ ملتا ہے یہ لوگ احقاف کے ریتیلے علاقہ میں رہتے تھے ان کے جسم بھاری بھر کم ہوتے تھے اور بہت زیادہ قوی و مضبوط اعضاء بدن کے مالک ہوتے تھے جس سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اپنے شہر کو بڑا ترقی یافتہ شہر بنالیا تھا طرح طرح کے درخت، باغات، نخلستان اور کھیت وغیرہ سے ان کا علاقہ سرسبز و شاداب تھا۔

قرآن مجید نے ان کی سرزمین کو "جنت ارم" سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے "ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد" ان کے شہر ارم کے مانند کوئی شہر خلق ہی نہیں ہوا تھا یہ لوگ اپنے شہر میں بے پناہ نعمات الٰہیہ سے مستفید ہو رہے تھے لیکن آخر کار ناشکری پر اتر آئے اور بت پرستی کرنے لگے طرح طرح کی بزمیں سجانے لگے اپنے زعم میں ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے بڑے بڑے کارخانے اور قصر و محل تعمیر کرنے لگے اور سرکشوں اور ظالم و متکبر لوگوں کی پیروی کرنے لگے تو ان کے درمیان اللہ نے حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا ان کو حق کی

(1) کمال الدین، ص ۱۶۴، ح ۵، باب ۳۔

https://downloadshiabooks.com/

طرف پلٹانے، بت پرستی سے توحید کی دعوت دینے اور عدل ورحمت کے مطابق عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے کے لئے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے بڑی زحمتیں اٹھائیں خوب نصیحتیں کیں اور وہ ان کے اوپر ہر طرح سے اتمام حجت کرتے رہے مگر وہ لوگ نہیں مانے اور نہ صرف یہ کہ انکار کرتے رہے بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کو بے وقوف اور دیوانہ کہنے لگے اور کبر ونخوت سے چور ہو کر کہنے لگے اے ہود تمہارے اندر دم ہے تو ہمارے اوپر عذاب نازل کرواؤ اور اصرار کرنے لگے کہ عذاب نازل کرواؤ جناب ہود علیہ السلام نے نصیحت کا سلسلہ جاری رکھا اور ان کے اصرار عذاب پر فرمایا" و لکنی اراکم قوماً تجھلون" میری ذمہ داری ہے تمہیں ابلاغ کرنا اتمام حجت کرنا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جہالت کے رسیا ہو نادانی میں ڈوبے ہوئے ہو[1]۔

آخر کار عذاب الٰہی آہی گیا سات رات آٹھ دن تک باد صرصر چلی اور ساری منکر و مستکبر قوم کو سوکھے کھجور کے درختوں کی طرح اینٹھا گئی جب عذاب کے بادل آرہے تھے تو وہ خیال کر رہے تھے کہ بارش ہو گی لیکن وہ ہواؤں کے جھونکے تھے جنھوں نے انھیں ہلاک کر دیا اور ان کے گھر بار خالی ہو گئے صرف حضرت ہودؑ اور ان کے اوپر ایمان لانے والے لوگ محفوظ رہے۔

حضرت ہود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بہت بڑے نبی تھے جنہوں نے حق کا دفاع کیا بت پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس راہ میں انہوں نے بڑی تکلیفیں جھیلیں ہیں ایک وجہ تو یہی ہے کہ وہ طرح طرح کی نعمتوں اور باغات وہریالیوں کے ساتھ کھجور کے درخت کے مانند بھاری بھر کم اور اس قدر طاقتور ہوتے تھے کہ کھڑے کھڑے پہاڑوں کو تراش کر اپنے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ بنا لیتے تھے۔

(1) کمال الدین، ص ۵۸۰، باب ۵۴۔

https://downloadshiabooks.com/

انہوں نے اپنے لئے ایسے ایسے بت بنا لئے تھے کہ جن کے الگ الگ نام اور ان کے الگ الگ ان سے مقاصد وابستہ تھے بعض بتوں کے سلسلہ میں انھیں گمان ہو چلا تھا کہ وہ بارش کے بت ہیں بعض کو رزق کے بت سمجھتے تھے بعض کو بیماریوں میں شفا دینے والا اور بعض اپنے سفر میں ساتھ رکھتے تھے اپنی حفاظت کرنے والا سمجھتے تھے اور ان بتوں کے بل بوتے پر حضرت ہودؑ سے ٹکرا رہے تھے قرآن مجید میں حضرت ہودؑ کا مقولہ منقول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے حضرت صالح کی آمد کی بشارت دی تھی حضرت ہودؑ نے باد صرصر کے بعد مکہ آکر زندگی بسر کی ہے اور ان کے ماننے والے بھی مکہ میں آکر آباد ہو گئے تھے حضرت ہود کا کام تجارت کرنا تھا قوم ھود تقریباً چار چار سو سال تک زندگی بسر کرتی تھی حضرت ہود علیہ السلام کو بھی اللہ نے ۴۰ سال کے ہو جانے پر تبلیغ رسالت پر مامور کیا تھا۔

جب پہلی بار انھوں نے تبلیغ کی ہے اور بتوں کی پرستش سے قوم والوں کو روکا ہے تو ان لوگوں نے حضرت ہودؑ کا گلا گھونٹنا چاہا اور اس قدر دبایا کہ وہ ان کی نظر میں مر گئے ایک شب و روز اسی طرح ان کا لاشہ پڑا رہا حالانکہ وہ لاشہ نہیں بلکہ بیہوش تھے جب غشی سے افاقہ ہوا تو بارگاہ خداوندی میں عرض پرداز ہوئے کہ پالنے والے تو دیکھ رہا ہے کہ میرے ساتھ میری قوم والوں نے کیا سلوک کیا ہے جبرئیل نازل ہوئے اور پیغام الٰہی پہنچایا کہ اے ھود آپ انہیں توحید و یکتا پرستی کی دعوت دیتے رہیئے اور کمزوری محسوس نہ کیجئے اب خداوند متعال ان لوگوں کے دلوں میں آپ کا ایسا رعب و دبدبہ بٹھادے گا کہ یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ پائیں گے۔

حضرت ہود نے دھمکی دیتے ہوئے انہیں نصیحت بھی کی ان لوگوں نے کہا اب ہم آپ کے اوپر ایسا حملہ کریں گے کہ آپ پہلی والی ہماری اذیت کو بھول جائیں گے جناب ہودؑ نہیں ڈرے اور فرمایا یہ سب چھوڑو توبہ کرو اور خدا کی عبادت کی طرف لوٹ آؤ لیکن قوم والوں پر ان کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ حضرت ہودؑ کا کچھ بگاڑ نہیں پائے اور سب جمع ہو کر اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا

https://downloadshiabooks.com/

چاہتے تھے کہ حضرت ہودؑ نے اس قدر تیز آواز کے ساتھ ان لوگوں کو ڈانٹا کہ وہ سب منھ کے بل گر پڑے مگر کفر والحاد اور بت پرستی سے باز نہیں آئے بلکہ ان کی سرکشی بڑھ گئی۔

حضرت ہود نے فرمایا لگتا ہے کہ تم لوگ قوم نوح علیہ السلام کی طرح کفر و الحاد میں ڈوبے رہو گے اور مجھے بھی اسی طرح تمہارے حق میں بد دعا کرنی پڑے گی جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بد عا کی تھی وہ لوگ بولے اے ہودؑ، قوم نوحؑ کے بت بڑے کمزور تھے ہمارے بت بڑے قوی ہیں اور آپ ہماری جسمانی قدرت و طاقت تو دیکھ ہی رہے ہیں جناب ہود علیہ السلام ۷۶۰ سال تک ان کے درمیان تبلیغ کرتے رہے لیکن قوم والوں کو نہیں ماننا تھا تو نہیں مانے آخر کار عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔

بدھ کا دن جو منحوس مانا جاتا ہے اس کی وجہ یہی بتائی گئی ہے کہ اس روز قوم عاد یعنی حضرت ہودؑ کی قوم کو باد صرصر سے ہلاک کیا گیا تھا، عیون الاخبار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ "یوم الاربعاء یوم نحس مستمر "[1] بدھ کا دن مسلسل اور ہمیشہ کے لئے منحوس دن ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے حضرت رسول خداؐ سے بھی روایت میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "آخر اربعاء فی الشھر یوم نحس مستمر "[2] مہینے کا آخری بدھ مسلسل منحوس دن ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہر ماہ کا آخری بدھ منحوس دن ہے حضرت امام صادق علیہ السلام نے بھی حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ ہر بدھ کا دن منحوس دن ہے

(1) عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۲۴، ح ۲۔

(2) الخصال، ص ۳۸۷، ح ۳۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ہمیشہ کے لئے[1]۔

کمال عقل کب ہوگا؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: جیب میں کسی کے ہاتھ ڈال کے ضرورت بھر پیسہ نکال لیں اور طرف مقابل کو برا نہ لگے کیا ایسا ہے؟ راوی نے کہا ہم نے تو اپنوں میں کسی کو ایسا نہیں دیکھا ہے امام نے فرمایا پھر کچھ نہیں ہے راوی نے کہا پھر تو ہم سب ہلاک ہو گئے، امامؑ نے فرمایا: "ان القوم لم یعطوا احلامھم بعد"[2] یعنی ابھی ان کو عقلیں مکمل طور سے نہیں دی گئی ہیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور یہ اس وقت مومنین اس قدر بے نیاز ہو جائیں گے کہ انھیں جیب میں موجود اموال کے آنے جانے پر کوئی عذر نہیں ہوگا۔

دعاء ماہ رمضان:

" اللھم ادخل علی اھل القبور السرور ۔۔۔" یہ سرور امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت ہوگا "اللھم فك كلّ اسیر " یہ مکمل آزادی امام زمانؑ کے ظہور کے وقت ہوگی "اللھم اقض دین کل مدین " یہ تمام قرضوں کی ادائیگی امام زمانؑ کے ظہور کے وقت ہوگی اللھم اصلح کل فاسد من امور المسلمین یہ سارے مسلمانوں کے امور کی اصلاح امام زمانؑ کے ظہور کے وقت ہی ہوگی۔

روایت میں وارد ہوا ہے "اذا قام قائمنا وضع اللہ یدہ علی رؤوس العباد (ای زاد

(1) الخصال ج ۲ ص ۲۸۔

(2) الکافی، ج ۲، ص ۱۷۴، ح ۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

الله فی دماغهم فاکمل شعورهم وفکرهم بقدرته الواسعة)"[1]۔

"خداوند متعال ظہور حضرت مہدی کے بعد بندوں پر ایسی خاص عنایت کرے گا کہ ان کے شعور و خرد کو مکمل کر دے گا اور اپنی قدرت کاملہ سے ان کی فکروں کو قوی اور قوت تدبر کو کامل کر دے گا"۔

معلیٰ بن خنیس سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مومن کے مومن پر ۷۰ حقوق میں سے صرف سات حق کو میں تمھیں بتاتا ہوں کیونکہ میں تمہارے اوپر مشفق ہوں اور مجھے خوف ہے کہ تم سارے حقوق کے بیان کو برداشت نہیں کر سکو گے اخشی ان لا تحتمل---- فاذا فعلت وصلت ولا یتك بولایتنا و ولایتنا بولایة الله عزوجل[2] اور اگر تم نے ان حقوق کو ادا کر لیا تو پھر تمہاری ولایت ہماری ولایت سے متصل ہو جائے گی ہماری ولایت کا تعلق خدا کی ولایت سے ہے۔

نفس غیبت امام ہمارے لئے امتحان ہے روایت میں وارد ہوا ہے کہ انما ھی محنة من الله عزوجل۔۔۔۔ اسی غیبت کے ذریعہ خدا امتحان خلائق لے رہا ہے اور اس امتحان کا سلسلہ تا ظہور جاری و ساری رہے گا۔

عقلاء عالم میں حضرات ائمہ طاہرینؑ سے بڑھکر کوئی صاحب عقل و خرد نہیں ہے اللہ نے ان سے زیادہ عقلمند افراد، مدبر، عالم اور سوجھ بوجھ رکھنے والی مخلوق پیدا ہی نہیں کی ہے حضرات ائمہ اہل بیتؑ و بالخصوص حضرت امیر المومنینؑ اس قدر عقلمند اور ہوشیار پیدا ہوئے ہیں کہ "لو

(1) الکافی: ج۱، ص۲۵۔

(2) الکافی: ج۲، ص۱۷۴، ح۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

علم آباء کم و اجداد کم ديناً اصح من هذا لاتبعوه "[1]"امام معصوم علیہ السلام نے اپنی کسی اولاد سے فرمایا ہے کہ اے میرے لال اگر تمہارے آباءواجداد کو دین اسلام سے بہتر کسی دین کا علم ہوتا وہ اس صحیح ترین اور بہترین دین کی پیروی کرتے"۔

خدا نے دین اسلام سے رضایت وخوشنودی کا اعلان نہ بھی کیا ہوتا تب بھی اہل بیتؑ اسی دین کی پیروری کرتے کیونکہ اس دین و شریعت سے بہتر دین و شریعت ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض ہوتی تو ائمہ طاہرینؑ اس دین کو چھوڑ کر اس بہتر دین کی پیروی کرتے کیونکہ وہ اس قدر ہوشیار و عقلمند ہیں کہ ان کی عقل کا تقاضا یہ ہوتا کہ افضل کو چھوڑ کر مفضول کا اتباع نہیں کیا جاتا۔

کم عقل یا بے عقل لوگ اس دین کو ترک کریں گے اور اس کی وجہ غیبت کی طولانیت نہیں ہے بلکہ عقل و شعور کی کمی ہے حتی کہ امامت و ولایت کے پیروکار بھی امامت مہدی علیہ السلام اور مذہب تشیع سے پھر جائیں گے کلام امام کاظم علیہ السلام ملاحظہ ہو فرماتے ہیں: "لابد لصاحب هذا الامر من غيبة حتى يرجع عن هذا الامر من كان يقول به" "اس دین کے مالک، شریعت کے رہبر یعنی امام زمان علیہ السلام کو ایک ایسی غیبت کا سامنا کرنا ہے کہ جس میں اس امر یعنی ولایت وامامت امام زمان علیہ السلام کے قائل بھی اس عقیدے سے پھر جائیں گے" [2]۔

امام زمانہؑ کی غیبت و غربت پر ہر کوئی رو بھی نہیں سکتا ہے بس وہی روئیں گے جو مومن ہیں، کلام امام موسیٰ کاظمؑ ہے "و لتدمعنّ عليه عيون المومنين"[3] "حضرت امام مہدیؑ کی

(1) الکافی، ج۱، ص۳۳۶، باب فی الغیبۃ، ح۲۔

(2) الکافی ۱۴۵/۲۔

(3) الکافی، ج۱، ص۳۳۶، باب فی الغیبۃ، ح۳۔

https://downloadshiabooks.com/

غربت پر مومنین کی آنکھیں اشک بار ہوں گی" بڑا سخت امتحان آنے والا ہے بلکہ آچکا ہے غیبت امام کو کشتی الٹ جانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور جب سمندر کی بھاری بھر کم لہروں سے کشتی الٹ جاتی ہے تو بس صاحبان تقدیر (جنہیں اخذ میثاق الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے) ہی محفوظ رہ پاتے ہیں ہم اہل بیتؑ کے چاہنے والوں کی مثال متلاطم سمندر میں الٹ گئی کشتی سے وابستہ رہ جانے والوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

بارہ مشتبہ پرچم:

سمندر کی متلاطم موجوں میں تنکے کا سہارا بھی بڑا سہارا ہوا کرتا ہے اس متلاطم موجوں کا کچھ لوگ غلط فائدہ اٹھائیں گے اور بارہ ایسے پرچم بلند ہوں گے کہ نہیں پتہ چل سکے گا کہ ان میں کون حق کا پرچم ہے اور کون باطل کا، یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو جائے گا پھر ظہور ہوگا راوی رونے لگا تو امام نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہمارا پرچم ہدایت اس چمکتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ روشن وآشکار ہے، حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "قارب الناس فی احلامھم تامن غوائلھم "[1]"لوگوں سے ان کے خواب وخیال میں ہم آہنگ رہو یعنی انکی بعض مرسوم چیزوں میں ان کی مخالفت نہ کرو کہ اس طرح ان کے شر سے محفوظ رہ سکو گے"۔

امیر المومنین علی علیہ السلام جناب رسول خداؐ کی توصیف میں فرماتے ہیں "لقد کان النبی یوذی قریشا بالدعا "[2]"جناب رسول خداؐ اپنی دعوت اور دعاؤں سے قریش کو اذیت دیا کرتے تھے یعنی انھیں جلایا کرتے تھے اور انکے بتوں کی مذمت اور ان پر لعن وطعن کرتے تھے جو انھیں بہت کھلتی تھی اور وہ رسول خداؐ سے بے حد تنگ تھے (جو بزرگوں کی تعظیم و تکریم اور

(1) عیون الحکم والمواعظ، علی بن محمد لیثی الواسطی، ص ۳۷۲۔

(2) الاحتجاج، ج ۱، ص ۳۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

پڑوسیوں کی دیکھ ریکھ کا حکم دیتا ہے وہ مخالف مذہب کی اس طرح اذیت کا سبب بنتا ہے اس سے ہم کو سبق سیکھنا چاہیئے)امام علیؑ فرماتے ہیں " قام یوما فسفّه احلامهم و عاب دینهم و شتم اصنامهم و ضلل آباءهم فاغتموا من ذالك غما شدیداً "[1]:

ایک روز جناب رسول خداؐ مجمع میں کھڑے ہو گئے اور قریش کے خواب و خیال کو چکنا چور کر دیا یعنی انھیں بے عقل ولا شعور کہا اور ان کے دین و مذہب کی جم کر مذمت فرمائی اور ان کے بتوں کو برا بھلا کہا ان کے آباء واجداد کو گمراہ بتلایا جس کے باعث قریشیوں کو شدید غصّہ آیا اور وہ غیظ وغضب میں پیچ وتاب کھانے لگے (پیغمبر اسلامؐ کا یہ عمل نصب العین ہونا چاہیئے کتے اور کتوں کی نجاستوں کا اظہار اوجب واجبات میں سے ہے ان نجاستوں میں ملوث لوگوں کو اذیت پہنچانا سیرت نبیؐ پر عمل ہے ہاں اس کے بدلہ میں رد عمل ہو گا تو شہادت کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے)۔

غاصبین فدک کا عذاب

حضرت امام زمان علیہ السلام دونوں ملعونوں کو زندہ کرنے کے بعد تمام مظالم کا اقرار لیں گے جو انھوں نے کئے ہیں یا جن مظالم سے وہ راضی ہوں گے۔

ان کے کرتوت میں اور ان کے مظالم میں سر فہرست جس ظلم و ستم کا تذکرہ ہو گا وہ حضرت فاطمہ زہراؑ پر ڈھائے گئے مصائب کے پہاڑ کا تذکرہ ہے امام زمانہ علیہ السلام ان دونوں ملعونوں سے کہیں گے :"و اشعال النار علیٰ باب امیر المومنین و فاطمة" سنی مولف ابن قتیبہ دینوری نے بھی اپنی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں اس ظلم کا اعتراف کیا ہے کہ در سیدہؑ پر آگ لگائی گئی، وجہ کیا تھی، کیا مقصد تھا گھر کو آگ لگانے کا؟ "لاحراقهم بها" آل محمدؐ کا خاتمہ کرنا

(1)الاحتجاج، ج۱، ص۳۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

مقصود تھا اس آگ سے سارے اہل بیتؑ کو بیک وقت ختم کرنا چاہتے تھے۔

حضرت امام زمان علیہ السلام ان سارے مظالم کا ان دونوں ملعونوں سے اقرار لیں گے اور وہ اقرار بھی کریں گے " و ضرب ید الصدیقة الکبریٰ فاطمة بالسوط " وہ یہ بھی اعتراف کریں گے کہ ہم نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے دست مبارک پر کوڑے مارے تھے اور صرف کوڑے نہیں، شکم مبارک پر دوسرے خبیث نے لات ماری تھی تاریخ و لغت کی کتابوں میں لات مارنے کے لئے دو لفظ استعمال ہوتا ہے اور دونوں اس دردناک حادثہ کے بیان میں استعمال ہوا ہے ایک ہے: الرکل "دوسرے ہے" الرفس "۔

حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے صحابی مفضل بن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ وہ دونوں ملعون یہ اعتراف کریں گے کہ شکم مبارک پر لات مار کر حضرت محسن علیہ السلام کو ساقط کیا گیا تھا اور یہ ضرب دوسرے ملعون نے لگائی تھی حضرت امام زمان علیہ السلام اس سے اقرار لیتے ہوئے فرمائیں گے " و رفس بطنها و اسقاطها محسناً " اقرار مظالم کے بعد ان دونوں ملعونوں کو پھانسی دی جائے گی اور پھانسی سے پہلے وہاں موجود تمام لوگ اپنے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ چکائیں گے اور پھانسی کے بعد امام زمانہ علیہ السلام حکم دیں گے تو "یامر نارا تخرج من الارض فتحرقهما و الشجرة " زمین کے اندر سے ایک آگ کا شعلہ بھڑکے گا جو درخت سمیت دونوں کو جلا کر راکھ کر دے گا اور پھر دوسرا حکم صادر فرمائیں گے " ثم یامر ریحاً فتنسفهما فی الیم نسفاً " اس دفعہ امام کا حکم ہوا کو ہو گا تو آندھی کا ایک جھونکا ان کی راکھ کو اڑا لے جائے گا اور دریا برد کر دے گی۔

مفضل بن عمر نے جونہی یہ سنا کہ حاضرین اپنا انتقام لیں گے اور پھر ان کو جلا کر راکھ کر دیا جائے گا اور ان کی راکھ بھی دریا برد ہو جائے گی تو انھوں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھ لیا

https://downloadshiabooks.com/

کہ "یاسیدی ذلك آخر عذابھما "مولا کیا یہ رجعت کے زمانہ میں ان کا آخری عذاب ہو گا شاید مفضل اس مختصر سے عذاب پر راضی نہیں تھے یا پھر جذبۂ ایمانی کے تحت اور انتقام تبرائی کے پیش نظر ان کا دل نہیں بھرا اور یہ سوال کر لیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ھیھات یامفضل" یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اے مفضل ھیھات، ان کے جرائم کی کوئی حد تو تھی نہیں، پھر عذاب کا اختتام کیسے ہو جائے گا؟ اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: " و اللہ لیردن و لیحضرن السید الاکبر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ " خدا کی قسم جناب رسول خدا حضرت محمد مصطفیؐ سردار اکبر بھی تشریف لائیں گے اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام نیز مخلص مومنین سب کے سب آکر ان ملعونوں سے انتقام لیں گے اور وہ دونوں اس قدر قتل کئے جائیں گے کہ " لیقتلان فی کل یوم و لیلۃ الف قتلۃ " کہ شب و روز ان کے قتل کا سلسلہ جاری رہے گا ادھر کوئی قتل کرے گا ادھر وہ زندہ کر دئے جائیں گے یہاں تک کہ ۲۴ گھنٹہ میں ہزار بار (کثرت بیان کے لئے) قتل کئے جائیں گے۔

یہ سلسلہ کتنے دنوں تک جاری رہے گا یہ خدا جانتا ہے اس لئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے " و یردان الیٰ ما یشاء ربھما " وہ دونوں بار بار قتل کا مزہ چکھنے کے لئے زندہ کئے جاتے رہیں گے اور یہ عمل مشیئت پروردگار سے متعلق ہے وہ جب تک چاہے گا انھیں پلٹاتا رہے گا اور یکے بعد دیگرے ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنے اپنے اوپر ہوئے ظلم و ستم اور ان ملعونوں کے باعث تمام مومنین و سادات کو جہاں جہاں جو جو ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا ہے سب یکے بعد دیگرے رسول خداؐ کے سامنے بیان کریں گے۔

سب سے پہلے جناب رسول خداؐ کے سامنے آپ کی جگر گوشہ حضرت سیدہ النساء فاطمہ

https://downloadshiabooks.com/

زہراؑ آکے کھڑی ہونگی اور اپنے اوپر پڑی مصیبت کے بیان کا آغاز فرمائیں گی " تبتدئ فاطمۃ و تشکو ما نالھا من ابی بکر و عمر "اور جناب رسول خداؐ کی خدمت میں ان ملعونوں کے کرتوت کا شکوہ کریں گی اور کہیں گی کہ ان لوگوں نے مجھ سے فدک چھینا، انصار و مہاجرین کے مجمع میں مجھے جانا پڑا، ابو بکر نے یہ کہہ کر مجھے فدک واپس دینے سے منع کر دیا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا، میں نے حضرت زکریاؑ و حضرت یحییٰؑ کے واقعہ سے اور حضرت سلیمانؑ و حضرت داؤدؑ کے واقعہ سے احتجاج کیا مگر کوئی سنوائی نہیں ہوئی، میں آپ کی تحریر لے کر گئی تھی عمر نے مانگا اور لیکر قریش اور مہاجرین وانصار کی موجودگی میں آپ کی تحریر کو پھاڑ کر پھینک دیا میں روتی ہوئی آپ کی قبر پر جارہی تھی بابا اس وقت بڑی تیز دھوپ تھی میں نے آپ کی قبر پر بڑی فریاد کی لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس کے بعد جناب سیدہؑ اپنے گھر پر حملہ کی داستان بیان کرتی ہوئی فرمائیں گی بابا فضہ نے دروازہ پر جاکر کہا کہ امیر المومنین مصروف ہیں نہیں آسکتے اور یہ حق بھی انہیں کا ہے تم لوگ خدا اور اس کے رسول سے ڈرو تو عمر نے فضہؑ کو گالی دی اور جب وہ نہیں مانا اور آگ اور لکڑیاں لے کر دروازے پر آگیا تو میں مانع ہوئی کہ کیا تو نسل رسول خداؐ کو منقطع کرنا چاہتا ہے تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور بولا، اے فاطمہ اب محمد نہیں ہیں فرشتے بھی خدا کی طرف سے وحی لیکر نہیں آنے والے ہیں اور علی کی حیثیت بس مسلمانوں سی ہے اب تمہیں اختیار ہے یا علی کو باہر نکالو یا پھر میں تم سب کو آگ لگا کر جلا دیتا ہوں۔

بابا میں نے کہا اے قبیلہ عدی کے بدبخت ترین فرد، ارے ابھی رسول خداؐ کی پیشانی قبر میں بوسیدہ نہیں ہوئی ہے ابھی قبر کی مٹی نے ان کے کفن کو میلا نہیں کیا ہے اور تم لوگ ہم پر ایسا ظلم کر رہے ہو پھر جناب سیدہؑ نے روتے روتے ارشاد فرمائیں گی اے بابا میں نے بارگاہ خداوندی

https://downloadshiabooks.com/

میں عرض کیا: " اللھم الیك نشکو فقد نبیك و رسولك "اے پالنے والے ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی ورسول کے فقدان کا شکوہ لیکر آئے ہیں ان کی امت مرتد ہو گئی ہے اور جس کو تو نے ہمارے لئے اپنی کتاب قرآن میں مقرر کیا تھا اس سے ہم کو محروم کر دیا گیا ہے۔

ملعون نے مجھے پھر گھڑکی دی اور بولا اے فاطمہؑ عورتوں والی حماقت (معاذ اللہ) نہ کرو کہ نبوت و خلافت دونوں ایک گھر میں جمع نہیں ہو گی یہ کہہ کر دروازے میں آگ لگادی قنفذ نے ہاتھ ڈال کر دروازہ کھول دیا عمر نے ابو بکر کے کوڑے سے میرے بازو پر اس زور سے مارا کہ سیاہ پھوڑے کی طرح میرے بازو پر باقی رہا پھر اس کے بعد عمر نے دروازے پر لات ماری دروازہ اکھڑ کر میرے شکم پر گرا محسن چھ ماہ کا شکم میں ہی شہید ہو گیا بابا عمر نے میرے منھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کے بندے مقنعہ کے اندر سے ٹوٹ کر بکھر گئے تھے اور میں چیخ کر کہہ رہی تھی " یا ابتاہ یا رسول اللہ ابنتك فاطمة تضرب و یقتل جنین فی بطنھا و تصفق "اے بابا اے رسول خداؐ آپ کی بیٹی فاطمہ کو مارا جارہا ہے اس کے جنین کو سقط کیا جارہا ہے اس کے منھ پر طمانچہ مارا جارہا ہے[1]۔

علامہ خصیبی اور امام مہدیؑ

حسین بن حمدان خصیبی کی معروف کتاب "الھدایة الکبریٰ" ہے جس میں علامہ خصیبی نے لکھا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد سارے شیعہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر جمع ہو گئے تھے سوائے فارس بن حاتم بن ماہویہ کے ساتھیوں کے کہ وہ لوگ جعفر بن علی العسکری[2] کی امامت کے قائل ہوئے، خصیبی کہتے ہیں:

---

(1) البحار، ج۵۳، ص۱۴۔

(2) الھدایة الکبریٰ: ص۳۸۴۔

https://downloadshiabooks.com/

میں نے ابوالحسین بن ثوابۃ اور احمد بن عبداللہ جمال سے حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد امر امام کے بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے بتلایا کہ اگرچہ امام علی نقی علیہ السلام نے امامت ابو جعفر محمد (صاحب بلد) کے اشارے دئے تھے (اشارے نہیں بلکہ نہایت عنایت و محبت سے لوگوں نے ایسا سمجھا تھا) لیکن ابو جعفر محمد، حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی حیات میں ہی فوت ہو گئے تھے اور اس کے بعد امام نقی علیہ السلام چار سال دس مہینہ زندہ رہے۔

علامہ خصیبی کا بیان ہے کہ ابن بابویہ اور احمد جمال نے بیان کیا ہے فارس بن حاتم بن ماہویہ مدعی تھا کہ وہ ابو جعفر محمد کا باپ ہے جبکہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ہمیں فارس بن حاتم پر لعنت کا حکم دیا تھا اس روایت سے آشکار ہے کہ ابو جعفر محمد صاحب بلد کی حیات میں کوئی ان کی امامت کا قائل نہیں تھا ہاں بڑے بیٹے ہونے کے ناطے یہ تصور پایا جاتا تھا لیکن کوئی ان کی امامت کا قائل نہیں تھا ان کی رحلت کے بعد اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی حیات میں ہی فارس بن حاتم نے فتنہ برپا کر دیا تھا۔

جعفر کذاب نے اس کا فائدہ اٹھایا اور فارس بن حاتم کے واصل جہنم ہو جانے کے بعد جعفر نے دعویٰ کیا کہ وہ ابو جعفر محمد صاحب بلد کا باپ ہے اور اس طرح فارس کے ہاتھوں منحرف ہوئے لوگ جعفر کذاب کے جھانسے میں آگئے اور جعفر کذاب نے یہ دعویٰ امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں ہی کیا تھا۔

جعفر کذاب، شیخ صدوق کے باپ سے ڈرتا تھا اور ان کے بارے میں کچھ نہیں بولتا تھا مگر اپنی بزم خاص میں جعفر، علی بن بابویہ قمی پر لعنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ اور جمال اور قزوینی میرے مال کو کھا رہے ہیں، مطلب یہ تھا کہ خمس کے اموال اس کا حق ہیں اور علی بن بابویہ وغیرہ مجھے دینے کے بجائے خود کھاتے ہیں اور جناب علی بن بابویہ ایسا یا تو تقیہ کرتے تھے یعنی جعفر

https://downloadshiabooks.com/

کذاب کے عنوان سے مال وصول کرتے تھے تاکہ امام مہدی علیہ السلام کا نام نہ آنے پائے یا پھر جان بوجھکر جعفر کذاب کا مال اڑاتے تھے تاکہ اس کی امامت کے لوگ معتقد نہ رہ جائیں اور اس عاجز وناتوان کی امامت سے دست بردار ہو جائیں۔

جناب ابن بابویہ، نواب کے واسطے سے امام زمان علیہ السلام سے مرتبط تھے ۳۱۷ھ میں قرامطہ کے حاجیوں پر حملہ سے ابن بابویہ محفوظ رہے کیونکہ انہوں نے حسین بن روح کے ذریعہ امامؑ سے حج پر جانے کا سوال کیا تھا امامؑ نے منع کر دیا تھا لیکن جب ابن بابویہ نے کہا نذر واجب ہے تو امامؑ نے پیغام بھیجا کہ آخری قافلہ کے ساتھ جاؤ اور اس طرح سابقہ قافلوں کو قتل کر دیا گیا اور آخری قافلہ جس میں ابن بابویہ تھے محفوظ رہا اس سال مکہ میں کعبہ کے اندر ۱۷/سو سے زائد حاجیوں کو قتل کیا گیا۔

صاحب کفایۃ الطالب محمد بن یوسف شافعی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام پر جو کتاب تالیف کی ہے اس کا نام البیان فی اخبار صاحب الزمان رکھا ہے اس کتاب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور صفات وعلامات وغیرہ کو ۲۵ باب میں بیان کیا ہے اور ایک خاص بات جو اس سنی عالم کے دہن سے برآمد ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ شافعی نے کہا ہے میں نے ان ساری روایات کو غیر شیعہ طرق سے روایت کیا ہے۔

کتاب الامامۃ والتبصرۃ من الحیرۃ میں علامہ بزرگوار جناب شیخ صدوق کے پدر عالی قدر نے دسویں باب میں اپنے سلسلہ سند سے ایک روایت حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایسی نقل کی ہے جس کا مصدر و مدرک سوائے اس کتاب کے اور کہیں نہیں ملتا لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ روایت غلط ہے یا متفق روایت میں کوئی اشکال ہے بلکہ ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے پہلے روایت ملاحظہ ہو حنان بن سدیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ

https://downloadshiabooks.com/

السلام سے دریافت کیا کہ کیا جناب محمد حنفیہ امام تھے تو امام باقر علیہ السلام نے نفی کرتے ہوئے فرمایا: "لا و لکنه کان مهدیا"[1] جناب محمد حنفیہ امام تو نہیں تھے لیکن ہاں وہ مہدی ضرور تھے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے ان کے مہدی ہونے کی طرف اشارہ کیوں کیا ہے تو جواب یہ ہے اس کلام امام میں مہدی کا مطلب مہدی آخر الزمان نہیں ہے بلکہ مہدی سے مراد ہدایت یافتہ ہے یعنی جناب محمد حنفیہ کبھی منحرف نہیں ہوئے اور ہمیشہ راہ ہدایت پر گامزن رہے اور انہوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنا ہادی و امام تسلیم کیا اور حجر اسود کے سامنے پیش آئے واقعہ کو دلیل کے طور پر ذکر کیا جاسکتا ہے جس واقعہ کے حضرت امام باقر علیہ السلام خود بھی چشم دید گواہ تھے اس لئے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "فانصرف محمد بن علی ابن الحنفیة و هو یتولی علی بن الحسین علیه السلام "[2] حجر اسود کی گواہی کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے اقرار و اعتراف کے ساتھ محمد بن حنفیہ واپس ہوئے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کی گواہی کے علاوہ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی جناب محمد حنفیہ کے ہدایت یافتہ ہونے کی گواہی دی ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں "ما مات محمد بن الحنفیه حتی آمن بعلی بن الحسین" حضرت محمد بن حنفیہ بغیر امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے اقرار و ایمان کے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے لہذا امام باقر علیہ السلام کے کلام میں محمد حنفیہ کے مہدی ہونے کا مطلب ہدایت یافتہ اور اپنے امام زمان کی امامت کی طرف ہدایت و رہنمائی پانا مراد ہے۔

محمد بن نصیر، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خادم تھا امام کی شہادت کے بعد

---

(1) الامامة والتبصرة من الحیرة: ص ۶۰۔

(2) الامامة والتبصرة من الحیرة: ص ۶۲۔

https://downloadshiabooks.com/

نیابت امام زمان علیہ السلام کا مدعی ہوا نواب اربعہ نے اسکی تکذیب کی اس نے نواب اربعہ کی تکذیب کی بعد میں محمد ابن نصیر نے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی الوہیت کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ ان بزرگواروں نے مجھے اپنا نبی بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ائمہ طاہرین میں حلول کر گیا ہے یہ لوگ عرب کے مشہور شاعر ابو طیب متنبی کو فرزند امام زمان مانتے ہیں کیونکہ وہ لوگ مدعی ہیں کہ امام زمان علیہ السلام نے متنبی کی ماں سے متعہ کیا تھا جس سے متنبی پیدا ہوا تھا اس لئے نصیری لوگ دیوان متنبی کو حفظ کرتے ہیں۔

نصیری لوگ امام حسین علیہ السلام کی شہادت تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کی شہادت کو امام کی توہین سمجھتے ہیں اور ابن ملجم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ اس کی بدولت امام علیہ السلام ناسوت (جسد ظاہری) سے نکل کر لاھوت (خدائی جوہر) میں پہنچ گئے اسی لئے ابن ملجم ملعون کا نہایت احترام کرتے ہیں۔

اپنی پیمائش کریں

حضرت امام مہدی علیہ السلام سے الفت و مودت رکھنا لازمی ہے اور محبت کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے ہم اپنے زمانے کے امام کو کتنا پسند کرتے ہیں ان سے کتنی عقیدت رکھتے ہیں اس کی پیمائش کرنے کی ضرورت ہے ان کی نسبت کتنا خلوص رکھتے ہیں اور ان کے کتنے اطاعت گذار ہیں اس کو ناپنے کی ضرورت ہے تاکہ اگر کمی ہو تو اس کو پورا کریں اور اگر بقدر کافی و لازم ان سے الفت و عقیدت رکھتے ہیں تو پھر کامیابی کی راہ پر گامزن ہیں اور یہ فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ کب ظہور ہوتا ہے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہنا چاہیئے جس طرح امام زمان علیہ السلام اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے جارہے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے عقیدت و الفت امام مہدیؑ ناپنے کا ایک پیمانہ

https://downloadshiabooks.com/

پیش کیا ہے اس پیمانہ پر اپنی الفت و عقیدت کو ناپنے کے لئے اور کس قدر مودت و محبت رکھتے ہیں اس کو سمجھنے کے لئے امام عسکری علیہ السلام کے بتائے ہوئے پیمانے کو ملاحظہ فرمائیں۔آپ کا ارشاد ہے: "ان قلوب اهل الطاعة و الاخلاص نزع اليك مثل الطير الى اوكارها۔۔۔[1]" اے بیٹا مہدیؑ جان لو کہ اطاعت و اخلاص کے مالک ہمارے شیعوں کے دل اسی طرح کھنچ کھنچ کر تمہاری طرف آتے ہیں جس طرح پرندے اپنے آشیانوں کی طرف پلٹتے ہیں"۔

اس تشبیہ پر غور کریں پرندے دن بھر کہیں بھی آب و دانا کی تلاش میں نکل جائیں لیکن شام کو اپنے آشیانوں میں ہی آکر پناہ لیتے ہیں اپنے ٹھکانے پر لوٹ آنا اور اپنی منزل پر آکر قرار پانا ہر پرندے کی فطرت میں شامل ہے کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی پرندہ کسی وجہ سے اپنے آشیانے تک نہیں پہنچ پاتا مگر پھر وہ اگلے روز کسی نہ کسی صورت اپنے کو اپنی پناہ گاہ تک اپنے آشیانے تک پہنچاتا ہے ورنہ پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اگر کبھی بچھڑ بھی جاتا ہے تو اسکا ہم و غم اپنے آشیانے تک رسائی ہوا کرتا ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو مخاطب قرار دے کر یہ جملے ارشاد فرمائے ہیں اور ہم شیعوں اور اہل بیت کے چاہنے والوں کو پیمانہ الفت و محبت عطا کر دیا ہے کہ دیکھو ٹٹولو اور غور و فکر کرو کہ کیا تمہارے دل بھی میرے لال کی طرف ہر صبح و شام اسی طرح مائل ہیں اسی طرح پناہ امام زمان علیہ السلام میں آنے کے لئے اتاولے ہیں اسی طرح زندگی کی دھوپ میں دن بھر ٹھوکریں کھانے کے بعد شام کو میرے لال مہدی علیہ السلام کی پناہ میں پہنچنے کے لئے ہم و غم رکھتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم لمبے چوڑے دعوے کرنا ترک کر دیں خلوص نہیں تو وصول بھی ناممکن ہے اطاعت نہیں تو عقیدت بھی لولی لنگڑی ہے سدھار کی

(1) کمال الدین، ص ۴۷۶، باب ۴۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ضرورت ہے ہر مومن ایسا نہیں ہے پس وہی مومنین، پرندوں کے اپنے آشیانوں کی طرح میلان رکھنے کی طرح میلان رکھتے ہیں جو اہل اطاعت واہل اخلاص ہیں۔

ایک وقت وہ تھا کہ امام عسکریؑ نے اپنے ایک صحابی کو رہنمائی کی تھی کہ میرے لال کو اگر پانا ہے تو مدینہ اور اسکے اطراف میں تلاش کرنا لیکن بظاہر یہ حکم زمانہ غیبت صغریٰ سے متعلق تھا کہ جب امام زمان علیہ السلام اکثر و بیشتر مدینہ اور اسکے اطراف کی بستیوں میں تشریف فرما ہوتے تھے لیکن آج آپ کی رہائش کہاں ہے؟ کیا کسی خاص جزیرے یا علاقہ میں تشریف رکھتے ہیں کیا کسی خاص مقام و منزل میں قیام کرتے ہیں؟

جی ہاں امام زمان علیہ السلام ہر قوم وملت کے امام ہیں چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لہذا ہر مکان میں ان کے وجود کی نفی نہیں کی جاسکتی مدینہ ہو یا مکہ، کربلا ہو یا نجف، اور دیگر مقامات مقدسہ پر امام زمان علیہ السلام پہنچتے ہیں لیکن واقعی معنوں میں امام کی رہائش گاہ کہاں ہے اس کا جواب خود امام عسکری علیہ السلام کی حدیث میں بیان ہوا ہے امام عسکریؑ نے اپنے لال کو براہ راست خطاب کر کے حکم دیا ہے کہ بیٹا "علیك یا بنی بلزوم خوافی الارض و تتبع اقاصیها"[1] "اے میرے لال تمہارے اوپر لازم ہے کہ زمین کے ان حصوں میں رہو جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور زمین کے غیر آباد دور دراز علاقوں میں رہو"۔

امام زمان علیہ السلام کے لئے امر امام عسکریؑ واجب الاتباع ہے دو جہت سے ایک اس لئے کہ اس وقت حجت خدا اور امام وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تھے دوسرے اس لئے کہ باپ تھے بیٹے پر امر پدر کی اتباع واجب ہے تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ امام زمان علیہ السلام معاذ اللہ اپنے پدر بزرگوار اور امام وقت کے حکم و فرمان کی اطاعت نہیں کریں گے؟ ہر گز نہیں، تو پھر

(1) کمال الدین، ص ۴۷۶، باب ۴۳۔

https://downloadshiabooks.com/

ماننا پڑے گا کہ رہائش کے اعتبار سے حضرت امام زمان علیہ السلام نہ مکہ میں ہوتے ہیں نہ مدینہ میں نہ کربلا میں قیام پذیر ہیں نہ نجف میں اور نہ ہی کسی آباد وآشکار مقام پر بلکہ آپ بحکم خدا اور سول اور بحکم ائمہ طاہرین علیہم السلام اس زمین کے دور دراز علاقوں میں جہاں نہ آبادی ہے اور نہ وہ علاقہ آشکار ہے قیام پذیر ہیں۔

اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ باعجاز لوگوں کے درمیان آتے ہیں حج کرنے جاتے ہیں زیارات معصومین علیہم السلام کرتے ہیں اہل ولا کی بزموں میں شریک ہوتے ہیں وہ ہمیں دیکھتے ہیں ہم انہیں نہیں دیکھ پاتے لیکن قیام گاہ امام زمان علیہ السلام کوئی ایسی سرزمین نہیں ہے جو ہر کسی کی دسترس میں ہو اور آباد وآشکار ہو بلکہ امام عسکری علیہ السلام کے بیان کی روشنی میں امام زمان علیہ السلام زمین کے مستور و مخفی علاقوں میں اور لوگوں کی دور بین نگاہوں سے اوجھل علاقوں میں قیام کرتے ہیں۔

خوافی، قوادم کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے پرندوں کے ابھرے ہوئے اور آشکار بالوں اور پروں کو قوادم کہا جاتا ہے جبکہ چھوٹے چھوٹے چھپے ہوئے بالوں اور پروں کو خوافی کہا جاتا ہے یعنی خافیہ یا پوشیدہ روؤں اور پروں سے تشبیہ دیکر بتلایا گیا ہے کہ امام زمان علیہ السلام جہاں بھی ہوتے ہیں لوگوں کی نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ علاقوں میں ہوتے ہیں، اقاصی جمع اقصی بمعنی دور ترین علاقہ کے ہیں۔

ڈیڑھ سو سے زیادہ روایات میں یہ فقرہ وارد ہوا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا نواں فرزند مہدی و قائم آل محمدؐ ہوگا پیغمبر خداؐ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو ولادت امام حسینؑ کے روز بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا اے میری لخت جگر لو یہ اپنے فرزند کو لے لو کہ یہ خود امام ہے فرزند امام ہے برادر امام ہے اور نو اماموں کا باپ ہے اور اس کے صلب سے نو پاکیزہ سیرت ائمہ ہوں گے کہ جنکا

https://downloadshiabooks.com/

نواں قائم آل محمد ہو گا امام امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ کو مخاطب قرار دے کر فرمایا میرے لال حسینؑ تمہارا نواں فرزند قائم بالحق ہو گا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ نے فرمایا کہ پیغمبر خداؐ کے بعد بارہ امام ہیں نو عدد میرے بھائی حسین کی صلب سے ہوں گے کہ جن میں قائم و مہدی آل محمد اور اس امت کے کھیون ھار حضرت مہدی میرے بھائی کی نسل سے ہوں گے خود امام حسین نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس امت کا قائم میرا نواں فرزند ہو گا جو کہ صاحب غیبت ہو گا۔

آخری کانٹا:

حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام ہمیشہ صلح وآشتی اور امن و سلامتی کے خواہاں رہیں ہیں جب کہ مقابل میں محمد وآل محمدؐ کے دشمن ہمیشہ محمد وآل محمدؐ سے بر سر پیکار رہے ہیں بنی امیہ و بنی ہاشم کی جنگ صرف قوم و قبیلہ یا تعصب کی بنیاد پر جنگ نہیں تھی ورنہ اس خیال سے ہم بہت بڑی جسارت کے مرتکب ہو جائیں گے اور ائمہ طاہرینؑ کو بد ترین تہمت سے متصف کرنے کے مجرم ہوں گے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسئلہ کو بخوبی آشکار فرمایا ہے کہ ہماری اور تمہاری دشمنی کا معیار خداوند متعال ہے ہم کہتے ہیں کہ خدا نے سچ فرمایا ہے بنی امیہ کہتے ہیں کہ خدا نے جھوٹ کہا ہے اسی بنیاد صداقت و جھوٹ پر ہمارے اور بنی امیہ کے درمیان دشمنی رہی ہے جس کی خاطر ابو سفیان نے پیغمبر خداؐ سے جنگ کی، معاویہ نے حضرت امیر المومنین سے جنگ کی، یزید پلید نے حضرت امام حسین سے جنگ کی اور بنی امیہ کا آخری خونخوار وارث ظلم و بربریت اور خون کی ہولی کھیلنے والا آخری امیہ زادہ سفیانی حضرت قائم آل محمدؐ سے جنگ کرے گا۔

ہیکل سلیمانی

https://downloadshiabooks.com/

عبایہ اسدی کا بیان ہے کہ امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "لأبنین بمصر منبرا لا نقضن دمشق حجراً حجراً ولا خرجن الیھود من کل کور العرب ولا سوقن العرب بعصای ھذہ" میں ملک مصر میں ایک منبر قرار دوں گا اور دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا اور یہودیوں کو عرب کے سارے علاقوں سے نکال باہر کر دوں گا اور عربوں کو اپنے اس عصا کے ذریعہ ہنکاؤں گا، عبایہ نے کہا مولا گویا آپ یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ آپ کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور آپ مرنے کے بعد دوبارہ آکر یہ سارے کام انجام دیں گے مولا نے عبایہ کو ٹوکا اور فرمایا: "یفعلہ رجل منی ای المھدی"[1] "یہ سارے کام میری خاندان کے ایک فرد یعنی امام مہدیؑ انجام دیں گے"۔

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ یہودی بہت سے اسلامی ملکوں میں مسلط ہو جائیں گے اور پھر سفیانی کا ساتھ دیں گے جس کے بعد امام مہدیؑ دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور اس سے پہلے یہودیوں کو عرب سرزمینوں سے نکال باہر کریں گے۔

یہودیوں کی کثیر تعداد اس وقت مسلمان ہو جائے گی جب وہ اصلی توریت کو دست مبارک امام مہدیؑ پر دیکھیں گے جسے آپ انطاکیہ کے ایک غار سے برآمد کریں گے اور تابوت سکینہ کو کیسپین ساغر سے نکالیں گے روایت کا فقرہ اس طرح وارد ہوا ہے " فاذا نظرت الیہ الیھود اسلمت الا قلیلاً منھم "[2] مختصر سے ضدی یہودیوں کو چھوڑ کر سارے یہودی حضرت امام مہدیؑ کے ہاتھوں پر اسلام لائیں گے " تین یا سات سال بعد جبکہ فلسطین اور قدس فتح ہو چکا ہوگا اور مسلمانوں کا ان ساری سرزمینوں پر قبضہ ہو جائے گا تو رومیوں کی طرف سے چڑھائی ہوگی ۷۰ ہزار مسلمان امام کے ہمراہ عظیم جنگ لڑیں گے جس میں رومیوں کی کثیر تعداد

(1) معانی الاخبار، ص۴۰۶، ح۸۲۔ بحار ۵۳/۶۰۔

(2) منتخب الاثر ص۳۰۹۔

https://downloadshiabooks.com/

ماری جائے گی، حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " یفتح المدینة الرومیة بالتکبیر مع سبعین الفاً من المسلمین من ولد اسحاق یشهد الملحمة العظمیٰ مادبة الله بمرج عکا "[1]۔ صرف صدائے تکبیر کی گونج سے روم کا شہر فتح ہو جائے گا حالانکہ مسلمانوں کا لشکر ستر ہزار لوگوں پر مشتمل ہو گا جو کہ بھاری جنگ کا مشاہدہ کریں اور یہ جنگ مرج عکا پر خدائی دستر خوان ثابت ہو گی"۔

یورپ کو فتح کرنے کے لئے امام مہدی علیہ السلام ۴۰۰ کشتیاں ساحل عکا پر تیار کرائیں گے مسلمانوں نے خاص طور سے امویوں نے بہت خون خرابہ کیا ہے اور کر رہے ہیں لیکن جتنا بدترین ظالم و جابر سفیانی ہو گا کوئی ایسا ملعون منحوس نہیں گذرا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " انك لو رایت السفیانی لرایت اخبث الناس "[2] وہ ملعون صرف علماء اور اہل فضل کو ہی قتل کرے گا عورتوں کے شکموں کو چاک کر دے گا اور عورتوں کے بچوں کو نکال کر بڑے بڑے ڈیگوں میں پکوائے گا اور بظاہر اپنے کو بہت دیندار ظاہر کرے گا لیکن امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "لم یعبد الله "اس نے کبھی اللہ کی بندگی نہیں کی ہو گی نہ مکہ دیکھا ہو گا نہ مدینہ وہ اللہ سے بس ایک دعا کر رہا ہو گا یارب ثاری و النار خدایا مجھے اپنے پرکھوں کے خون کا بدلہ چاہیئے پھر تو چاہے مجھے جہنم بھیج دے[3]۔

وہ یہودیوں کافروں اور رومیوں کا پروردہ ہو گا فتنہ برپا کرے گا حضرت امام صادق علیہ السلام نے ایک عجیب و غریب فتنہ کی بھی خبر دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک برقع پوش حکومت کی خاطر تلوار اٹھائے گا رجل منکم وہ تم میں سے ہی ہو گا یقول بقولکم اس کے نظریات

(1) اعیان الشیعۃ، ج ۲، ص ۶۶۔

(2) کمال الدین، ص ۶۷۹، باب ۵۷، ص ۱۰۔

(3) بحار الانوار ۵۲/۲۵۴۔

https://downloadshiabooks.com/

تمہارے نظریات سے میل کھاتے ہوں گے اس کے برقع پوش ہونے کا مقصد تم شیعوں کو وحشت میں مبتلا کرنا ہوگا اور وہ تم سب کو پہچانتا ہوگا اور تم اسے نہیں پہچان سکو گے وہ تم میں سے ایک ایک کو اشاروں سے علاحدہ کرے گا وہ حرام زادہ ہوگا[1]۔

کیا بالفعل امام زمانؑ کی اولاد ہیں؟

حضرت امام مہدیؑ اس وقت صاحب اولاد یا اہل و عیال والے ہیں یا نہیں علماء و محققین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے البتہ عدم اولاد پر عقلی و نقلی دلیلیں کثرت سے ہیں جب کہ اولاد کے وجود پر چند اقوال کتابوں میں درج ہیں بطور مثال ملاحظہ ہو:

۱۔ جمعہ کے دن حضرت امام زمان علیہ السلام کی ایک زیارت وارد ہوئی ہے جس میں یہ فقرہ آیا ہے "یا مولای صاحب الزمان صلوا ۃ اللہ علیك و علیٰ آل بیتك "اے میرے مولا و آقا اے صاحب الزمانؑ خدا کا درود و سلام ہو آپ پر اور آپ کے اہل و عیال پر"۔

۲۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ایک دعا بحار کی ۹۵ جلد میں ذکر ہوئی ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ " اللھم اعطه فی نفسه و اهله و ولده و ذریته و امته "خدایا حضرت امام مہدیؑ کو ان کے اہل و عیال کو ان کی ذریت اور امت کو نوازتا رہ"۔

۳۔ مسجد سہلہ کے تذکرے میں جہاں یہ بیان ہے کہ امام مہدیؑ کا بیت المال مسجد سہلہ ہوگی وہیں یہ بھی ذکر ملتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " کانی اریٰ نزول القائم فی مسجد السهلة باهله و عیاله "[2] گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام مہدیؑ اپنے اہل و

(1) بحار الانوار ۵۳/۲۱۵۔

(2) بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۱۷، ح ۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

عیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں اترر ہے ہیں"۔

۴۔امام کے صالح نام کے فرزند کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا لیکن آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے جو آپ کے ایک بیٹے بنام قاسم ہونے کا اشارہ دیتی ہے اور ایک روایت میں آپ کے طاہر نام کے فرزند کا ذکر کتاب الصراط المستقیم باب ۱۱ فصل ۱۵ میں آیا ہے، جناب طاہر خود فرماتے ہیں کہ " انا طاھر ابن محمد ابن حسن الذی انزل اللہ فیہ (و کل شئ احصیناہ فی امام مبین)" میں طاہر فرزند امام مہدیؑ ہوں کہ جن کی شان میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے (اور ہر شئ کا احصاء ہم نے امام مبین میں کر دیا ہے"۔

۵۔غیبت امام میں امام مہدیؑ سے نہ مل سکنے کا تذکرہ اولاد سے بھی نفیِ ملاقات کے ہمراہ کتاب غیبت طوسی میں صفحہ نمبر ۱۰۲ پر وارد ہوا ہے " لا یطلع علی موضعہ احد من ولدہ و لا غیرہ" یعنی امام مہدیؑ کا ٹھکانہ کسی کو معلوم نہیں ہوگا نہ ان کی اولاد کو اور نہ ہی غیروں کو"۔

۶۔امام مہدی کے بعد ۱۲ مہدی کی آمد کی خبر رسول خداؐ نے دی ہے امام زمانہ کے لئے دستور دیا ہے کہ :" فلیسلمھا الیٰ ابنہ اول المقربین "[1] اور پھر امام مہدیؑ کو چاہیئے کہ امر حکومت کو اپنے لال جو کہ سب سے پہلے قرب خدا حاصل کرنے والے ہیں کو سونپ دیں"۔

مگر ان سب کے باوجود محققین اولاد امام مہدیؑ کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ غیبت کے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ امام مہدیؑ صاحب اہل و عیال ہوں اس کے علاوہ یہ بات عرف کے بھی خلاف ہے اور انساب اور شجرہ لکھنے والوں نے بھی ایسا کچھ بیان نہیں دیا ہے اس کے علاوہ امام مہدیؑ کے بغیر اہل و عیال ہونے کا تذکرہ روایت میں صریحی طور پر وارد

(1)الغیبۃ(الطوسی)، ص ۱۷۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوا ہے (الا الامام الذی یخرج علیہ الحسین بن علی فانہ لا عقب لہ) سوائے اس امام کے کہ جس کی موجودگی میں امام حسینؑ تشریف لائیں گے کہ وہ امام بغیر اہل وعیال کے ہوں گے"۔

یہ بھی یاد رہے کہ ازدواج کے استحباب کی روایات سے اور عقلی امکان کے زور پر امام مہدی علیہ السلام کو اہل وعیال والا ثابت نہیں کیا جاسکتا مگر اہل وعیال کے دعوے داروں کو جھٹلایا بھی نہیں جاسکتا اور ان کی دلیلوں پر غور وفکر ہونی چاہیئے تاکہ کوئی غیر اپنے آپ کو امام حجت کا بیٹا زبردستی نہ کہلوا سکے جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے (ملعون من دخل فی نسب غیر نسبہ) وہ شخص لعنتی ہے جو کسی کے حسب ونسب میں داخل نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو اس میں داخل کرے"۔

آخری بات یہ کہ بعض لوگوں نے امام مہدیؑ کے لئے ابو لہب کی نسل سے زوجہ ہونے کا دعوہ کیا ہے اسی طرح قبیلہ جعافرہ اور ملک مصر کے بعض قبیلہ بھی اس بات کے دعوے دار ہیں کہ امام مہدیؑ کی زوجہ ان کے خاندان اور قبیلہ کی ہے۔

علم ودانش اور امام مہدیؑ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قیامت تک رونما ہونے والے حادثات وواقعات کے تمام جزئیات کا حکم معلوم ہے قیامت تک ہونے والے تمام مسائل اور پیش آنے والے جزئی ترین ، باریک ترین مراحل حیات کے احکام ودستور الہی کا علم ہے جس پر دلیلیں بہت ہیں لیکن ایک روایت ابو بصیر کے ذریعہ مفصل نقل ہوئی ہے جسکے بعض فقرات کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا چونکہ نابینا ہو چکے تھے لہذا بزم میں موجود لوگوں کو دیکھنے سے عاجز تھے لہذا ابو بصیر نے عرض کیا مولا میں آپ سے ایک اہم

https://downloadshiabooks.com/

سوال کرنا چاہتا ہوں "ھھنا احد یسمع کلامی؟" کیا یہاں پر کوئی ایسا شخص بھی ہے جو میری بات کو سن سکتا ہو مطلب یہ کہ میں یہ سوال اکیلے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے ایک حجرے کے دروازے سے پردہ ہٹایا اور ابو بصیر کو اس حجرے میں بٹھایا اور پھر امامؑ بزم عام سے اٹھ کر جہاں ابو بصیر بیٹھے تھے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا "یا ابا محمد سل عما بدأ لك" اے ابو بصیر تمہیں جو پوچھنا ہو پوچھ لو تو ابو بصیر نے رسول خداؐ سے منقول روایت جس میں امیر المومنینؑ کو ہزار باب کی تعلیم اور ہر باب سے ہزار باب کھلنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اسکا ذکر کیا امام نے تائید فرمائی تو ابو بصیر نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا "ھذا و اللہ العلم" خدا کی قسم یہ تو بے حساب علم و دانش ہے۔

امام علیہ السلام نے زمین کو کرید نا شروع کیا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا اے ابو بصیر یہ بے حساب علم و دانش تو ہے لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ اللہ نے ہم اہل بیت کو علم و دانش سے نوازا ہے " یا محمد و ان عندنا الجامعة و ما یدریھم ما الجامعة؟" اے ابو بصیر جامعہ ہمارے پاس ہے اور ہمارے مخالفین کو کیا پتہ جامعہ کیا ہے ابو بصیر نے عرض کیا مولا یہ جامعہ کیا ہے ؟ تو امام نے اس کی وضاحت کے بعد فرمایا "فیھا کل حلال و حرام و کل شئ یحتاج الیہ الناس حتی الارش فی الخدش" اس جامعہ میں ہر حلال و حرام کا بیان ہے یہاں تک کہ لوگوں کو جن جن احکام وعلوم کی ضرورت پیش آسکتی ہے سب اسمیں بیان ہوا ہے یہاں تک کہ ہلکی سی خراش کا بھی کتنا دیت ہوگا یا اس کا کیا حکم ہے سب بیان ہوا ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے عملی طور پر نابینا صحابی کو علوم و معارف اہل بیتؑ کی باریکیوں سے آگاہ کرنے کے لئے اپنا دست مبارک ابو بصیر کی طرف بڑھایا اور پہلے سوال کیا کہ اے ابو بصیر کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے ہاتھ کو فشار دوں ؟ بصارت سے عاری مگر

https://downloadshiabooks.com/

بصیرت سے بھرپور صحابی نے عرض کیا" جعلت فداك انما انا لك فاصنع ماشئت "اے مولا میرا پورا وجود آپ پر قربان ہے میں آپ کے لئے پیدا ہوا ہوں آپ جو چاہیں کریں گویا صحابی اپنی معرفت وشناخت کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کو امام وقت کی امانت سمجھ رہا ہے اور اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ اجازت کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

لیکن امام علیہ السلام نے اجازت طلب کرنے کے بعد ابو بصیر کے ہاتھ کو تھوڑا سا دبا دیا اور فرمایا" حتی ارش هذا " یہاں تک کہ اس فشار و دباؤ کا بھی حکم اور اس کی دیت جامعہ میں مذکور ہے اس جملے سے واضح ہوا کہ باریک سے باریک شئ کا کیا حکم ہو سکتا ہے اس کا علم اہل بیتؑ کے پاس موجود ہے اور یہ جامعہ اس وقت امام مہدی علیہ السلام کے پاس موجود ہے ابو بصیر ایک بار پھر کہتے ہیں " هذا و الله العلم "۔

امام فرماتے ہیں ہاں یہ بہت زیادہ علم ہے لیکن اس سے بھی زیادہ علم و دانش ہمارے پاس موجود ہے " و ان عندنا الجفر و ما یدریهم الجفر " ہمارے پاس جفر بھی ہے اور ہمارے مخالفین کو کیا پتہ کہ جفر کیا ہے؟ پھر امامؑ جفر کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اس میں تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ اور علماء بنی اسرائیل کے علوم موجود ہیں گویا تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے ساتھ وہ تمام علم و دانش جو سابقہ انبیاء و اقوام کو دئے گئے ہیں سب کا حساب جفر میں موجود ہے وہ جفر ائمہ طاہرینؑ سے یکے بعد دیگرے ہوتا ہوا حضرت امام مہدیؑ کے پاس پہونچا ہے ابو بصیر تیسری بار حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں " ان هذا هو العلم " یہ تو بہت زیادہ علم و دانش ہے!۔

امام تھوڑی دیر خاموش رہ کر ایک بار پھر فرماتے ہیں اے ابو بصیر " و انا عندنا مصحف فاطمة و ما یدریهم مصحف فاطمة " ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے اور انھیں (ہمارے

https://downloadshiabooks.com/

مخالفین کو) کیا پتہ کی مصحف فاطمہؑ کیا ہے ؟! ابو بصیر کے سوال پر امام علیہ السلام مصحف فاطمہ کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مصحف فیہ مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات، و اللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد" مصحف فاطمہؑ میں تمہارے قرآن کے مانند تین گنہ علم و دانش ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ خدا کی قسم اس مصحف میں تمہارے قرآن کا حتی کہ ایک حرف بھی نہیں ہے اس روایت کے کنہ معنی کا ادراک ہمارے بس کی بات نہیں ہے لیکن یہ طے ہے کہ علوم و معارف اہل بیتؑ کے سمندر کی کوئی تھاہ نہیں ہے۔

ابو بصیر ایک بار پھر تعجب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے اور خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں " جعلت فداك ھذا و اللہ ھو العلم " مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں بخدا یہ تو بہت زیادہ علم و دانش ہے گویا ابو بصیر وسائل علم و دانش کو آخری مرحلہ علم و دانش ائمہ علیہم السلام سمجھے لہذا امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بصیر یہ علم و دانش تو ہے لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ علم و دانش سے اللہ ہمیں نوازتا رہتا ہے لہذا ابو بصیر تعجب سے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں "جعلت فداك فای شئ العلم " میں آپ پر قربان ہو جاؤں پھر العلم یعنی سارے علوم و معارف کیا ہو سکتے ہیں۔

کیا ان امور کے بعد بھی کوئی ایسی چیز باقی رہ جاتی ہے جسے علم و دانش کہا جائے تو امام نے فرمایا" ما یحدث باللیل و النھار الامر من بعد الامر الشئ بعد الشئ الی یوم القیامۃ " اے ابو بصیر شب و روز نہ جانے کتنے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں نہ جانے کتنے امور حادث ہوتے ہیں ان تمام جزئیات کا قیامت تک پیش آنے والے تمام حوادث و واقعات کا کیا کیا حکم ہو سکتا ہے ان سب کا علم ہمارے پاس ہے ہم اہل بیتؑ کو خدا نے تمام علوم و معارف کا سرچشمہ قرار دیا ہے اور امام مہدی علیہ السلام موجودہ زمانے میں تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ اور تمام علوم اہل بیت کے وارث ہیں

https://downloadshiabooks.com/

اور ساری کائنات کے تمام امور سے واقف ہیں[1]۔

امام حسینؑ وامام مہدیؑ اور قرآن

قرآن مجید کی چند آیتوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ایک ساتھ تذکرہ آیا ہے ائمہ معصومین علیہم السلام نے بعض آیتوں کی تفسیر یا تاویل میں ان دو اماموں کے مصداق آیت ہونے کا تذکرہ کیا ہے یقیناً بہت سی آیتوں کا مصداق صرف حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں اور اسی طرح بہت سی آیتوں کا مصداق صرف امام مہدی علیہ السلام ہیں لیکن بعض قرآنی آیات کا معنی و مصداق ان دونوں بزرگواروں سے باہم متعلق ہے بس ایک آیت بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

سورۂ اسراء کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً۔۔۔اس آیت کریمہ کی تفسیر میں شیعہ کتب سے پہلے سنی کتاب ینابیع المودۃ علامہ حنفی قندوزی نے کیا لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو اس کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۴۲ پر باب ۷۱ کی حدیث نمبر ۲۵ خواجہ اباصلت ہروی خادم امام رضا علیہ السلام سے یوں نقل ہوا ہے: میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا آپ کے جد امجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے " اذا قام قائمنا المهدی، قتل ذراری قتلة الحسین بفعال آبائهم " جب ہمارے قائم حضرت مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو وہ قاتلان امام حسین علیہ السلام کی نسلوں کو ان کے آباء واجداد کے کرتوت کی بنیاد پر قتل کر دیں گے ،آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیا یہ روایت صحیح ہے اور کیا ایسا ہی ہوگا کہ قاتلین امام حسین علیہ السلام کو ظہور کے بعد قاتلین کی نسل اور ذریت کو امام مہدی علیہ السلام قتل

(1) الکافی، ج۱، ص۲۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

کریں گے ؟ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "ھو ذالك" یہ حدیث ایسے ہی وارد ہوئی ہے اور صحیح ہے اس حدیث میں کوئی شک و شبھہ نہیں ہے میرے جد امجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے صحیح فرمایا ہے۔

ابو الصلت ہروی نے کہا مولا پھر اس آیت کریمہ کا کیا ہوگا جس میں خداوند متعال فرمارہا ہے: "ولا تزر وازرۃ وزر اخری"[1] کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا مطلب یہ کہ قاتلین امام حسین علیہ السلام کے جزم کی سزا ظہور کے بعد موجود اولاد و نسل قاتلین امام حسین علیہ السلام کو کیوں دی جائے گی ؟ انہوں نے کیا بگاڑا ہے کیا ان کی نسل میں پیدا ہونا جرم کا باعث ہے وغیرہ؟ حضرت امام رضا علیہ السلام نے پہلے قرآن مجید کی صداقت اور کلام الہی کی سچائی پر مہر لگائی اور قرآن مجید کی مکمل تصدیق کرتے ہوئے ابو صلت ھروی کے اعتراض کا ان الفاظ میں جواب دیا کہ " صدق اللہ فی جمیع اقوالہ" خداوند متعال اپنے تمام اقوال و فرمودات میں سچا ہے اور اس کا یہ ارشاد بھی صد در صد صحیح ہے کہ کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا تو پھر نسل قاتلین امام حسین علیہ السلام اپنے آباء واجداد کے جرم کی سزا کیوں بھگتیں گے۔

لیکن ابو صلت تمہارا تصور غلط ہے در حقیقت نسل قاتلین کو قاتلین کے جرم کی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ " لکن ذراری قتلۃ الحسین یرضون و یفخرون بفعال آبائھم " قاتلین امام حسین علیہ السلام کی نسلیں اور ان کی منحوس اولاد نہ صرف یہ کہ اپنے آباء واجداد یعنی قاتلوں کے عمل سے راضی و خوشنود ہوگی بلکہ وہ اپنے آباء اجداد کے کرتوت (قتل امام حسین علیہ السلام) پر فخر و مباہات کرے گی اور انھیں داد تحسین دے گی اور یہ کہتی نظر آئے گی کہ ہمارے اجداد نے قتل حسین علیہ السلام کا شرف حاصل کیا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم قاتلین حسین علیہ

(1) سورۂ انعام: آیت ۱۶۴۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کی نسل سے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے کلام گہر بار کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نسل قاتلین اگر صرف اپنے آباءواجداد کے کرتوت سے راضی وخوشنود رہتی تب بھی ان کے جرم میں برابر کی شریک مانی جاتی اس لئے کہ حدیث پیغمبر خداؐ ہے "من رضی شیئاً کمن فعله "جو شخص کسی عمل سے راضی وخوشنود ہوتا ہے گویا کہ خود اس نے اس عمل کو انجام دیا ہے اور یہاں تو اس سے بھی بدتر مرحلہ ہے کہ اولاد قاتلین امام حسین علیہ السلام رضایت وخوشنودی کے علاوہ فخر و مباہات کرے گی لہذا جرم قتل امام حسین علیہ السلام کی اسی طرح مرتکب ہے جس طرح ان کے آباءواجداد نے براہ راست امام حسین علیہ السلام کو شہید کر کے ارتکاب کیا ہے لہذا امام مہدی علیہ السلام قاتلین امام حسینؑ کی نسل وذریت کو خود ان کے جرم (یعنی شریک جرم ہونے) کی وجہ سے قتل کریں گے اور آیت کریمہ (لا تزر وازرۃ وزر اخری) سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یاد رکھو " و لو ان رجلا قتل فی المشرق فرضی بقتله رجل فی المغرب لکان شریك القاتل " اگر کوئی انسان مشرق میں مارا جائے اور کوئی مغرب میں اس کے قتل پر راضی ہو تو وہ شخص بھی قاتل کا شریک جرم ہے اور وہ بھی قاتل ہے اس کی سزا بھی وہی ہے جو براہ راست قتل کرنے والے کی ہے اور یاد رکھو کہ اللہ کا یہ ارشاد کہ " و من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً "[1] اور جو بھی مظلوم قتل کر دیا گیا ہے تو ہم نے اسکے ولی کو سلطنت (انتقام کا حق) عطا کر دیا ہے پس وہ قتل (بدلہ) میں اسراف سے کام نہ لے یقیناً اس کی مدد کی جائے گی " یہ آیت کریمہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں

(1) ینابیع المودۃ: ج۳، ص۲۴۳۔

https://downloadshiabooks.com/

نازل ہوئی ہے۔

اس آیت کریمہ کا مصداق نہ تو تیسرا ملعون ہے جسے مظلوم تصور کیا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا بلکہ اس آیت کا نزولی مصداق حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اس آیت کریمہ میں مظلوم کا مصداق امام حسین علیہ السلام اور منصور کا مصداق امام مہدی علیہ السلام ہیں اور آیت میں مقتول کا مصداق امام حسین علیہ السلام ہیں اور ولی کا مصداق امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

امام مہدیؑ اور مسجد کوفہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے درمیان بارہا خطبے کے ذریعے انھیں بے پناہ معارف قرآن و عترتؑ سے آگاہ فرمایا ہے اور نہ صرف اپنے دور میں کوفہ کی اہمیت اور مسجد کوفہ کی عظمت کو اجاگر کیا ہے بلکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور حکومت میں کوفہ اور مسجد کوفہ کو کس قدر اہمیت و عظمت حاصل رہے گی اس کی طرف بھی متوجہ فرمایا ہے امام علی علیہ السلام اہل کوفہ کو مخاطب قرار دیتے ہوئے جامع کوفہ کے حوالے سے فرماتے ہیں " یا اھل الکوفۃ!لقد حباکم اللہ بما لم یحب بہ احداً "اے اہل کوفہ ! خداوند متعال نے جتنی تمہاری طرفداری اور امداد کی ہے اتنی کسی کی بھی نہیں کی ہے ''حبوۃ'' عطا اور بخشش کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ خداوند متعال نے جتنا کوفیوں کو نوازا ہے اور عظمت و شرافت عطا کی ہے اتنا کسی شہر والے کو عظمت و شرافت سے سرفراز نہیں کیا ہے اور اس کے بعد امام علی علیہ السلام خدا کی طرف سے نوازشوں کو گنوانا شروع کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ :

۱: ففضّل مُصلّا کم "اللہ نے تمہاری نماز گاہ، عبادت گاہ یعنی مسجد کوفہ کو بڑی برتری

https://downloadshiabooks.com/

وفضیلت عطا کی ہے مسجد کوفہ چند مقامات کو چھوڑ کر دنیا کی تمام مسجدوں سے افضل و برتر ہے اور یہ برتری وعظمت خدائی عطا و بخشش ہے۔

۲: وھو بیت آدمعلیہ السلام: تمہاری مسجد، حضرت آدم علیہ السلام نبی، اول بشر اور ہادیِ اوّل کی جائے سکونت رہی ہے اس مسجد کو اللہ نے اپنے پہلے پیغمبرؑ کا گھر قرار دیا اور آج بھی اس مسجد میں مقام آدم علیہ السلام نمایاں ہے جہاں مومنین کے لئے نماز و دعا کرنا مستحب ہے۔

۳: و بیت نوحعلیہ السلام: تمہارے شہر کی یہ عظیم الشان مسجد، جامع کوفہ، آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی بھی محل سکونت اور گھر رہی ہے اس مقام پر حضرت نوحؑ خدا سے راز و نیاز کیا کرتے تھے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے لہذا اس عظیم الشان نبیؑ کے مقام پر بھی مومنین کو عبادت اور نماز میں مصروف ہونا چاہیئے۔

۴: و بیت ادریسعلیہ السلام: حضرت ادریس علیہ السلام کو "ادریس" کثرت سے درس دینے اور تعلیم و تربیت کرنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے اس عظیم نبی نے جس مقام پر سکونت اختیار کر کے درس و بحث کو فروغ دیا ہے اور امت کی ہدایت کی ذمہ داریاں ادا کی ہیں اس مقام (مسجد کوفہ) پر مومنین کو بھی راز و نیاز اور نماز پڑھنی چاہیئے۔

۵: و مصلیٰ ابراھیم الخلیلعلیہ السلام: اور اے کوفیو! اللہ نے تمہاری نوازشوں میں سے ایک یہ رکھا ہے کہ تمہارے شہر کی جامع مسجد میں ابراہیم بانیٔ خانہ کعبہ، خلیل خداؑ کے محل عبادت کو نماز و نیاز کے لئے قرار دیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے فلسطین و مصر اور حجاز سے کوفہ آکر اس شہر کی مسجد کو اپنی عبادت گاہ بنایا لہذا تمام محبان جناب ابراہیم علیہ السلام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس عظیم الشان نبی کی زیارت گاہ اور عبادت گاہ پر حاضری دیں اور خداوند کی بارگاہ میں راز و نیاز کریں اور نماز ادا کریں۔

https://downloadshiabooks.com/

۶: مصّلیٰ اخی الخضر علیہ السلام: برسوں سے کثرت کے ساتھ عبادت کرنے والے اور سبھی معصومین علیہم السلام کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے بہترین سے بہترین جگہ پر عبادت و نیاز کرنے والے حضرت خضر علیہ السلام نے بھی اس مقدس زمین کوفہ کی جامع مسجد میں متعدد بار نماز ادا کی ہے اور اس مسجد سے برکت حاصل کی ہے نہ جانے کتنی بار اس مقام پر تشریف لا کر لوگوں کی بگڑی بنائی ہے لہذا اس مقدس شخص اور پاکیزہ عبادت گزار اور خدا کے خاص بندے کو اپنانے کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بھی اپنے آپ کو مسجد کوفہ پہنچائیں اور ان کے نقش قدم پر سجدہ میں خدا کا شکر بجالائیں۔

۷: مُصلّایَ: اور اس عظیم الشان مقدس مقام پر امیر کائنات، سربراہ مسلمین، حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام نے بارہا سجدہ کیا ہے سالہا سال نماز واجب جماعت کے ساتھ اور بے پناہ دعاء وراز و نیاز خدا میں مصروف رہے ہیں اور شبوں میں مستحب نمازیں اور بے پناہ اوراد واذکار اسی مقدس مقام پر انجام دیئے ہیں تو کیا ان کے محب ہونے کے ناطے ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرنے والے مومنین کا فرض یہ نہیں بنتا کہ جتنا ہو سکے اس پاکیزہ دھرتی اور پاکیزہ ترین حصہ زمین، جامع مسجد کوفہ پر حاضری دیکر جایگاہ اور جانماز امیر المومنین علیہ السلام پر سجدہ شکر الٰہی میں سروں کو زمین پر ٹیک دیں اور کثرت سے نماز و نیاز کریں۔

وہ مقدس مقام آنکھوں میں بسانے کا مستحق ہے جہاں ہمارے معصوم اماموں کے بارہا قدم رنجا ہوئے ہیں اور اسے اپنی عبادت سے زینت بخشی ہے۔

۸: یکون مصلّی المھدی علیہ السلام من ولدی: اے اہل کوفہ تمہارے اوپر خدائی عنایتوں کی کوئی حد نہیں ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتمؐ تک اور حضرت خاتمؐ سے لیکر حضرت قائم علیہ السلام تک نہ جانے کتنے پاکیزہ سرشت اور معصوم ہستیوں نے تمہاری مسجد میں

https://downloadshiabooks.com/

نماز و نیاز کی ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی اس مقام کو اپنی سجدہ گاہ اور نماز و نیاز کی منزل قرار دیں گے لہذا اہل ایمان وایقان آپ کو چاہیئے کہ اپنے زمانے کے امام کے محل عبادت اور مقام کو راز و نیاز ہونے والی مقدس سر زمین پر حاضری دے کر اس پر سجدہ ریز ہوں اور معصومین علیہم السلام کی تاسی میں جامع کوفہ کے اندر نمازیں ادا کریں۔

۹: و مصلّی کل مومن: اور تمہارا شہر کوفہ کا یہ پاکیزہ حصہ جسے مسجد کوفہ کہا جاتا ہے ایک دن تمام مومنین کی عبادت گاہ بن جائے گا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بسنے والا مومن، مسجد کوفہ میں عبادت و نیاز یش کرنے کی تمنا رکھے گا اور اسباب فراہم ہوتے ہی اس مقام پر حاضری ضرور دے گا گویا امام امیر المومنین علیہ السلام کوفہ والوں کو مژدہ سنا رہے ہیں کہ تمہارا شہر اور تمہارے شہر کی جامع مسجد میں حاضری صاحب ایمان وایقان ہونے کی علامت ہے اور جو مسجد کوفہ سے بے گانہ ہو گا وہ صاحب ایمان نہیں ہو گا۔

۱۰: و ان مسجد کم هذا احد المساجد الاربعة: اور تمہاری یہ مسجد ان چار مقدس و معظم مسجدوں میں سے ایک ہے جسے اللہ نے اہل مسجد و اہل سجدہ وعبادت کے لیے بہترین عبادت گاہ قرار دیا ہے اور اس عظیم الشان مسجد کے احترام میں اللہ نے مومنین کو سفر کی تھکان کے باوجود کثرت سے عبادت و سجدہ کرنے کی تشویق دلائی ہے اور قصر کا حکم اٹھالیا ہے کہ مومن سفر کی تھکان کے باعث چاہے تو نماز کو قصر پڑھ سکتا ہے اور چاہے تو مقام عبادت پر سجدہ کی برکتوں، عظمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے کے لیے نماز کو پوری پڑھ سکتا ہے۔

۱۱: و کانّی به یوم القیامة فی ثوبین ابیضین شبیه المحرم: تمہاری یہ مسجد، بروز قیامت ایک عبادت گزار حاجی کی طرح اور حالت احرام میں لباس احرام زیب تن کئے ہوئے محرم انسان کی طرح دو پارچوں کو پہنے ہوئے وارد محشر ہو گی اللہ اس سر زمین کو بشکل بشر محشور

https://downloadshiabooks.com/

کرے گا اسے قوت گویائی عطا کرے گا اور دو سفید براق ملبوس میں لپٹا ہوا انسان بن کر بارگاہ خداوندی میں حاضری دے گی مسجد کوفہ کے علاوہ کوئی دوسری مسجد بشکل بشر محشر میں وارد نہیں ہو گی۔

۱۲:یشفّع لاهله و لمن صلّی فیه :اے کوفیو! تمہیں کس قدر شرف ملا ہے کہ تمہارے وطن کی مسجد کو خدا نہ صرف یہ کہ بصورت انسان محشور کرے گا بلکہ تمہاری مسجد کو شفیع قرار دے گا اور وہ میدان محشر میں ہر اس شخص کی شفاعت کرے گی کہ جس نے اس مسجد کے اہل ہونے کا ثبوت اور اس کے اندر نماز پڑھنے کا شرف پایا ہو گا، اتباع کرنے والا اہل ہوتا ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ آئندہ بھی سابق زمانوں کی طرح لاکھوں کروڑوں مومنین اس مسجد کے اندر ایک سجدہ سے محروم رہ جائیں مگر وہ اہل مسجد شمار ہوتے ہیں لہذا مسجد کوفہ ان تمام مومنین کی بھی شفاعت کرے گی کہ جس نے اہل مسجد ہونے کا ثبوت دیا ہو گا اور خداوند متعال انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور حضرات معصومین علیہم السلام کی طرح مسجد کوفہ کی شفاعت کو رد نہیں کرے گا۔

۱۳:ولاتذهب الایام حتی ینصب الحجر الاسود فیه :اور زندگانی دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ جامع کوفہ میں حجر اسود کو نصب نہ کر دیا جائے[1]۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "**نعم المسجد مسجد الکوفة**"[2] "مسجد کوفہ بہترین مسجد ہے" اس مسجد کے اندر ایک ہزار انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے اور ایک ہزار اوصیاء انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے اسی مسجد کے تنور سے سیلاب نوحؑ شروع ہوا اور اسی مسجد کے اندر کشتی تیار کی گئی اس مسجد کے داہنے حصے میں رضوان و خوشنودی الٰہی ہے وسطی حصہ میں

(1) امالی الصدوق: ص ۳۳۴۔

(2) وسائل الشیعۃ: ج ۳، ص ۵۲۱۔

https://downloadshiabooks.com/

جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور بائیں حصہ میں مکر ہے، راوی نے ابو بصیرؓ سے پوچھ لیا کہ یہ بتلاؤ مولا کی مکر سے مراد کیا تھی؟ تو ابو بصیرؓ نے سائل کو بتلایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مکر سے مراد بادشاہوں، کے ٹھکانوں کو لیا ہے ظاہر امراد واقعی یہ ہے کہ مسجد کے بائیں حصہ میں منافقین کا جم گھٹا ہوتا تھا اور انھیں شیاطین کی مکاریاں مراد ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کمان سے تیر نکالتے ہیں اور کھجوروں کے بازار کی طرف رہا کرتے ہیں آپ کا تیر کھجور بیچنے والوں کی ٹھکانہ پر پہنچتا ہے اور آپ فرماتے ہیں: ذالك من المسجد ''وہ حصہ بھی مسجد کوفہ کا حصہ ہے'' یہی نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ: قد نقص من اساس المسجد مثل ما نقص فی تربیعه ''اصل اور بنیاد مسجد میں سے اتنی مقدار میں نقصان ہوا ہے جتنا کہ اس مسجد کے چاروں طرف نقص ہوا ہے'' مطلب یہ ہے کہ جامع کوفہ بڑی وسیع تھی[1]۔

چھٹے امام کی روایت میں تمام انبیاءؑ و صالحین کے مسجد کوفہ میں نماز ادا کرنے کا ذکر آیا ہے اور شب معراج مسجد کوفہ میں اتر کر جناب رسول خداؐ نے نماز پڑھی ہے ہارون بن خارجہ سے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں کوفہ میں ہوتا تو امید کرتا ہوں میری ہر نماز مسجد کوفہ میں ہوتی، مسجد کوفہ میں واجب نماز ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور نافلہ نماز ۵۰۰ نماز کے برابر ہے پھر حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " وان الجلوس فیه بغیر صلاة ولا ذکر لعبادة ولو علم الناس ما فیه لأتوه ولو حبوا " ''یعنی مسجد کوفہ کے اندر صرف بیٹھنا بغیر ذکر عبادت کے بھی عبادت ہے اور لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اس مسجد کے اندر خدا نے کیا کیا رکھا ہے تو لوگ اس مسجد میں ضرور حاضر ہوتے چاہے انھیں گھسٹے ہوئے ہی کیوں نہ آنا

(1) الکافی: ج۳، ص ۴۹۲۔

https://downloadshiabooks.com/

پڑے"[1] روایت میں ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام بھی تشریف لا کر اس مسجد میں نماز ادا کرتے تھے: **وفیها یظهر عدل الله**[2] "اور اسی مسجد میں عدل الٰہی ظاہر ہو گا یعنی حضرت امام زمان علیہ السلام کی حکومت کامیاب ہو گی"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو مسجد کوفہ کی عظمتوں کا علم ہو جائے تو وہ دور دراز علاقوں سے زاد سفر اور سواری مہیا کر کے مسجد کوفہ آجائیں پھر امام علیہ السلام فرماتے ہیں: **ان صلوة فریضة فیه تعدل حجة وصلوة نافلة فیه تعدل عمرة**"۔ "اس مسجد میں واجب نماز، ایک حج کے برابر ہے اور نافلہ نماز ایک عمرہ کے برابر ثواب رکھتی ہے"[3]۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اصبغ بن نباتہ سے فرمایا کہ: **النافلة فی هذا المسجد تعدل عمرة مع النبی ﷺ والفریضة تعدل حجة مع النبی ﷺ**"[4] "اس مسجد میں نافلہ نماز، حضرت رسول خداؐ کے ہمراہ کئے گئے عمرہ کے مانند ہے اور واجب نماز، حضرت رسول خداؐ کے ساتھ کئے گئے حج کے مانند ہے" پھر امام امیر المومنین علیہ السلام خبر دیتے ہیں کہ اس مسجد کوفہ کے اندر ایک ہزار انبیاء علیہم السلام اور ایک ہزار اوصیاء انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے۔

مطلق اور مشروط اطاعت

(1) کامل الزیارات: ص ۷۳، ح ۷۔
(2) کامل الزیارات: ص ۷۶، ح ۱۲۔
(3) کامل الزیارات: ص ۷۱، ح ۳۔
(4) کامل الزیارات: ص ۷۲، ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

شوہر کی اطاعت زوجہ پر فرض کی گئی ہے مگر یہ اطاعت مشروط ہے کہ شوہر گناہ کا حکم نہ دے یعنی حدِ اطاعتِ شوہر، سرحدِ گناہ ہے کہ جہاں کسی مخلوق کی اطاعت کا خالق کی اطاعت سے ٹکراؤ ہو جائے وہاں مخلوق ناراض ہو جائے تو ہو جائے خالق کو ناراض نہیں کیا جا سکتا شوہر کی اطاعت اور اس کا احترام ثابت ہے یہاں تک کہ غیر خدا کا سجدہ ہوتا تو رسول خداؐ حکم دیتے کہ بیویاں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں ٹھیک اسی طرح اطاعت واحترام میں، ماں باپ ہیں ان کے حق میں آیات و روایات بہت ہیں ان کی اطاعت و عظمت کا خیال رکھنا ہر اولاد پر فرض ہے مگر اس اطاعت واحترام کی سرحد، گناہ ہے، ماں باپ گناہ کا حکم دیں تو اولاد کو ان کی اطاعت سے باز رکھا گیا ہے ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ اگر غیر خدا کا سجدہ جائز ہوتا تو رسول خداؐ، اولاد کے لیے دستور صادر فرما کر جاتے کہ اپنے ماں باپ کو سجدہ کرو۔

ان دونوں مقامات پر اطاعت مشروط ہے والدین کے لئے مطلقہ اطاعت نہیں ہے اسی طرح شوہر کی بھی اطاعت مطلقہ نہیں ہے لیکن غیر خدا میں کچھ ایسی بھی ہستیاں ہیں جن کی اطاعت کا حکم مطلق ہے بغیر کسی قید و شرط کے ہے مطلب یہ ہے کہ وہ کبھی گناہ کا حکم دے ہی نہیں سکتی لہذا ان کی اطاعت، خدا کی طرح مطلقہ ہے سورہ حشر میں آیت ۵۹ کے اندر ارشاد ہوا "ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا" رسول تمہیں جو دے دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے باز رہو" رسول خداؐ کی مطلقہ اطاعت پر دلیل اس آیت کے ساتھ وہ واقعہ بھی ہے کہ جس میں جناب رسول خداؐ نے کسی کو طلب کیا اس نے آواز سنی مگر وہ حالت نماز میں تھا نہیں آیا جب تاخیر سے خدمت پیغمبر خداؐ میں پہنچا اور آنحضرتؐ نے تاخیر کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں نماز پڑھ رہا تھا اس وقت جناب رسول خداؐ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کر کے اسکو اس کی غلطی کی طرف متوجہ کیا اور واضح کر دیا کہ رسول خداؐ کی اطاعت مطلقہ ہے کبھی بھی کسی بھی مقام و محل ہو نماز میں مصروف رہو یا حج میں یا جہاد کر رہے ہو یا کوئی اور امر

https://downloadshiabooks.com/

واجب ادا کر رہے ہو اگر حجت خدا، معصوم رہنما صدا دے تو اس کی آواز پر لبیک واجب ہے پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں پڑھی ہے "استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم "[1] "جب بھی خدا یا رسول تمہیں بلائیں تو ان کی آواز پر لبیک کہو"۔

یادرہے کہ واجب نماز کو توڑنا جائز نہیں ہے مگر رسول خداؐ کی آواز پر لبیک کہنا بھی واجب ہے بظاہر واجب اور حرام میں ٹکراؤ ہو رہا ہے لیکن اہم و مہم کا مسئلہ ہے اطاعت رسول خداؐ مطلق ہے کسی بھی حال میں رہو نبیؐ کی آواز پر لبیک کہو لہذا واجب نماز و دیگر واجب عبادتوں کو چھوڑ کر رسول خداؐ کی اطاعت لازم ہے ورنہ وہ واجب عمل، باطل ہو جائے گا کیونکہ سورہ محمد آیت ۳۳ میں صاف اعلان کر دیا ہے کہ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول خداؐ کی اطاعت کرو اور دیکھو "ولا تبطلوا اعمالکم "" اپنے اعمال کو باطل مت کرو" جو بھی عمل و عبادت ہو چاہے واجب ہو یا مستحب اگر اطاعت خدا یا اطاعت رسول خداؐ سے خارج ہو جائے تو باطل ہے لہذا نبی کی آواز پر لبیک کہنا ہر حال میں واجب ہے۔

اب جو ہستیاں اس امر اطاعت میں رسول خدا کے برابر ہیں جنھیں قرآن نے اطاعت مطلقہ میں رسول خداؐ کے برابر قرار دیا ہے ان کی اطاعت بھی مطلقہ ہے اور وہ صاحبان امر یعنی معصومین علیہم السلام ہیں قرآن مجید کا ارشاد ہے " اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم " سورہ نساء آیت ۵۹ اور اس طرح ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بھی اطاعت، خدا و رسول خداؐ کی طرح مطلقہ ہے یعنی ان کی آواز پر لبیک کہنا حتی کہ نماز واجب، حج واجب، عبادت واجب کے دوران بھی لازم و واجب ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں اور انکی اطاعت کے خلاف ہونے والا عمل، باطل ہے۔

---

(1) سورہ انفال: آیت ۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

عذاب دنیوی دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ بلاء جو سرے سے قوموں کو تباہ و برباد کر دے جیسے بعض سابقہ امتیوں کے ساتھ ہوا پوری پوری قوم دھنسادی گئی یا آگ کی نذر ہو گئی یا باد صرصر میں تباہ ہو گئی یا دریائے نیل میں ڈوب گئی وغیرہ دوسرا عذاب دنیوی یعنی ایسی بلائیں جو انسانوں کے ہوش اڑادیں، جھنجھوڑ کر رکھ دیں مگر موت کا لقمہ نہ بنائیں۔

قرآن مجید نے سورہ انفال کی آیت ۳۳ میں پیغمبر خداؐ کو مخاطب قرار دے کر ارشاد فرمایا ہے "و ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم "اے ہمارے رحمۃ العالمین نبیؐ ہم آپ کے وجود کی برکت سے آپ کی قوم کو کسی ایسے عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے کہ جس سے اس کا نام و نشان ہی مٹ جائے اور آج امت مسلمہ بغیر نبیؐ کے بھی محفوظ ہے یا تو آیت نعوذ باللہ غلط ہے کہ امت مسلمہ سابقہ امتوں سے بدتر کام انجام دے رہی ہے پھر بھی تباہ کن عذاب نہیں آتا یا پھر یہ مانو کہ کوئی نبی کریم جیسا بشر، نبی کریم جیسا حجت خداؐ، نبی کریم جیسا معصوم اور ہادی برحق باحیات ہے کہ جس کی برکت سے امت بے پناہ بدکاریوں کے باوجود استئصالی عذاب یعنی جڑ سے اکھاڑ پھینک دینے والے عقاب، اور ویران کن بلاؤں میں مبتلا نہیں ہو رہی ہے۔

یہ حدیث سنی کتابوں میں بھی درج ہے کہ جس میں رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے "النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء و اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض"[1] جس طرح اہل آسمان طرح طرح کے استئصال عذاب سے محفوظ ہیں اور وہ تباہ و برباد ہونے سے امان میں ہیں کیونکہ ان کی سلامتی کے لیے آسمان میں موجود ستارے ہیں جو اہل آسمان کے لیے لنگر کی طرح ہیں اسی طرح میرے اہل بیت علیہم السلام زمین والوں کے لیے امن و سلامتی کا باعث ہیں آیت کریمہ سے اس متفق

(1) کمال الدین: ج ۱، ص ۲۰۵۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ روایت کو ملا کر معنی کر لیجیئے پتہ چل جائے گا کہ آج بھی خاندان رسالت سے کوئی ایسی فرد ہے جو لنگر کائنات اور امان زمین نبیؐ ہوتی ہے اور اس کے وجود ذی جود سے یہ دنیا آباد ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو لمحہ بھر میں زمین تہس نہس ہو جائے اور اہل زمین مر جائیں۔

سورہ بقرۃ آیت ۲۴ میں ارشاد ہے اے ہمارے عظیم الشان مجاہد نبی ابراہیمؑ، ہم آپ کو لوگوں کا امام بنا رہے ہیں امامت وہ عظیم الشان منصب ہے کہ کائنات کے افضل الناس نبی ابراہیمؑ دست دعا بلند کر دیتے ہیں اور اپنی ذریت میں اس عہد منصب کی درخواست کر بیٹھتے ہیں خداوند متعال نے حضرت ابراہیمؑ کو مایوس و نامراد نہیں کیا بلکہ دعا کو قبول کرتے ہوئے فرمایا اے ذریت ابراہیمؑ ہم آپ کو تو امامت کا منصب مشروط طریقہ سے عطا کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں" انی جاعلك للناس اماماً و جاعل صالحی ذریتك ائمۃ" اے ابراہیمؑ آپ کو تو امامت کا عہد منصب سونپ ہی رہے ہیں ہم آپ کی ذریت میں صالحین کو بھی ائمہ قرار دیں گے قرار دینے والا خدا ہو گا ائمہ بنائے جانے والے صالح ہوں گے۔

زیادہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں ہے قرآن نے ظلم کرنے والے کو اگر وہ ذریت ابراہیمیؑ میں سے ہوں تب بھی امامت کرنے سے محروم ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور شرک، ظلم عظیم ہے تو ۴۰، ۴۰ سال تک ظلم عظیم کے مرتکب لوگ کیونکر امامت کر سکتے ہیں!؟

سربراہِ کنیزان کا لال

جناب رسول خداؐ کے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے اور دقیق فرمایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند ہوں گے اور یہ بھی بتلایا کہ آپ کنیز کے فرزند ہوں گے جو خیرۃ الاماء ہوں گی اور

https://downloadshiabooks.com/

اس طرح کی محدود و مقید پیشین گوئی کے ذریعہ جناب رسول خداؐ نے بہت سے کاذب مدعی کے لیے راستہ بند کر دیا نہیں تو بہت سے افراد مہدویت کے دعوے دار ہوتے اور روئے زمین پر خون بہاتے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام خیرۃ الاماء ہوں گے اس عظیم فرزند کے اوپر میرے بابا ابو طالب علیہ السلام قربان ہو جائیں ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی روش یہ تھی کہ جب بھی آپ کی خدمت میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تشریف لاتے تھے تو آپ انھیں "مرحباً یابن رسول اللہ" کہہ کر خیر مقدم و خوش آمدید کہا کرتے تھے لیکن جب امام حسین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو امیر المومنین علیہ السلام کے خیر مقدم کے الفاظ بدل جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے "بابی انت و امی یا ابا ابن خیرۃ الاماء" "میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہو جائیں اے بہترین کنیز زادے کے پدر!" ایک روز مولا کے اس عمل کے متعلق صحابہ نے سوال کر لیا اور کہا کہ کیا بات ہے آپ حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے لیے مرحبا فرزند رسول اللہؐ کہتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے لیے اپنے ماں باپ کو قربان کرتے ہیں آخر یہ بہترین و سردار کنیزان کا لال ہے کون؟ تو امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "ذاك الفقيد الطريد الشريد محمد بن الحسن ،،،الحسین علیہ السلام هذا" وہ حسین علیہ السلام کی نسل میں حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند محمد بن حسن المہدی علیہ السلام ہیں جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوں گے دیار بدیار پھرنے پر مجبور ہوں گے شہر و آبادی سے جلاوطن رہ کر صحراؤں اور بیابانوں میں رہ رہے ہوں گے۔[1]

عبد الرحیم القصیر امام باقر علیہ السلام کے صحابی نے مولا امیر المومنین علیہ السلام کے

(1) کنز الفوائد ص/۱۷۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کلام ابن الخیرۃ الاماء کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے مراد حضرت فاطمۃ الزھراء علیہا السلام ہیں تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا" ان فاطمۃ خیرۃ الحرائر "جناب سیدۃ علیہا السلام تو تمام آزاد خواتین کی سید و سردار ہیں سیدہ الاماء جناب نرجس خاتون مادر حضرت امام زمان علیہا السلام ہیں۔[1]

ایک روز عمر بن خطاب نے بھی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نام دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے صاف لفظوں میں بتانے سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ میرے حبیب جناب رسول خداؐ نے مجھ سے عہد و پیمان لیا ہے کہ میں ان کا نام نہ بتلاؤں یہاں تک کہ خدا انھیں مبعوث فرمائے اس روایت کو سابقہ روایت سے ملانے سے یہ پتہ چلتا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اسم مبارک عمر جیسوں سے نہیں بتایا جا سکتا اپنوں کے درمیان بتلایا جا سکتا ہے اگرچہ احتیاط یہی ہے کہ اصل نام نہ لیا جائے۔

عمر نے امام علیہ السلام سے کہا کہ اچھا تب ان کی صفتیں ہی بتا دیجیے اس وقت امام علی علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کے بہت سے اوصاف اور جسمانی صفات بیان فرمائے اور آخر میں فرمایا" بابی ابن خیرۃ الاماء" "میرے پدر بزرگوار کنیزوں کی سید و سردار کے لال پر قربان ہو جائیں" اگر حضرت ابو طالب علیہ السلام عمر کی نظر میں مسلمان نہ ہوتے تو وہ ہنس کر کہہ سکتا تھا یا طنز کر سکتا تھا کہ کس کو کس کے اوپر قربان کر رہے ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام تو رسول خداؐ کی پیشین گوئی ہیں، ان کی اولاد ہیں، مسلمان اور امام ہیں ان کے اوپر ایک "کافر" کی قربانی کا کیا مطلب ہے۔[2]

آج سنیوں کی ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے قائل نہ ہو

(1) اثباۃ الھداۃ، ۵۳۸، ۳۔

(2) فرائد فوائد الفکر، ص ۴۔

https://downloadshiabooks.com/

کرانھیں تو فرزند امام حسین علیہ السلام ثابت نہیں کر سکتے ہیں اور دوسری مشکل، غلام و کنیز کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو کس سے امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی نسبت دیں گے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ جو امام علی علیہ السلام نے بابی ابن خیرہ الاماء کہا ہے امامیہ کا کہنا ہے کہ وہ ان کے بارھویں امام ہیں وہی کنیز زادے ہیں جن کا نام جناب نرجس تھا لیکن ہمارے معتزلی بزرگوں کا کہنا ہے کہ "انه فاطمی یولد فی مستقبل الزمان لا م ولد ولیس بموجود الآن" وہ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی نسل سے ہوں گے مگر آئندہ زمانہ میں ایک کنیز سے پیدا ہوں گے اور وہ ابھی موجود نہیں ہیں۔[1]

جناب علی بن جعفر نے قیافہ شناسوں کی تصدیق کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے ہونٹوں کو چومنا شروع کیا اور فرمایا "اشهد انك اماما عند الله" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی اللہ کے نزدیک میرے امام اور حجت ہیں یہ سن کر امام رضا علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا اے چچا کیا آپ نے جناب رسول خداؐ کی یہ حدیث نہیں سنی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "بابی ابن خیرۃ الاماء" "میرے باپ عبداللہؑ، کنیزوں کی سید و سردار کے لال پر قربان ہو جائیں" اے چچا میرا یہ لال کنیز زادہ ہے پاک و پاکیزہ کنیز نوبیہ خاتون کا لال ہے اور انھیں کا پوتا (امام مہدیؑ) بھی کنیز زادہ ہوگا جو تمام کنیزوں کی سید و سردار کا لال ہوگا۔[2]

پتہ کی بات

پتہ کی بات یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ کلام "ابن خیرۃ الاماء" اس قدر مشہور و معروف تھا کہ جب فرزند امام سجاد علیہ السلام جناب زید شہیدؑ نے

(1) شرح المعتزلی ۵۸، ۷۔

(2) الارشاد: ص ۳۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

قیام کیا تھا تو چونکہ آپ بھی فرزند کنیز تھے لوگوں نے جناب زید شہیدؑ کے اوپر ابن خیرۃ الاماء ہونے کو تطبیق دینا شروع کر دیا بلکہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو صباح نامی صحابی سے سوال کیا کہ کیا خبر لائے ہو؟ تو ابو صباح نے کہا کہ آپ کے چچا زید کی طرف سے خوشخبری لایا ہوں انھوں نے قیام کیا ہے اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ وہی کنیز زادے ہیں جن کے بارے میں رسول خداؐ نے "ابن خیرۃ الاماء" فرمایا ہے اور وہی اس امت کے قائم ہیں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ جھوٹ ہے ایسا نہیں ہے اگر انہوں نے قیام کیا تو قتل کر دئے جائیں گے۔

یہاں پر ایک وضاحت ضروری ہے کہ لوگوں نے زید شہیدؑ کے اوپر تطبیق دینی شروع کر دی تھی حضرت زید نے اس کا دعوی نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ امامت کے مدعی تھے اور نہ ہی انھوں نے اپنے کو قائم آل محمدؐ کہا بلکہ وہ نعرہ "الرضا لآل محمد ﷺ" کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو آل محمدؐ کو حکومت سونپ دیتے۔

پے در پے

ائمہ طاہرین علیہم السلام نے متعدد طریقہ سے امام زمان علیہ السلام کی ولادت، غیبت و ظہور اور اسکی علامتوں کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ اگر کوئی ان احادیث کا مطالعہ کر لے تو ہر گز امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں گمراہ نہیں ہو سکتا جیسے کتاب "المعجم الموضوعی" علامہ علی کورانی کی کتاب، اسی طرح علامہ محمد مہدی زین العابدین کی "بیان الائمۃ"[1] آٹھ جلد میں ہے اسی طرح شہید محمد صادق صدر کی "موسوعۃ الامام المہدیؑ" اور علامہ علی اکبر نہاوندی کی "العبقری الحسان" یہ وہ کتابیں ہیں کہ جن کا مطالعہ کرنے والا امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں کبھی

(1) اس کتاب کے تردید میں علامہ سید جعفر مرتضیٰ عاملی قدہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس کا نام بیان الائمہ وخطبۃ البیان فی المیزان ہے جس میں عالمی صاحب نے کتاب کے اندر بعض اعتراضات کئے ہیں اور خطبۃ البیان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

انحراف کا شکار نہیں ہو گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں" اذا توالت ثلاثة اسماء محمد وعلی و الحسن کان رابعهم قائمهم" اگر پے در پے جناب رسول خداؐ کے نام پر پھر ان کے بعد امیر المومنینؑ کے نام پر پھر ان کے بعد امام حسنؑ کے نام پر امام ہوں گے یعنی محمد (جوادؑ) کے بعد علی (ہادیؑ) اور ان کے بعد حسن (عسکریؑ) ہوں تو" کان رابعهم قائمهم"[1] تو یقین جانو کہ ان کے بعد چوتھا قائم آل محمدؐ ہو گا، کبھی امام صادقؑ نے اپنے لال امام موسی کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا لال وہ ہے کہ جس کی صلب سے قائم آل محمدؐ پیدا ہوں گے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

شہرت قائم آل محمدؐ

قائم آل محمدؐ ہونا بھی بہت مشہور تھا اس نام سے غیروں نے سوء استفادہ کیا ہے اور منحرفوں نے قائم آل محمدؐ کا دعوی کیا ہے قائم آل محمدؐ کا عنوان اس قدر مشہور تھا کہ اصحاب ائمہ ،ائمہؑ سے سوال کرتے تھے کہ کیا آپ قائم آل محمدؐ ہیں جس طرح عبد العظیم حسنیؒ نے سوال کیا تھا اسی طرح ابو حمزہ ثمالیؒ نے بھی سوال کیا تھا۔

روایت میں ہے کہ ایک روز ابو حمزہ ثمالیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر پوچھا" انت صاحب هذا الامر؟" کیا عالمی عدل پر مبنی حکومت کو قائم کرنے والے آپ ہی ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں! ابو حمزہ ثمالیؒ نے پھر پوچھا تو آپ کے لال قائم آل محمدؐ اور صاحب الامر ہوں گے؟ امام علیہ السلام نے پھر فرمایا: نہیں، میرے لال بھی نہیں، ابو

(1) کمال الدین: ص ۳۶۲، ب ۳۳۔

https://downloadshiabooks.com/

حمزہ ثمالیؒ نے کہا تو پھر آپ کے پوتے (ولد ولدک) صاحب الامر ہوں گے ؟امام علیہ السلام نے پھر فرمایا نہیں ابو حمزہ ثمالیؒ نے چوتھی بار پوچھا "فولد ولد ولدك" آپ کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے یعنی پر پوتے صاحب الامر اور قائم آل محمدؐ ہوں گے ؟تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، ابو حمزہ ثمالیؒ اب کیا پوچھیں ! لہذا انہوں نے سوال بدل دیا اے فرزند رسولؐ پھر کون صاحب الامر اور قائم آل محمدؐ ہو گا ؟تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا وہی قائم آل محمدؐ ہوں گے اور وہی صاحب الامر ہوں گے جو دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی وہ بھی "علی فترة من الائمة كما ان رسول الله بعث على فترة من الرسل" ائمہ علیہم السلام کی غیبت اور زمانہ فترت کے بعد جس طرح رسول خداؐ انبیوں کی غیبت اور زمانہ فترت کے بعد مبعوث ہوئے تھے [1]۔

سقیفہ، قتل گاہ حسینؑ ہے

طول تاریخ میں شیعیان اہل بیت علیہم السلام کا بہت خون بہایا گیا ہے اور نہ جانے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک کتنے محبان اہل بیت علیہم السلام شہید کیے جائیں گے ان تمام ناحق خون کا غازہ صدر اسلام کے دو مجرموں کی گردن پر ہے کہ اگر وہ دونوں ملعون نہ ہوتے تو دنیا کا رنگ وروپ ہی کچھ الگ ہوتا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پردہ غیبت میں نہ جانا پڑتا یہی نہیں بلکہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو خانہ نشین نہ ہونا پڑتا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر نہ دیا جاتا، حضرت سیدہ عالمیانؑ کے پہلو شکستہ نہ ہوتے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں رلا رلا کے شہید نہ کیا جاتا۔

مازندران کے ایک بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک علوی سے پوچھ لیا کہ امام حسین علیہ

(1) الکافی: ج۱، ص۳۴۲، ح۲۱۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کب شہید کئے گئے بادشاہ کا مطلب دن، تاریخ معلوم کرنا تھا اس لیے اس نے اس طرح سوال کیا "متی قُتل الحسین علیہ السلام" اس مرد مجاہد، سید علوی نے بے ساختہ کہہ دیا "یوم السقیفة" امام حسین علیہ السلام سقیفہ کے دن شہید کئے گئے تھے یہی سوال وجواب حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام سے ملتا ہے جس کو علامہ میرزا ابوالفضل تہرانی رازی نے شرح زیارت عاشوراء میں شعر کی شکل میں مرقوم فرمایا ہے زیارت عاشورہ کی میری نظر میں بہترین شرح یہی "شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور" ہے۔

ایک روز شاعر اہل بیت علیہم السلام جناب کمیت بن زیاد اسدی جن کے قصیدہ ھاشمیات دنیائے ادب عربی میں بہت مشہور ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہیں سلام وکلام کے بعد جناب کمیت اسدی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرنا چاہتے ہیں حضرت امام باقر علیہ السلام اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ کمیت نے عرض کیا مولا مجھے شیخین کے بارے میں بتلایئے حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا "ما اهریق فی الاسلام محجمة من دم ولا اکتسب مال من غیر حله ولا نکح فرج حرام الا و ذلك فی اعناقهما الی یوم یقوم قائمنا" اے کمیت! اسلام میں کوئی ناحق خون نہیں بہایا جاتا اور حرام مال کسب نہیں کیا جاتا اور کوئی شرمگاہ حرام طریقہ سے استعمال نہیں ہوتی مگر یہ کہ ہمارے قائمؑ کے قیام تک ان سارے جرائم کو ان دونوں کی گردن میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ دونوں قیام حکومت عدل تک تمام حرام مال، حرام عورت اور حرام وناحق خون کے ذمہ دار ہیں[1]۔

توجہ رہے کہ امام باقر علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے قیام

(1) رجال الکشی: ص ۱۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

تک سارے خون و مال اور شرمگاہ کے گناہ کو ان ملعونوں کی گردن پر قرار دیا ہے یہ حد بندی اس لیے کہ ظالم حکومتوں میں یا غیر عادل حکومتوں میں جتنے بھی جرائم ہو چکے ہیں ان کی بنیاد اور ذمہ داری انہی دونوں پر ہے لیکن جس روز یہ حکومت حضرات اہل عدل وانصاف یعنی محمد وآل محمدؐ کے دست زبردست میں آجائے گی اور آپ حضراتؑ اس دنیا کو چلائیں گے تو اس وقت ساری ذمہ داری ان بزرگواروں کے ذمہ ہو گی اور یہ بزرگوار متعہ کو حلال کر دیں گے مال واسباب کا دہانہ کھول دیں گے نہ حرام طریقہ سے ذریعہ معاش کرنے کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی کسی کا خون بہانے کی نوبت آئے گئی بھیڑ اور بھیڑیا ایک دوسرے کے درپے آزار نہ ہوں گے یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہر ملک ودیار میں جو رئیس وسربراہ حکومت ہوتا ہے اس کے ذمہ تمام رعایا کے امور ہوتے ہیں ہر خون ناحق و مال حرام، فعل حرام کا ذمہ دار سربراہ مملکت ہوتا ہے اس لیے سربراہ مملکت کو عادل وانصاف ور ہونا چاہیئے اور اپنے ماتحتوں کو سختی کے ساتھ عدل وانصاف کا حکم دینا چاہیے اور ذرا سا بھی ظلم وستم کرنے والے کا مواخذہ کرنا چاہیئے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انجام دیا ہے آپ شدت کے ساتھ اسلامی اصولوں اور شریعت کے پابند تھے نصیحتیں خطابات اور مکتوبات کے ذریعہ مولا نے اپنے ماتحتوں کو عدل وانصاف پر قیام کا حکم دے رکھا تھا اور جاسوسوں کے ذریعہ خبر بھی رکھتے تھے۔

ایک اور روائی دلیل کہ جس کے باعث یہ عیاں ہے کہ ان دونوں ملعونوں کی گردن پر اسلام کے اندر رہونے والے تمام قتل کی ذمہ داری ہے اور انہیں کی وجہ سے مظلوموں کو شہید کیا جاتا رہا ہے کوفہ کے رہنے والے امام جعفر صادق علیہ السلام کے معتبر صحابی محمد بن کثیر رقی کوفی ہیں جو بظاہر شام کے شہر رقہ میں پیدا ہوئے تھے مگر کوفہ میں آکر آباد ہو گئے تھے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر تعلیمات اہل بیت علیہم السلام سے بہت مستفید ہوئے اور بڑے مولائی و تبرائی تھے انہوں نے اپنا مشغلہ ہی یہ بنالیا تھا کہ ہر نماز سے پہلے اور ہر

https://downloadshiabooks.com/

نماز کے بعد صدر اسلام کے دونوں خبیثوں پر تبراء ضرور کرتے تھے ایک روز خواب دیکھتے ہیں کہ ایک پرندہ ایک ظرف سرخ رنگ کے خلوق (ایک قسم کی خوشبو) کو لیے ہوا مرقد حضرت رسول خداؐ میں داخل ہوتا ہے اور ظرف خلوق کو زمین پر رکھ کر پیغمبر خداؐ کی قبر کے دائیں بائیں طرف اپنی منقار سے کھودنا شروع کرتا ہے اور دونوں جانب سے ایک ایک لاش تروتازہ باہر نکالتا ہے اور پھر خلوق کے برتن سے خلوق نکال کر ان دونوں لاشوں کے سر و گردن کو معطر کرتا ہے پھر دونوں لاشوں کو قبر میں دوبارہ ڈال کر بند کر دیتا ہے اور پھر روضہ رسولؐ سے نکل کر اڑ جاتا ہے ابن کثیر کوفی کہتے ہیں کہ میں نے خواب ہی میں اپنے قریب ایک شخص سے سوال کیا کہ یہ کون سا پرندہ ہے اور خلوق کیا تھی؟ اس شخص نے جواب دیا کہ آج شب جمعہ ہے ہر شب جمعہ یہ پرندہ روضۃ رسولؐ میں داخل ہو کر ایسا عمل انجام دیتا ہے اور ان دونوں کو خلوق سے معطر کر کے واپس اڑ جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قصہ کے ظاہر سے قبر رسول خداؐ کے آزو بازو مدفون افراد کی عزت و عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ پرندہ ہر شب جمعہ انھیں سرخ رنگ کے سیال سے معطر کرتا ہے ابن کثیر کوفی خواب سے بیدار ہو جاتے ہیں اور بڑے مضطرب و پریشان ہوتے ہیں اور پھر نماز صبح سے پہلے اور نماز صبح کے بعد ان دونوں ملعونوں پر لعنت نہیں کرتے یہاں تک کہ دن کا اجالا ہوتا ہے اور آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہیں خود ابن کثیر رقی بیان کرتے ہیں کہ جونہی امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر مبارک مجھ پر پڑی امام علیہ السلام ہنسنے لگے اور فرمایا ہاں تم نے خواب میں اس پرندہ کو دیکھا ہے میں نے کہا کہ ہاں میرے مولا و آقا میں نے اسے دیکھا ہے تو امام صادق علیہ السلام نے کچھ کہنے سے پہلے اس آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی "انما النجویٰ من الشیطان لیحزن الذین آمنوا"[1] "یہ سرگوشی و کانا پھوسی، شیطان کی طرف سے ہے تاکہ

(1) سورۂ مجادلہ: آیت ۱۰۔

https://downloadshiabooks.com/

وہ اہل ایمان کو مخزون و مغموم بنادے"۔

مطلب یہ ہے کہ اے محمد بن کثیر جس کام کو تم کرتے ہوئے آئے ہو اس کو مت چھوڑو یہ کانا پھوسی اور اضطراب کا باعث شیطان ہے شیطان چاہتا ہے کہ مومنین پریشان ہوں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن کثیر کے عمل کو جائز بلکہ خدا پسند اور شیطان ناپسند عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا اے ابن کثیر یہ نہ سمجھنا کہ وہ کوئی خوشبودار خلوق تھا کہ جس سے اس مرغ نے ان دونوں ملعونوں کو معطر کیا ہے نہیں بلکہ ہر شب جمعہ پورے ہفتہ میں کہیں پر بھی خون ناحق بہائے جانے والوں کے خون کا غازہ سمیٹ کر وہ فرشتہ پرندہ کی شکل میں روضہ رسول خداؐ میں داخل ہوتا ہے اور اس خون سے ان کی سر و گردن پر مل دیتا ہے وہ فرشتہ مامور ہے کہ مشرق و مغرب میں کہیں بھی جو کوئی مظلوم شہید کیا جاتا ہے اس کے خون کو لیکر وہ آتا ہے اور ان دونوں کی گردن میں مل دیتا ہے کیونکہ ظلم و ستم اور قتل و غارت کے یہی دونوں ذمہ دار ہیں[1]۔

عمر، یہود نواز تھا

جناب سید ابن طاوؤس کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب نے عراق کو اپنی سکونت کے لیے انتخاب کرنا چاہا تو کعب الاحبار سے مشورہ کیا کعب الاحبار یہودی تھا اور عمر کو یہودیوں سے بڑا لگاؤ تھا جب عمر نے کعب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو یعنی عراق میں گھر لینے اور وہاں سکونت اختیار کرنے کے لئے مت سوچو اسکی وجہ کیا تھی؟ کعب کی زبانی سنیے کہتا ہے کہ وہاں دجال رہتا ہے وہاں سرکش جنات رہتے ہیں وہاں نو بٹا دس حصہ جادو گری کا بازار گرم ہے وہاں لا علاج بیماریوں کی بھرمار ہے خلاصہ کلام یہ کہ عمر بن خطاب ڈر گیا اور اس نے عراق میں سکونت اختیار نہیں کی سوچیں جب عمر کے یہاں سکونت اختیار نہ کرنے پر یہ حال ہے تو اگر وہ یہاں آکے بس

(1) مناقب ابن شہر آشوب: ج۱۱، ص۳۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

جاتا تو عراق عمرستان بن جاتا اور ظاہراً عراق سے مراد شہر کوفہ ہے اگرچہ لفظ عام ہے پورا ملک عراق مراد ہو سکتا ہے لیکن عام طور سے عراقَین سے مراد کوفہ و بصرہ ہوا کرتا ہے اور صرف عراق استعمال ہو تو قرینہ کے تحت کوفہ یا پورا شہر مراد ہوتا ہے "قال له كعب: لا تفعل فان فيها الدجال وبها مردة الجن وبها تسعة اعشار السحر وبها كل داء عضال"۔[1]

سنی روایات میں بھی دجال کے خروج کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے مانند "لازم الاعتقاد" بتایا گیا ہے حتی کہ روایت نبویؐ میں وارد ہوا ہے کہ " من انكر خروج المهدي فقد كفر بما انزل على محمد و من انكر نزول عيسى فقد كفر و من انكر خروج الدجال فقد كفر" جو شخص حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انکار کرے وہ رسول خداؐ کا منکر ہے اور جو دجال کا انکار کرے اور اس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا انکار کرے کافر ہے۔[2]

دجال حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں سرزمین فلسطین پر "باب لد" کے نام سے مشہور دروازے پر مارا جائے گا اور جس دن وہ واصل جہنم ہو گا اس روز کو "یوم الخلاص" روز رہائی اور یوم آزادی کا نام دیا جائے گا "یوم الخلاص" نام کی ایک کتاب کامل سلیمان صاحب نے لکھا ہے جو امام زمان علیہ السلام کے بارے میں پیاری کتاب ہے فارسی میں "روز گار رہائی" کے عنوان سے جناب آیت اللہ علی اکبر مہدی پور کے ذریعہ ترجمہ ہو چکی ہے صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو صرف شیعوں اور اپنوں کے لیے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتے انھیں میری کتاب کے مطالعہ کی اجازت نہیں

(1) المصنف لعبد الرزاق الصنعانی، ج۱۱، ص۲۵۱۔

(2) ینابیع المودۃ، ج۳، ص۲۹۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔

شیعہ کتابوں میں دجال کے شام میں مارے جانے کا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونے کا ذکر ہے یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دجال پیدا نہیں ہوگا بلکہ وہ پیدا ہو چکا ہے اور اب تک زندہ ہے اور اس کی عمر، امام زمان علیہ السلام سے بھی زیادہ ہے۔

سنی روایات میں ہے کہ دجال کا تذکرہ بھلا دیا جائے گا یہاں تک کہ لوگ اس کا منبروں پر بھی تذکرہ نہیں کریں گے تب جا کر اس کا خروج ہوگا "ام المنافقین" کا بیان ہے کہ جناب رسول خداؐ اپنی نماز کے قنوت میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے سوال یہ ہے کہ اگر پیدا نہیں ہوا تھا تو اس سے پناہ طلبی کیا معنی رکھتی ہے؟ اس کی پیشانی پر کلمہ فساد لکھا ہوگا یعنی کافر لکھا ہوگا اس قدر مومنین تنگ آچکے ہوں گے کہ انھیں موت ہر شئ سے زیادہ پیاری لگے گی اس کے کافر ہونے کو پڑھے لکھے ہی نہیں بلکہ کلمہ فساد کو ان پڑھ لوگ بھی سمجھ لیں گے مگر بھاری خلائق اس کی تابع ہوگی جس سے پتہ چلتا ہے کہ حق اور حقیقت جانتے ہوئے بھی لوگ اس کی طرف داری اور حمایت میں ہوں گے کیونکہ اس کے پاس پیسہ اور راشن بہت ہوگا۔

حدیث سفینہ نوح علیہ السلام کے ذیل میں سنی کتاب مجمع الزوائد میں یہ فقرہ بھی وارد ہوا ہے "ومن قاتلنا فی آخر الزمان کانما قاتل مع الدجال" میزان الاعتدال ذھبی میں ہے کہ "و من قاتلھم فکانما قاتل مع الدجال" "جو شخص ہم اہل بیت علیہم السلام سے آخری زمانہ میں بر سر پیکار ہوگا دوسرے فقرہ کا ترجمہ ہے "جو شخص اہل بیت علیہم السلام سے بر سر پیکار ہوگا وہ دجال کے ہمراہ قتل و غارت مچائے گا یعنی دشمنان اہل بیت علیہم السلام میں سے جو بھی کسی طریقہ سے اہل بیت علیہم السلام سے بر سر پیکار رہا ہے وہ اٹھایا جائے گا اور دجال کے ہمراہ اہل ایمان سے جنگ کرے گا اور اسی ملعون کی طرح نیست و نابود ہوگا۔

https://downloadshiabooks.com/

دجال اگرچہ خود بہت خبیث ہو گا مگر روایات نبی وائمہ علیہم السلام میں ''ائمہ ضلال'' کو دجال سے بد تر قرار دیا گیا ہے جناب رسول خداؐ سو رہے تھے اور ان کے پہلو میں بیٹھے صحابہ دجال کے سلسلہ میں گفتگو کر رہے تھے حضرتؐ کی آنکھ کھل گئی سنکر چہرہ سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا "غیر الدجال اخوف علیکم عندی من الدجال، ائمۃ مضلّون"[1] "غیر دجال تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہیں اور وہ گمراہ کرنے والے پیشوا ہیں"[2] یہ روایت سنیوں کے نزدیک صحیح روایات میں سے ہے۔

ایک بات جسے سنیوں کی روایات میں بھی تاکید سے بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ جباروں اور ظالموں کے ذریعہ فراہم شدہ مال کو مت کھاؤ،[3] رسول خداؐ سے مروی ہے کہ آپ نے جناب سلمانؓ فارسی سے فرمایا "ان طعام اُمرائی بعدی مثل طعام الدجال" "میرے بعد حاکموں کی غذا، دجال کی غذا کے مانند ہو گی'' دونوں میں وجہ تشبیہ کیا ہے اس پر توجہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے فرماتے ہیں "اذا اکلہ الرجل انقلب قلبہ"[4] "جو نہی لوگ دجال کا کھانا کھائیں گے ان کا دل بدل جائے گا'' اور وہ دجال کے تابع اور اس کے ماننے والے ہو جائیں گے یعنی دین و دینداری سے بے گانہ ہو جائیں گے۔

ظالموں کے دستر خوان کی غذاؤں کے نہ جانے کتنے لوگوں کی دین داری کا بیڑا غرق کیا ہے ابو ہریرہ، ابو حنیفہ، عیسی بن اکثم، قاضی شریح اور ابن داؤد وغیرہ بطور نمونہ ذکر کئے جا سکتے ہیں اور آج بھی جن جن لوگوں نے جباروں کے دستر خوان پر لقمے توڑے ہیں یا توڑ رہے ہیں وہ ان

(1) معجم احادیث الامام المھدی: ج۱، ص۳۳۔
(2) المصنف لابن ابی شیبۃ، ج۱۵، ص۱۴۲۔
(۲) حلیۃ اولیاء ج۷، ص۶۹۔
(4) معجم احادیث الامام المھدی: ج۱، ص۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کے گن گار ہے ہیں اور آئندہ بھی ایسا ہو گا۔

سفیانی کون؟

حارث ''حمدانی'' امام امیر المومنین علیہ السلام کے فدائی صحابی تھے امامؑ سے بہت محبت کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ امام زمان علیہ السلام کے بال گھنگریالے ہوں گے اور آپ کے رخسار پر خال ہو گا اور قیام کا آغاز مشرق سے کریں گے اور جوں ہی امام مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے بنی امیہ کا ''آخری کانٹا'' یعنی سفیانی خاموش نہیں بیٹھے گا وہ بھی نکل کھڑا ہو گا یعنی سفیانی کا خروج امام علیہ السلام کے ظہور کے فوراً بعد ہے پہلے نہیں لیکن یہ بھی یاد رہے کہ علائم ظہور میں حتمی علامتوں میں سے ایک خروج سفیانی ہے اور ایک روایت ایسی بھی ہے کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ دو سفیانی ہیں ایک ظہور سے پہلے جو علامت ظہور ہے اور دوسرا ظہور کے فوراً بعد اور ظہور کے بعد والے سفیانی کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں " یملك قدر حمل امراۃ تسعة اشهر " ''وہ نو ماہ کی حکومت بھی کرے گا'' اور شام کا سارا علاقہ اس کی پیروی کرے گا سوائے چند گروہوں کے جو باذن الٰہی اس کے ساتھ خروج کرنے سے بچ جائیں گے ان مومنین کی توصیف میں وارد ہوا ہے کہ " الا طوائف من المقیمین علی الحق " ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو حق پر قائم و پایدار رہیں گے'' اور سفیانی کا ساتھ نہیں دیں گے اور یہ مومنین اہل شام میں سے ہوں گے اور اللہ عزوجل انھیں توفیق دے گا کہ سفیانی کے ساتھ خروج نہ کریں[1]۔

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ روایت سنی کتابوں میں بھی وارد ہوئی ہے اور اس روایت کے فقرہ سے " مبدئه من قِبَل المشرق "[2] ''کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مشرق کی جانب

(1) غیبۃ نعمانی: ص ۳۱۴، ب ۱۸۔

(2) فتح الباری: ج ۱۱، ص ۳۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

سے ہو گا'' وہابیوں نے ناجائز فائدہ بھی اٹھانا چاہا مگر پول کھل گیا وجہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مکہ مکرمہ سے قطعی ہے جس کا یقین بہت سے سنیوں کو بھی ہے لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے انصار کو بھی مکہ سے سمجھ بیٹھے ہیں دراصل اہل مشرق امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمینہ فراہم کریں گے نہ کہ خود امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مشرق کی جانب سے ہو گا نتیجہ یہ ہوا کہ آغاز ظہور کے لیے مقدمہ مشرق کے لوگ فراہم کریں گے مشہور روایت میں آیا ہے کہ "یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمهدی"[1] ''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ خروج کریں گے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت و سلطنت کا زمینہ فراہم کریں گے'' کچھ سال پہلے نجد میں ایک شخص نے جو ہاشمی بھی نہیں تھا اس نے مہدی ہونے کا دعوی کیا علاقے کے لوگوں نے حکومتی کارندوں سے رابطہ قائم کیا اور حکومتی کارندوں کو اس کا دعوی پسند آیا اور اسے لیکر مفتی اعظم حجاز ''بن باز'' ملعون کے پاس پہنچے بن باز کو بھی یہ دعوی حدیث کے مطابق کرنا تھا لہذا اس نے حکم دیا کہ مکہ مکرمہ کے مشرق میں اسے لے جاؤ مثلا افغانستان یا چیچن میں بھیج دو تا کہ اس کا ظہور مشرق کی جانب سے کہلائے اب یہ نہیں معلوم کہ افغانستان بھیجا گیا یا چیچن بہر حال حدیث میں مشرق کی جانب سے ظہور مہدی علیہ السلام کو صحیح اور حدیث پر منطبق کرنے کے لیے بن باز نے اسے افغانستان یا چیچن بھیج دیا اس واقعہ سے ایک بات اور بھی واضح ہو گئی کہ وہابیوں کے سرغنہ کو یہ یقین نہیں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مکہ مکرمہ سے ہو گا۔

سفیانی کے سلسلہ میں روایات متواتر ہیں اور اس کا مسئلہ بڑا خطرناک ہے یہ حادثہ واقع ہو کے رہے گا لہذا بعض کا اسے حتمی علامت ہونے کے باوجود بداء کا مسئلہ قرار دینا درست نہیں ہے اس لیے کہ بعض محققین نے سفیانی کو ''عدم بداء'' والا مسئلہ قرار دیا ہے اور اسکے حتمی علامت

(1) معجم احادیث الامام المهدی: ج ۱، ص ۳۸۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ہونے کو ترجیح دی ہے اس ملعون کے ہاتھوں ہزار ہا شیعہ قتل ہوں گے جو سب کے سب بے گناہ ہوں گے مگر ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہوگا کہ وہ ''علی ولی اللہ'' کہہ رہے ہوں گے یہ ملعون ہر اس شخص کو قتل کرے گا یا کرائے گا جس کا نام محمد، علی، فاطمہ، زینب وغیرہ ہوگا اور اس کی ساری سرگرمیاں شیعی علاقوں میں تباہی قتل وغارت اور تخریب کاری ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے عیاں ہے کہ سفیانی محتوم علائم میں سے ہے آپ فرماتے ہیں "اِنَّ من الامور اموراً موقوفة و اموراً محتومة وان السفیانی من المحتوم الذی لا بد منه"[1] امور سے مراد علائم ظہور ہیں جن کو امام باقر علیہ السلام نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم خود آشکار کر رہی ہے کہ سفیانی کا قضیہ ''بدائی امور'' میں سے نہیں ہے ورنہ دو قسم میں تقسیم کرنا لغو ہو جائے گا اور امام باقر علیہ السلام کا حتمی علامتوں میں سے بطور مثال سفیانی کا تذکرہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بہت حتمی علامت ہے شاید یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ارشاد فرمایا ہے۔اس مسئلہ کی اہمیت اور اس کی باریکیوں پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالنے کی خاطر ہم نے الگ سے ایک کتابچہ بنام ''شجرہ خبیثہ کا آخری کانٹا'' کے عنوان سے مرتب کرنا شروع کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ ملعون چند ہی ماہ حکومت کرے گا مگر اس چند ماہ میں شیعوں کے خون سے ہولی کھیلے گا اور بہت سی تباہیاں مچائے گا شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام نے اس سلسلہ میں کثرت سے بیانات جاری فرمائے ہیں تاکہ مومنین سفیانی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات رکھیں اور حدا کثر لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں حضرت امام جعفر صادق علیہ

(1) الغیبۃ للنعمانی: ص ۳۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

السلام کے بیان میں ہے کہ "من المحتوم خروج السفیانی فی رجب"[1] سفیانی کا ماہ رجب میں خروج حتمیات میں سے ہے اس روایت میں امام علیہ السلام نے مہینہ بھی مقرر فرما دیا ہے اور اصحاب ائمہ علیہم السلام سفیانی کے بارے میں جناب رسول خداؐ اور امیر المومنین علیہ السلام کے بہت سے بیانات سن چکے تھے لہذا مختلف طریقہ سے بعد کے اماموں سے سوال کیا کرتے تھے۔

حمران بن اعین جناب زرارہ کے بھائی کا بیان ہے کہ ایک روز امام باقر علیہ السلام سورہ انعام کی آیت ۲ "ثم قضیٰ اجلاً و اجلٌ مسمیٰ عندہ"[2] کی تفسیر بیان فرما رہے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا دو قسم کی مدت و مہلت اور موت کا وقت ہوتا ہے ایک حتمی اجل تو دوسری موقوف و معلق اجل، جناب حمران نے امام علیہ السلام سے پوچھ لیا کہ مولا محتوم و معلق اجل کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ اجل و مدت جو ہو کے رہے گی اور وہی ہو گی اس کے علاوہ واقع نہ ہو گی، بظاہر اس جواب کے بعد جناب حمران کے پاس کوئی سوال باقی نہیں رہ جاتا لیکن انہوں نے حتمی کے بعد موقوف اجل کے بارے میں وضاحت چاہی تو امام علیہ السلام نے فرمایا" الذی للہ فیہ المشیئۃ" معلق و موقوف اجل وہی ہے کہ جس میں اللہ نے ارادہ، مشیت اور بداء رکھا ہے اس کی مرضی ہے چاہے ہونے دے اور چاہے نہ ہونے دے، اس بیان سے یہ پتہ چل گیا کہ حتمی میں اللہ نے مشیت یعنی تبدیلی ارداہ یا بداء کو نہیں رکھا ہے وہ ہو کے رہیں گی[3]۔

جناب حمران خاموش نہیں رہے اور سفیانی کے فتنہ کو سن سن کر اس قدر قلق و اضطراب کا شکار ہوئے کہ آپ نے امام علیہ السلام کے سامنے اپنی تمنا ظاہر کر دی اور بولے " انی

(1) کتاب غیبۃ نعمانی: ص۳۰۹، ب۱۸۔

(2) سورۂ انعام: آیت ۲۔

(3) غیبۃ نعمانی: ص۳۱۰، ب۱۸۔

https://downloadshiabooks.com/

لارجو ان یکون السفیانی من الموقوف" میں امید کرتا ہوں کہ سفیانی معلق و موقوف امور اور علامت میں سے ہو گا! یہ جملہ آشکار کر رہا ہے کہ صحابی امامؑ کو سفیانی کے بارے میں کس قدر معلومات تھی اور وہ اس فتنہ سے کس قدر بچنا چاہتے تھے اور ان کی تمنا یہ تھی کہ کاش سفیانی علائم غیر حتمی میں سے ہو جائے اور اللہ کی مشیئت اس کے سلسلہ میں تبدیل ہو جائے اور خروج ہی نہ کرے، جیسے ہی جناب حمران نے اپنی تمنا ظاہر کی، امام باقر علیہ السلام نے فرمایا "لا واللہ انہ لمن المحتوم" نہیں بخدا قسم! وہ حتمی علائم ظہور امام مہدی علیہ السلام میں سے ہے وہ اجل محفوظ و محتوم میں سے ہے وہ "لوح محفوظ" میں درج ہے کس قدر بڑا فتنہ برپا کرے گا وہ "لوح محو و اثبات" میں سے نہیں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی جناب زارہؓ کو مخاطب کر کے تمام شیعیان اہل بیت علیہم السلام کو ایک حکم دیا آپ نے فرمایا ہے "استعیذوا باللہ من شر السفیانی والدجال" "دجال اور سفیانی کے شر سے اللہ کی بارگاہ میں پناہ طلبی کرو" بہت بڑا لشکر لیکر سفیانی نکلے گا اور چھوٹے بڑے لشکر کو مختلف ملکوں میں بھیجے گا اور کامیاب بھی ہو گا امام صادق علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں "یبعث السفیانی جیوشاً الی الاطراف" "دنیا کے مختلف گوشوں اور ملکوں میں سفیانی اپنی فوجوں کو بھیجے گا" "و یسخر کثیراً من البلاد" اور کثیر تعداد میں ملکوں کو تسخیر کرلے گا ہم آپ جانتے ہیں کہ کم از کم ۸۰ اشیاء پر لفظ کثیر فصیح کلام میں استعمال ہوتا ہے جس کی وضاحت قرآن مجید کی آیت سے امام علی نقی علیہ السلام نے کی تھی امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کثیر ملکوں پر اس کا قبضہ ہو جائے گا جو کم از کم ۸۰ ملکوں پر قبضہ کو آشکار کرتا ہے "و یبالغ فی القتل والفساد" اس عالمگیری سے اس کا مقصد آبادکاری اور عدل و انصاف کا پھیلاؤ نہیں ہو گا بلکہ وہ کثرت سے قتل اور کثرت سے فساد پھیلائے گا[1]۔

شاید اس موقع پر یہ کہا جاسکے گا کہ جس طرح سفیانی ظلم و جور اور تباہیاں برپا کرے گا

(1) مجلہ تراثنا: ج ۱۵، ص ۲۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدی علیہ السلام آکر عدل و انصاف اور صدق و صفا کی حکومت برقرار فرمائیں گے یعنی ہو سکتا ہے ابھی یہ سمجھنا دشوار ہو کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کس قدر عدل و انصاف پر مبنی ہو گی لیکن جو لوگ سفیانی کی قتل و غارت گری کو دیکھ چکے ہوں گے وہ امام علیہ السلام کی حکومت کو اس کے مد مقابل دیکھ کر سمجھ سکیں گے کہ "الذی یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً" کا واقعی مفہوم و مصداق کیا ہے؟!

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سفیانی، حکومت خراسانی کو ختم کرنے کے لیے روم تک جائے گا یعنی یورپیوں سے مدد لے گا اور اس کے لیے وہ ظاہراً مسلمان ہونے کا اظہار کرتے ہوئے بھی گردن میں صلیب لگا کر واپس آئے گا بعض بزرگوں نے عراقی حکومتوں پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حکومتی و سیاسی لوگ سیاسی طور پر نصرانی ہو چکے ہیں اور یہ لوگ سفیانی کے ہم نوا ہو جائیں گے اور سیاسی طور پر نصرانی و امریکی ہونے کے بعد مذہبی طور پر ان کے عیسائی و نصرانی ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور ایسا ہو رہا ہے۔

شباہت انبیاءؑ

یوم الابدال: میدان بیداء میں سفیانی کا بھاری لشکر زمین میں دھنس جائے گا مگر اس کی سرکشی و تباہی میں کمی نہیں آئے گی اور وہ مزید سرکش اور جبار بن کر وادی رملہ میں جا کر شراب نوشی و زناکاری کو حلال کر دے گا اور خواتین کے ساتھ زیادتی کو مباح کر دے گا مگر کوئی اس کو روک نہیں سکے گا جس کے بعد امام زمان علیہ السلام خاموش نہیں بیٹھیں گے اور اس وقت لشکر کے ٹکراؤ سے پہلے بعض شیعیان اہل بیت علیہ السلام، سفیانی کے لشکر سے نکل کر امام علیہ السلام کے لشکر میں داخل ہوں گے اور بعض بدبخت لشکر امامؑ سے نکل کر سفیانی کے لشکر میں شامل ہوں گے اس کو حدیث کی کتابوں میں "یوم الابدال" تبادلہ افواج کا دن کہا گیا ہے اور پھر جب لڑائی

https://downloadshiabooks.com/

شروع ہو گی تو نہ سفیانی زندہ بچے گا اور نہ ہی اس کے لشکری بچیں گے اور بہت زیادہ مال غنیمت مومنین کے ہاتھ لگے گا۔

اس سے قبل سفیانی کوفہ میں بڑی تباہی مچا چکا ہو گا چونکہ اسے صحراء بیداء میں اپنے لشکر کی تباہی کا علم ہو جائے گا لہذا کوفہ سے وادی رملہ یعنی شام واپس بھاگ جائے گا شام واپسی کے سلسلہ میں تین تین وجہیں ذکر کی گئی ہیں ایک تو یہی خوف کہ معجزات مہدویؑ کے باعث اس کے لشکری صحراء بیداء میں موت کی نیند سو گئے ہوں گے۔

دوسری وجہ یہ ذکر ہوئی ہے کہ وہ ملعون کوفہ میں حسن اور حسین نام کے دو بچوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ پھانسی پر لٹکائے گا اور ان کو زخمی بھی کرے گا مگر ان کے خون میں جوش پیدا ہو گا اور خون ابلتا اور بڑھتا جائے گا جب وہ منظر دیکھے گا تو اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا اس لئے مارے خوف کے کوفہ چھوڑ کر شام بھاگ جائے گا۔

تیسری وجہ کوفہ چھوڑنے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ کوفہ میں اسے مسلسل شیعوں کی طرف سے ٹکراؤ کا سامنا رہے گا اور وہ صرف اٹھارہ دن تک شیعوں کو تحمل کر سکے گا پھر وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائے گا اس تیسری وجہ میں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ خراسانی اور یمانی کی فوجوں سے بھی سفیانی کو کوفہ میں نبرد آزما ہونے کی وجہ سے بھی پریشان ہو کر شام بھاگ جائے گا کیونکہ سفیانی کے لشکر کی کافی تعداد شیعوں سے ٹکرا کر تباہ ہو چکی ہو گی اور اس کے بھی ہاتھوں بہت زیادہ شیعہ شہید ہو چکے ہوں گے اگر کوئی سوال کرے کہ شیعیان کوفہ کا اس قدر قتل کیوں؟ آخر شیعوں کا جرم کیا ہو گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

۱: امتحان الٰہی ہے تاکہ شیعوں کے درجات بلند ہوں۔

https://downloadshiabooks.com/

۲: مدعی لوگوں کا اختبار مراد ہے تاکہ تشیع کے جھوٹی دعوے داروں کی کاٹ چھانٹ ہو سکے۔

۳: دین وشریعت سے بیگانگی اور محرمات کا ارتکاب وغیرہ۔

بہر حال قتل وغارت گری، امتحان اور معجزات سے گزرنے کے باوجود جب لشکر سفیانی سے ٹکراؤ ہو گا تب بھی کافی لوگ لشکر امام علیہ السلام سے نکل کر لشکر سفیانی میں شامل ہوں گے یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے خداوند متعال صدقہ میں اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے ہمیں مکمل ایمان وایقان پر موت اور شہادت عطا فرمائے۔

فواحش سفیانی

بچوں کو قتل کرنا، عورتوں کا پیٹ پھاڑنا اور ان کے اوپر طرح طرح کے ظلم کرنا سفیانی کا ذوق بن جائے گا ایک روایت میں ہے کہ وہ ملعون اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا راستے میں خواتین کے ساتھ سر عام بد فعلی کرو اور اس کے ساتھی ٹوٹ پڑیں گے یہاں تک کہ ۳۰ ہزار دوشیزائیں اپنی عفت کھو دیں گی اور پھر ان کے سروں سے چادر اتار لی جائے گی سفیانی کے ظلم سے کچھ لوگ محفوظ بھی رہیں گے مگر وہی لوگ جو اس کی اقتصادی ناکہ بندی کو سہہ لیں گے اور گھروں میں رہیں گے اس ملعون کی ایک بڑی تکلیف دہ خصوصیت ہے۔

وہ یہ ہے کہ وہ خود اپنے کو دین دار ظاہر کرے گا اور پھر اسلام کے احکام کا مذاق اڑائے گا اور دین کے احکام کو یکے بعد دیگرے روندھ ڈالے گا اسلام کا نام باقی رکھے گا مگر اشخاص اور سماج، دینی احکام کی پابندی سے کھوکھلے ہو جائیں گے سفیانی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اہل علم و دانش کو قتل کرے گا مسجدیں تباہ کرے گا قرآن کے نسخوں کو جلائے گا بڑے بڑے زندان بنوائے

https://downloadshiabooks.com/

گا اور بازاروں میں بڑے بڑے کلب تعمیر کرائے گا ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ناموں پر جن کا نام ہو گا ان لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے گا سنی شیعہ کسی کا بھی نام ان بزرگواروں کے نام پر ہو گا اسے تہ تیغ کر دیا جائے گا البتہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کہ اس کی گرفت میں آجائیں گے۔

روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ بلکہ توریت کے بعض نسخوں میں بھی بات وارد ہوئی ہے کہ ہر انسان کا بایوڈیٹا سفیانی کے پاس پہنچ جائے گا حتی کہ خرید و فروخت میں بھی اس کا بایوڈیٹا موثر ہو گا مخالفین کو سخت اذیت ہو گی ایک سنی روایت میں وارد ہوا ہے کہ سفیانی کا لشکر عراق میں تاریک رات یا سیلاب کی طرح پھیل جائے گا جس کا کام سبھی کو ہلاک کرنا ہو گا مقام رحبہ میں اس کا اعلان ہو گا کہ "من جاء برا س من شیعة علی فله الف درهم" "جو شخص کسی ایک شیعہ کا سر کاٹ کر لائے گا اس کے لئے ہزار درہم انعام ہے"[1]۔

حضرت خضر نبی نہیں ہیں

جناب خضر علیہ السلام کا نبی نہ ہونا ہم شیعوں کے یہاں مسلم ہے لیکن سنیوں کے یہاں نہ صرف اختلاف پایا جاتا ہے بلکہ بعض ان کے زندہ رہنے کے بھی قائل نہیں ہیں جن میں سر فہرست ابو علی جبائی ہے وہ کہتا ہے کہ اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے اور وہ نبی ہوتے تو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ، خاتم النبیین نہ ہوتے حضرت خضر علیہ السلام بس ایک آدمی تھے جو ہمارے نبیؐ سے پہلے مر چکے ہیں۔

جناب سید بن طاوؤس نے جبائی کے اوپر زبردست حملہ کیا ہے اور اسے بے عقل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ سارے مسلمانوں کا حیات خضر علیہ السلام پر اتفاق ہے اور روایات متواتر

(1) غیبۃ شیخ طوسی: ص ۴۷۰۔

https://downloadshiabooks.com/

ہیں اور جبائی کی بے عقلی دیکھئے کہ وہ ہمارے نبیؐ کا خاتم النبیین ہونے اور پہلے سے کسی نبی کے زندہ رہنے کو ختم نبوت کے خلاف سمجھ رہا ہے جبکہ قرآن مجید نے حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کا تذکرہ کیا ہے حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کی زندگی پر روایات موجود ہیں جبائی کو بنی ہاشم سے بغض تھا اور حضرت مہدی علیہ السلام سے تعصب کے باعث اس نے ایسی بات کی ہے ورنہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حیات پر دلیل خود حضرت خضرؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت عیسیؑ کے علاوہ بڑی بڑی عمریں پانے والے افراد ہیں اور امام مہدی علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کے معجزات میں سے ایک ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام ہو سکتا ہے کہ اسی طرح آج بھی ائمہ طاہرین علیہم السلام اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کے امور کے حوالہ سے بعض باطنی و معنوی امور پر مکلف ہوں جس طرح وہ حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں گمنام رہ کر باطنی امور پر مامور تھے بس فرق یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے دور میں باطنی امور میں تعلیم کے لیے مکلف تھے حضرت موسی علیہ السلام کو سکھانے کے لیے مامور تھے لیکن آج وہ خدمت فخر موسیٰ حضرت امام مہدی علیہ السلام انجام دے رہے ہیں اور آئندہ امام مہدی علیہ السلام کے وہ وزیر خاص ہوں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات آیت قرآنیہ "وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد"[1] کے خلاف ہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام ہمارے نبی سے پہلے کے ہیں اور ہمارے نبی کو صریحی طور پر حکم ہوا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کو خالد اور جاوید نہیں بنایا ہے وہ ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی ہمارے نبیؐ کے علاوہ ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا پھر حضرت خضر علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کیونکر

(1) سورۂ انبیاء: آیت ۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

ہمیشہ سے زندہ ہیں اور نہ جانے کب تک زندہ رہیں گے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب یہ ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "ان الخضر شرب من ماء الحیاۃ فھو حیی لا یموت حتی ینفخ فی الصور"[1] حضرت خضر علیہ السلام کو بھی موت آئے گی ہاں وہ ابھی زندہ ضرور ہیں کیونکہ انھوں نے آمرت پی لیا تھا لہذا انھیں موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ صور پھونکی جائے اس حد بندی سے پتہ چلتا ہے کہ اسرافیلؑ کے ذریعہ صور پھونکے جائے تب تک کی زندگی حضرت خضر علیہ السلام کو ملی ہوئی ہے یعنی رجعت کے بعد وہ ہر نبی و امام کے دور میں زندہ رہیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے اور انھیں صور میں پھونکتے وقت خداوند متعال موت دے دے گا کیونکہ "کل نفس ذائقۃ الموت"[2] خدا کا اٹل فیصلہ ہے۔

سوال: کیا علائم ظہور، ظہور کے نزدیک ہونے یا متحقق ہونے میں دخیل ہیں؟

جواب: علامت یعنی نشانی اور نشانی جس چیز کے لیے مقرر کی جاتی ہے اس سے ہی اس کا تعلق ہوتا ہے علائم ظہور امام مہدی علیہ السلام میں جو بات عیاں ہے وہ یہ کہ مذکورہ علامتیں ظہور کے قریب الوقوع ہونے کو بیان کرتی ہیں ورنہ علامتیں ظہور امامؑ کی نہ تو علت ناقصہ ہیں نہ علت تامہ، بلکہ ظہور کا تعلق ارادہ الہیٰ سے ہے وہ جب چاہے گا ظہور ہوگا ان علامتوں کے تذکرہ کا فائدہ ہی کیا ہے جب ظہور اپنے مقررہ وقت پر ہوگا۔

ا: ظہور امام مہدی علیہ السلام ظہور منجی و مصلح اعظم الہی یہ وہ بشارت ہے جسے انبیاء و مرسلین علیہم السلام دیتے رہے ہیں اور علامتوں کے یکے بعد دیگرے پورے ہونے سے مومنین کے دلوں میں امید و آرزو اور امنگ بڑھتی ہے اور ان قلوب جلد فرج و کشادگی کے حصول سے

(1) کمال الدین: ص۴۱۸، ح۴۔

(2) سورۂ انبیاء: آیت ۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

مطمئن تر ہوتے ہیں۔

۲: یکے بعد دیگرے علائم ظہور کے ہونے سے مومنین کے دلوں میں اصلاح واجتھاد و توانائی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور مستقبل قریب میں ظہور امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہید اور زمینہ سازی کرتے ہیں۔

۳: علائم ظہور میں دو پہلو پایا جاتا ہے ایک بشارت کا تو دوسرا انذار اور دھمکی کا، بشارت والی علامتیں مومنین کے لیے فائدہ مند اور دھمکی و انذار والی علامتیں غافلوں کے ہوش ٹھکانے کرنے کے لیے ہیں اور طول غیبت سے شکوک وشبہات بڑھتے جائیں گے ان کے مقابل علامتیں اطمینان عطا کرتی رہیں گی۔

۴: علائم کا یکے بعد دیگرے متحقق ہونا انبیاء ومرسلین کی صداقت کی دلیل ہے جس سے ان کے مشن اور نبوت کی تصدیق ہوتی ہے اور آشکار ہو جاتا ہے کہ انبیاء و مرسلینؑ ہم جیسے نہیں تھے بلکہ ان کا غیب اور آسمان سے ربط رہا ہے اور وہ خدا کے نمائندے ہیں۔

۵: علامتوں کا تذکرہ اور وہ بھی کثرت سے علامتوں کا بیان بولتی ہوئی حقیقت ہے کہ قضیہ امام مہدی علیہ السلام کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور یہ الٰہی مسئلہ ہے کہ جس کے سلسلہ میں تمام آسمانی مذاہب متفق ہیں کہ ایک روز روئے زمین عدل وانصاف سے پر ہو جائے گی اور خدائی حکومت قائم ہو گی۔

۶: یہ علامتیں بہت بڑا طمانچہ ہیں ان جھوٹے دعوے داروں پر جو دنیا ومال دنیا کی خاطر یا شہرت وسیاست کی خاطر دعوائے مہدویت کرتے ہیں علائم ظہور، امام زمان علیہ السلام کے وجود مبارک سے پہلے اور آپ کی ولادت باسعادت کے بعد اور آج تک جھوٹے مدعیوں کے بھانڈے

https://downloadshiabooks.com/

پھوڑ رہے ہیں۔

۷: علامتوں سے ہوشیاری برتنے کا موقع ملتا ہے اور انسان مادی و معنوی نقصانات سے بچ جاتا ہے اور انسان کو یہ علامتیں وزین و محتاط بناتی ہیں بس شرط یہ ہے کہ یہ ساری علامتیں معصوم سے صادر ہوئی ہوں بعض تخمینات اور اٹکل بازیاں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سفیانی مانند دجال نہیں ہے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے "یخرج ابن آکلة الاکباد من الوادی الیابس وھو رجل ربعة وحش الوجه ضخم الھامة بوجھه اثر جدری اذا رایته حسبته اعور اسمه عثمان وابوه عنبسة"۔[1]

حضرت امام مہدیؑ اور حضرت خضرؑ

تین اہم اشکال

۱: حضرت موسی علیہ السلام عالمی نبی تھے صاحب توریت اور اولوالعزم نبی بلکہ بڑے رسولؑ تھے تو پھر وہ کیسے حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جبکہ حضرت خضر علیہ السلام نبی بھی نہیں بلکہ ایک عبد صالح الہی ہیں کیا ایک اولوالعزم نبیؑ اپنے زمانے کے کسی نبی سے بھی نہیں بلکہ ایک عبد صالح سے کم علم رکھنے والا مانا جاسکتا ہے چاہے جزی مسئلہ ہی کیوں نہ ہو یہ تو حضرت موسی علیہ السلام کی اعلمیت کے خلاف ہے نیز اگر حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر حاکم نبی اور ان کی طرف مبعوث رسول نہ بھی تسلیم کریں تب بھی ایک اولوالعزم نبیؑ کا غیر نبی سے تعلیم حاصل کرنا بلکہ ان سے سیکھنے کی گزارش کرنا بھی عجیب ہے؟

(1) کمال الدین ۵۵۷، ۲، بحار، ۵۷، ح۹۔

https://downloadshiabooks.com/

۲: دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام بھلا کس طرح بے صبری ظاہر کر رہے ہیں اور وعدہ صبر کے باوجود بھول بھول جاتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے اقدام پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں کیا ایک اولوالعزم نبیؑ کو صابر نہیں ہونا چاہیئے کیا ایک صاحب کتاب و شریعت اور عالمی نبی کو اپنے کئے ہوئے وعدہ کی مخالفت سے نہیں بچنا چاہیئے اور کیا ایک عبد صالح الہیٰ سے جدائی و فراق کا اعلان، ایک اولوالعزم نبیؑ کے لیے ان سے بے صبری کا اظہار زیب دیتا ہے؟

۳: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے متعدد بار ارشاد فرمایا ہے کہ جرم سے پہلے سزا نہیں دی جاسکتی ہے ابن ملجم کے اپنے قاتل ہونے بارہا کے اعلان کے باوجود آپ نے ابن ملجم ملعون کو قتل کرنے سے بلکہ شہر بدر کرنے سے بھی منع کر دیا تھا پھر کیسے حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچے کو قتل کر ڈالا جس نے ابھی کوئی قابل ذکر جرم نہیں کیا تھا کیا قتل سے پہلے قاتل ہونے والے شخص سے قصاص لیا جاسکتا ہے اور یہ بھی کہ وہ بچہ تھا حد بلوغ کو بھی نہیں پہنچا تھا؟ جبکہ شریعت اسلام میں قتل کی سزا اگر قاتل بچہ ہو تو تعزیر ہے قصاص و قتل نہیں ہے؟

ایک اور پہچان

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شناخت کے لیے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان نشانیوں میں سے ایک نشانی جسے کئی اماموں نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں اکثر مسلمین کو جہالت ہو گی اور عامۃ الناس کو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں علم نہیں ہو گا کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں یا نہیں!!

حضرت امام باقر علیہ السلام، حضرت امام کاظم علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس سلسلہ میں روایات موجود ہیں اس عنوان

https://downloadshiabooks.com/

کے تحت بس ایک روایت جس میں اس طرح کی پہچان کا مفصل تذکرہ ہے ملاحظہ ہو، عبد اللہ بن عطاء مکی کا بیان ہے کہ میں عراق کے شہر واسط میں رہتا تھا وہاں امام باقر علیہ السلام کے شیعوں اور محبوں کی بھاری تعداد رہتی تھی میں حج کرنے کے لیے مکہ پہنچا اور وہاں سے مدینہ حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں اظہار ادب و سلام کے لیے حاضر ہوا۔

امام باقر علیہ السلام کے سامنے پہنچ کر عبد اللہ بن عطاء مکی کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا "ان شیعتك بالعراق كثيرة" مولا سرزمین عراق پر آپ کے چاہنے والوں اور شیعوں کی بڑی بھاری تعداد رہتی ہے "والله ما فی اهل بيتك مثلك فكيف لا تخرج" بخدا قسم آپ اہل بیت علیہم السلام میں کوئی آپ کے مانند ہے بھی نہیں پھر آپ قیام کیوں نہیں فرماتے ہیں؟

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! اے عبد اللہ لگتا ہے کہ تم بھی احمقوں کی باتوں میں آنے لگے ہو؟ بخدا قسم میں تمہارا وہ امام نہیں ہوں کہ جسے تم سمجھتے ہو کہ قیام کر کے عدل و انصاف کی حکومت قائم کرے گا عبد اللہ نے پوچھ لیا کہ مولا پھر ہمارے وہ امام کون ہیں؟ تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "انظروا من عَمِيَ على الناس ولادته فذاك صاحبكم" دیکھو کس امام کی ولادت لوگوں پر مخفی رہ جاتی ہے وہی تمہارا وہ امام ہے کہ جو ظلم و ستم کا خاتمہ اور عدل و انصاف کی حکومت قائم کرے گا[1]۔

اے عبد اللہ! ہم اہل بیت علیہم السلام کی کسی فرد کی طرف انگلی نہیں اٹھائی جائے گی (یہاں انگلی سے اشارہ کا مطلب اہل بیت علیہم السلام میں سے جو بھی شجاع و بہادر ہو گا اور تلوار لیکر قیام کرے گا مراد ہے) یا زبانوں پر اس کا نام مشہور نہیں ہو گا مگر یہ کہ وہ مار اڈالا جائے گا یا پھر دل

(1) کافی: ج۱، ص۲۴۲، ح۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

برداشتہ ہو کر اور کڑھ کر اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا "حتی یبعث من لا یؤبہ لولادتہ" یہاں تک کہ وہ قیام کرے کہ جس کی ولادت پر توجہ نہیں ہو گی یعنی اس کی ولادت ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں لوگ بے توجہ ہوں گے "صاحب ھذا الامر من یقول الناس لم یولد بعد" اس عدالت مآب حکومت کے مالک اور قائم بالحق والعدل وہی ہیں کہ جن کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے ہیں[1]۔

یاد رہے کہ محبان اہل بیت علیہم السلام ہر زمانے میں کسی نہ کسی اہل بیت علیہم السلام کی فرد کے لیے قیام کے امید وار رہے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم کسی بھی شخص کی طرف گردن نہیں بڑھاؤ گے مگر یہ کہ وہ مارا جائے گا۔

دنیا کا نجات دہندہ کون ہے؟

علامہ سید مصطفی آل سید حیدر کاظمی کی کتاب "بشارۃ الاسلام فی ظہور صاحب الزمان"ؑ کے صفحہ ۲۶۷ پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مفضل بن عمرؓ سے امام علیہ السلام نے فرمایا "اے مفضل! حضرت مہدی علیہ السلام کی خبروں (امام مہدیؑ کے بارے میں وارد روایتوں) کو ہمارے شیعوں کے سامنے بیان کرو تاکہ وہ اپنے دین و ایمان میں شک و تردید کے شکار نہ ہوں"۔

اس حدیث شریف سے آشکار ہوتا ہے کہ ہم طلاب و خواص کی ایک ذمہ داری عوام الناس اور مومنین کے درمیان احادیث مہدیؑ کی تبیین و تشریح اور ان کے حالات پر گفتگو کی ہے جس قدر اہل ایمان، امام زمان علیہ السلام سے زیادہ وابستہ ہوں گے ان کے سلسلہ میں زیادہ

(1) معجم احادیث امام مہدیؑ: ج ۳، ص ۲۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

معلومات فراہم ہوں گی اسی قدر ان کے ایمان و دین میں پختگی آئے گی اور شکوک و شبہات سے دور ہوں گے اور یہ وہ ذمہ داری ہے جو تمام اہل علم و دانش کی یکساں طور پر ہے اور خاص طور پر سے ہمیں امام زمان علیہ السلام پر کام کرنے کی مسؤلیت دی گئی ہے۔

یہ طے ہے کہ ''دنیا کے نجات دہندہ'' کے عنوان سے تقریباً سبھی ادیان و مذاہب نے گفتگو کی ہے مگر آسمانی کتابوں سے وابستہ ادیان نے بطور خاص منجی کا تذکرہ کیا ہے غیر آسمانی مذاہب نے بھی مصلح و منجی کا تصور پیش کیا ہے مگر ان کے یہاں کم رنگ یا حاشیہ ای گفتگو ہوئی ہے بہر حال آمد مصلح پر سارے ادیان و مذاہب کا اتفاق ہے مگر اہل بیت طاہرین علیہم السلام میں منجی و مصلح کا عقیدہ، اصل و بنیادی دین میں سے ہے کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام مسئلہ امامت کا مصداق ہیں اور مسئلہ امامت ہمارے اصول دین میں سے ہے جس کی اہمیت و عظمت پر تمام شیعیان اہل بیتؑ کا اتفاق و اجماع ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے عقیدہ سے پھر جانے والے لوگ، شیعوں میں بھی پیدا ہو گئے ہیں اور آئندہ بھی نہ جانے کتنے لوگ اس مسلم الثبوت عقیدہ سے برگشتہ ہو جائیں گے حتی کہ امامت کے قائل لوگ بھی عقیدہ امامت و مسئلہ مہدویت سے بیگانہ بن جائیں گے سوال یہ ہے کہ ایسے لوگ کیوں دین سے بیگانہ، شریعت سے لاتعلق اور امام مہدی علیہ السلام کے عقیدہ سے برگشتہ ہوں گے؟

جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے گھر کے ماحول میں اسلام و ایمان سے جس قدر آشنائی ہونی چاہیئے نہیں پیدا کریں گے ماحول میں گمراہی اور گھر میں بے دینی سبب بنے گی کہ مسئلہ امامت اور عقیدہ مہدویت سے برگشتہ ہو جائیں یا پھر دنیاداری اور ریاست و ثروت طلبی سبب بنے گی کہ اپنے واقعی اور حقیقی دین و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے چند روزہ زندگانی دنیا کی چمک دمک

https://downloadshiabooks.com/

انھیں دین سے بیگانہ کردے گی اور فقر وفاقہ سے نجات کے لیے یا پھر ترلقموں کے چکر میں عقیدہ امام مہدی علیہ السلام سے برگشتہ ہو جائیں گے تیسری صورت یہ ہے کہ ان سب اسباب کے علاوہ ذاتی طور پر خواہشات کی پیروی، نفس امارہ کی پیروی، مشکلات دنیاوی سے بچنے کے لیے، راہ خدا و رسول خداؐ میں سختیاں جھیل نہ سکنے کی وجہ سے عقیدہ امام زمان علیہ السلام سے شانہ خالی کر لیں گے۔

لہذا ضروری ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے حوالہ سے جتنا ہو سکے معارف و مباحث کا بیان ہوں اور بقول امام جعفر صادق علیہ السلام دین میں شک و تردید سے بچانے کی ضمانت، احادیث امام مہدی علیہ السلام کا زیادہ سے زیادہ بیان ہے۔

بشارۃ الاسلام میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آخری زمانہ میں صرف ایک دجال نہیں ہو گا بلکہ متعدد دجال خروج کریں گے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے نام کا بھی ناجائز فائدہ اٹھایا جائے گا یعنی کاذب مسیح رونما ہوں گے اور جو صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے اپنے آپ کو منصوب کر کے خاموش نہیں بیٹھیں گے بلکہ الوہیت کا بھی دعوی کر بیٹھیں گے بہر حال جس قدر زمانہ آگے بڑھتا جائے گا جھوٹے دعویدران مہدویت، مسیحیت ،الوہیت وامامت وغیرہ پیدا ہوں گے علامہ سید مصطفی سید حیدر کاظمی لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ "یکون فی آخر الزمان دجالون" "آخری زمانے میں متعدد قسم کے دجال، فریبکار، دھوکہ باز، پیدا ہوں گے"۔

آج تو سادات بزرگوار اپنے دوش پر سبز رداء یا پارچہ رکھتے ہیں لیکن امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دجال کے لشکری جو کہ اکثریت حرامزادوں پر مشتمل ہو گی اپنے دوش پر سبز پارچہ رکھیں گے امام علیہ السلام نے وجہ نہیں بیان کی ہے ہو سکتا ہے منحرف کرنے کے لیے

https://downloadshiabooks.com/

وہ ایسا کریں۔[1]

ابو ریحان بیرونی نام کا سنی مؤرخ اپنی کتاب "الآثار الباقیة عن القرون الخالیة" کے صفحہ ۳۱۸ پر قم طراز ہے کہ ایک دفعہ عمر بن خطاب نے اپنے زمانہ خلافت میں شام، دمشق کا سفر کیا دمشق کے یہودی پادری اور دیگر یہودی جمع ہو کر عمر بن خطاب سے ملنے کے لیے آئے اور انھوں نے سلام کرنے میں مخصوص جملہ استعمال کیا جس پر نہ صرف خلیفہ نے اعتراض نہیں کیا بلکہ دجال سے اپنی لاعلمی ظاہر کی، یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین جسے سید المرسلینؐ کے اقوال کا علم نہیں ہے اور نہیں جانتا کہ دجال کون ہے؟ ظاہر ہے کہ دجال کو خود کا علم کیسے ہوگا!

بقول ابو ریحان بیرونی دمشق کے یہودیوں نے اس طرح سلام کیا (سلام ہو آپ پر اے فاروق، آپ ہی ایلیاء کے دوست اور ساتھی ہیں ہم خدا کی قسم کھا رہے ہیں کہ آپ شام کو فتح کر کے پلٹیں گے) اس وقت عمر بن خطاب نے پوچھا کہ یہ دجال کون ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب میں کہا دجال بنیامین کا نواسہ ہے جس کو آپ عرب لوگ باب "لد" پر قتل کر دیں گے۔

بعید نہیں ہے کہ "فاروق" کا یہ خطاب عمر بن خطاب کو یہودیوں نے دیا ہو اور پھر بعد میں عمر نوازوں نے اس کو شہرت دے دی ہو جس وقت حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو اکیلے نہیں بلکہ سیکڑوں فرشتوں کے ہمراہ ہوں گے یہودیوں کو جب پتہ چلے گا تو وہ گروہ بنا کر حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم آپ کے مددگار ہیں حضرت عیسی علیہ السلام صاف انکار کر دیں گے کہ تم لوگ میرے مددگار نہیں ہو اس کے بعد مسیحیوں کا گروہ حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگا اور کہے گا ہم آپ کے مددگار ہیں جناب عیسی علیہ السلام فرمائیں گے تم لوگ بھی یہودیوں کی طرح جھوٹ بول رہے ہو تم لوگ

(1) اصحاب الطالسۃ الخضر، بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۹۴۔

https://downloadshiabooks.com/

میرے مدد گار نہیں ہو بلکہ میرے مدد گار ''خدائی مہاجرین'' ہیں یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیرو کار مسلمین ،مومنین میرے مدد گار ہیں یہ کہہ کر حضرت عیسی علیہ السلام مسلمانوں کی بھیڑ کی طرف روانہ ہو جائیں گے اس وقت نماز کی صفیں سیدھی ہو رہی ہوں گے اور امام زمانہ علیہ السلام نماز پڑھا رہے ہوں گے تو امام علیہ السلام کی اقتداء میں جناب عیسی علیہ السلام نماز ادا کریں گے اور جب امام زمان علیہ السلام حضرت عیسیٰؑ سے فرمائیں گے کہ آیئے نماز جماعت پڑھا دیجیے تو حضرت عیسی علیہ السلام عرض کریں گے کہ اللہ نے مجھے آپ کا ناصر و مدد گار اور وزیر بنا کر بھیجا ہے مجھے آپ کا امام وامیر بنا کر نہیں بھیجا ہے یعنی آپ میرے امام ہیں۔

ابتداء کلام میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بہت سے اپنے عقیدہ مہدویت سے پھر جائیں گے اور یہ وہ بات ہے جو پرانی ہو چکی ہے یعنی پہلے بھی بہت سے لوگ زمانہ غیبت کی وجہ سے منحرف ہو چکے ہیں اور آئندہ کثرت سے منحرف ہوں گے اس پر دلیل جناب شیخ صدوقؒ کا وہ کلام ہے جسے مقدمہ کتاب کمال الدین میں دیکھا جا سکتا ہے اولِ غیبتِ صغریٰ میں بہت سے اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والے حیرت کا شکار ہو گئے تھے اور زمانہ غیبت امام زمان علیہ السلام میں منحرف ہو رہے تھے۔

جناب شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں " فوجدتُ اکثر المختلفین الیّ من الشیعة قد حیرتهم الغیبة" میرے پاس آنے والے شیعوں کی اکثریت ،غیبت امام زمان علیہ السلام کے باعث حیرت و سر گردانی کا شکار ہو چکی تھی "و دخلت علیهم فی امر القائم الشبهة" اور ان کے دلوں میں حضرت امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں شک و شبہ نے جگہ بنالی تھی اور پھر جناب شیخ صدوقؒ نے بھر پور توانائی صرف کر دی اور آیات و روایات معصومین علیہم السلام کی روشنی میں ان کی رہنمائی شروع کر دی یعنی درس مہدویت کے ساتھ کتاب کمال الدین بھی لکھ

https://downloadshiabooks.com/

ڈالی اور یہ بیش بہا خزانہ میراث علم کے طور پر ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے حوالہ سے کمال الدین سے بہتر کتاب آج تک نہیں لکھی گئی ہے اگرچہ بہت سی مفید اور زبردست کتابیں غیبت کے موضوع پر بعد میں معرض وجود میں آئی ہیں لیکن ساری کتابیں یا تو شیخ صدوقؒ کے مطالب اور ان کی نقل کردہ روایتوں سے استفادہ ہیں یا پھر ان کے بیانات کے ساتھ دوسرے مفید مطالب کا ضمیمہ ہے بہر حال خداوند متعال تمام علماء شیعہ کی زحمتوں کو مشکور فرمائے۔

دعاء حضرت الیاسؑ

مفضل بن عمرؒ کا بیان ہے کہ ہم چند لوگ حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے کہ امام علیہ السلام سے ملاقات کریں جب ہم لوگ دروازے پر پہنچے اور اذن دخول طلب کیا تو پتہ چلا کہ امام علیہ السلام ایسی زبان میں کسی سے محو گفتگو ہیں کہ جو عربی بہر حال نہیں ہے اور ہم لوگوں نے اندازہ کیا کہ امام علیہ السلام سریانی زبان میں گفتگو فرمارہے ہیں کہ اتنے میں امام صادق علیہ السلام کے رونے کی آواز آئی تو ہم لوگ امام علیہ السلام کے گریہ کے باعث گریہ کرنے لگے اس کے بعد امام علیہ السلام کا غلام باہر آیا اور اس نے ہمیں گھر میں داخل ہونے کے لیے کہا ہم لوگ امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ مولا خداوند متعال آپ کا بھلا کرے ہم لوگ اذن باریابی چاہ رہے تھے کہ ہم نے عربی کے علاوہ زبان میں ظاہراً سریانی میں آپ کو بات کرتے ہوئے سنا پھر گریہ کی آواز آنے لگی ہم لوگ بھی آپ کے گریہ پر گریہ کرنے لگے مولا بات کیا تھی؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بنی اسرائیل کے ایک نبی جناب الیاس علیہ السلام کو دیکھا تو پھر انھیں کی دعا، سجدہ میں پڑھنے لگا" کان من عبّاد انبیاء بنی

https://downloadshiabooks.com/

اسرائیل" حضرت الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کے بہت زیادہ عبادت گزار نبیوں میں سے تھے اور وہ سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے یہ کہہ کر امام علیہ السلام نے سریانی زبان میں دعا شروع کر دی مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ نصاری کے سربراہ قس (قیس) اور قیس سے بھی بڑا مرتبہ رکھنے والا جاثلیق بھی اس قدر فصیح سریانی زبان نہیں بول سکتے تھے جیسے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام بول رہے تھے "فلا واللہ ما رأینا قساً ولا جاثلیقَ افصحُ لهجةً منه به" امام صادق علیہ السلام سے زیادہ فصیح و بلیغ سریانی میں بولنے والا نہ تو میں نے کسی قسیس کو دیکھا ہے اور نہ ہی جاثلیق کو۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے ہمارے لیے عربی زبان میں دعا نبی الیاس علیہ السلام کا ترجمہ کیا اور فرمایا کہ جناب الیاس علیہ السلام سجدے میں اس طرح فرماتے تھے "أترك معذبي وقد اظمأت لك هو اجري أترك معذبي و قد عفرت لك في التراب وجهي، أترك معذبي و قد اجتنبت لك المعاصي أترك معذبي وقد سهرت لك ليلي" ۔اے میرے پالنے والے کیا تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے گا حالانکہ میں نے تیری خاطر اپنے کلیجے کو پیاس میں تڑپایا ہے؟ اے میرے پالنے والنے والے کیا تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے گا حالانکہ میں تیری خاطر اپنے رخسار کو مٹی میں رگڑا ہے؟ اے میرے پروردگار کیا تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے گا حالانکہ میں نے بس تیری نافرمانیوں سے اجتناب کیا ہے؟ اے میرے خدا کیا تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے گا حالانکہ میں نے تیری خاطر راتوں کو جاگا ہے؟

امام صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس دعا پر حضرت الیاس علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اپنا سر اٹھاؤ کہ میں تمہیں عذاب میں مبتلا نہیں کروں گا جناب الیاس علیہ السلام نے کہا کہ عذاب نہ کرنے کو کہہ رہا ہے مگر تو اگر عذاب کرے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ اس لیے کہ تو پروردگار ہے

https://downloadshiabooks.com/

میں تیرا بندہ ہوں؟[1]

دوبارہ آواز قدرت آئی اے الیاس علیہ السلام اپنا سر تو اٹھاؤ اور جان لو کہ میں تمہیں عذاب نہیں کروں گا کیونکہ جب میں کوئی وعدہ کر لیتا ہوں تو اسے ضرور نبھاتا ہوں۔[2]

مناقب آل ابی طالبؑ ج ۱، ص ۱۳۴ پر مذکور ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کا نام الیاسؑ اس لیے پڑا کیونکہ آپ اپنے زمانے کے لوگوں کی مایوسی اور بے پناہ یأس کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ اس طرح یہ کلمہ الیاس ہونا چاہیئے جس کے معنی مایوسی و ناامیدی کے ہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر کو بتایا جاتا ہے کہ شہر بعلبک اور حمص کے درمیان وسیع علاقہ میں پھیلے ہوئے دیہات اور شہر کو جسے ''بقاع'' کہا جاتا ہے وہاں واقع ہے۔[3]

حضرت الیاس علیہ السلام نے یونس بن متی علیہ السلام کو زندہ کیا ہے حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کی طرف سے تعذیب و قتل کے خوف کے بعد دشوار گزار پہاڑ پر پناہ لی اور وہاں سات سال تک غیبت اختیار کی ہے۔[4]

حضرت الیاس علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں اور انکی زندگی کی وجہ عجیب و غریب ہے روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس ملک الموت ان کی زندگی کے آخری دن پہنچ گیا جب روح قبض ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے پوچھا "أ تبکی وانت راجع الی ربك" اے الیاسؑ! اس قدر خدا سے محبت کرتے ہو اس کی عبادت کرتے ہو آج اجر و ثواب کے

(1) کافی: ج ۱، ص ۲۲۸۔
(2) الوافی ۵۵۸، ۳، الکافی، ج ۲۲۷، ۱۔
(3) الصراط المستقیم؛ ج ۲، ص ۱۲۔
(4) مستدرک الوسائل؛ ۱۶۴، ۱۔

https://downloadshiabooks.com/

لیے خدا کی بارگاہ میں اس کی ملاقات کے لیے جانا چاہیئے تو تمہیں خوش ہونا چاہیئے اور تم رو رہے ہو؟

حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت تم سمجھتے ہو مجھے خدا سے الفت و محبت نہیں ہے اور میں خدا کی ملاقات سے کترا رہا ہوں نہیں بلکہ میں تو نقصان کی وجہ سے رو رہا ہوں "بل ابکی علی لیالی الشتاء ونہار الصیف" ٹھنڈک کی راتوں اور شدید گرمی کے دنوں پر رو رہا ہوں مطلب یہ ہے کہ میں جاڑے کی طولانی راتوں میں عبادت پروردگار سے محروم ہو جاؤں گا شدید گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے محروم ہو جاؤں گا جناب الیاس علیہ السلام کے لیے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا بنی اسرائیل کے عبادت گزار ترین نبیوں میں سے تھے ملک الموت کے سامنے رو کر کہہ رہے ہیں کہ میں گرمی کے دنوں کے روزے اور سردی کی راتوں میں شب زندہ داری وعبادت سے محروم ہو جاؤں گا۔

آگے کہتے ہیں "الا حباب یقومون و یصومون و یجذبون ویتلذذون بمناجاۃ محبوبہم" اور احباب اور ساتھی تو گرمی کے دنوں میں روزہ رکھ کر اور جاڑے کی راتوں میں عبادت کر کے جذب پروردگار ہو کر اس سے مناجات کی لذت اٹھائیں گے اور اپنے محبوب یعنی خدا سے راز و نیاز کا لطف اٹھائیں گے "وانا رھین التراب" اور میں مٹی و قبر میں مقید رہوں گا اور کوئی عبادت نہیں کر سکوں گا ہائے میرے ساتھی نماز و روزہ اور راز و نیاز و مناجات سے لطف اندوز ہوں گے اور میں مٹی میں محبوس رہوں گا۔

آواز قدرت آئی، وحی الٰہی ہوئی اور حضرت الیاس علیہ السلام کو لذت عبادت، محبت عبادت، محبت صوم و صلاۃ کی وجہ سے ہمیشہ کی زندگی دے دی گئی ہمیشہ کے لیے زندگی کا لطف اٹھاؤ اور ہماری عبادت کرو۔ حضرت الیاس علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں زمین پر ہیں حضرت خضر

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام سے ملاقات کرتے ہیں موسم حج میں حج بھی کرتے ہیں وغیرہ۔[1]

اِلیاسین یاآل یٰس

سورہ انعام میں آیت ۸۵ کے اندر چند انبیاء علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ خداوند متعال نے تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے "وزکریا و یحیی و عیسیٰ و الیاس کل من الصالحین" "اور زکریا و یحیی اور عیسی اور الیاس علیہم السلام سب کے سب میرے صالح و نیکوکار بندوں میں سے تھے" حضرت الیاس علیہ السلام بے پناہ عبادت و اطاعت گذار بندے تھے اگر نہ ہوتے تو خداوند متعال ان کی تعریف، حضرت عیسیٰؑ و حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کے ساتھ نہ کرتا، یقینا مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی و عبادت میں بہت سے انبیاء علیہم السلام سے برتر و بہتر تھے اس لیے کہ اللہ نے خاص طور پر حضرت الیاس علیہ السلام کا نام ان عظیم الشان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا ہے۔

اسی آیت کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ حضرت یسع و حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کا تذکرہ ہے مگر اللہ نے دوسرے انداز سے ان کی مدح کی ہے صالح کہہ کر نہیں بلکہ عالمین کے اوپر انکی برتری کا اظہار کرتے ہوئے یاد کیا ہے، اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام نیکوکار اور صالح تھے لیکن اللہ نے چند انبیاء علیہم السلام کو بھی صالح لفظ کے ساتھ یاد کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں کثرت صلاح و نیکوکاری کے اعتبار سے فرق رہا ہے۔

سورہ صافات میں آیت ۱۲۳ کے اندر حضرت الیاس علیہ السلام کو رسولوں میں سے

(1) مقتنیات الدرر، علامہ سید علی حائری طہرانی، ج ۱۰، ص ۲۲۹۔

https://downloadshiabooks.com/

بتلاتے ہوئے ارشاد قدرت ہوتا ہے "وان الیاس لمن المرسلین" کہ یقینا حضرت الیاس علیہ السلام ہمارے مرسل نبیوں میں سے تھے اور نبوت سے رسالت کا مرتبہ اور ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور اس ذمہ داری میں حضرت الیاس علیہ السلام نے بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں قوم آپ کے قتل کے درپے ہو گئی تو آپ کو شہر و دیار چھوڑ کر سات سال تک جلا وطنی کا درد سہنا پڑا اور گھاس پوس اور درخت کی پتیاں کھا کھا کر غیبت کے سال کاٹتے رہے آپ رسول تھے مگر رسالت کا پیغام کوئی سننے والا نہیں تھا اگر رسالت کا منصب، عدم تبلیغ اور پردہ غیب میں جانے سے باقی رہ سکتا ہے تو منصب امامت کیوں نہیں؟

اسی سورہ صافات کی اگلی آیتوں میں کہا جارہا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم والوں سے کہا کہ کیا تم بتوں کی پرستش کو نہیں چھوڑو گے ''بَعل'' نامی بت کو پکارتے ہو اور جو تمہارا اور تمہارے آباؤ واجداد کا پروردگار ہے اور بہترین خالق ہے اس کو تم نے چھوڑ دیا ہے قوم والوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تکذیب کی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو شہر چھوڑ کر جانا پڑا مگر خداوند متعال نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تگ و دو اور پیغام الہی کو پہنچانے میں تکلیفوں کو سراہتے ہوئے پھر تین بہترین صفتوں کے ذریعہ مدح کی ہے ارشاد قدرت ہوتا ہے " سلام علی ال یاسین انا کذالك نجزی المحسنین انه من عبادنا المومنین" حضرت الیاس علیہ السلام پر خداوند عالم درود و سلام بھیج رہا ہے انھیں محسنین میں شمار کرتے ہوئے جزاو حق زحمت دینے کا تذکرہ کر رہا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام ہمارے اہل ایمان بندوں میں سے تھے۔

یاد رہے کہ ہماری تفسیروں میں معصومین علیہم السلام سے روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت رسول خداؐ الیٰسین تھے اور ہم آل یاسین ہیں اور اللہ ال یٰسین پر درود و سلام بھیج رہا ہے جو

https://downloadshiabooks.com/

بظاہر آیت کا ظاہری معنی بھی ہے اور باطنی معنی بھی، دوسرے لفظوں میں معصومین علیہم السلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ سلام علی آل یٰسین میں حضرت الیاس علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ یہاں سے آیت جدا ہو جاتی ہے اور اللہ عزوجل مذکورہ تین صفتوں کے ذریعہ آل یٰسین یعنی حضرات آل محمد علیہم السلام کی مدح کر رہا ہے نہ کہ حضرت الیاس علیہ السلام کی۔

لیکن ہماری بھی تفسیروں میں اور مخالفین کے یہاں بھی یہ بات ذکر ہوئی ہے کہ "الیٰسین" الیاس کی ایک لغت اور لہجہ ہے لہذا حضرت الیاس علیہ السلام پر ہی سلام الٰہی ذکر ہوا ہے دوسرا نظریہ یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ "آلیاسین" درحقیقت الیاس کی یاء ونون کے ذریعہ جمع ہے جمع مذکر سالم کے وزن پر ہے اور جمع کا صیغہ استعمال کر کے خدا نے درواقع حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ان کے مخلص شیعوں اور چاہنے والوں پر سلام کیا ہے اگر یہ تفسیر صحیح ہو تو پھر اس سے مراد اہل بیت علیہم السلام نہیں ہوں گے بلکہ حضرت الیاس علیہ السلام اور ان کے مخلصین ہوں گے لیکن آل یٰسین اہل بیت علیہم السلام کا ہونا ثابت ہے اور کتاب بحار الانوار کی امامت سے متعلق جلد میں مفصل بحث جناب علامہ مجلسی نے کی ہے اور روایات اہل بیتؑ ان کے آل یسین ہونے کو آشکار فرمایا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانہ کا بادشاہ جس کا نام لاجب یا لاحب تھا اپنی زوجہ کو اپنی غیر موجودگی میں بادشاہت کے امور سونپ کے جاتا تھا اور وہ بے پناہ ظلم وستم کرتی تھی نیز بدکار ترین خلائق میں سے تھی اس کے کاتب نے جو کہ حکمت ودانائی والا انسان تھا تین ہزار سے زیادہ اہل ایمان کو اس زانیہ ملکہ کے شر سے بچایا تھا بادشاہ کے قصر کے پہلو میں ایک مومن صالح رہا کرتا تھا جس کا بہت وسیع وعریض خوبصورت باغ تھا بادشاہ کی غیر موجودگی میں زانیہ ملکہ نے صالح بندے کو قتل کر کے سارا باغ ہڑپ لیا جبکہ بادشاہ اس پڑوسی کا خیال رکھتا تھا مگر ملکہ نے اس کے ساتھ زیادتی کی تو عذاب الٰہی کا شکار ہوئی اور حضرت الیاس علیہ السلام کی دھمکیوں اور خوف

https://downloadshiabooks.com/

دلانے کا ان پر بجائے اثر ہونے کے مزید طغیانی بڑھتی رہی۔

تیسری وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے پدر گرامی کا نام یٰسین تھا اور سلام علی آل یٰسین سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام فرزند یٰسین پر سلام کیا گیا ہے اور ان کی ذریت میں پیدا ہونے والے پاکیزہ لوگوں پر سلام ہے۔

نویں امام حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ہمارے پدر گرامی امام باقر علیہ السلام طواف کعبہ میں مصروف تھے کہ ایک معمم شخص جس نے عمامہ کا ایک سرا اپنے چہرے پر ڈال رکھا تھا امام باقر علیہ السلام کے طواف کو منقطع کر کے کوہ صفا میں واقع ایک گھر (خیمہ) میں لے گیا اور بولا: اے فرزند رسولؐ خدا خوش آمدید اور پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا "بارك الله فيك يا امين الله بعد آبائه" خداوند متعال آپ کی ذات میں برکت ہی برکت قرار دے اے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے بعد الٰہی امانتدار!

امام باقر علیہ السلام سے تفصیلی گفتگو میں وہ یہ سوال بھی کرتا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جس طرح اپنے علم کو ظاہر فرمایا اسی طرح آپ اپنے علم کا اظہار کیوں نہیں فرماتے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا جناب رسول خداؐ نے اپنے سے بہت علم کا اظہار نہیں کیا ہے مصلحت نہیں تھی اختلاف امت کا خوف تھا یہاں تک کہ رسول خداؐ کو حکم الٰہی ہوا " فاصدع بما تؤمر وا عرض عن المشركين" "جس امر کا آپ کو حکم دیا جا چکا ہے اب اسے برملا کر دیجئے اور مشرکین سے کتراتے رہے" اس کے بعد امام باقر علیہ السلام نے فرمایا " وددتُ ان عينك تكون مع مهدى هذه الامة" اے شخص میں چاہتا ہوں کہ تم اس امت کے مہدی علیہ السلام کے ساتھ رہو جب ملائکہ الٰہی آل داؤد کی تلواروں کے ساتھ آسمان اور زمین کے درمیان کافرین کی روحوں کو عذاب دے

https://downloadshiabooks.com/

رہے ہوں گے اور زندوں میں سے بھی بہت سے لوگ اپنے کافرین آباؤاجداد سے ملحق کئے جارہے ہوں گے یہ کہہ کر امام علیہ السلام نے شمشیر باہر نکال اور اس نے عرض کیا مولا" ھا ان ھذا منھا" "یعنی تلوار بھی اٹھاناپڑے گی اور جنگ بھی کرنی ہو گی" تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں جانتا ہوں اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفیؐ کو ساری بشریت پر منتخب فرمایا ہے، پھر وہ شخص اپنے عمامہ کو واپس ٹھیک کرتا ہے اور یہ کہتا ہوا رخصت ہوتا ہے کہ " انا الیاس، ما سالتك عن امرك ولی منه جهالة" اے حجت خداؑ، اے امام ورہبر مسلمین میں الیاس ہوں میں نے آپ کے سلسلہ میں کوئی سوال، جہالت کی وجہ سے نہیں کیا ہے میں یہ سب جانتا ہوں میرے سوال کا مقصد صرف یہ ہے کہ " احببتُ ان یکون ھذا الحدیث قوۃ لاصحابك" میں چاہتا ہوں کہ یہ گفتگو آپ کے اصحاب کی بصیرت وعقیدت میں قوت وپختگی ایجاد کردے[1]۔

سنی بارہویں امام

ابن حجر نے جس شخص کو رسول خداؐ کا بارھواں خلیفہ اور مسلمانوں کا بارھواں امام متعارف کرایا ہے اور اسے رسول خداؐ کا آخری خلیفہ قرار دیا ہے وہ ولید بن یزید بن عبد الملک مروان ہے جو مروانی خلفاء میں چھٹیں نمبر پر ہے ولید بن عبد الملک مروان رسول خداؐ کی رحلت کے تقریبا ۸۰ سال بعد یعنی ۹۰ھ میں پیدا ہوا، ولید اپنے باپ یزید بن عبد الملک مروان کے واصل جہنم ہونے کے وقت بہت چھوٹا تھا اس لیے اس کے باپ یزید بن عبد الملک نے اپنے بھائی ہشام بن عبد الملک، یعنی ولید کے چچا کو اپنا نائب وجانشین بنایا تھا اور ہشام کا ولی عہد اپنے بیٹے ولید کو قرار دیا تھا اس طرح یہ خلافت، باپ دادا کی میراث بن گئی تھی جسے چاہا سونپ دیا نہ دین وایمان کی کوئی قید وشرط نہ اخلاق وکردار کی صحت وسلامتی کی کوئی قید، جب کہ سنی اہل قلم حضرات خلافت

(1) کافی: ج۱، ص۲۴۳، ح۱۔

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ کے لیے کتابوں کی حد تک بڑی شرطیں اور قیدیں ذکر کرتے ہیں مگر تطبیق اور عمل کی منزل میں ان سے ایک رو واں تک نہیں اکھڑتا اور جو تخت وتاج پر قابض ہو جائے اس کی خلافت کے گن گانے لگتے ہیں۔

سنیوں کا بارہواں امام، ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کوئی قریشی شخص نہیں تھا بلکہ رومی غلام امیہ کی نسل سے تھا لہذا فرمان رسول خداؐ "کلھم من قریش" کی شرط کو پوری کرنے کے لیے سنیوں کی مجبوری ہے کہ اسے قریشی تسلیم کر لیں اور اپنے بارھویں امام کو کسی صورت قریش سے باہر کا نہ ہونے دیں ورنہ سلسلہ امامت و خلافت چکنا چور ہو جائے گا۔

حالانکہ خود سنی پیشوا، حنبلیوں کا امام، احمد بن حنبل اپنے سلسلہ سند سے جناب رسول خداؐ سے ایسی روایت نقل کرتا ہے کہ مجھے سنیوں کو ان کے بارھویں امام پر آخری سانس تک مبارک باد پیش کرنے کا دل چاہتا ہے مسند احمد بن حنبل ج،۱، ص۴۹ حدیث نمبر ۱۰۹ کو اٹھا کر دیکھ لیجئے اور سنیوں کے بارھویں امام کی جناب رسول خداؐ کی زبانی توصیف ملاحظہ فرمالیجئے "قال ﷺ :لیکونن فی ھذہ الامۃ رجل یقال لہ الولید" عنقریب اور یقینا یقینا اس امت میں ایک شخص ایسا ہو گا کہ جس کو "ولید" پکارا جائے گا ویسے تو ولید نام کے سیکڑوں اور ہزاروں ہوئے ہیں اور ہوں گے مگر جس ولید کی بات ہو رہی ہے وہ بقول ابن حجر سنیوں کا بارھویں امام ہے اور پیغمبرؐ خدا جس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں وہ کوئی اور نہیں یزید بن عبد الملک مروان کا سنپولا بیٹا ولید ہے جس کو نمبر اور منصب کے اعتبار سے بارھویں خلیفۃ المسلمین ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے پیغمبر خداؐ فرماتے ہیں "لھو شر علی ھذہ الامۃ من فرعون لقومہ" وہ (ولید) اس امت کے حق میں حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ کے طاغوت، مصر کے جبار، فرعون سے بدتر ہو گا، فرعون نے اپنے تخت وتاج کی سلامتی کے لیے ہزاروں بے گناہ بچوں کو تہہ تیغ کیا مگر عورتوں کو زندہ رکھا

https://downloadshiabooks.com/

،شراب خور نہیں تھا،زانی نہیں تھا،لوطی نہیں تھادیگر قبائح اگرانجام بھی دیتارہاہو توچونکہ اپنے کو خود خدا کہلواتا تھاعلانیہ ارتکاب نہیں کرتا تھامگر فرعون امت ،سنیوں کا بارہواں امام،شراب خور ،لوطی اورماں بہنوں کونہ بخشنے والا وہ بدنسل تھاجس کی توصیف کسی شیعہ کتاب سے نہیں بلکہ جس کاامام ہےانھیں کی کتاب سےاس کےاوصاف پڑھیں بہتر ہے۔

تاریخ الخمیس کے نام سے مشہور تاریخ کی کتاب علامہ دیار بکری سنی کی تالیف ہے اس کتاب کی جلد ۲،ص ۳۲۰پر مرقوم ہے کہ سنیوں کے اس بارھویں خلیفہ نے حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کیاساز وسامان آمادہ ہوئے شاہی جاہ وحشم کے ساتھ ولید دمشق سے روانہ ہوامگر حج پر جانے کا مقصد کیاتھاعلامہ دیار بکری کی تاریخ الخمیس کے الفاظ میں زیادہ پسندآئیں گے وہ لکھتے ہیں: ولید حج کاارادہ کرتے وقت کہتاہے کہ میں حج پراس لیے جارہاہوں تاکہ خانہ کعبہ کی وسیع وعریض چھت پر شراب پی سکوں۔

ولید بن یزید مروان ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ھ کو اپنے چچاہشام بن عبد الملک مروان کے واصل جہنم ہونے کے بعد تخت خلافت پر براجمان ہوااور ایک سال چندماہ میں اس ملعون امام نے اتنے فتنے برپاکئے کہ بچارے مامومین کواپنے امام کی شہوت رانیوں اور دین کے احکام کے ساتھ کھلواڑ کے سبب قتل کرناپڑا،ہوایہ کہ سنیوں کے اس بارہویں امام کااپنے باپ یزید بن عبد الملک مروان کی کنیزوں پر دل آگیا تھاسلطنت کے نشے نے شراب کے نشہ میں مزید رنگ بھر دیا تھاپھر کیا تھاماں کادرجہ رکھنے والی باپ کوراتوں کی رنگین کرچکی کنیزوں پر ٹوٹ پڑااور جوانی کی مستیاں ،رعنائیاں،اٹھکھلیاں،بے تابیاں رنگ لائیں اور باپ کی کئی کنیزوں پر ہاتھ صاف کردیااور یہ خبر دربار تک محدود نہیں رہ گئی جس کے نتیجہ میں مامومین اپنے امام پر بھڑک اٹھے مگرامام کاکچھ بگاڑ نہ سکےاور بے غیرت کئ مسلمین،زانی امام کی اقتداء میں نماز جمعہ وجماعت پڑھتے رہے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک روز تو سنیوں کے بارہویں امام نے خوب رنگ بھرا شریعت کے ٹھکیدار ،اسلام کے محافظ اور مسلمانوں کے خلیفہ نے پوری رات رنگین رکھی یہاں تک کہ اذان صبح ہونے لگی خود شراب میں دھت اور کنیز بھی نشہ میں ٹُن تھی کہ مسلمانوں کے بارہویں امام نے خدا کی قسم کھالی اور حلف اٹھایا کہ آج مسلمانوں کی نماز کی قیادت صنف نازک کے ہاتھوں ہو گی نماز صبح باجماعت ، مجنب کنیز پڑھائے گی پھر کیا تھا ولید خلیفۃ المسلمین نے اپنے شانوں سے رداء اتاری کنیز کو مردوں کا لباس زیب تن کرایا اور چہرے پر ڈھاٹھا باندھ کر نشہ میں چور ، بغیر غسل کے بغیر وضو و تیمم کے کنیز ، سنیوں کے امام دوازدہم کی نیابت میں مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھاتی ہے جسے یقین نہ ہو وہ کتاب تاریخ الخمیس ج ۲، ص ۳۲۰ کو اٹھا کر دیکھ لے۔

اہل سنت کے اس بارہویں امام اور عامہ مسلمین کے خلیفہ ولید بن یزید کا ایک شوق اور بھی تھا جس کو خود اس کے سگے بھائی سلمان نے جو بڑا نمکین ، گورا چٹا اور ولید جیسوں کے ایمان کو ڈاواں ڈول کرنے والا تھا برملا کیا ہے وہ اس روز منہ بند نہیں رکھ سکا جس روز ولید کا سر کاٹ کر لایا گیا سلمان بن یزید کہتا ہے کہ ''ولید پر خدا کی لعنت ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شراب نوشی میں ہر حد سے گزر جاتا تھا اور فسق و فجور میں غوطہ زن رہتا تھا یہاں تک کہ ایک دن میرے اوپر بھی سوار ہو گیا اور مجھے بھی نہیں بخشا ''ابن حجر کو اپنے بارہویں امام کی یہ انوکھی داستان اور مسلمانوں کو اپنے خلیفہ کی اس بدکاری و اغلام بازی کا اگر انکار ہے تو تاریخ الخمیس دیار بکری کے نسخوں کو صفحہ ہستی سے جمع کر کے مٹا دیں دیار بکری ترکی کے شہر ''دیار بکر'' کے سنی عالم دین تھے ان سے شیعوں کا دور دور کا کوئی تعلق و رشتہ نہیں ہے۔

ایک سال دو ماہ کی خلافت و امامت میں سنیوں کے اس بارھویں امام نے کیا کیا گل کھلائے ہیں وہ سب تاریخ کے دامن میں محفوظ ہیں اور کسی شیعہ نے نہیں بلکہ خود سنی مؤرخین نے قلمبند کیا ہے ایک روز شراب کے نشہ نے تو امام صاحب کو گھر کی ہی ایک چٹکھتی کلی بھا گئی اور

https://downloadshiabooks.com/

اپنی بیٹی ہی کریا کرم کر ڈالا ہو سکتا ہے کہ کوئی سر پھرا بک دے کہ ایسا نہیں ہو سکتا مگر کیا کیا جائے کہ اس قدر گھنونے اوراق ولید بن یزید کی تاریخ کے ہیں اور کئی کتابوں میں درج ہیں اور راوی کوئی غیر نہیں چچازاد بھائی اور گھر کی دایہ ہے۔

تاریخ ولید کے اس گھنونے ورق کو الٹنے سے پہلے ایک بات اور بتلاتا چلوں کہ ولید کی ماں حجاج بن یوسف ثقفی ملعون کی بہن تھی یعنی ولید کی نانی حجاج کی ماں تھی خونی رنگ، رنگین خون کا کچھ تو کچھ اثر ہونا چاہیئے نا، یوسف ثقفی خونخوار کا بیان ہے کہ میں نے حجاج کی ماں کو ایک زندان سے حاصل کیا تھا اور اسکی بیٹی اس کی ماں بنی یعنی نانا اور نانی دونوں ایک سے بڑھ کر ایک نمایاں شخصیات تھے اور ولید کے ماموں جان حجاج کا کیا کہنا!

علامہ دیار بکری سنیوں کے مؤرخ ہیں اور سنیوں کے بارھویں امام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "نقل من کفریاته و فسقه کثیر" ولید کی فسق و فجور کی داستانیں ناقابل شمار ہیں صرف ایک داستان اس کے چچیرے بھائی صالح بن سلیمان نے اس طرح بیان کی ہے کہ ہمارے چچا جان ، خلیفۃ المسلمین، امام ولید گھر میں داخل ہوئے تو "وجد ابنته جالسة عند دادتها فبرك عليها و ازال بكارتها" اپنی ہی دوشیزہ بیٹی کو دیکھ ریکھ کرنے والی دایہ کے پاس بیٹھا ہوا پایا بس کیا تھا شہوت کا گھوڑا قابو سے باہر ہو گیا بھوکے شیر کی طرح بیٹی پر حملہ آور ہوا اور بیٹی کو چاروں شانے چت کر کے اس کی بکارت و دوشیزگی کو پارہ پارہ کر دیا، چشم دید گواہ کہوں یا براہ راست بلو فلم دیکھنے والی دایہ کہوں بہر حال اس سے برداشت نہ ہوا مسلمان تھی اپنی آنکھوں کے سامنے باپ کو بیٹی کی عزت لوٹتے دیکھ کر وہ کچھ نہ کر سکی مگر زبان پر اس کے ایک فقرہ ضرور آگیا "هذا دين المجوس" اے سنیوں کے بارہویں امام، خلیفۃ المسلمین یہ اسلام نہیں، دین مجوس ہے جہاں بہن بیٹیوں اور ماؤں کی عصمت کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

مگر بے غیرت خلیفہ اور زانی امام کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی بجائے اس کے کہ شرمندہ ہوتا بڑی بے غیرتی کے ساتھ ''مصرعہ کہتا ہے

من راقب الناس مات غماً وفاز باللذۃ الجسور

''جو لوگوں کی زبان اور مخالفوں کی پرواہ کرے گا وہ ہم و غم کے ساتھ مر جائے گا اور زندگی کا لطف و عیش نہیں اٹھا سکے گا، زندگی کا عیش و خوش تو جسور اور بے باک لوگ اٹھاتے ہیں''۔

سفراءالمہدیؑ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نائبین کو ''نواب اربعہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی انھیں سفیران امام مہدی علیہ السلام کے عنوان سے بھی متعارف کرایا جاتا ہے کیونکہ بہر حال وہ بزرگان حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سفیر تھے یعنی ان کی طرف سے صادر ہونے والے دستورات، احکامات اور توقیعات، شیعیان اہل بیت علیہم السلام تک پہنچاتے تھے نیز شیعیان اہل بیت علیہم السلام کے سوالات اور رقوم شرعیہ کو بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔

ان بزرگواروں کے اوپر کبھی سفیران امام مہدی علیہ السلام تو کبھی وکیلان امام مہدی علیہ السلام تو کبھی ''باب'' کا عنوان استعمال کیا جاتا تھا، جناب حسین بن روح نوبختی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تیسرے نائب کے بارے میں ابن ابی طی لکھتے ہیں '' ھو احد الابواب لصاحب الامر علیہ السلام'' حسین بن روح نوبختی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ابواب میں سے ایک ''باب'' تھے ان کے ہاتھوں پر بہت ساری توقیعات، امام علیہ السلام کی طرف سے شیعوں

https://downloadshiabooks.com/

کے پاس پہنچی ہیں، نائبین امام مہدی علیہ السلام کا عنوان بھی استعمال کیا جاتا ہے جو کہ سب کا سب درست ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ان چار معروف بزرگوں کے علاوہ بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بہت سے سفیر رہے ہیں البتہ وہ ان چار بزرگوں کی طرح تمام امور امامت میں نیابت و وکالت کے فرائض انجام نہیں دیتے تھے بلکہ ان کا دائرہ کار محدود امور میں تھا۔

ان میں سے ایک سفیر امام مہدی علیہ السلام جناب ابراہیم بن مھزیار اہوازی ہیں جن کی کنیت ابو اسحاق تھی آپ کے پدر گرامی جناب مہزیار پہلے نصرانی تھے پھر اسلام لائے جناب ابراہیم بن مہزیار اہوازی صرف حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہی سفیر نہیں تھے بلکہ شیخ طوسیؒ نے ابراہیم اہوازی کو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے البتہ ان کی دو اماموں کی طرف سے سفارت، وکالت، نیابت وغیرہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

علامہ حلیؒ نے اپنی معروف رجالی کتاب خلاصۃ الاقوال کے دو حصہ، دو فصل، دو عنوان قرار دئے ہیں پہلا حصہ ثقہ اور عادل رجال کا ہے تو دوسرا حصہ ضعیف و مجہول لوگوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے علامہ حلیؒ نے ابراہیم بن مہزیار اہوازی کو پہلے حصہ میں یعنی ثقہ اور عادل رجال میں سے قرار دیا ہے جبکہ علامہ حلیؒ کے بعد جناب علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب الوجیزۃ میں فرمایا ہے کہ " انه من سفراء الامام المهدی علیہ السلام " جناب ابراہیم بن مہزیار اہوازی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سفیروں میں سے ایک تھے۔

سید ابن طاوؤس کی ایک اہم کتاب جو اب ہمارے درمیان محفوظ نہیں رہی جس کا نام ربیع الشیعۃ تھا اس میں جناب ابن مہزیار اہوازی کی بہت زیادہ مدح و ثناء کی ہے جس کے بارے میں بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ سید ابن طاوؤس کی مدح و ثناء، توثیق سے بڑھ کر ہے مطلب یہ ہے کہ

https://downloadshiabooks.com/

جناب ابراہیم بن مھزیار اھوازی صرف ثقہ اور عادل ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ معتبر و موثق صحابی امام علیہ السلام تھے۔

علامہ نجاشیؒ صاحب رجال نجاشی نے فرمایا ہے کہ جناب ابراہیم بن مہزیار اہوازی نے ایک کتاب بھی تالیف فرمائی تھی جس کا نام ''البشارات'' ہے یہ بھی معلوم رہے کہ جناب ابراہیم بن مہزیار اہوازی، علی بن مہزیار اہوازی کے بھائی ہیں اور علی بن مہزیار اہوازی کی شہرت ان کی تعریف و توصیف سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

حیاتِ حضرت اسحاقؑ

جناب اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ بنت ہنوایل کے فرزند تھے جناب سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچازاد بھائی کی بیٹی اور خالہ کی لڑکی تھیں یعنی قریبی رشتہ دار تھیں حضرت اسحاقؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں دوسرے فرزند تھے پہلے فرزند جناب حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جو ہاجرہ علیہا السلام سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے عمر میں ۵ برس بڑے تھے ہمارے یہاں مشہور روایت میں یہی ہے لیکن توریت میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے ۱۴ سال کے بڑے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کم ترین عمر جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے ۸۶ یا ۸۷ سال بتلائی گئی ہے جناب اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے وقت بعض نے ۱۲۰ سال ذکر کیا ہے اس حساب سے تو حضرت اسحاق علیہ السلام تقریباً ۳۵ سال حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چھوٹے ہونے چاہیئے۔

حضرت سارہ علیہا السلام اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس موجود تھیں جبکہ فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی تھی مارے تعجب کے وہ ہنس

https://downloadshiabooks.com/

پڑیں تھیں کہ ۱۰۰ سال سے زیادہ کا بوڑھا انسان باپ اور ۸۰ سال سے زیادہ عمر کی بڑھیا یعنی خود ماں بننے والی ہیں تو فرشتوں نے حضرت سارہ علیہا السلام سے سوال کر لیا تھا "أ تعجبین من امر اللہ"[1] اے سارہؑ کیا آپ کو امر الٰہی پر حیرت ہو رہی ہیں؟ جناب سارہؑ اور جناب ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے رو برو گفتگو کر رہے تھے اور جب فخر سارہ حضرت فاطمۃ الزھراء علیہا السلام اور فخر ابراہیم حضرات ائمہ علیہم السلام سے فرشتوں کی رو برو گفتگو کی ہم بات کرتے ہیں تو مسلمانوں کی عقل میں نہیں سماتا!

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعجب نہیں ہوا تھا اور انھیں ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ تعجب وہاں ہوتا ہے جہاں غیر متوقع شئ کا حدوث و وقوع ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام چاہے علم نبوت سے اور چاہے عقلی طور پر جانتے تھے کہ سلسلہ نبوت آگے بڑھنا ہے اور خدا انھیں اولاد دے گا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے صرف آخری نبی پیدا ہونے والے تھے تو دوسرا بیٹا ضروری تھا جس سے سلسلہ نبوت آگے بڑھے لہذا انھیں کوئی تعجب نہیں ہوا۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ تین آیتوں میں بشارت کے حوالہ سے تین جملے استعمال ہوئے ہیں دو میں بشارت کا تعلق صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے یعنی بشارت کے مخاطب صرف حضرت براہیم علیہ السلام تھے اور ایک میں حضرت سارہ علیہا السلام لیکن وہ فرشتوں کی گفتگو سن رہی تھیں ایک جگہ قرآن نے کہا "وبشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین"[2] ضمیر ھو کا مرجع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں دوسری جگہ ارشاد ہوا "و بشرناہ بغلام علیم" فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی تھی تیسری جگہ ارشاد ہوا "و

(1) سورۂ ھود: آیت ۷۳۔ تفسیر قمی: ج ۱، ص ۳۲۴۔

(2) سورۂ صافات: آیت ۱۱۲۔

https://downloadshiabooks.com/

فشر ناھا باسحاق و من وراء اسحاق یعقوب"[1] کہ ہم نے حضرت سارہ علیہا السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام عطا کیا ہے لیکن جب حضرت سارہ علیہا السلام کو امر خدا میں تعجب سے منع کیا گیا تو انہوں نے اپنے چہرے کو نوچ لیا اور عرض کیا "وقالت عجوز عقیم"[2] کہ میں اس قدر بڑھیا ہو گئی ہوں کہ اب میرے یہاں بچہ ہونے کا امکان نہیں رہا عقیم یعنی بانجھ ہو چکی ہوں تب فرشتوں نے حضرت سارہ علیہا السلام کو سمجھایا کہ اللہ تعالی قادر علی الاطلاق ہے آپ ماں بنیں گی اور نبی صالح اسحاق علیہ السلام کی والدہ آپ ہی ہوں گی یہ خدا کا فیصلہ ہے تب حضرت سارہؑ تسلیم ہو گئیں۔

یہیں پر کہنا چاہوں گا کہ اگر حضرت سارہ علیہا السلام قضاء و قدر الہی پر اعتراض اور فیصلہ الہی پر حیرت و انکار کرنے کے بعد میں بھی بیٹے کی نسل میں نبوت و رسالت سن کر راضی ہو جاتی ہیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں، نہ خالق ان پر نکتہ چینی کرتا ہے نہ خلائق تو پھر فخر سارہ حضرت فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کو ولادت امام حسین علیہ السلام سے پہلے بیٹے کی شہادت کی خبر دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ کس بے دردی کے ساتھ ان کے ہونے والے لال کو شہید کیا جائے گا تو یہ سن کر بیٹا لینے سے انکار کر دیتی ہیں اور جب رسول خداؐ من جانب اللہ قیامت تک نسل زہراء علیہا السلام میں امامت و قیادت ہونے کی بشارت دیتے ہیں تو قبول کر لیتی ہیں اور راضی ہو جاتی ہیں تو کیا قابل اعتراض ہے وہاں تو بیٹے پر قتل و شہادت کی خبر نہیں تھی یہاں رلا رلا کے شہید کئے جانے اور بھوکے و پیاسے تڑپا تڑپا کر قتل کئے جانے کی خبر بھی ہے۔

"انما انا لك" حضرت ابو بصیرؒ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طولانی

(1) سورۂ ھود: آیت ۷۱۔

(2) سورۂ الذاریات: آیت ۲۹۔

https://downloadshiabooks.com/

حدیث میں کہ جس میں امام صادق علیہ السلام نے ''الجامعۃ'' کو ۷۰ ذراع طولانی بیان کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اس میں ہر حلال و حرام کا بیان مذکور ہے اور لوگوں کو جن جن چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی سب کا بیان ہے یہاں تک کہ خراش کی بھی کیا دیت ہو گی ان سب کا بیان ہے یہ کہہ کر امام صادق علیہ السلام نے ابو بصیرؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سوال کیا کہ اے ابو محمد کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے ہاتھ پر خراش ڈالوں اس موقع پر ابو بصیرؓ نے کہا "جعلت فداك انما انا لك فاصنع ماشئت"[1] مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں آپ کا ہوں آپ کے لئے ہوں لہذا آپ جو کرنا چاہتے کر سکتے ہیں مولا چاہتے ہیں تو اپنے دست مبارک سے اپنے ہی بدن پر معمولی خراش ڈال کر ابو بصیرؓ کو اس کی دیت بیان کر سکتے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا وجہ کیا ہے ؟ شاید وجہ یہ ہو کہ امام اور حجت خداؑ پر خراش سے کائنات میں زلزلہ آسکتا تھا افلاک میں دگرگونی ایجاد ہو سکتی تھی ہر امام علیہ السلام کی شہادت پر کائنات میں دگرگونی آتی رہی ہے اور نہ جانے کتنی تبدیلیاں ہوئی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ امام علیہ السلام کے اس سوال سے ابو بصیرؓ کی ایمانی و فدائی قدرت، خلوص اور مافی الضمیر کا مظاہرہ مقصود تھا اگر امام علیہ السلام یہ سوال نہ کرتے تو ہمیں کیسے پتہ چلتا کہ ابو بصیرؓ کا خلوص اور ایمان کس منزل پر ہے اور وہ امام وقت حضرت امام صادق علیہ السلام پر کس طرح قربان ہو سکتے ہیں اور زبانی تو ''جعلت فداك'' کہنے والے بہت تھے لیکن "انما انا لك" کہہ کر ''جو چاہیں میرے ساتھ کر سکتے ہیں'' کہنے والوں کی تعداد زیادہ نہیں رہی ہے امام اور حجت خداؑ پر مکمل طریقہ سے قربان ہونے کے لئے تیار رہنا واقعی شیعہ اور حقیقی محب کی پہچان ہے۔

(1) الکافی: ج۱، ص۲۳۹۔

https://downloadshiabooks.com/

اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے ابو بصیرؓ کو ان کے اظہار آمادگی پر کچھ نہیں ٹوکا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یقیناً امام علیہ السلام پر ہر طرح سے قربان ہونے کے لئے تیار تھے اور اگر امام علیہ السلام ان کے جسم کو کاٹ پیٹ دیتے تب بھی وہ اعتراض نہ کرتے کیونکہ وہ کہہ چکے تھے کہ آپ امام ہیں جو چاہیں میرے ساتھ کر سکتے ہیں اور شیعیان اہل بیت علیہم السلام کو ایسا ہی ہونا چاہیئے ہم اہل بیت علیہم السلام کی ملکیت ہیں اور وہ ہمارے مالک ہیں لہذا انھیں ہمارے اوپر مکمل تصرف کا حق حاصل ہے اگر ایسا جذبہ ایمانی ہے تو درست ورنہ زبانی جمع خرچ کرنے والوں کی فہرست بڑی طولانی ہے۔

خیمہ کائنات

صاحب کتاب البلد الامین علامہ شیخ ابراہیم کفعمیؒ نے لکھا ہے کہ ہر دور میں روئے زمین پر ۴/اوتاد، ۴۰/ابدال، ۷۰/ نجباء اور ۳۰۰/صالحین ہوا کرتے ہیں اس لیے کہ کائنات کی مثال ایک خیمہ کے مانند ہے کہ جس میں ایک وسطی ستون ہونا چاہیئے اور وہ امام علیہ السلام ہیں جس کی ۴ یا اس سے زیادہ بھاری کرسیاں ہونی چاہیے جو اوتاد ہیں جو چار سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں علامہ نجفی نے لکھا ہے کہ اوتاد میں جناب خضر علیہ السلام اور جناب الیاس علیہ السلام شامل ہیں حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے تو وہ بہت چیخے چلائے آواز قدرت آئی ملک الموت ان سے پوچھو کہ دنیا پر ان کی چیخ و پکار ہے یا موت پر؟ تو جناب الیاس علیہ السلام نے عرض کیا "انما جزعی علی فوت ذکر اللہ" میں خدا کا ذکر کرنے والوں میں سے نہیں رہ جاؤں گا مجھ سے ذکر الٰہی چھوٹ جائے گا ملک الموت کو حکم ہوا کہ انھیں چھوڑ دیں یہ اپنے لئے زندگی نہیں چاہ رہے ہیں بلکہ میرے ذکر کے لیے چاہتے ہیں میں نے انھیں دنیا کے اختتام تک کی حیات عطا کر دی۔

https://downloadshiabooks.com/

اسماعیل سندی کی حدیث

اسماعیل سندھی کو ہندوستان میں یہ بتلایا گیا کہ خدا کی حجت ملکِ عرب میں رہتی ہے تو وہ وہاں سے حجت خداؑ کی تلاش میں چل دیا عرب پہنچ کر اسے امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کی طرف رہنمائی کی گئی تو وہ خدمت امام علیہ السلام میں پہنچا اور سندھی زبان میں سلام کیا تو امام علیہ السلام نے اسے اس کی زبان میں سلام کا جواب دیا پھر کیا تھا میں نے سندھی میں ہی گفتگو شروع کر دی اور امام علیہ السلام مجھے میری زبان میں جواب مرحمت فرماتے رہے ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام لوگوں کو انھیں کی زبان میں جواب دیا کرتے تھے ایک روز میں نے اظہار تعجب کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا ''اے ابو الصلت ! میں اللہ کی خلائق پر اس کی حجت ہوں اور خداوند متعال کسی قوم پر ایسے کو اپنی حجت قرار نہیں دے سکتا کہ جو ان کی زبانوں سے آشنا نہ ہو کیا تم تک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا قول نہیں پہنچا کہ "اوتینا فصل الخطاب" ہم کو خطابات کی تفصیلات عطا کر دی گئی ہیں "وھل ھو الا معرفة اللغات" اور فصل خطاب۔ ساری زبانوں کی تفصیلات سے آگاہی وآشنائی کے علاوہ بھی کوئی شئ ہے ؟![1]

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کو آب حیات پینے سے تعبیر کیا ہے اسی بات کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی ہارونی یہودی سے بیان فرمایا تھا امام علیہ السلام نے سات سوالوں کے جواب میں روئے زمین کا پہلا چشمہ ،امرت کو قرار دیا ہے کہ جس میں حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ یوشع علیہ السلام کی مچھلی ہاتھ سے چھوٹ کر آب حیات میں گر گئی تو فوراً زندہ ہو گئی تھی ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام جناب ذوالقرنین کے لشکر میں آگے آگے تھے انھیں آبِ حیات کا چشمہ دستیاب ہو گیا مگر ذوالقرنین کو نہیں ملا، حضرت امام

(1) المناقب، ۲، ۴۴۶۔

https://downloadshiabooks.com/

رضا علیہ السلام نے جناب خضر علیہ السلام کی حیات کا راز اسی چشمہ آب حیات سے سیر ابی بتلایا ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ماہ رجب میں آسمان سے تین آوازیں بلند ہوں گی جس میں پہلی آواز کے الفاظ ہوں گے "الا لعنة الله على القوم الظالمين" "ظالم گروہ پر خدا کی لعنت ہو" دوسری آواز کے الفاظ یوں ہوں گے "ازفت الآزفة يا مومنين" "قیامت کا دن قریب آگیا ہے" اور تیسری آواز کے ساتھ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ قرص شمس کے پاس ایک پیکر انسانی ہے اور تیسری آواز کے الفاظ یوں ہوں گے "هذا امير المومنين قد كرّ فى هلاك الظالمين" اے صاحبان ایمان! حضرت امیر المومنینؑ، ظالموں کی ہلاکت اور نابودی کے لئے واپس آچکے ہیں؟![1]

حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی دعا کو اکثر بزرگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے صاحب وظائف الانام فرماتے ہیں کہ اس دعا کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اس دعا کو کسی بھی وقت پڑھا جا سکتا ہے اس دعا میں چند باتیں بہت زیادہ قابل غور ہیں۔

۱: امام رضا علیہ السلام نے درود کے بعد خدا سے دفع بلاء از امام زمان علیہ السلام کی دعا کی ہے اور انھیں لسان اللہ، عین اللہ، خلیفۃ اللہ وغیرہ کے صفات سے یاد کیا ہے۔

۲: امام رضا علیہ السلام نے "اللهم وال من والاه وعاد من عاداه" کہا ہے اور امام رضا علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کو دھوکہ دینے والوں پر بد دعا اور لعنت کی ہے۔

۳: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے: "اللهم فانا نشهد له يوم القيامة و يوم

(1) الغیبۃ للشیخ طوسی: ص۴۵۹، ح۴۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

حلول الطامّة انه لم یذنب ذنباً و لم یأت حوباً و لم یرتکب لك معصیة و لم یضیع لك طاعة و لم یهتك لك حرمة و لم یبدل لك فریضة ولم یغیر لك شریعة"۔ ''خدایا ہم بروز قیامت ہم گواہی دیں گے کہ حضرت امام مہدیؑ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے کسی نافرمانی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں اور کوئی معصیت انہوں نے نہیں کی ہے اور نہ ہی تیری اطاعت کو ضائع کیا ہے اور نہ ہی تیری کسی حرمت کو پامال کیا ہے (یا حرام کو حلال سمجھ لیا ہے) انہوں نے نہ تو کوئی فریضہ تبدیل کیا ہے اور نہ ہی تیری شریعت کو بدلا ہے''۔

۴: امام رضا علیہ السلام ہو سکتا ہے کہ نیابت مومنین میں یہ دعا کر رہے ہوں "اللهم قوّنا علی طاعته و ثبتنا علی متابعته وامنن علینا بمتابعته واجعلنا فی حزبه ،، حتی نحشر نا یوم القیامة فی انصاره واعوانه و مقوّیة سلطانه"۔ ''خدایا تو ہمیں انکی اطاعت پر قوت و توانائی عطا کر اور انکی اتباع پر ثابت قدم رکھ اور انکی پیروی کرنے میں ہم پر احسان کر اور ہمیں انکے گروہ میں قرار دے یہاں تک کہ ہم بروز قیامت امام زمان علیہ السلام کے زمرہ میں ان کے مددگاروں میں اور ان کی سلطنت کو تقویت پہنچانے والوں میں شمار ہو جائیں''۔

۵: امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اللهم صلّ علی ولاة عهوده و بلغهم آمالهم و زد فی آجالهم و انصرهم "خدایا ولیوں پر درود بھیج انہیں ان کی آرزؤں تک رسائی کرادے ان کی موت کی مدت بڑھادے اور ان کی نصرت فرما'' یہ سب یقیناً نیابتی دعا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال ہوا کہ "یا بن رسول اللہ ﷺ و من القائم منکم اهل البیت علیہم السلام؟" اے فرزند رسول خداؐ! آپ اہل بیتؑ میں سے قائم کون ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا" الرابع من ولدی ابن سیدة الاماء" میری اولاد میں سے چوتھا ہو گا اور وہ کنیزوں کی سردار حضرت نرجسؑ کے لال جناب قائم آل محمدؐ ہیں ان کے ذریعہ خدا تمام تر گندگیوں کو دور کر دے گا ہر ظلم و ستم کا خاتمہ کر دے گا جس کی ولادت میں لوگوں کو شک رہے گا ان

https://downloadshiabooks.com/

لوگوں سے مراد ہندو، یہودی، عیسائی، نہیں، ستیاناس مسلمان ہیں، ظہور سے پہلے امامؑ غیبت اختیار کریں گے جب ظہور فرمائیں گے تو مشرق و مغرب ان کے نور سے چمک اٹھیں گے، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، ان کے لیے زمین سمٹے گی، ان کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوگا وہی وہ ہیں کہ جن کے لیے آسمان سے ندا آئے گی جسے ساری خلائق سنے گی آواز کے الفاظ یہ ہوں گے "الا ان حجة الله قد ظهرت عند بيت الله فاتبعوه فان الحق معه و فيه"۔ (کمال الدین، ۲، ۳۵۹) "بلا شبہ خدا کی حجت، خدا کے گھر کے پاس ظاہر ہو چکی ہے جاؤ ان کی اتباع کرو اس لئے کہ حق ان کے ساتھ اور ان کی ذات میں جلوہ نما ہے"۔

التقية من الاشرار و كتمان الاسرار عن الاغيار

حضرت امام رضا علیہ السلام نے مومنین کے لیے واجب تقیہ کا آخری زمانہ بھی معین فرما دیا ہے واجب تقیہ، عقلائی خوف میں جائز ہے بلکہ واجب ہے علامہ موسوی اصفہانی نے فرمایا ہے: "ان قلبه يجب ان يكون مخالفاً للسانه" تقیہ کے واجب مقام پر لازم ہے اس کا دل زبان کے مخالف ہو اور اپنی اسی بات پر دلیل، حضرت امام رضا علیہ السلام کی روایت ذکر کرتے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے "لا دين لمن لا ورع له ولا ايمان لمن لا تقية له" "جو تقوی و پرہیز گاری کا مالک نہیں ہے وہ دیندار بھی نہیں ہے اور جو تقیہ (محل تقیہ میں) نہیں کرتا اس کے پاس ایمان نہیں ہے" اور پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے تقیہ کے حکم کو قرآن سے مستند کرتے ہوئے فرمایا ہے "و ان اكرمكم عند الله اعملكم بالتقية" تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک مکرم و محترم وہ شخص ہے کہ جو تم میں سے سب سے زیادہ (محل تقیہ پر) تقیہ کے اوپر عمل پیرا ہے" قرآن مجید میں ہے کہ "ان اكرمكم عند الله اتقاكم"[1] خدا کے نزدیک

(1) سورۂ حجرات: آیت ۱۳۔

https://downloadshiabooks.com/

متقی ترین شخص، مکرم ترین ہے بالکل درست ہے لیکن تقیہ اور تقویٰ دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں گناہ سے بچنا تقویٰ ہے اور ایمان و عقیدہ کا بچانا تقیہ ہے۔

راوی نے، صحابی نے پوچھ لیا کہ مولا "یابن رسول اللہ ﷺ الی متی؟" یہ تقیہ پر عمل در آمد کب تک؟ تو امام علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک شیطان اور شیاطین باقی ہیں انھیں مہلت ملی ہوئی ہے تب تک تقیہ کا زمانہ ہے ادھر ابلیس اور شیاطین جن وانس کا خاتمہ ہوا ادھر تقیہ کا حکم ختم ہوا اس لیے امام علیہ السلام نے فرمایا "الی یوم الوقت المعلوم" اور یہ وقت معلوم کا دن، صرف ابلیس، شیاطین کے خاتمہ کا دن ہی نہیں ہے بلکہ امام علیہ السلام نے اس آیت کے رخ کو موڑتے ہوئے فرمایا ہے "وھو یوم خروج قائمنا اھل البیت علیہم السلام" "اور وہ وقت، ہمارے قائمؑ کے ظہور کا دن ہو گا" اس کے بعد گویا امام علیہ السلام نے ڈانٹتے ہوئے دھمکی، دیتے ہوئے فرمایا ہے "فمن ترك التقية قبل خروج قائمنا فليس منا" اور جو ہمارے قائمؑ کے ظہور سے قبل (محل تقیہ پر) تقیہ چھوڑ دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ آخری فقرہ کمر شکن ہے[1]۔

علامہ محمد تقی اصفہانی تقیہ کی شدت اور واجب تقیہ کے ترک پر شدید گناہ کے ساتھ اس کے برے نتائج سے بھی آگاہ کرتے ہیں کتاب الاحتجاج میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بڑی تاکید کے ساتھ تین مرتبہ بیک وقت فرمایا ہے "ایاکم و ترك التقية فان فی ذلك ،اذلالكم ،وسفك دمائكم ،و دماء المومنين" جہاں تقیہ واجب ہے وہاں ترکِ تقیہ حرام ہے اور صرف حرام ہی نہیں گناہ کے ساتھ ساتھ ذلت و رسوائی بھی ہے، خود کی جان جانے اور خون بہنے کا مسئلہ ہے اور مومنین کے بھی خون کا ذمہ دار ہے۔

(1) کمال الدین: ص۳۳۹، ب۳۵۔

https://downloadshiabooks.com/

عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے بارے میں علامہ موسوی نے لکھا ہے کہ "کل عمل کان یقوم بہ موسی بعصاہ یقوم بہ صاحب الامر"[1] ہر وہ کام جسے حضرت موسی علیہ السلام اپنے عصاء کے ذریعہ انجام دیتے تھے وہ سارے کام اس عصاء کے ذریعہ حضرت صاحب الامر امام مہدیؑ بھی انجام دیں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے امام زمان علیہ السلام کے بارے میں متعدد سوال ہوئے ہیں اور امام رضا علیہ السلام نے متعدد آیتوں کی تطبیق بھی امام یا اماموں پر کی ہے امام علیہ السلام کے صحابی یحیی بن مالک نے آیت کریمہ "ان اللہ یامرکم ان تؤدّوا الامانات الی اھلھا"[2] "بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کو سونپ دو" کی تفسیر پوچھی تو امام علیہ السلام نے فرمایا "الامام یؤدی الی الامام" یعنی ایک امام دوسرے امام کو (منصب امامت کی ذمہ داریوں کو) سپرد کرتا رہتا ہے" پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا "یا یحی انہ واللہ لیس منہ انما ھو امر من اللہ" "اے یحیی بخدا قسم یہ امام کو نہیں سونپتا بلکہ یہ تو خدا کا دستور ہوتا ہے"[3]۔ امام رضا علیہ السلام سے سوال ہوا کہ "أیکون الامامۃ فی عم او خال" کیا امامت چچا اور ماموں کو مل سکتی ہے؟ امام علیہ السلام نے منع کر دیا کہ بھائی بھی نہیں، تو سوال کرنے والے نے پوچھ لیا کی "ففی مَن" تو پھر کس کو منصبِ امامت ملے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا میرے بیٹے کو حالانکہ امام علیہ السلام اس وقت تک کوئی اولاد نہیں تھی یعنی سوالات کرنے والے دغدغہ رکھتے تھے کہ اب

---

(1) دوسرے مقام پر علامہ موسوی اصفہانی مکیال المکارم میں فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام خصّہ اللہ تعالیٰ بالعصا و جعلھا معجزۃ لہ (القائم علیہ السلام) خصّہ اللہ بتلك العصا بعینھا۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے عصا سے مخصوص کیا اور ان کے عصا کو ان کے لئے معجزہ قرار دیا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی بعینہ وہی عصا عطا کیا ہے یعنی عصائے موسوی حضرت امام مہدیؑ کے پاس ہے۔

(2) سورۂ نساء: آیت ۵۸۔

(3) بصائر الدرجات: ص ۴۹۶، ب ۴، ح ۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کیاہو گا یہ تو لاولد ہیں لیکن قدرت نے آشکار کر دیا کہ حضرت امام رضاعلیہ السلام کے یہاں امام محمد امام تقی علیہ السلام پیدا ہوئے اور منصب امامت کو امام رضاعلیہ السلام ان کے سپرد فرمایا"[1]۔

قصاص حتمی ہے!

امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی جناب ابوالصباح کنانی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص حاضر ہوااور سلام و دعا کے بعد کہنے لگا" عقنی ولدی و جفانی" مولا میرا لڑکا عاق ہو گیا ہے اور وہ مجھ پر ظلم و جفا کا مرتکب ہوا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا" آوَ ما علمت انّ للحق دولة و للباطل دولة و کلاهما ذلیل فی دولة صاحبه" اے شیخ کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ حق کی بھی حکومت ہے اور باطل کو بھی حکومت حاصل ہوتی ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کی حکومت میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے "فمن اصابته دولة الباطل اقتص منه فی دولة الحق" جسے باطل کی حکمرانی کے ایام میں رنج و ستم اٹھانے پڑے ہیں اسے حق کی حکومت کے دور میں اہل باطل سے قصاص لینے کا حق حاصل ہو گا[2]۔

بوڑھے کا سوال کچھ اور تھااور امام علیہ السلام کا جواب کچھ اور ہے بظاہر ایسا ہے لیکن نص کلام سے پتہ چلتا ہے کہ اس بزرگوار کا بیٹا شاید جباروں کے ساتھ ہو گیا تھا جس کا شکوہ وہ بوڑھا انسان امام علیہ السلام کی خدمت میں لے کر گیا تھااور اس کا بیٹا باپ کے اوپر براہ راست کسی ظلم و ستم کی وجہ سے عاق نہیں ہوا تھا بلکہ وہ باپ کی منشاء کے خلاف مکتب اہل بیت علیہم السلام کے برخلاف ہو کر دشمنان اہل بیت علیہم السلام کا ساتھ دینے کی وجہ سے عاق ہوااور عقیدت و

(1) کافی: ج۱، ص۲۸۶، ح۳۔

(2) بحار الانوار: ج۵۲، ص۳۶۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ایمان کے خلاف ہونے کے باعث ظالم اور عاق بنا تھا اسی لیے امام علیہ السلام نے سوال کے جواب کا رخ موڑ کر ایک ایسی حقیقت بر ملا کر دی ہے کہ تمام دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے لیے بڑی سخت منزل ہو گی اور مومنین کے لئے صبر و شکر کے ساتھ ظلم و ستم سہہ لینے کا حوصلہ ملے گا کہ ایک نہ ایک دن تو قصاص لینا ہی ہے۔

اس روایت سے یہ بھی عیاں ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے موجودہ حکومت کو باطل کی حکومت قرار دیا ہے اور ساتھ ہی بوڑھے انسان کو تسلی دیتے ہوئے گوش زد کر دیا ہے کہ پشیمان و پریشان نہ ہو تو رجعت کرے گا اور اپنے اوپر ظلم کا بدلہ اور قصاص تو خود لے گا۔

کویت کی ایک شیعہ خاتون اُم حسین کا سوال ہے کہ روایت ام ہانی ثقفیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام زمان علیہ السلام آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے ابھی متولد نہیں ہوئے ہیں روایت بحار کی ۵۱ جلد کے صفحہ ۱۳۷ پر ہے کہ اُم ہانی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا" یاسیدی آیة فی کتاب اللہ عزوجل عرضت لقلبی اقلقتنی واسھرتنی، اے میرے مولا و آقا قرآن مجید میں ایک ایسی آیت ہے کہ جس نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے مجھے پریشان کر دیا ہے اور میری نیند حرام کر دی ہے ! قال فأسئلی یا ام ھانی ؟ تو امامؑ نے فرمایا اے ام ہانی سوال کرو اور بتلاؤ کہ وہ کون سی آیت ہے ؟ قالت قلت قول اللہ عزوجل (فلا أقسم بالخنس، الجوار الکنس) وہ بولی : مولا خداوند متعال کا یہ ارشاد کہ (میں خنس کی قسم کھاتا ہوں) اس آیت کا کیا مطلب ہے ؟ قال! نعم المسالة سألتنی یا ام ھانی ھذا مولود فی آخر الزمان ھو المھدی من ھذہ العترة تکون لہ حیرة و غیبة ... اے ام ہانی تم نے بہترین سوال کیا ہے" فیا طوبیٰ لك ان ادرکتہ و یا طوبیٰ من ادرکہ" اے ام ہانی اگر تم اس زمانہ کو پالو تو تمہارے لئے بڑی خوشی کی بات ہے اور خوشا بحال ان لوگوں کے لئے جو اس زمانہ کو درک کر لیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

جواب: آخری زمانہ سے مراد نہ تو ہمارا موجودہ زمانہ ہے اور نہ ہی آئندہ والا زمانہ ہے بلکہ امام باقر علیہ السلام اور ام ہانی کے زمانہ کی مناسبت سے آخری زمانہ مراد ہے ورنہ کلمہ آخر الزمان بڑا وسیع معنی رکھتا ہے اور بہت سی روایات میں ہمارے نبیؐ کے لیے وارد ہوا ہے کہ آپ نبی آخر الزمانؐ ہیں یا سابقہ کتابوں میں نبی آخر الزمانؐ کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آئندہ کوئی نبی آخر الزمانؐ ہو گا بلکہ سابقہ زمانوں کی نسبت ہمارے نبیؐ، نبی آخر الزمانؐ تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود اسی روایت میں قرینہ پایا جاتا ہے کہ وہ آخری زمانہ گذر چکا ہے جس کا ذکر اس روایت میں آیا ہے کیونکہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام، ولادت کے بعد غیبت میں چلے جائیں گے جس سے ایک گروہ گمراہ ہو گا دوسرا ہدایت یافتہ ہو جائے گا جس کا سلسلہ جاری ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے ام ہانی سے فرمایا ہے کہ اگر تم ان کو درک کر لو تو بڑی خوش نصیب ہو جاؤ گی جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ ولادت امام زمان علیہ السلام قریب ہے اگرچہ اس زمانہ کو درک نہیں کر سکو گی لیکن جو بھی درک کر لے وہ بڑا خوش نصیب ہے کیونکہ غیبت امامؑ میں ایمان رکھنا اور اپنے عقیدہ پر قائم رہنا بڑی خوش نصیبی ہے۔

حکم بن عیینہ (عتیبہ)

ابن عیینہ، جناب زرارہؒ کا استاد تھا مگر جناب زرارہ نے اس کی شاگردی چھوڑ کر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شاگردی و صحابیت اختیار کر لی اور امام محمد باقر علیہ السلام کے ہو کے رہے جبکہ اس سے قبل ابن عیینہ کا دفاع کرتے تھے۔

حکم بن عیینہ اور سلمہ بن کہیل کے بارے میں ابو مریم انصاری سے امام باقر علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

نے فرمایا تھا کہ جاکے ان دونوں سے کہہ دو "شرّقا او غرّبا لن تجدا علماً صحیحاً الا شیئاً خرج من عندنا اهل البیت علیہم السلام"۔ مشرق اور مغرب میں کہیں بھی چلے جاؤ تم دونوں کو علم صحیح ہم اہل بیت علیہم السلام کے پاس ہی ملے گا[1]۔

ابو بصیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ولد الزنا کی گواہی قابل قبول ہے؟ تو امام علیہ السلام نے منع کر دیا میں نے عرض کیا مولیٰ، حکم بن عیینہ کا خیال ہے کہ قابل قبول ہے اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا "اللهم لا تغفر ذنبه" خدایا تو حکم بن عیینہ کے گناہ کو نہ بخشنا اسکے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: علم و دانش صرف اس گھر میں ہے جہاں جبرائیلؑ نازل ہوتے ہیں[2]۔

ابن فضال کا بیان ہے کہ حکم بن عیینہ فقہاء عامہ میں سے تھا اور وہ جناب زرارہؓ اور انکے بھائی حمران اور طیار کا استاد تھا یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ "قبل ان یروا هذا الامر" یہ تینوں بزرگوار شیعہ نہیں ہوئے تھے۔

بتریہ کی بنیاد مضبوط کرنے والوں میں حکم بن عیینہ کا بھی ہاتھ تھا ان لوگوں نے پہلے تو مولا امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کی دعوت دی پھر دونوں ملعونوں کی ولایت سے مخلوط کر دیا اور ہر اس شخص کے لیے امامت کے قائل ہو گئے جو فرزندان امام علی علیہ السلام سے ہوا اور تلوار لے کر خروج بھی کرے۔

یہی حکم بن عیینہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتا ہے کہ اللہ نے مذکورہ آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کو دو بار مصطفاہ بنایا ہے کہ جبکہ اصطفاء تو ایک مرتبہ ہوا کرتا

(1) بصائر الدرجات: ج۱، ص۴۱۔ اعیان الشیعہ: ج۶، ص۲۱۰۔
(2) کافی: ج۱، ص۴۰۰، ح۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے؟اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا" یا حکم ان لھذا تاویلاً و تفسیراً" اے حکم !اس کلام کی ایک تاویل اور دوسری تفسیر بھی ہے حکم نے کہا مجھے اس کی تفسیر بتادیجئے خدا آپ کو طول عمر عطا فرمائے تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا" اصطفاھا ایاھا اولاً من ذریۃ الانبیاء المصطفین المرسلین و طھرھا من ان یکون فی ولادتھا من آبائھا و امھاتھا سفاحا"اللہ نے حضرت مریمؑ کو پہلی بار مصطفی بنایا وہ اس طرح کہ اس نے انہیں ذریت انبیاءؑ میں سے قرار دیا وہ انبیاءؑ کہ جو بڑے برگزیدہ اور پاک و پاکیزہ افراد تھے اور حضرت مریمؑ کو پاک و پاکیزہ رکھا کہ آپ کے آباء و اجداد اور ماں باپ میں سے کوئی حرام سے پیدا نہیں ہوا تھا" یہ بھی پہلا انتخاب تھا دوسرا انتخاب حضرت عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا شرف تھا جو حضرت مریم علیہا السلام کو ملا لیکن امام علیہ السلام نے اس کو نہیں بیان کیا ہے کیونکہ سائل یعنی حکم کو پہلے اصطفاء کے سلسلہ میں شبہ تھا اور وہ صرف دوسرے اصطفاء کو خود سمجھ رہا تھا[1]۔

محل منبر مہدیؑ

اگر کوئی عام آدمی کسی مقام پر نماز پڑھے یا دعا کرے تو اس سے اس جگہ کی عظمت کا ادراک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس جگہ کو معتبر و متبرک جگہ سمجھا جاتا ہے لیکن اگر کوئی بزرگ شخصیت کسی مقام پر اس مقام کے انتساب کی وجہ سے عبادت کرے تو یقیناوہ مقام بڑی عظمتوں کا حامل تصور کیا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کم از کم ایک بار شہر کوفہ کا سفر کیا ہے اور اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے معتبر صحابی جناب ابان بن تغلبؓ بھی تھے ابانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا مولا کا گذر پشت کوفہ سے ہوا تو آپ نے

(1) تفسیر عیاشی: ج۱، ص۱۷۳۔

https://downloadshiabooks.com/

سواری سے اتر کر ایک خاص مقام پر دو رکعت نماز ادا فرمائی اس کے بعد وہاں سے چل پڑے ابھی کچھ دور ہی چلے تھے کہ پھر آپ سواری سے اتر پڑے اور پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی اس کے بعد پھر آپ سوار ہوئے اور ابھی تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ آپ پھر سواری سے اتر پڑے اور پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی یعنی تین جگہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سواری سے اتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خود ہی ارشاد فرمایا "ھذا موضع قبر امیر المومنین علیہ السلام" یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر اطہر ہے اگر وہاں کوئی علامت ہوتی تو یقینا ابان بن تغلبؓ کو مخاطب کر کے امام علیہ السلام کو بیان نہ کرنا پڑتا کہ یہ جگہ قبر امیر المومنین علیہ السلام ہے ابانؓ خود ہی علامت و نشانی سے پتہ کر لیتے کہ وہاں پر کیا ہے یہ سفر کب ہوا ہے اس کا تو علم نہیں ہے لیکن ابانؓ کی رحلت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حیات طیبہ میں ہوئی ہے ۱۴۱ھ میں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۴۰ھ تک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر اطہر گمنام تھی اور صرف مخلص شیعوں اور بعض اصحاب ائمہ علیہم السلام اور ھاشمی لوگوں کے کسی کو مولائے کائنات علیہ السلام کی قبر اطہر کا علم نہیں تھا سلام بر مظلوم عالم سلام اللہ علیہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے صرف ایک مقام یعنی قبر امیر المومنین علیہ السلام کو بیان کیا جبکہ اس سے قبل دو جگہ اور بھی دو دو رکعت نماز پڑھ چکے تھے اگر وہاں پر بھی کوئی نشانی یا علامت ہوتی تو یقینا سوال کی گنجائش نہیں تھی مگر قبر امیر المومنین علیہ السلام پر امام صادق علیہ السلام کے ذریعہ دو رکعت نماز کی ادائیگی اور پھر امام صادق علیہ السلام کے ذریعہ بیان قبر امیر المومنین علیہ السلام کے بعد ابان بن تغلبؓ نے سوال کر لیا کہ مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں "فما الموضعین الذین صلیت فیھما" پھر وہ دو مقام کون کون سے تھے جہاں آپ نے نماز

https://downloadshiabooks.com/

ادا فرمائی ہے ؟ اس پر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک جگہ وہ ہے جہاں پر سرِ مظلوم کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کو رکھا گیا تھا، ایک قوی احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سرِ مطہر اس مقام پر دفن ہوا ہے کیونکہ سر مظلوم کربلا کے سلسلہ میں سات قول پایا جاتا ہے کہ جس میں سے ایک یہ ہے کہ مولا کا سر مبارک یا تو قبر امیر المومنین علیہ السلام کے پاس دفن ہے یا پھر مسجد حنانہ میں جہاں موضع الراس ہے وہاں پر دفن ہے اگرچہ مشہور علماء کا کہنا ہے کہ سر مبارک کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا میں لا کر جسم مطہر کے ہمراہ دفن کر دیا تھا۔

اگر امام جعفر صادق علیہ السلام نے مقام رأس الحسینؑ کے عنوان سے جہاں دو رکعت نماز ادا کی ہے وہاں سر مظلوم کربلا دفن نہ بھی ہوا ہو تب بھی فعل معصومؑ سے یہ اندازہ کرنا بڑا آسان ہے کہ جس جس مقام پر سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مقدس رکھا گیا تھا وہ سب جگہیں اس قدر مقدس و متبرک ہیں کہ وہاں نماز ادا کی جائے اس مقام کی زیارت کی جائے اور سیرت امام صادق علیہ السلام پر چلتے ہوئے اس محل و مقام کو محل سجدہ و مقام عبادت سمجھا جائے اور اس کا نہایت درجہ احترام کیا جائے۔

تیسری جگہ جہاں معصوم امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی ہے وہ وہ جگہ ہے جہاں کل ظہور کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا منبر رکھا جائے گا اور اس منبر پر جا کر حجت خداؑ خطبہ ارشاد فرمائیں گے ابھی اس جگہ منبر رکھا نہیں گیا ہے ابھی اس جگہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے خطبہ نہیں دیا ہے ابھی اس مقام پر حضرت مہدی علیہ السلام تشریف نہیں لائے تھے بلکہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مگر امام جعفر صادق علیہ السلام نے وہاں پر دو رکعت نماز ادا کی ہے ؟ کیا یہ بہت غور طلب امر نہیں ہے ؟ کیا ہمیں اس مسئلہ میں میں حساس نہیں ہونا چاہیئے ؟ کیا اس عمل سے حضرت امام مہدیؑ کی عظمتوں کے ساتھ معصومینؑ کی خاص

https://downloadshiabooks.com/

توجہات کااور ان سے متعلق اہم عنایتوں کا پتہ نہیں چلتا؟[1]

حضرت امام مہدیؑ اور جناب ذوالقرنین

حضرت ذوالقرنین کا اصل نام عیاش تھا بعض نے عیاشا بتلایا ہے آپ حضرت ابراہیم خلیل خدا علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد دنیا کے سب سے پہلے اور بڑے بادشاہ اور صالح بندہ تھے حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "ان ذا القرنین لم یکن نبیاً" "جناب ذوالقرنین نبی نہیں تھے" بلکہ ذوالقرنین کے زمانہ میں حضرت خلیل خدا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام نبی تھے اسی روایت میں امام باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ذوالقرنین اللہ کے صالح و نیکو کار بندے تھے وہ اللہ کو بہت دوست رکھتے تھے تو اللہ نے بھی انھیں اپنا پیارا دوست بنالیا وہ اللہ کے لیے خیر اندیش اور بندگان خدا کے حق میں اچھے رہنما تھے تو اللہ نے بھی ان کی خیر خواہی کی اور انھیں محترم و معظم بنادیا اور قیامت تک باقی رہنے والی کتاب قرآن مجید میں ان کا ذکر خیر، ابدی و دائمی کر دیا۔

انہوں نے اپنی قوم والوں کو تقویٰ الٰہی کا حکم دیا تو قوم والوں نے ان کے سر پر ضرب لگائی جس سے خفا ہو کر وہ قوم سے روپوش ہو گئے پھر ایک مدت تک غیبت اختیار کرنے کے بعد قوم میں واپس آئے تو انہوں نے پھر جسارت کی اور آپ کے سر پر دوسری ضربت لگائی امام باقر علیہ السلام یہاں پر پہنچ کر فرماتے ہیں "وفیکم من ھو علی سنتہ" اور تمہارے درمیان وہ شخص ہے کہ جو روش و سیرت حضرت ذوالقرنین پر قائم ہے یا قائم تھا شاید امام باقر علیہ السلام کا اشارہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ مولا امیر المومنین علیہ السلام کے سر پر دو بار ضربت لگی ہے ایک بار خندق میں عمرو بن عبدود کا وار کار گر ہوا تھا دوسری بار ابن ملجم ملعون نے

(1) کامل الزیارات: ص ۸۴، ح ۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ضربت لگا کر آپ کو شہید کر ڈالا[1]۔

بہر حال قرآن مجید نے سورہ کہف کی آیت ۸۳ سے حضرت ذوالقرنین کا واقعہ یوں شروع کیا ہے "و یسئلونك عن ذی القرنین قل ساتلو ا علیکم منه ذکراً" "یہ لوگ آپ سے حضرت ذوالقرنین کے سلسلہ میں پوچھ رہے ہیں تو اے ہمارے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں ان کے بارے میں بھی کچھ بتلاؤں گا" اگلی آیت میں ارشاد ہوا "انا مکنا له فی الارض و آتیناہ من کل شئ سببا" ہم نے حضرت ذوالقرنین کو روئے زمین پر پائیدار حکومت عطا کی اور انھیں ہر شئ کے بعض امور کے اسباب سے آگاہ کر دیا تو انہوں نے ان اسباب کی پیروی کی یعنی روئے زمین پر عالمی حکومت قائم کر سکے مشرق و مغرب زمین تک پہنچے ہم نے انھیں مخاطب قرار دیکر خود ان سے سوال کیا کہ اے ذوالقرنین "قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیهم حُسنا"[2] اللہ نے خاص طور سے حضرت ذوالقرنین کو مخاطب قرار دیکر پھر انھیں سے پوچھا ہے کہ اس قوم جفاکار کو آپ سزا دیں گے یا ان میں حسن و مہربانی کی روش اپنائیں گے؟! امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضرت ذوالقرنین کو طی الارض عطا فرمایا تھا اور بادل کو بھی ان کے لئے مسخر کر دیا تھا ان کی آنکھ اس قدر پاور فل تھی کہ بقول امام باقر علیہ السلام "کان یبصر باللیل کما یبصر بالنهار" وہ دن میں جس طرح چیزوں کو مشاہدہ کرتے تھے ویسے ہی رات کو بھی ہر شئ کو دیکھ سکتے تھے ہمارے ہر امام ہر شئ کو دور کی ہو یا نزدیک ایسے ہی دیکھ اور سن سکتے تھے اور خود امام مہدی علیہ السلام کے لیے ذکر ہوا ہے "صاحب المرأی والمسمع" امام مہدی علیہ السلام کہیں بھی ہوں دور یا نزدیک ہر ایک کی آواز کو سن سکتے ہیں اور ہر چیزوں کو دیکھتے ہیں[3]۔

---

(1) کمال الدین: ص ۴۲۱۔

(2) سورۂ کہف: آیت ۸۴، ۸۵۔

(3) الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۹۳۰۔

https://downloadshiabooks.com/

دعاءامام زمانؑ

حضرات معصومین علیہم السلام مقدرات الٰہی کے متعلق ہم سے زیادہ آشنا تھے بلکہ ہماری آشنائی مقدرات الٰہی سے بس اتنی ہی ہے کہ جتنی ان بزرگواروں سے ہم تک نقل ہو کر پہنچی ہے بلا شبہ ائمہ معصومین علیہم السلام تاقیام قیامت رونما ہونے والے حادثات اور واقعات سے بخوبی آشنا تھے پھر بھی وہ مسلسل بارگاہ معبود میں دعا گو رہتے تھے ہر صبح و شام دعا کرتے تھے درخواست کرتے تھے خدا سے مانگتے تھے انھیں بزرگواروں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تعجیل ظہور کے لیے ہر صبح و شام اور مناسب موقعوں پر دعا کریں دل سے ہمیشہ خواہاں رہیں کہ خداوند متعال آخری امام علیہ السلام کو جلد اذن ظہور دے دے۔

معصومین علیہم السلام نے متعدد دعائیں تعلیم دی ہیں یقیناًان دعاؤں کا اثر ہے ان درخواستوں پر اثر مرتب ہوتا ہے چاہے ہم اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ پا رہے ہوں یا نہ دیکھ سکتے ہوں اگر ان دعاؤں کے اثرات مرتب نہ ہوتے تو ہمیں عقل کل کے مالک بزرگان خلائق، دعا کا حکم نہ دیتے اور نہ ہی قرآن مجید دعا کرنے کی تاکید کرتا اور نہ ہی دعائیں مانگنے کی تشویق و ترغیب دلائی جاتی۔

اس سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی پڑھنے اور غور کرنے لائق ہے آپ اپنے صحابی میسر سے محو گفتگو ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں "یا میسر ادع ولا تقل ان الامر قد فرغ منه" اے میسر دعا کیا کرو اور یہ نہ کہو کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کے رہے گا مطلب یہ کہ تقدیر کا لکھا کبھی ٹل نہیں سکتا جو مقدر میں ثبت ہو چکا ہو اسے دعائیں ٹال نہیں سکتی ہیں وغیرہ اس طرح کے جملات زبان پر مت لاؤ بلکہ دعا کرو اس لئے کہ "ان عند الله عزوجل منزلة لا تنال الا بمسألة" اللہ کے نزدیک کچھ ایسی منزلتیں اور درجات و مقامات و مرتبے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

کہ جنہیں بغیر مانگے نہیں پایا جا سکتا ہے خداوند متعال ان مقامات اور چیزوں کو بغیر مانگے نہیں عطا کرتا ہے اللہ نے ان کو مشروط بالسوال کر دیا ہے مانگنے پر ملے گا لہذا دعا سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے اور خدا کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلانے سے نہیں کترانا چاہیئے وہ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اس کے بعد امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "ولو ان عبداً سدّ فاہ ولم یسال لم یعط شیئاً" اور اگر کوئی بندہ اپنا منہ سی لے اور کوئی سوال نہ کرے تو اسے نہیں دیا جائے گا لہذا امام صادق علیہ السلام نے میسر کو سکھایا اور ارشاد فرمایا "فسل تعط" کہ مانگو تا کہ تمہیں عطا کیا جائے "یا میسر انه لیس من باب یقرع الا یوشك ان یفتح لصاحبه" اے میسر کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے کہ جسے کھٹکھٹایا جائے اور وہ مانگنے والے کے لیے نہ کھلے۔

کلام امام علیہ السلام سے آشکار ہوا کہ بعض کا یہ کہنا کہ دعا کرنا عبث ہے اگر مقدر میں ہے تو ملے گا جو ہونا ہے وہ ہو کے رہے گا اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو نہیں ہو گا نہیں ملے گا نہیں یہ تصور غلط ہے معصومینؑ کے نزدیک ایسے خیالات کی کوئی اوقات نہیں ہے بلکہ دعا کے ذریعہ ان ہونی بھی ہونی ہو جاتی ہے اور دعا کے ذریعہ آئی ہوئی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلانے سے موت کا وقت بھی ٹل جاتا ہے۔[1]

اب آیئے اس بیان کی روشنی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حق میں دعا کے اثر پر گفتگو کرتے ہیں کہ کیا ہماری دعاؤں سے امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل ہو سکتی ہے؟ کیا ان دعاؤں کا اثر ہے جو ہم ہر شب جمعہ یا روز جمعہ وغیرہ پڑھتے ہیں؟ اور امام علیہ السلام کے جلد ظہور کی، خدا سے دعا کرتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ یقیناً معصوم اماموں نے دعا کرنے کا حکم ہی اسی لیے دیا ہے کہ ہم اس

(1) اصول کافی کتاب الدعا، ج ۲، ۴۶۶۔

https://downloadshiabooks.com/

کے اثرات سے مستفید ہوں لہذا ہماری دعائیں حضرت امام زمان علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کا سبب بنتی ہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے "واللہ لیغیبن غیبۃ" بخدا قسم حضرت امام مہدی علیہ السلام ایسی غیبت ضرور بالضرور اختیار کریں گے کہ "لا ینجو فیھا من الھلکۃ فیھا" ان کی غیبت کے زمانے میں ھلاکت سے بس وہی نجات پائیں گے جو دو اصولوں پر کاربند رہیں گے ایک صریحی طور پر خدا سے تعلق ہے دوسرے کا خدا کی توفیق دینے سے تعلق ہے امام حسن عسکری علیہ السلام نے مومنین کی نجات کی ضمانت لی ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ۔

پہلی شرط یہ ہے کہ "اِلّا من ثبتہ اللہ عزوجل علی القول بامامتہ" مومن عقیدہ امامت سے برگشتہ نہ ہو جائے امام زمان علیہ السلام کی امامت کا عقیدہ اس کے دل میں برقرار ہے اور یہ عقیدہ کی برقراری و پائیداری اس کی طرف سے کوشش اور خدا کی طرف سے عنایت کی صورت میں ممکن ہے۔

دوسری شرط غیبت میں نجات ہلاکت سے پانے کی یہ ہے کہ وہ امام زمان علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرتا رہے اور یہ بھی دعا اسی صورت میں مومن سے متوقع ہے کہ جب وہ خود دعا کے لیے دل کو آمادہ، ہاتھ بلند اور زبان کو حرکت دے اور توفیق الہی اسکے بھی شامل حال ہو ورنہ اگر مومن تعجیل فرج کے لیے دعا کرنا چھوڑ دے یا توفیق الہی اس کے شامل حال نہ تو ہلاکت میں پڑ سکتا ہے امام حسن عسکری علیہ السلام نے دوسری شرط ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے "ووفقہ فیھا للدعاء بتعجیل فرجہ" اور اللہ اسے زمانہ غیبت میں تعجیل فرج کی دعا کرنے کی توفیق بھی عطا کرے یعنی ان دونوں عمل میں مومن کے ساتھ خدائی شراکت بھی لازم ہے ورنہ نہ تو وہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی امامت کے عقیدہ پر باقی رہ سکتا ہے اور نہ ہی حضرت امام مہدی علیہ

https://downloadshiabooks.com/

السلام کے تعجیل فرج کی دعا کر سکے گا دونوں میں مومن کی طرف سے کوشش اور خدائی توفیق و عنایت ضروری ہے۔[1]

شعیبؑ اور امام مہدیؑ

باب شباهته بشعيب النبي عليه السلام

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ان کے اصحاب نے ایک گزارش کی کہ مولا آپ ہمیں کچھ بیان کیجئے تو مولا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ کو متعدد بار انکے سامنے بیان فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم والوں کو بہت دنوں تک توحید و یکتا پرستی اور اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی مگر قوم والے برابر انکار کرتے رہے نہ آپ پر ایمان لائے اور نہ ہی خدا پر ایمان لائے یہاں تک کہ حضرت شعیب علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور آپ کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے بہت باریک اور کمزور ہو گئیں "ثم غاب عنهم ماشاء الله" بوڑھے ہو جانے کے بعد ایک روز قوم والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے اور کتنے دن غائب رہے اس مدت کو بس خدا ہی جانتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اظہار لاعلمی کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ مولا کو بھی معلوم نہیں تھا بلکہ مدت غیاب کو خدا کی طرح مبہم و مجمل رکھنے میں ہی ولی خدا نے مصلحت جانی ہے لہذا اپنے اصحاب سے حضرت شعیب علیہ السلام کے اس تذکرہ کو بار بار چھیڑنے کے باوجود نہ خود بتلایا اور نہ ہی اصحاب امام امیر المومنین علیہ السلام نے کبھی پوچھا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کتنے دنوں تک پردہ غیب میں رہے۔

---

(1) کمال الدین ص ۳۸۴۔

https://downloadshiabooks.com/

پتہ کی بات یہ ہے کہ جناب شعیب علیہ السلام جب مدت مدید کے بعد اپنی قوم والوں کے پاس واپس ہوئے ہیں تو امام امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "ثم عاد الیھم شاباً" پھر جناب شعیب علیہ السلام قوم والوں کے پاس جوانی کی شکل میں واپس ہوئے ہیں ظاہر ہے کہ نہ جانے کتنی مدت کے بعد واپس ہوئے اور وہ بھی جوان شکل و صورت میں تو یقینا قوم والوں کی اکثریت نے حضرت شعیب علیہ السلام کو نہیں پہچانا ہوگا اور اگر بعض سن رسیدہ نے پہچان لیا ہو یا ان کے صفات کو مصحف آسمانی سے پڑھ کر جان بھی لیا ہو تب بھی منحرف و گمراہ لوگ جلد حقیقت و حقانیت کی طرف نہیں پلٹتے، حضرت شعیب علیہ السلام کا جوان سال واپس ہونا خود معجزہ ہے اور قوم چاہتی تو علامتوں کے ذریعہ اس معجزہ پر یقین حاصل کر سکتی تھی اور اس طرح جناب حضرت شعیب علیہ السلام کی رسالت پر ایمان اور خدا پر ایقان حاصل ہو سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا قوم والوں نے جناب شعیب علیہ السلام کو پہچان تو لیا لیکن ان کے اوپر ایمان نہیں لائے اور ہٹ دھرمی پر باقی رہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو پہچان لینے کی دلیل خود ان کا یہ جملہ ہے وہ لوگ خود کہتے ہیں کہ ہم حضرت شعیب علیہ السلام کی رسالت و نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے "ما صدقناك شیخاً فکیف نصدقك شاباً"[1] جب ہم تمہارے اوپر اس وقت ایمان نہیں لائے جب کہ تم بوڑھے تجربہ کار اور سن رسیدہ ہو چکے تھے تو اب بھلا تمہاری جوانی میں تمہارے اوپر ایمان کیونکر لا سکتے ہیں اور تمہاری تصدیق بھلا کیوں کریں گے؟! حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس روشن اور سامنے کے معجزہ کو دیکھ کر ایمان لاتے اور تابع حضرت شعیب نبی علیہ السلام ہو جاتے۔

ٹھیک یہی صورت حال برسہا برس کے بعد غیبت امام زمان علیہ السلام میں بھی پیدا ہو

(1) بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۵، ب ۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

گی سالوں سے غائب امام زمان علیہ السلام کے جوانی کی شکل وصورت میں معجزاتی طور پر واپسی سے بھی نہ جانے کتنے لوگ امام زمان علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے اور امام زمان علیہ السلام کی قیادت ورہبری کو تسلیم نہیں کریں گے جن میں صرف عوام الناس ہی نہیں خواص بھی شامل ہیں اور خواص ہی امام زمان علیہ السلام کی ذوالفقار کی بھینٹ چڑھیں گے بہر حال حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت امام زمان علیہ السلام میں ایک شباہت تو خود اتنی طولانی غیبت کے بعد ظہور ہے اور دوسری شباہت حالت جوانی میں واپسی ہے اور تیسری بات دونوں کے اوپر بہت سے لوگوں کا ایمان نہ لانا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل خدا علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پیغمبر خداؐ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام معرض وجود میں جلوہ نما ہوئے ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تھا اور نبوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے دوسرے بیٹوں کی نسل میں چلی گئی تھی لیکن تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا اور بھی ذکر ہے اور اس کا نام ''نابت'' بتلایا گیا ہے اس بیٹے کی نسل میں ہونے والے معروف نبی کا نام حضرت شعیب علیہ السلام ہے کتاب بحار الانوار ج، ۱۲، ص ۳۷۳ کے ذیل میں مرقوم ہے '' وکان شعیب من ولد نابت بن ابراهیم لم یکن من ولد اسماعیل علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام'' حضرت شعیب نبی علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کے فرزند'' نابت'' کے فرزند تھے حضرت شعیب علیہ السلام نہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے اور نہ ہی حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھے۔

سورہ شعراء اور سورہ حجر سورہ ق میں اصحاب الایکۃ کا تذکرہ ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہیں عذاب الٰہی نے نیست و نابود کر دیا تھا یہ لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والے تھے ان

https://downloadshiabooks.com/

لوگوں نے نہ صرف حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی بلکہ اس دور کے دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی بھی تکذیب کرتے رہے ان کا بسیرا شہر مدین تھا جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا مگر قوم والوں کی برسوں کی نافرمانی کے باوجود حضرت شعیب علیہ السلام نے بددعا نہیں کی بلکہ خداوند متعال نے خود ان کی نافرمانیوں کے باعث عذاب ڈالا اور حضرت شعیب علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ مدین در حقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چوتھے فرزند کا نام تھا جس کے باعث ان کی جائے سکونت کا نام ''مدین'' پڑ گیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام عربی زبان والے نبی تھے اور آپ کو ''خطیب الانبیاءؑ'' کہا جاتا تھا جس کی وجہ آپ کے ذریعہ بار بار بحسن وخوبی انھیں خطاب کرنا تھا اور اصحاب الایکۃ اور اصحاب مدین ایک ہی بات ہے مگر مفسر قتادہ نے یہ دعوی کیا ہے کہ دونوں الگ الگ لوگ ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام کو دو بار مبعوث برسالت کیا گیا تھا ایک بار اہل مدین کے درمیان تو دوسری بار اصحاب الایکۃ کے درمیان، ہو سکتا ہے کہ دو الگ الگ جگہ رہنے کی وجہ سے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے بوڑھے ہو جانے کے بعد دوبارہ جوان مبعوث ہونے کو مفسر قتادہ نے غلط سمجھ کر دو بار بعثت اور دو الگ الگ قوموں میں بعثت ذکر کیا ہو اور اصحاب الایکۃ وہی لوگ ہیں جو کہ مدین کے قریب ایک گھنے درخت کے پاس سکونت پذیر تھے۔

تفسیروں میں ''بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین'' کا بیان معمولی مصداق ہے اور اس کا تعلق قوم شعیبؑ سے متعلق ہے جناب شعیب علیہ السلام ان سے برابر کہا کرتے تھے کہ دیکھو زمین پر فسادات نہ پھیلاؤ تولتے وقت ڈانڑی نہ مارو بلکہ حلال طریقہ سے ناپ تول، لین دین باعث برکت ہے اور اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تم نے حرام طریقہ سے حاصل کیا ہے اور ڈانڑی مار مار کر جمع کر لیا ہے اور ناپ تول سے جمع سرمایہ نقصان دہ ہے ایمان بھی جاتا رہتا ہے اور کردار بھی کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

لیکن یہی آیت حضرت امام زمان علیہ السلام ظہور کے بعد پشت کعبہ سے ٹیک لگا کر تلاوت کریں گے اور اس وقت بقیۃ اللہ سے مراد خود امام ہوں گے جیسا کہ بعض روایات میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک وضاحت

وہ بیماریاں جن سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو سکتی ہے اور لوگ جذب ہونے کی بجائے نبیوں سے دوری اختیار کریں ایسی بیماری کسی نبی کو نہیں لگ سکتی ہاں اندھا پن اگر بھیانک اور ڈراؤنا نہ ہو تو ایسا ہو سکتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرح کثرت گریہ کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اپنی آنکھ کھو بیٹھے تھے جس کا تذکرہ قرآن نے کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اندھا پن عیب نہیں ہے بیماری نہیں ہے اور کثرت گریہ پسندیدہ عمل ہے اگر خوف و خشیت الٰہی میں گریہ ہونا چاہیئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "وکان شعیب بکاءاً "[1] حضرت شعیب علیہ السلام بھی کثرت سے گریہ کرتے تھے یعنی آپ بھی بکاء یعنی بہت زیادہ رونے والے شخص تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو حضرت امام رضا علیہ السلام نے ''عبد صالح'' کے عنوان سے خطاب کیا ہے اور ان کے کلام کو کلام الٰہی کا ضمیمہ کر دیا گیا ہے بلکہ خداوند متعال نے حضرت شعیب علیہ السلام کے کلام کو زینت قرآن بنا دیا ہے آیت کریمہ "وارتقبوا انی معکم رقیب"[2] جناب شعیب نبی علیہ السلام کا فقرہ ہے جس کے سلسلہ میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "ما احسن الصبر وانتظار الفرج" انتظار فرج کے ساتھ صبر و شکیبائی کتنا پیارا عمل ہے کہ جسے عبد

(1) بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۵۔

(2) سورۂ ھود: آیت ۹۳۔

https://downloadshiabooks.com/

صالح جناب شعیب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا[1]۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم یعنی اہل مدین حضرت جبرائیل کی چیخ سے مر گئے تھے جبکہ اصحاب الایکۃ کے ہلاک ہونے کا عنوان الگ بیان کیا گیا ہے خود قرآن مجید میں "عذاب یوم الظلۃ"[2] کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے سات شب و روز انکے اوپر سخت گرم ہوائیں چلائیں پھر ان کے اوپر بادل کا سایہ کر دیا جس کی وجہ سے سب کے سب اس بادل کے سایہ میں آگئے اور جب سب کے سب جمع ہو گئے تو اسی بادل سے بجلی گری اور سب کے سب بھسم ہو گئے اسی لیے اس عذاب کو "یوم الظلۃ" یعنی سایہ کے دن کا عذاب کہا جاتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام جیسے اولوالعزم صاحب کتاب و شریعت اور عالمی نبیؑ کے سسر بنے اور حضرت موسی علیہ السلام نے دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت گزاری کی ہے اس قدر عظیم الشان اور جلالت والا نبیؑ اپنے سے کمتر نبیؑ کی سالہا سال خدمت کے فرائض انجام دیتا رہا اس کی وجہ کیا ہے ؟ وجہ ایک روایت ہے جسے شیخ صدوقؒ نے علل الشرائع میں نقل کیا ہے جس کا ایک ٹکڑا یہاں مکیال المکارم میں وارد ہوا ہے ملاحظہ ہو:

انس بن مالک صحابی رسول خداؐ کا بیان ہے جناب ختمی مرتبتؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے محبت و عشق الہی میں اس قدر گریہ فرمایا کہ آنکھیں چلی گئیں خداوند متعال نے مہربانی فرمائی اور اپنے نبیؑ کو دوبارہ بغیر کسی سوال وجواب کے آنکھیں واپس دے دیں دوبارہ حضرت شعیب علیہ السلام بکثرت حب الہی میں روتے رہے یہاں تک کہ دوبارہ آنکھیں بے نور ہو

(1) کمال الدین: ص ۶۷۳، ب ۵۵۔

(2) سورۂ شعراء: آیت ۱۸۹۔

https://downloadshiabooks.com/

گئیں پھر خدا نے بینا بنا دیا تیسری بار پھر حب و عشق الٰہی میں حضرت شعیب علیہ السلام اس قدر روئے کہ آنکھیں کھو بیٹھے خدا نے بغیر کسی سوال کے تیسری بار بھی بینائی عطا کر دی لیکن جب چوتھی بار محبت الٰہی میں حضرت شعیب علیہ السلام رو رو کر آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تو وحی الٰہی آئی اے شعیب علیہ السلام کب تک روتے رہو گے اگر خوف جہنم سے رو رہے ہو تو میں نے تمہیں آتش جہنم سے پناہ دے دی ہے اگر شوق جنت میں رو رہے ہو تو میں نے تمہارے لئے جنت مباح کر دی ہے؟

خدا حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان پر اپنی محبت کا چرچا کروانا چاہ رہا تھا ورنہ حضرت شعیب علیہ السلام تو خود جانتے تھے کہ خدا میرے گریہ کا سبب جانتا ہے اس لیے جب سوال ہوا تو بول پڑے پالنے والے تو خوب جانتا ہے کہ میں نہ تو خوف جہنم میں رو رہا ہوں اور نہ ہی شوق جنت میں بلکہ میرے دل میں تیری محبت کا بندھن بندھا ہوا ہے لہذا میں صبر نہیں کر پاتا ہوں میں روتا رہوں گا یہاں تک کہ تیرا بے پناہ قرب حاصل ہو جائے یا مجھے موت آجائے وحی الٰہی آئی اگر ایسا ہے تو میں آج بتلائے دیتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت اپنے کلیم حضرت موسی بن عمران سے کراؤں گا۔

رافضیت کی ایک علامت

تاریخ بغداد خطیب قزوینی کی معروف کتاب ہے جس کے مستدرک کو ذیل تاریخ بغداد کے عنوان سے ابن نجار نے لکھا ہے شہر ''رے'' کا رہنے والا ایک شیعہ عالم دین جس کا نام عبد اللہ بن محمد جمال رازی تھا ان کا بیان ہے کہ میں علی بن موسی بن بابویہ قمی کے ہمراہ تھا علی بن موسی بابویہ قمی، شیخ صدوقؒ کے والد نہیں بلکہ کوئی دوسرے صاحب ہیں جو سنی مسلک سے تعلق رکھتے تھے جمال رازی کہتے ہیں کہ ہم لوگ سفر میں تھے اور شہر نیشا پور پہنچے تو میں نے علی بن

https://downloadshiabooks.com/

بابویہ سے کہا کہ کیاآپ طوس میں قبر علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کی زیارت کرنے چلیں گے تو انہوں نے کہا کہ اس علاقہ میں آپہنچے ہیں اور آگے بھی جانا ہے اور طوس میں زیارت قبر علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کو گئے تو دشمن ہم تک پہنچ سکتے ہیں لیکن ایسا کرتے ہیں کہ واپسی پر زیارت کو چلے چلیں گے بہر حال ہمارا سفر جاری رہا واپسی پر جب ہم لوگ پھر وہیں پہنچے تو میں نے یاد دلایا اور کہا کہ کیا زیارت قبر علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کو چلیں گے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "لا یتحدث اھل الری، انی خرجت من عندھم مرجئاً وارجع الیھم رافضیّاً" شہر رے والے کہیں یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ میں ان کے پاس سے سفر پر جب نکلا تو مسلک کا سنی مرجئ تھا اور اب جب واپس ہو رہا ہوں تو رافضی ہو کر واپس ہو رہا ہوں یعنی اگر میں قبر علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کو آپ کے ساتھ چلتا ہوں تو یہ سنیت سے خروج اور شیعیت میں دخول کہلائے گا اور لوگ مجھے رافضی کہنا شروع کر دیں گے اور میں شہر رے والوں میں اپنے کو رافضیت کے عنوان سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا۔

جمال رازی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بابویہ سے کہا کہ اچھا آپ یہاں ٹھہر سکتے ہیں کہ میں جاؤں اور زیارت کر کے واپس آجاؤں اور واپسی کا سفر ایک ساتھ جاری رکھتے ہیں ؟ تو علی بن بابویہ نے کہا ٹھیک ہے میں یہاں ٹھہرتا ہوں آپ زیارت کر کے واپس آجائیں۔

عبد اللہ بن جمال رازی کہتے ہیں کہ میں وہاں سے طوس کے لیے روانہ ہو گیا اور غروب آفتاب کے وقت قبر امام علی رضاعلیہ السلام پر پہنچا اور میں نے طے کر لیا کہ آج کی پوری شب یہیں قبر امام علی رضاعلیہ السلام کے پاس گزاروں گا وہاں میں نے مزار کے خادموں کی ایک خاتون سے پوچھا کہ یہاں رات میں ٹھہرنے میں کوئی خطرہ تو نہیں ہے ؟ اس نے کہا نہیں یہاں بالکل امن وامان ہے تو میں نے اس سے ایک چراغ طلب کیا اور کہا کہ میں حرم میں اندر ٹھہرتا

https://downloadshiabooks.com/

ہوں آپ دروازہ قفل کر دیں اس نے دروازہ بند کر دیا اور حرم امام رضا علیہ السلام کے اندر میں نے طے کیا کہ رات بھر میں ایک قرآن قبر امام رضا علیہ السلام کے پاس ختم کر دوں گا "نویتُ ان اختم القرآن علی القبر" میں نے چراغ کی روشنی میں تلاوت قرآن مجید شروع کر دی جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو میں نے محسوس کیا کوئی اور شخص اندر ہے جو قرائت قرآن میں مصروف ہے میں نے سوچا لگتا ہے کہ اس خادمہ نے کسی اور شخص کو بھی اندر رہنے کی اجازت دے رکھی ہے تو میں اٹھ کر دروازے کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے کہ اتنے میں چراغ بھی بجھ گیا تو میں نے تلاوت روک دی اور آنے والی آواز کی تلاوت سننے لگا اور میں نے دیکھا کہ یہ تلاوت کی آواز کہیں اور سے نہیں بلکہ قبر کے اندر سے آرہی ہے اور اس وقت سورہ مریم کی تلاوت کی آواز آرہی تھی اس سورہ کی آیت "یوم یحشر المتقون الی الرحمٰن وفداً[1] ویساق المجرمون الی جھنم وردا" پڑھی جارہی ہے اور میں نے اب تک ایسی قرائت نہیں سنی تھی بہر حال صبح ہوئی زیارت کے بعد میں اپنے ساتھی کے پاس پہنچا اور وہاں سے رے شہر واپس ہوا جب میں رے میں داخل ہوا تو سب سے پہلے جناب فضل بن شاذان کے فرزند ابو القاسم عباس قمی کی خدمت میں پہنچا اور ان سے یہ سوال کیا کہ کیا کسی قاری نے ایسی قرائت کی ہے یعنی "یوم یحشر المتقون" پڑھا ہے؟ تو جناب ابو القاسم عباس بن فضل بن شاذان نے فرمایا کہ ہاں یہ قرائت تو جناب رسول خداؐ کی قرائت ہے یعنی "یوم یحشر المتقون" کو جناب رسول خداؐ قرائت فرمایا کرتے تھے اور پھر انہوں نے مجھے وہ کتاب دکھلائی جس میں رسول خداؐ کی قرائت ذکر ہوئی تھی تو میں نے دیکھا کہ آیت کریمہ میں "یوم یحشر المتقون" قرائت رسول خداؐ کے عنوان سے درج ہے۔

شہادت جناب زیدؒ کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ۱۰۰ اشرفی

(1) جب کہ عاصم کی قرائت کے مطابق (یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا و نسوق المجرمین الی جھنم وردا) ہے۔ سورۂ مریم: آیت ۸۵ و ۸۶۔

https://downloadshiabooks.com/

عطا کی اور حکم دیا کہ جو جناب زید کے ساتھ شہید ہوئے ہیں ان کے اہل وعیال میں لیجا کر کے تقسیم کر دو، جس میں سے عبداللہ بن زبیر الرسان کو چار اشرفی ملی تھی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت زید کے ساتھ شہید ہونے والوں کی تعداد ۲۰۰ لوگوں سے زیادہ تھی جبکہ بیعت کرنے والے ۴۰ ہزار سے زیادہ تھے امام علیہ السلام کا یہ اقدام بڑا معنی خیز ہے۔[1]

جریر بن ابی حازم کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا کہ جناب زید کی سولی کے نیچے ایک لوح سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ "هكذا تفعلون بولدی" تم لوگ میرے لال کے ساتھ یہ کیسا سلوک کر رہے ہو؟![2]

ابن جارود کا بیان ہے کہ میں مدینہ آیا اور جس سے بھی جناب زید کے بارے میں سوال کیا تو اس نے یہی کہا کہ "ذاك حليف القرآن، ذاك اسطوانة المسجد من كثرة صلاته" وہ تو تلاوت اور نماز کی کثرت کی وجہ سے قرآن کے دوست، اور مسجد کا ستون ہیں۔

جناب شیخ مفیدؒ نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ "كان عابداً ورعاً فقيهاً سخياً شجاعاً"[3] "جناب زید شہید، بڑے متقی و پرہیز گار، عبادت گذار، فقیہ، سخی اور شجاع انسان تھے" اور اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ جناب زید کے خروج کا آخری سبب یہ تھا کہ آپ نے حاکم مدینہ کے بے تحاشہ ظلم کی شکایت کرنے کے لیے دمشق کا رخ کیا ہشام بن عبد الملک کا زمانہ تھا کافی دنوں کے بعد دربار میں آنے کی اجازت دی تو ملعون ہشام نے سید پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہا کہ تم خلافت کی تمنا لیے بیٹھے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ تم کنیز زادے ہو جناب زید

(1) رجال کشی: ص۲۲۹۔

(2) وسائل الشیعۃ، ج۱۱، ص۳۶، ح۳۔

(3) الارشاد: ج۲، ص۱۷۱۔

https://downloadshiabooks.com/

نے کہا میرے پاس اس کا جواب ہے ہشام نے کہا بولو آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک نبی سے زیادہ بھلا کون اولی ہو سکتا ہے اور اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے کنیز زادے کو نبی بنادیا جن کی نسل سے خیر البشر حضرت رسول خداؐ دنیا میں تشریف لائے ہشام نے موضوع بدل دیا اور کہا یہ بتلاؤ تمہارے بھائی ''بقرۃ'' کیا کر رہے ہیں؟ جناب زید کو غصہ آیا اور آپ نے برجستہ فرمایا" سماہ رسول اللہ باقر العلم و تسمیہ انت البقرۃ ؛ لقد اختلفتما "[1] رسول خداؐ نے انھیں باقر العلوم نام دیا ہے اور تم انھیں بقرہ کہہ رہے ہو تم دونوں میں بہت زیادہ اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔اس کے بعد جناب زید نے ملعون ہشام بن عبد الملک کی سلطنت کا رعب نظر میں نہ لاتے ہوئے فرمایا" لتخالفنہ فی الآخرۃ کما خالفتہ فی الدنیا فیرد الجنہ و ترد النار "آخرت میں تم دونوں کی مخالفت اس طرح ہو گی جس طرح دنیا میں ہے پس وہ جنت میں جائیں گے اور تو جہنم میں جائے گا'' ہشام جلبلا اٹھا اور حکم دیا کہ اس احمق کو باہر نکالو تو سپاہیوں نے نہ صرف دربار سے بلکہ دمشق کی سرحد سے باہر نکال دیا تو آپ نے بجائے مدینہ کے کوفہ مرکز شیعیان کا رخ کیا اور وہاں قیام کیا ان ایام میں جناب زید دمشق میں تھے آپ نے سنا کہ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ کو برا بھلا کہا جارہا ہے اور ہشام کوئی رد عمل ظاہر نہیں کر رہا تھا قیام جناب زید کی ایک وجہ یہ بھی تھی[2]۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی کنیتوں میں، ابوالحسین، ابوالحسن اور ابو عبداللہ بھی ذکر ہوئی ہیں، آپ کی مادر گرامی بھلے ہی کنیز تھیں لیکن شہزادی تھیں کیونکہ بادشاہ فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں اور ان کا اسم گرامی ''سلامہ'' اور ''سلافۃ'' ذکر ہوا ہے فاجعہ کربلا میں امام سجاد علیہ السلام کی عمر مبارک ۲۳ سال تھی گمان غالب یہی ہے کیونکہ آپ حضرت امیر المومنین علی

(1) بحار الانوار: ج۴۶، ص۲۹۶۔

(2) اعیان الشیعۃ: ج۷، ص۱۱۵۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام کے عہد حکومت میں ۳۸ھ میں پیدا ہو چکے تھے ۳۸ھ سے ۶۱ھ تک ۲۳ سال بنتے ہیں امام سجاد علیہ السلام صرف روز عاشورہ بیمار تھے اس لئے جہاد آپ سے ساقط تھا کربلا سے پہلے اور عاشورا کے بعد آپ کی بیماری کا تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا یزید ملعون نے دمشق میں آپ سے کوئی تعرض اس لیے نہیں کیا کیونکہ حالات اس کے خلاف ہو چکے تھے لہذا امام سجاد علیہ السلام کو اہل حرم کے ساتھ واپس بھیجنا پڑا۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ " کان علی ابن الحسین ثقة ، مامونا ، کثیر الحدیث عالیاً ، رفیعاً ، ورعاً " "جناب علی بن الحسین زین العابدین بڑے قابل اعتبار و اعتماد شخص تھے کثرت سے حدیث بیان کرنے والے بلند مرتبہ اور رفعت والے اور بہت متقی و پرہیز گار انسان تھے" کسی شخص نے سعید بن مسیب سے گفتگو کے دوران کہا کہ میں نے فلاں شخص سے زیادہ متقی و پرہیز گار شخص دیکھا ہی نہیں ہے تو سعید بن مسیب نے اس سے پوچھا کیا تم نے علی بن الحسین کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں پھر مسیب نے کہا تو سن لے "مارایت اورع منه" میں نے آج تک علی بن الحسین سے زیادہ متقی و پرہیز گار شخص کسی کو نہیں دیکھا ہے سعید بن مسیب کا مطلب یہ تھا کہ تیری نظر میں فلاں شخص چاہے جتنا متقی پرہیز گار ہو لیکن میں نے علی بن الحسین سے زیادہ متقی و پرہیز گار شخص نہیں دیکھا ہے گویا سعید بن مسیب نے اس شخص کو اپنی دید میں تجدید نظر کی دعوت دی ہے۔

امام سجاد علیہ السلام کی پرہیز گاری اور پارسائی کا قصیدہ تو سبھی دانشوروں نے پڑھا ہے لیکن جویریہ بن اسماء کے اس کلام پر ہم طالب علموں کو خاص طور سے توجہ دینی چاہیئے جویریہ کہتے ہیں کہ :

"ما اکل علی بن الحسین بقرابته من رسول الله درهماً قط" امام سجاد علیہ السلام نے

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ کی رشتہ داری کے نام پر ایک درھم بھی کبھی نہیں کھایا ہے جبکہ سو سے زیادہ فقیر خانوادہ کو پال رہے تھے اور راتوں کو فقراء و مساکین کے گھروں پر روٹیاں پہنچاتے تھے۔

کیا افضل الاسماء اور اصدق الاسماء میں فرق ہے؟

محقق حلی اور علامہ حلی، اسماء بالعبودیہ یعنی خدا کی بندگی کا اظہار کرنے والے اسماء جیسے عبد اللہ، عبد الحق، عبد الرحیم، عبد الکریم وغیرہ کی افضیلت کے قائل ہیں؟ البتہ اس روایت کی سند غیر معلوم ہے روایت میں افضل الاسماء کو اسماء انبیاء علیہم السلام قرار دیا گیا ہے اسماء عبودیت اصدق ہیں لیکن صداقت اور ہے فضیلت اور۔ ابن ادریس حلی کا کہنا ہے کہ افضل اسماء، اسماء انبیاء و ائمہ علیہم السلام ہیں اور اسماء انبیاء و ائمہ علیہم السلام میں بھی افضل ہمارے نبیؐ کا اسم گرامی ہے اس کے بعد اسماء عبودیت، شہید ثانی اور علامہ مجلسی کا بھی یہی نظریہ ہے۔

کیا ولادت سے پہلے نام رکھ سکتے ہیں اور حمل معلوم نہ ہو تو کیا کریں؟

حضرت محسن علیہ السلام کا اسم گرامی رسول خداؐ نے محسن رکھا تھا انھیں تو علم تھا کہ شکم شہزادی میں جو بچہ پل رہا ہے اس پر کیا بیتنے والی ہے لیکن ہم کیا نام رکھیں جبکہ ہمیں حمل کا علم نہیں ہوتا اور علم ہو جائے تو کون سا نام رکھنا ہے؟

حکم امام امیر المومنین علیہ السلام ہے کہ ولادت سے پہلے نام رکھو اور اگر علم نہ ہو کہ مذکر ہے یا مؤنث تو جنین کا نام مشترک اسماء قرار دو ورنہ سقط بروز قیامت شکوہ کرے گا کہ تم نے میرا نام کیوں نہیں رکھا جبکہ رسول خداؐ نے ولادت سے پہلے حضرت محسن علیہ السلام کا نام رکھ دیا تھا مطلب یہ ہے کہ سیرت رسول خداؐ پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا؟

https://downloadshiabooks.com/

اگر ولادت سے پہلے نام نہیں رکھا ہے تو پھر کب نام رکھنا مناسب ہوگا؟

اگر ولادت سے پہلے نام گذاری میں سیرت رسول خداؐ پر عمل نہیں کیا ہے تو ساتویں دن نام گزاری مستحب ہے منتھی التسمیۃ یعنی نام رکھنے کا آخری وقت ساتواں دن ہے حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام ہر فرزند کا نام محمد رکھتے تھے اور پھر اگر چاہتے تھے تو ساتویں دن تبدیل کر دیتے تھے اس لیے ہمیں بھی پہلے سے نام رکھ دینا چاہیئے کہ بچہ ہوا تو محمد کے ساتھ کوئی دوسرا لفظ بڑھادیں اور بچی ہوئی تو ساتویں دن تک کوئی نام تجویز کر لیں۔

سوال: یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے ظہور کے لیے خود کیوں نہیں دعا کرتے کہ اگر وہ دعا کریں تو مستجاب ہو جائے گی کیونکہ امام علیہ السلام مستجاب الدعوۃ ہوتا ہے؟

جواب: امام مہدی علیہ السلام اپنے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں اور انتظار کے ساتھ حکم و امر الہیٰ کے سامنے تسلیم محض ہیں یقیناہر امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی مشیئت و مصلحت الہیٰ پر تسلیم ہوتا ہے اور حکم وارادہ الہیٰ کا پابند لہذاامر ظہور کو خدا کی مصلحت و مشیئت کے سپرد کر دیا ہے اس لیے جب خدا کا حکم ہوگا تب ظہور فرمائیں گے۔

سوال: امام زمان علیہ السلام مضطر ہیں جیسا کہ ''امن یجیب'' کی آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے تو جب خدا عام مضطر کی دعا کو مستجاب کرتا ہے تو امام علیہ السلام کی دعا کو بطریق اولی قبول کر لے گا پھر امام علیہ السلام کے ظہور میں تاخیر کیوں؟

جواب: یقیناجب عام مضطر کی دعا کو خدا مستجاب کرتا ہے تو سربراہ مسلمین امام مبین حضرت مہدی علیہ السلام کی دعا کو یقیناً مستجاب کرلے گا لیکن امام مہدی علیہ السلام خدا کی مشیئت

https://downloadshiabooks.com/

سے آگاہ ہیں وہ وقت بھی آئے گا جب امام علیہ السلام بھی ظہور کی دعا کریں گے اور خدا مستجاب کرے گا مگر وہ وقت امام زمان علیہ السلام خود تشخیص دیکر دعا کریں گے جیسا کہ روایت میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''حقیقی مضطر امام زمان علیہ السلام ہیں جو خانہ کعبہ کے کنارے دو رکعت نماز ادا کریں گے پھر سجدہ میں جا کر آیت ''امن یجیب'' کی تلاوت کریں گے تو خداوند متعال فوراً آپ کی دعا کو مستجاب فرمائے گا اور آپ کا ظہور ہو جائے گا''[1]۔

اعزّ من الکبریت الاحمر

زمانہ غیبت میں عقیدہ و ایمان پر باقی رہ جانے والے کبریت احمر سے بھی کم ہوں گے کبریت احمر نادر الوجود دھات کا نام ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی جمعیت کے پیش نظر عقیدہ امامت پر زمانہ غیبت میں باقی رہنے والے بہت کم ہو جائیں گے یہ بھی ممکن ہے کہ عقیدہ امامت کے بظاہر قائل تو بہت ہوں گے مگر بھرپور ایمان و ایقان کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے بہت کم ہوں گے کیونکہ بلاء و مصیبت اور امتحان کے وقت دین داروں کی قلت ہو جاتی ہے اور یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام کے کلام سے بھی آشکار ہے آپ فرماتے ہیں " فاذا محّصوا بالبلاء قلّ الدیانون"[2] جب بلاء و مصیبت اور آفات و امتحانات کا حصار ہوتا ہے تو دین و ایمان پر ثابت قدم رہ جانے والے نادر ہی لوگ ہوتے ہیں آج بھی اگر منزل امتحان و ابتلاء عملی شکل اختیار کر لے تو کبریت احمر کی طرح نادر لوگ دین دار رہ جائیں گے ہم دعا گو ہیں کہ خداوند متعال ہمیں سارے امتحانوں میں سرخرو و کامیاب فرمائے۔

من یشق الشعرۃ شعرتین

(1) بحار الانوار: ج۵۱، ص۴۸۔

(2) بحار الانوار: ج۴۴، ص۳۸۳۔

https://downloadshiabooks.com/

بظاہر ابھی تک کوئی ایسی مشین ایجاد نہیں ہوئی ہے جو باریک بالوں کو دو حصوں میں رسی کے دو بٹ کی طرح علیحدہ علیحدہ کر دے لیکن عقلی و وہمی طریقہ سے بال کی تقسیم متصور ہے منزل عقیدہ ایمان میں بھی بہت سے ایسے پڑھے لکھے مل جائیں گے جو آیات و روایات کی روشنی میں فلسفی و عقلی باریکیوں سے آگاہی کے باعث اصول و عقائد کے مباحث میں بڑے دقیق الفکر و نقد تنقید میں مہارت کے باعث باریک سے باریک عقیدہ پر استدلال کر سکتے ہوں لیکن کوئی ضروری نہیں ہے کہ عقل و منطق کے قائم شدہ استدلال کی چھاؤں میں وہ عقیدہ ان کے دلوں کی گہرائیوں میں بھی اتر گیا ہو اور وہ اس کے سامنے تسلیم بھی ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ غیبت میں نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہوں گے جو مومن و پارسا ہوں گے بلکہ دلائل و براہین کے ساتھ عقیدہ و ایمان کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کی طاقت رکھتے ہوں گے مگر صدق دل سے فرامین اہل بیت علیہم السلام کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہوں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بال کی تقسیم کرنے کی صلاحیت کے باوجود وہ فتنوں کی لپیٹ میں عقیدہ امامت و مہدویت سے دور ہو جائیں گے۔

یذاب قلب المومن فی جوفه

زمانہ غیبت اس قدر سخت اور پر آشوب ہو جائے گا کہ لوگ اپنی دنیا کی خاطر دین کا سودا کر رہے ہوں گے منکرات سامنے کئے جا رہے ہوں گے اور مومن اس کو تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو گا وہ اپنی نگاہوں سے دین کی پامالی اور شریعت کا مذاق اڑاتے ہوئے دیکھ رہا ہو گا مگر اتنی طاقت اس کے اندر نہ ہو گی کہ اس کو روک سکے یا اس کا سد باب کر سکے جس کے نتیجہ میں وہ دل ہی دل میں کڑھ رہا ہو گا اور اس کا دل ویسے ہی حدت فتنہ اور شدت خرافت کی وجہ سے پگھل رہا ہو گا جس طرح نمک پانی میں گھل جایا کرتا ہے اور پھر وہ ناکارہ اور دین کے دفاع میں بے وقعت

https://downloadshiabooks.com/

ہو کر رہ جائے گا مگر اس قدر فتنوں اور شدائد کے باوجود اگر اپنا ایمان و عقیدہ محفوظ رکھ سکا تو ایسا مومن حضرت رسول خداؐ کے ہمرکاب ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہادت کے درجہ پر فائز شہیدوں اور مجاہدوں کے مانند ہو گا۔

قلوبھم قلوب الشیاطین

بعض لوگ تو زمانہ غیبت میں اس قدر کمزور ایمان اور سست عقیدت کے مالک ہوں گے کہ ان کے بس میں کچھ نہ ہو گا وہیں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کمزوری ایمان و سستی عقیدت کے باعث امت رسول کہلائیں گے مگر ان کے ایمان و عقیدہ کی مثال کھچڑی جیسی ہو گی کچھ مشرق کے آداب و رسوم تو کچھ مغرب کے خرافات اور تمدن کی آمیزش، ان کا عقیدہ معجون ہو گا ان کا جسم اور ان کی شکل و صورت تو انسانوں جیسی ہو گی لیکن ان کے دلوں کی تشبیہ شیاطین کے دلوں سے دی گئی ہے اور شیاطین ہمارے کھلے دشمن ہیں جن کے دلوں میں ہم سے سوائے انتقام اور گمراہ کرنے کے اور کوئی جذبہ نہیں پایا جاتا ہے اسی طرح زمانہ غیبت کے مسلمان ایک دوسرے سے دل میں شدید نفرت و انتقام کے جذبہ کے ساتھ مل رہے ہوں گے لیکن نہ ان کے دل ایک ہوں گے اور نہ ہی زبان ایک ہو گی۔

ووجہ علی الاھواء

ایسے تو قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر و تاویل ہر دور میں اہل بیت علیہم السلام سے ماخوذ و ماثور روایتوں کو نظر انداز کر کے کی گئی ہے اور ہر مکتب فکر اپنے اصول و فروع کی تصحیح اور انھیں صحیح ٹھہرانے کے لیے آیات قرآنیہ سے استدلال کرتا رہا ہے زمانہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے لیکر آج تک اور ظہور حجت خدا تک یہ سلسلہ باقی رہے گا لیکن دور غیبت امام زمان علیہ السلام میں مختلف اوقات اور زمانوں میں قرآن مجید کی تاویل و توجیہ خواہشات نفسانی اور من مانی اب تک بہت

https://downloadshiabooks.com/

ہوئی ہے اور اس سے بھی زیادہ آئندہ ہو گی بلکہ معصومین علیہم السلام کی روایات کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید اس قدر متروک ہو جائے گا اور عملی زندگی سے دور کر دیا جائے گا کہ لوگ اس کی ظاہری شکل وصورت یعنی آیات میں بھی کتر بیوت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے دوسرے لفظوں میں تحریف کر سکیں گے اور اگر ظاہری طور پر تحریف نہ کر سکے تو اس کے معنی ومفہوم کو اپنے من پسند اور خواہشات کی بنیاد پر تاویل وتوجیہ کر کے لوگوں کے دماغوں میں راسخ کر دیں گے اور انھیں بے ہودہ اور بے سروپا معانی کو قرآن کی صحیح تفسیر اور مضبوط تاویل سمجھ لیا جائے گا۔

الاخلاص فی العلم

یقیناہمیں اپنے عمل وعبادت میں نہایت خلوص برتنا چاہیے لیکن کیا علم ودانش کے حصول اور اسکی صحیح نشر واشاعت اور اس کے مطابق عمل کرنے میں بھی خلوص واخلاص کی ضرورت نہیں ہے؟ یقیناحصول علم میں بھی اخلاص ضروری ہے تمہید چاہے جتنی اہم کیوں نہ ہوں ذوالمقدمہ اس سے بھی زیادہ اہم ہوا کرتا ہے مقدمات سطوح اور خارج کے تمام مراحل میں اخلاص ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے لیکن بعد میں تدارک کیا جاسکتا ہے جب انسان ہوش میں آ جائے اپنے اعمال وعبادات کی طرح علمی کاوشوں میں بھی خلوص کو مد نظر رکھے،آیت اللہ العلامہ السید محمد باقر موحد ابطحی نے خواب میں امام زمان علیہ السلام کو دیکھا اور امام علیہ السلام سے پوچھا میں ایسا کون سا عمل انجام دوں کہ جس کے ذریعہ قرب خدا حاصل کر لوں تو امام علیہ السلام فرماتے ہیں "اجعل عملك امام زمانك" یعنی کوئی بھی عمل کرو تو بس اس میں یہ ضرر وخیال لاؤ کہ یہ عمل میں جس طرح انجام دے رہا ہوں وہ امام کو پسند ہے بھی یا نہیں؟!

وظیفۃ الانام فی غیبۃ الامام علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

صاحب کتاب شریف مکیال المکارم نے کتاب مکیال کی تالیف سے پہلے امام زمان علیہ السلام کے حوالہ سے ایک مختصر مگر بڑی مفید کتاب اور بھی تالیف فرمائی ہے جس کا نام انھوں نے ''وظیفۃ الانام فی غیبۃ الامام'' رکھا ہے کہ زمانہ غیبت میں لوگوں کا وظیفہ اور ان کی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں وہ اس مختصر کتاب میں ۵۴ اور مکیال المکارم میں ۸۰ سے زیادہ ذمہ داریاں مرقوم فرماتے ہیں اور ان ساری ذمہ داریوں کو انھوں نے اپنی جیب سے نہیں نکالا ہے بلکہ آیات و روایات معصومین علیہم السلام کی روشنی میں ہمیں غیبت امام زمان علیہ السلام میں کیا کیا فریضہ انجام دینا چاہیے استخراج فرمایا ہے۔

علامہ تقی موسوی اس مختصر رسالہ میں پہلا فریضہ جو بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ" الاغتمام لفراقه ولمظلوميته" کم از کم ہمیں امام زمانہ علیہ السلام کے فراق اور ان کی مظلومی کے پیش نظر رنجیدہ و کبیدہ خاطر اور درد و غم میں تو مبتلا رہنا چاہیے امام زمان علیہ السلام وقت حاضر میں ہمارے ماں باپ ہیں شفیق باپ اور صرف باپ ہی نہیں ہمارے وجود و بقاء کی علامت ہیں مگر ہم ہیں کہ اس سے غافل ہیں علامہ موسوی اپنے اس کلام کی تائید میں امام صادق علیہ السلام کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا ہے " نفس المهموم لنا المغتم لظلمنا تسبيح" ہمارے اوپر ہوتے ظلم و ستم کی خاطر حسرت بھری آہ بھی تسبیح کا درجہ رکھتی ہے بلکہ ذکر و تسبیح الہیٰ بن جاتی ہے۔

اعظم البلية ان يخرج اليهم شاباً

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ کتاب خدا و سنت رسول خداؐ اور اجماع مسلمین اور حکم عقل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جن کی آمد کی رسول خداؐ نے خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ظہور فرما کر دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کر دیں گے کہیں کسی روایت میں یہ ذکر

https://downloadshiabooks.com/

نہیں ہوا ہے کہ امام زمان علیہ السلام فلاں صدی کے بعد یا اتنے سالوں کے بعد پیدا ہوں گے نہ کسی شیعہ روایت میں اور نہ ہی سنی روایت میں کہیں ان کے پیدا ہونے کا ذکر نہیں ہے جو بھی سنی و شیعہ روایات میں ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ظہور فرمائیں گے ان کی صفات جسمانی یہ ہیں ان کے علائم ظہور یہ ہیں زمانہ غیبت طولانی ہوگا وغیرہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ سنی روایت میں امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب امام زمان علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو لوگوں کی کثیر تعداد ان کی منکر ہوگی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جوان عمر کے معلوم ہوں گے اور لوگ یہ خیال کریں گے کہ وہ بہت بوڑھے اور سن رسیدہ ہوں گے امام حسین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق " و ان من اعظم البلية ان يخرج اليهم صاحبهم شاباً وهم يحسبونه شيخا كبيراً"[1]۔ "ان کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہوگی کہ امام مہدیؑ ان کے درمیان جوان شکل و شمائل میں ظاہر ہوں گے اور لوگ گمان میں رہیں گے کہ وہ سن رسیدہ اور بوڑھے ہوں گے"۔

قرآن مجید میں چار سو سے زائد آیتیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تعلق سے آئی ہیں علامہ حر عاملی نے ساٹھ سے زیادہ آیتوں کو رجعت سے متعلق اپنی کتاب الایقاظ من الهجعة میں ذکر فرمایا ہے میرزا علامہ علی قلی آذر شہری نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متعلق ایک سو دس آیتوں پر اپنی کتاب "آیات الظهور فی انتظار الفرج والسرور" میں بحث کی ہے قرآن مجید نے سورہ انبیاء کی آیت ۱۰۵ میں صالحین کے وارثین زمین ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے توریت اور زبور میں بھی یہ فیصلہ لکھ دیا ہے جبکہ توریت و زبور تحریف شدہ ہیں لیکن ان تحریف شدہ توریت و زبور میں اس مضمون کی آیتیں آج بھی باقی ہیں۔

(1) عقد الدرر: ص ۴۱۔

https://downloadshiabooks.com/

توریت کے آغاز میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ ''خداوند متعال نے حضرت ابراہیمؑ خدا کے خلیل پر تجلی فرمائی اور ان سے کہا کہ میں اس زمین کو آپ کی ذریت کو بخش دوں گا''۔[1]

اس طرح زبور داؤدؑ میں بھی وارثین زمین کا تذکرہ آج بھی محفوظ ہے زبور کی عبارت ملاحظہ ہو ''خدا کے منتظر بندے زمین کے وارث ہوں گے،،، حلیم و بردبار لوگ زمین کے وارث ہوں گے،، خداوند متعال صالحین کی تائید کرے گا اور ہمیشہ کے لیے زمین کے وارث ہو جائیں گے''۔[2]

قرآن مجید نے کھلے الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ آئین اسلام تمام ادیان پر غلبہ حاصل کر لے گا اور کثیر تعداد میں روایات کے اندر اس کی تصریح بھی ہوئی ہے کہ شرق و غرب عالم پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت قائم ہو گی اور دین اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اسلام کی اس پیروزی و غلبہ سے قطعاً ظاہری غلبہ اور لشکری و نظامی غلبہ ہے ورنہ اسلام کی منطق و برھان ہمیشہ تمام ادیان پر چھائی رہی ہے۔

دابّۃ الارض

مشہور روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام مسجد نبویؐ میں زمین پر سو رہے تھے کہ رسول خداؐ پہنچے اور اپنے داماد کو اپنے پائے اقدس سے ٹھوکر مار کر فرمایا ''قم یا اباتراب''[3] ''اے مالک زمین! آپ اٹھ جائیں'' آج کے اس معاشرے میں کوئی بھی اپنے داماد کے ساتھ ایسا کرتا نہیں مگر یہ کہ پیروں پر کسی مجبوری کے تحت صرف حرکت دینا مقصود ہے اور رسول خداؐ نے یہی کیا تھا نہ

(1) عہد عتیق سفر پیدائش، ۱۲، ۷۔

(2) عھد عتیق سفر پیدائش، مزامیر، مزبور ۳۷، ۹، ۱۲۔

(3) علل الشرائع: ج ۱، ص ۱۸۶، ب ۱۴۹۔

https://downloadshiabooks.com/

کہ جو مشہور کیا جارہا ہے[1]۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے "قم یا دابۃ اللہ" فرمایا تھا نہ کہ جو مشہور ہے البتہ وہ مشہور جملہ کتابوں میں وارد ہوا ہے اور اس کے بھی ماننے میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر بے ادبی کے جملہ کی نفی کرتے ہوئے یاد رہے کہ ابو تراب مولا کی بہت پسندیدہ کنیت تھی مگر بنی امیہ اور دشمنان اسلام اس کو توہین سمجھ کر استعمال کرتے تھے بہت ممکن ہے یہ توہین آمیز جملہ بنی امیہ کی ایجاد ہو ورنہ کلام امام جعفر صادق علیہ السلام میں ہے "فحرّکہ رسول اللہ برجلہ ثم قال یا دابۃ اللہ" پیغمبر خداؐ نے مولا علی علیہ السلام کو اپنے قدم مبارک سے حرکت دی اور فرمایا یعنی اے مالک زمین اٹھ جائیں۔

پیغمبر خداؐ کے اس فقرے کو سن کر کسی صحابی نے پوچھا کیا ہم ایک دوسرے کو یہ جملہ بول سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا "لا و اللہ ما ھو الا لہ خاصۃ و ھو الدابۃ التی ذکرھا اللہ تعالیٰ فی کتابہ" نہیں خدا کی قسم یہ صرف علی علیہ السلام کے لیے ہے اور یہی وہ دابۃ ہیں جن کا تذکرہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے پھر آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا "یا علی اذا کان آخر الزمان اخرجك اللہ فی احسن صورۃ" اے علی علیہ السلام جب آخری زمانہ آئے گا تو خداوند متعال آپ کو بہترین شکل و صورت میں روئے زمین پر بھیجے گا۔[2]

---

(1) کتاب علل الشرائع کی روایت میں آیا ہے کہ "۔۔۔فانتھی الیٰ علی علیہ السلام و ھو نائم فوضع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رجلہ علی رجل علی علیہ السلام فغمزہ و قال قم یا اباتراب۔۔۔ رسول خداؐ نے اپنے پاؤں کو حضرت امیرؑ کے پاؤں پر رکھ کر فشار دیا اور فرمایا اے ابو تراب اٹھئے۔۔۔ اس میں کوئی بے احترامی کا پہلو نہیں پایا جاتا بلکہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے محبت کا اظہار فرمایا ہے اور یہ امیر المؤمنینؑ کے لئے فخر کی بات ہے۔

(2) مختصر البصائر لسلیمان الحلی: ص ۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

اس وقت نام علی علیہ السلام سن کر جلنے والوں کے تن بدن میں شکل علی علیہ السلام دیکھ کر آگ لگ جائے گی پیغمبر خداؐ نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام جس قدر خوبصورت تھے اس سے کہیں زیادہ خوبصورت شکل میں وارد دنیا ہوں گے پالنے والے ہمیں تیری حسین و جمیل صناعی و عمدہ تخلیق کا مرقع دیکھنا ہے ہمیں دیدار مولائے کائناتؑ سے محروم نہ کرنا بحق محمد وآلہ الطاہرینؑ۔

جناب عمار اس دابہ الارض کو جانتے تھے مگر بعض کو علم نہیں تھا امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص عمار یاسرؓ کے پاس آکر کہنے لگا "یا ابا الیقظان آیۃ فی کتاب اللہ تعالی قد افسدت قلبی و شککتنی" قرآن متقین کے لیے ہدایت ہے مگر عدیل قرآن سے بیگانہ لوگوں کے لیے یہی آیات قرآنیہ گمراہ کن، تباہ کن اور شک انداز ہیں۔

بدو نے جناب عمارؓ سے کہا قرآن کی ایک آیت نے مجھے پورے قرآن پر شک میں مبتلا کر دیا ہے ایک آیت کا معنی و مطلب نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے میرا دل فاسد ہو گیا ہے یعنی میرا ایمان و عقیدہ متزلزل ہو گیا ہے جناب عمارؓ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے سورۂ نمل کی آیت ۸۲ کو پڑھا جناب عمارؓ مسکرائے اور فرمایا "واللہ ما اجلس ولا آکل ولا اشرب حتی اریکھا" "بخدا قسم میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ تجھے دابۃ الارض کا دیدار نہ کرا دوں" بے چارہ بدو، جناب عمارؓ کے ساتھ چل پڑا جناب عمارؓ مسجد نبوی میں آئے دیکھا مولا امیر المومنین علی علیہ السلام اصحاب کے جھرمٹ میں بیٹھے کھجور اور مکھن کھا رہے ہیں جناب عمارؓ نے سلام کیا مولائے کائنات نے جواب دیا اور اپنے پاس بلا کر کہا آؤ میرا ساتھ دو، سلام کی حد تک بدو کو تشویش نہیں ہوئی کہ اگرچہ نہ بولنے کو بھی کہا تھا لیکن جا کے بیٹھ گئے اور کھانے لگے وہ بدو سوچنے لگا اور وہ اپنے دل میں طرح طرح کے خیالات لانے اور انھیں جھٹکنے لگا کہ شاید عمارؓ اپنی بات

https://downloadshiabooks.com/

بھول گئے ہیں "فتعجب الرجل منه" اسے حیرانی و تعجب ضرور ہوا اس لیے موقع کے انتظار میں بیٹھا رہا جب جناب عمارؓ کھا پی کر فارغ ہو گئے تو وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا "سبحان الله! یا ابا الیقظان حلفت انك لا تاكل ولا تشرب ولا تجلس حتى ترينيها" "سبحان اللہ! اے عمارؓ آپ نے حلف اٹھایا تھا کہ آپ اس وقت تک نہ کھائیں گے نہ پیئں گے اور نہ ہی بیٹھیں گے جب تک کہ مجھے دابۃ الارض کے دیدار نہ کرا دیں گے" عمار یاسرؓ نے فرمایا! اے بدو سمجھداری سے کام لیتا تو تجھے پتہ چل جاتا سن "قد اريتكها ان كنت تعقل" "اگر تو سمجھدار ہے تو جان لے کہ میں نے تجھے دابۃ الارض کا دیدار کرا دیا ہے" تب اس بدو کی سمجھ میں آیا کہ جناب عمارؓ غافل نہیں ہوئے تھے اور اس نے اپنے ذہن سے کسی جانور کا تصور ختم کیا اور اب سمجھا کہ اس دابۃ الارض سے مراد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں[1]۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بہت معمولی غذا استعمال کیا کرتے تھے اگر کوئی مہمان کے طور پر بلاتا تو جو پیش کرتا اس کو تناول کرنے سے دریغ نہیں فرماتے تھے تاکہ مومن کا دل نہ ٹوٹے اور میزبان پر کوئی حرف نہ آئے مگر یہ کہ غذا میں کوئی عیب ہو تو دوسری بات ہے۔

ایک روز مولا امیر المومنین علیہ السلام روٹی سرکہ اور زیت ملا کر نوش فرما رہے تھے کہ اصبغ بن نباتہؓ وارد ہوئے روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا ہے کہ کس کے گھر تناول فرما رہے تھے لیکن کسی ایسی جگہ تشریف فرما تھے کہ اصبغ وہاں سلام کر کے پہنچ گئے اور اس کے بعد انہوں نے مولا سے ایک آیت پڑھ کر اس کے بارے میں سوال کیا آیت تھی "و اذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون" (نمل ۸۲) آیت کی تلاوت کر کے اصبغ نے عرض کیا مولا "فما هذه الدابة" آخر یہ کون سا دابہ ہے؟ تو امام علیہ السلام نے

(1) تفسیر قمی: ج ۲، ص ۱۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

جواب میں فرمایا "ھی دابۃ تاکل خبزاً و خلاً و زیتاً" یہ وہی دابہ ہے جو روٹی سرکہ اور زیت کھا رہا ہے یعنی اے اصبغ وہ کوئی جانور نہیں ہے بلکہ میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں[1]۔

یہی اصبغ بن نباتہؓ ایک مرتبہ بزم معاویہ میں تھے کہ اس ملعون نے اصبغ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "یا معاشر الشیعۃ تزعمون ان علیا دابۃ الارض" اے گروہ شیعیان تم لوگوں کا گمان ہے کہ قرآن مجید کے دابۃ الارض علی ابن ابی طالبؑ ہیں تو اصبغ بن نباتہؓ کہتے ہیں کہ ہم صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ یہودی بھی اس کے قائل ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ دابۃ الارض امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں یہ سن کر معاویہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ اصبغ بہت بڑا دعوی کر رہے ہیں لہذا اس نے کسی کو یہودیوں کے سب سے بڑے عالم کو جو دمشق میں رہتا تھا بلوانے کے لئے بھیج دیا جب وہ آیا تو معاویہ نے رأس الجالوت سے پوچھا: اے راس الجالوت کیا تم لوگوں کے یہاں تحریر ہے کہ دابۃ الارض بھی کوئی ہوگا؟ تو اس نے جواب میں کہا ہاں تو معاویہ نے پوچھا وہ زمین کا جانور کون سا جانور ہے؟ پادری نے کہا وہ جانور نہیں انسان ہے معاویہ نے پوچھا کہ کیا تم اس کا نام بھی جانتے ہو؟ پادری نے کہا "نعم اسمہ ایلیا (الیا)" یہ سن کر معاویہ نے اپنا رخ اصبغ کی طرف کیا اور بولا اے اصبغ "ما اقرب ایلیا من علیاً" یہ الیا یا ایلیا، علی سے کتنا قریب ہے!

معاویہ بظاہر تطبیق کر رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ توریت میں دابۃ الارض کا بیان شخص کے لئے ہوا ہے اس کا نام بھی الیا یا ایلیا ذکر ہوا ہے اور ایلیا متعدد روایات میں حضرت امام علی علیہ السلام کا نام بتلایا گیا ہے جو عبرانی زبان کا لفظ ہے اور اس کے واحد مصادق حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں[2]۔

---

(1) تفسیر برہان: ج۴، ص۲۲۹۔

(2) تفسیر برہان: جلد۴، ص۲۹۔

https://downloadshiabooks.com/

مولا علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں بھی فرمایا ہے مجمع عام میں گفتگو کرنے سے پہلے امام ہر کسی کے سامنے دابۃ الارض کی وضاحت نہیں فرماتے تھے حتی کہ اپنے ایک صحابی ابو الطفیل کو بھی نہیں بتلایا تھا اور یہ کہہ دیا کہ "یا ابا الطفیل الہ عن ھذا" "اے ابو الطفیل اس بات کو نظر انداز کرو" لیکن انہوں نے اصرار کیا تو فرمایا وہ ایسا جانور ہے جو کھانا کھاتا ہے بازاروں میں پھرتا ہے عورتوں سے نکاح کرتا ہے انہوں نے پوچھا وہ کون ہے ؟ تو امامؑ نے فرمایا جو زمین کا مالک ہے کہ جس کے وجود سے زمین کو سکون و قرار ملتا ہے ابو الطفیل کا اصرار بڑھا اور آپ نے پھر پوچھا مولا کون ہے ؟ تو فرمایا اس امت کے صدیق، فاروق و مربی و ذوالقرنین ابو الطفیل نے پھر دریافت کیا کہ وہ بولا کون ہے ؟ تو فرمایا وہی جس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے : (یتلوہ شاھد منہ)[1] (و عندہ علم الکتاب)[2] "وہ وہی ہے کہ رسول خداؐ کی صداقت و رسالت کا گواہ ہے اور جس کے پاس ساری کتاب کا علم ہے" ابو الطفیل نے عرض کیا مولا اس کا نام تو بتلا دیجئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا توجہ کر میں نے بتلا دیا اور سن جتنا میں قرآن سے جانتا ہوں سب بتلا دوں تو میری فوج منتشر ہو جائے گی یعنی ہضم نہیں ہو گا اور لوگ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے[3]۔

کوئی شیعہ منکرِ شفاعت نہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں تین چیزوں کا منکر ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے "من انکر ثلاثۃ اشیاء فلیس من شیعتنا :المعراج و المسألۃ فی القبر والشفاعۃ"[4] معراج کا منکر شیعہ نہیں ہے اور یہ طے ہے کہ تمام مسلمان معراج کے قائل ہیں

(1) سورۂ ھود: آیت ۱۷۔

(2) سورۂ رعد: آیت ۴۳۔

(3) کتاب سلیم بن قیس، ص ۱۳۰۔

(4) امالی للصدوقؒ: ص ۳۷۰، مجلس ۴۹۔

https://downloadshiabooks.com/

تو پھر شیعہ کیوں منکر معراج ہوں گے بلکہ اس اعلان میں اور حدیث امام صادق علیہ السلام میں ایک باریکی اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ معراج کے تو تمام مسلمان قائل ہیں لیکن جس چیز کے بعض مسلمان منکر ہیں وہ معراج جسمانی ہے لہذا اے شیعو! تم معراج جسمانی کے قائل رہو اور جن جن اہم چیزوں کو معراج پر خدا نے اپنے نبی پر نازل کیا ہے اس سے انکار نہ کرنا ورنہ ہمارے شیعہ نہیں رہ جاؤ گے۔

دوسری چیز قبر میں سوال و جواب ہے جس کا منکر شیعہ نہیں ہے یاد رہے کہ جو شخص زمین میں دفن ہی نہیں ہوا ہے جسے بم وغیرہ سے ایسے اڑا دیا جاتا ہے کہ اس کے جسم کے ریزے بھی دستیاب نہ ہوں کیا ان سے بھی سوال ہو گا ان کی ارواح کو موت نہیں آتی بلکہ ان کی ارواح سے بھی سوال وجواب ہو گا سولی پر لٹکے ایک شخص کے بارے میں کسی نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اسے بھی فشار قبر ہو گا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا اسے فشار قبر ہو رہا ہے فضاء اس کی روح کو تروڑ مروڑ رہی ہے۔ (مفہوم حدیث)

تیسری چیز شفاعت ہے جس کا منکر شیعہ نہیں ہے بعض ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو شفاعت کو گروہ بندی یا لوگوں کو دھوکہ دینے والی یعنی شفاعت کو عمل اور کردار سے دور رکھنے والی شئ سمجھتے تھے امام زین العابدین علیہ السلام کی کسی زوجہ کا خادم پانچویں امام علیہ السلام کے پاس آکر اعتراض کرتا ہے کہ آپ لوگوں نے لوگوں کو بہکا رکھا ہے یعنی آپ لوگوں کے اقوال عمل وعبادت سے دوری کا سبب بن رہے ہیں امام باقر علیہ السلام کو غصہ آگیا اور آپ نے فرمایا: تم تھوڑا سا عبادت کر کے اور گناہوں سے محفوظ کیا ہو گئے ہو تو تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے سن ہر شخص کو شفاعت کی احتیاج ہو گی "لو قد رایت افزاع القیامة لقد احتجت الی شفاعة محمد ﷺ"

https://downloadshiabooks.com/

(1) اگر تم نے میزان قیامت کی ہولناکی ملاحظہ کی ہوتی تو تمہیں پتہ چلتا کہ تم بھی جناب رسول خداؐ کی شفاعت کے محتاج ہوگے رسول خداؐ کے ساتھ ہم اہل بیت علیہم السلام بھی شفاعت کریں گے اور ہمارے شیعہ بھی اپنے اہل وعیال میں شفاعت کریں گے یہاں تک کہ مومنین اپنے خادموں کے سلسلہ میں شفاعت کریں گے اور کہیں گے کہ" یا رب حق خدمتی کان یقینی الحر والبرد" پالنے والے میرے حق خدمت سے اسے بخش دے یہ مجھے ٹھنڈک اور گرمی سے محفوظ رکھتا تھا۔

دجال کی حقیقت

دجال کے تذکرے میں ایک کلمہ اس کے لشکریوں کے سلسلہ میں ذکر ہوا ہے کہ اس کے ستر ہزار سپاہیوں میں کثرت جُلاہوں کی ہوگی بلکہ ستر ہزار جُلاہے ہوں گے اور مقدمۃ الجیش میں اس لشکر کا سب سے بڑا شاعر ہوگا اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ دجال کے ساتھ فارسی زبان بولنے والے جوان اور بوڑھے ہوں گے۔

یہ روایت اولاً تو سنی روایت ہے اور کنز العمال، فردوس الاخبار، جمع الجوامع اور دیگر سنی کتابوں میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ذکر ہوئی ہے بعض کی سند میں ارسال ہے تو دوسری سند میں رفع ہے یعنی یہ حدیث مرسلہ اور مرفوع ہے اور دونوں صورتوں میں قابل اعتبار نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے۔

ثانیاً یہ روایت اپنے الفاظ کے اعتبار سے بھی مختلف معنی رکھتی ہے راغب نے کتاب المفردات میں اس حدیث کے اندر استعمال ہوئے لفظ" الحاکۃ" جو کہ حائک کی جمع ہے اور حائک

(1) تفسیر قمی: ج۲، ص۲۰۲۔

https://downloadshiabooks.com/

کے معنی جلاہا کیا گیا ہے درست نہیں ہے بلکہ بقول راغب "الحاکۃ ھنا بمعنی سفلۃ الناس" اس روایت میں حاکہ سے مراد پست فطرت اور لئیم و مردود لوگ ہیں جن کی تعداد ستر ہزار پر مشتمل ہو گی اور وہ دجال کے ساتھ ملک شام سے خروج کریں گے اور ان کے لشکر کا سربراہ و سپہ سالاران میں سب سے بڑا شاعر ہو گا جو کسی بڑے بزرگ سے کہے گا "پدر بدو" بابا دوڑو۔

ناصرینِ حسینؑ ہی ناصرینِ مہدیؑ ہیں

حضرت رسول خداؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے روز ہی امام حسین علیہ السلام کی سرگذشت شہادت بیان کر دی تھی اور روز شادی و مسرت، روز غم والم میں تبدیل ہو گیا تھا اور مادر حسینؑ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خوشی کے دن امام حسین علیہ السلام کا ماتم کیا تھا اور سارے اہل بیت علیہم السلام غم زدہ ہو گئے تھے کسی شاعر نے بہت مناسب شعر کہا ہے تین شعبان بروز ولادت امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ میں:

مظلوم کربلا کی ولادت کا روز ہے اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے

یقیناہم بروز عاشورہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرنے کے لیے حاضر نہیں تھے لیکن بارہا اپنے امام مظلومؑ اور شہداء کربلاؑ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے کاش ہم بھی کربلا میں ہوتے تو شہداء اور ناصران امام حسینؑ کی طرح فوز عظیم حاصل کرتے۔

اس فوز عظیم کی تمنا صرف لقلقہ زبان سے وابستہ نہیں ہے بلک ہر مومن کو ایک ایسا موقع ضرور دیا جائے گا کہ وہ اس فوز عظیم کو حاصل کر سکے اس لیے کہ جس جس نے کربلا میں یا بعد کربلا امام حسین علیہ السلام کی مدد کی ہے اور ان کے مشن کو آگے بڑھا کر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہونے کی آرزو کا اظہار کیا ہے وہ اس عظیم کامیابی سے ہم کنار ہو گا اس امر کی دلیل جناب

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ کے فرمان سے استشمام ہوتی ہے۔

آپ نے تین شعبان سنہ تین ہجری کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے دن ایک فقرہ فرمایا تھا جسے علامہ حائری نے کتاب معالی السبطین میں ج۱، ص۲۰۹ پر اس طرح رقم فرمایا ہے "فمن نصرہ فقد نصرنی و نصر ولدہ الحجۃ علیہ السلام "حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کرنے والا، رسول خداؐ کا مددگار کہلائے گا اور ان کے لال حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بھی وہ مدد کرے گا۔

یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو گا" یا لیتنی کنت معکم فافوز فوزاً عظیماً" کی تمناہر مومن کی پوری ہو گی اور حضرت حجت خدا امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر نصرت امام مہدی علیہ السلام کرے گا کلام رسول خداؐ صرف اجر وثواب بیان کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ جس جس نے امام حسین علیہ السلام کی جس جس طرح بھی نصرت کی ہے وہ مطمئن رہے کہ اس نے رسول خداؐ کی نصرت کا اجر حاصل کیا ہے اور ایک روز وہ جناب امام مہدی علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر ان کی نصرت کر سکے گا خداوند متعال ہمیں اس لائق بنائے کہ حضرت حجتؑ کی نصرت کا شرف حاصل کر سکیں۔آمین

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے زیارت ناحیہ میں فرمایا ہے: اگر مجھے زمانہ نے دور کر دیا اور میں آپ کی نصرت نہیں کر سکا ہوں اور آپ سے لڑنے والوں سے نہیں لڑ سکا ہوں آپ سے نصب عداوت کرنے والوں سے دشمنی کرتا ہوں اور آپ کے اوپر خون کے آنسو صبح وشام میں روتا رہتا ہوں اور روتا رہوں گا۔

دربار شام اور صبح ظہور

https://downloadshiabooks.com/

یزید پلید کے دربار میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے اس خطبہ کا ایک فقرہ وہ فخریہ جملہ ہے جسے رسول خداؐ نے بھی بطور افتخار ذکر فرمایا ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی بطور افتخار بیان فرمایا ہے حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کو مخاطب کر کے حضرت رسول خداؐ نے بھی سات ایسی خصلتیں ذکر کی ہیں جو کسی نبی یا رسول میں نہیں پائی جاتی تھیں اور نہ ہی آئندہ وہ خصلت کسی شخص میں پائی جائیں گی وہ افتخار آفرین جملہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے شامیوں کے مجمع میں، درباریوں کے ہجوم میں یزید پلید کے سامنے استعمال فرمایا ہے ببانگ دہل امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یزید! اے طاغوت! اے فرعون وقت! سن لے کہ "و منا مهدی هذه الامة" ہوش میں رہ کہ سارے فرعونیوں کے غرور اقتدار کا نشہ اتارنے والا، تخت وتاج کو ملیامیٹ کرنے والا، مظلوموں کا پالن ہار، ظالموں کا قاتل، جباروں کی ناک رگڑنے والا، عدل وانصاف کی بساط پھیلا کر امن و سلامتی کی بھرپور حکومت قائم کرنے والا، ہم اہل بیت رسالتؐ کی ایک فرد مہدی امت ہم میں سے ہوگا۔[1] صبح ظہور کا تذکرہ قرآن مجید میں سورہ فجر کے اندر کیا گیا ہے فجر کی وضاحت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ فجر سے مراد حضرت قائم آل محمدؐ کی صبح ظہور ہے۔

عصرِ عاشوراور صبحِ ظہور

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لقب ''قائم'' کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں مگر ایک قول کا تعلق عصر عاشور سے ہے جناب ابو حمزہ ثمالیؓ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کر لیا کہ مولا آپ کے آخری لال حضرت مہدی علیہ السلام کو ''قائم'' کیوں کہا جاتا ہے یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام اور شیعیان اہل بیت علیہم السلام حضرت امام باقر علیہ السلام کے زمانہ میں

(1) معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۰۔

https://downloadshiabooks.com/

بھی قائم آل محمدؐ کے عنوان سے امام مہدی علیہ السلام کو یاد کیا کرتے تھے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت ہمارے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو رہے تھے ملائکہ میں کہرام بپا تھا اور وہ سب بارگاہ خداوندی میں تضرع و زاری کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے پالنے والے اپنے برگزیدہ نبی کے برگزیدہ فرزند کو ان ملاعین کے ہاتھوں قتل ہونے دے رہا ہے؟

آواز قدرت آئی اے میرے فرشتو! پر سکون رہو کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان کے خون کا بدلہ ان ملاعین سے لے کر رہوں گا چاہے تھوڑی مدت گذر جانے کے بعد ہی سہی اس وقت اللہ نے فرشتوں کے سامنے فرزند امام حسین علیہ السلام کے انوار کو مجسم کیا انوار ائمہ علیہم السلام کو دیکھ کر فرشتے خوش ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ ان انوار کے بیچ ایک شخص حالت قیام میں مصروف نماز ہے خداوند متعال نے فرمایا "بذالك القائم انتقم منهم" اپنی خلقت جسمانی سے پہلے نماز پڑھنے والے، اپنے پیکر نورانی میں نماز و قیام و سجدہ کرنے والے امام مہدی علیہ السلام کو عصر عاشور تمام انوار ائمہ علیہم السلام کے درمیان حالت قیام میں اور فرشتوں کے دیدار حضرت امام مہدی علیہ السلام کے باعث قائم کہا جاتا ہے اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ "بذالك القائم" اس قائم کے ذریعہ بھذا بھی کہہ سکتا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام خدا سے دور تو نہی تھے لیکن ذالك الكتاب کی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے "بذالك القائم" کہا، سارے انوار ذکر خدا میں مصروف تھے پر نماز میں قیام کی حالت میں نہیں تھے مگر عصر عاشور حضرت مہدی علیہ السلام کا نورانی پیکر حالت قیام میں تھا امام باقر علیہ السلام نے واضح کر دیا کہ قائم کی وجہ حالت قیام میں عصر عاشور حضرت مہدی علیہ السلام کا نور تھا اس لیے انھیں قائم آل محمدؐ کہا جاتا ہے اور انھیں کی بدولت خداوند متعال حضرت امام حسین علیہ

https://downloadshiabooks.com/

السلام کے قاتلوں سے انتقام لے گا۔[1]

کتاب الامامۃ والتبصرۃ من الحیرۃ اپنے زمان تالیف سنہ ۳۲۰ھ سے لے کر حضرت علامہ مجلسیؒ کے زمانے تک مفقود الاثر رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب سے تقریبا سات سو سال تک علماء و فقہاء بے خبر رہے ہیں بہر حال علامہ مجلسیؒ کے دور میں یہ قیمتی میراث کشف ہوئی اور اس کا پتہ چلا اس کے بعد پھر یہ کتاب مفقود رہی یہاں تک کہ علامہ محمد رضا جلالی کے ہاتھوں اس کے نسخہ لگے اور انہوں نے تحقیق کے بعد طبع فرمایا۔

والد صدوق جنہیں صدوق اول کہا جاتا ہے اور علی بن بابویہ کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں اس کتاب کے مؤلف ہیں اور کبھی کسی کے بیٹے کو باپ کی طرف نسبت دینے کے لیے لفظ ابن کو ہٹا کر باپ کے نام میں الف نون کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جس سے یہ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ شخص اس شخص کا فرزند ہے اسی لیے علی بن بابویہ قمی کو علی حسینان قمی بھی کہا گیا ہے یعنی فرزند حسین قمی۔

جناب علی بن بابویہ قمی یعنی پدر شیخ صدوقؒ کے ہم عصر ایک اور عالم دین علی بن بابویہ کے ہی نام سے مشہور تھے جنہیں قرامطہ نے عین طواف کعبہ کرتے ہوئے مسجد حرام کے اندر تلوار سے مار مار کر شہید کر ڈالا تھا اس بزرگوار کو سرزمین حرم پر خانہ کعبہ کے پاس جب ظالموں نے تلوار سے قتل کرنے کے لیے حملہ کیا ہے اور آپ زخمی ہو کر ارض حرم پر گرے تو شہادت سے پہلے آپ نے ایک بیت شعر کا کہا جسے علامہ آقا بزرگ نے یوں رقم کیا ہے

ترى المحبين صرعى فى ديارهم كفتية الكهف لم يدرون كم لبثوا

(1) علل الشرائع: ج۱، ص۱۶۰۔ دلائل الامامۃ للطبرسی الامامی ص۴۵۲، ح۴۲۷۔ طبقات اعلام الشیعۃ: ج۱، ص۱۷۵۔

https://downloadshiabooks.com/

''اپنے محبوں کو ان کے دیار میں تو پچھاڑا ہوا ایسے ہی دیکھ رہا ہے جس طرح جوانان کہف کو یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ غار میں کتنے دن رہے جناب علی بن بابویہ قمی والد صدوق، قم میں دفن ہیں اس سال یعنی سنہ ۳۱۰ھ میں قرامطہ نے مسجد الحرام کے اندر ایک ہزار سات سو حاجیوں کو شہید کیا تھا بعض نے ۳۱۷ھ لکھا ہے اور جو علی بن بابویہ حرم میں شہید کئے گئے تھے وہ اسی سال شہید کئے گئے ہیں اور ان کو صوفی و محدث کے عنوان سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

اس سال علامہ علی بن بابویہ پدر صدوق بھی حج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن انہوں نے جناب حسین بن روح سفیر ثالث کے پاس خط لکھا کہ کیا میں اس سال حج پر جاؤں تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اس سال حج پر نہ جاؤ علی بن بابویہ نے عرض کیا واجب نذر ہے تو جواب ملا کہ جانا ہی ہے تو آخری قافلہ کے ہمراہ جاؤ جناب علی بن بابویہ نے حکم پر عمل کیا اور آخری قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو قرامطہ کے قتل و غارت سے محفوظ رہے اور اس سے پہلے کے قافلہ والے سب مارے گئے اس واقعہ کو جناب شیخ طوسیؒ نے کتاب الغیبۃ میں ص۱۹۶ پر جناب شیخ صدوقؒ سے نقل کیا ہے۔

ہم اجماعی نہیں ہیں

ہم امامیہ کے نزدیک اجماع، ثبوت حکم شرعی کے لیے حقیقی طور پر دلیل نہیں ہے بلکہ بقول محقق صاحب شرائع الاسلام ''اما الاجماع فعندنا هو حجة بانضمام المعصوم علیہ السلام'' (کتاب المعتبر للمحقق الحلی، ج۱، ص۳۱) ہمارے نزدیک جہاں تک اجماع کی بات ہے تو وہ بس امام معصومؑ کے ضمیمہ کے ساتھ حجت ہے مطلب یہ ہے کہ اجماع کی حجیت ذاتی نہیں ہے اور وہ واقعی طور پر حکم شرعی کے ثبوت کا مدرک و منبع بھی نہیں ہے بلکہ قول امام معصومؑ مدرک حکم شرعی ہے اس لیے جناب محقق آگے فرماتے ہیں کہ اگر ۱۰۰ بڑے بڑے فقہاء کرام جمع ہو جائیں مگر ان کے اجماع

https://downloadshiabooks.com/

میں امام معصومؑ شامل نہ ہو تو ان کا اجماع حجت نہیں ہے لیکن اگر دو فقیہ جمع ہو جائیں اور ان کے درمیان قول امام معصومؑ بھی شامل ہو تو یہ اجماع حجت ہو گا نہ اس لیے کہ اجماع ہے بلکہ اس واسطے کہ قول معصومؑ شامل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قول امام معصومؑ اجماع میں داخل ہے یہ کیسے کشف ہو اور قول امام معصومؑ تک پہنچنا غیبت امام زمان علیہ السلام میں کس طرح ممکن ہے؟ تو اس کے لئے محقق اسد اللہ تستری کاظمی نے ۱۲ راستے گنوائے ہیں جن میں سے کئی ایک زمانہ غیبت امام زمان علیہ السلام میں بہت نادر و شاذ ہیں مگر کلی طور پر نفی بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

تشرّف فی اجماع کی حقیقت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض صلحاء و متقین اور بعض مجتہدین کو امام زمان علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے اور انھوں نے بعض راہنمائیاں براہ راست امام زمان علیہ السلام سے حاصل کی ہیں لیکن حکم شرعی واقعی کے کشف کے لیے ملاقات باامام زمان علیہ السلام کو ایک اصل شرعی کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی حدیث یا روایت میں اس طرح کی ملاقات کو حکم شرعی واقعی کے لیے اصل و مدرک قرار دیا گیا ہے البتہ جزئی طور پر کسی حکم شرعی کے کشف کا امکان ممکن ہے اور بعض بزرگ ہستیوں نے امام زمان علیہ السلام سے براہ راست بعض دستور حاصل کئے ہیں اس سے انکار نہیں ہے اور اس ملاقات کو اگر اخذ احکام پر مشتمل ہو تو ''تشرف فی اجماع'' کا نام و عنوان دیا جا سکتا ہے لیکن یہ کوئی اصل اور قانون نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف نہی وارد ہوئی ہے اور ایسے دعوی کو جھٹلانے کا حکم صادر ہوا ہے۔

تشرف فی اجماع کا دعوی ایک دوکان کھولنے اور طالبان ریاست و حطام دنیا کے متوالوں کے لیے عوام الناس کو بہکانے اور اپنے گرد جمع کرنے کا حربہ ہے اور ایسے کتنے بے ہودہ و خود

https://downloadshiabooks.com/

غرض لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو خود تو گمراہ ہیں ہی دوسروں کو بھی امام زمان علیہ السلام سے براہ راست ملاقات اور ان سے دستور حاصل کرنے کا فریب دے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اور اسے اجماع تشرفی کا نام دے کر اپنی دوکان چلا رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناصر قفاری ملعون نے بڑے بھونڈے الفاظ میں اجماع تشرفی کا مذاق اڑایا ہے اور کہا ہے "و بامکان کل شیخ زندیق متلفع برداء الدروشة و متوشح بالسواد متظاهر بالعلم مدع للسيادة۔ وما اكثر هؤلاء عندهم ... ان يزعم اللقاء بالمنتظر ليحظى بالتعظيم و ليغير من دينهم ما شاء له الحادہ"[1] "ہر زندیق و کافر شیخ و استاد کہ جس نے درویشی کی رداء اوڑھ رکھی ہو اور سیاہ رنگ کی پھلیا اوڑھے علم و دانش کا اظہار کر رہا ہو اور سیادت کا دعوے دار ہو اور شیعوں کے نزدیک ایسے جھوٹے دعویداروں کی کمی نہیں ہے۔ وہ امام منتظر علیہ السلام سے ملاقات کا گمان کرے اور پھر بے پناہ تعظیم و تکریم اس کے حصہ میں آجائے اور پھر وہ اپنے من پسند جو چاہے ان کے دین و شریعت میں تبدیلی کر سکتا ہے اور اپنے الحاد و کفریات کو دین و شریعت میں داخل کر سکتا ہے"۔

ناصر القفاری ملعون آگے لکھتا ہے کہ امامؑ سے ملاقات تشرفی اجماع کا دعویدار ہو سکتا ہے کہ جھوٹا ہو مگر دنیاداری کی خاطر یا پھر لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر یا پھر دونوں مقصد کے لئے جھوٹ بول رہا ہو اور اگر بالفرض سچا ہو تو یہ کیسے معلوم ہو کہ جس سے اس نے ملاقات کی ہے وہ معاذ اللہ شیاطین میں سے ایک شیطان اس کے سامنے نہیں بیٹھا تھا اس کی کیا گیارنٹی ہے؟!

آغازِ نحوستِ اجماع

ہر اجماع منحوس نہیں ہے اور ہر اجماع کرنے والے منحوس نہیں ہوتے اجماع و اجتماع بہت سے مفادات کا بھی حامل ہوتا ہے اگر مل بیٹھ کر طے کرنے والے صالحین ہوں لیکن اکثر

(1) اصول مذهب الشيعة، ج ۱، ص ۳۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

خبیثوں کا کسی امر پر اتفاق و اتحاد ہو جائے تو ایسے اجماع کی پیداوار پوری قوم کو ابدی تباہی کے سمندر میں پھینک سکتا ہے صدر اسلام میں بعد رسول خداؐ جو اجماع بنام حل و عقد، سقیفہ بنی ساعدہ میں وقوع پذیر ہوا اس کی نحوست و خباثت کا ہم امامیہ جس قدر نقصان اٹھاتے آرہے ہیں اور قیامت تک اس کے جو نقصانات ہوتے رہے گے اس کا اندازہ کسی عام بشر کے بس کی بات نہیں ہے۔

یہ وہ منحوس اجماع واتفاق ہے کہ جس کے آگے نص قرآن و سنت نبیؐ بھی تاب نہ لا سکی یایوں کہہ دیا جائے کہ اجماع نے قرآن و حدیث کا اس دیدہ دلیری سے مقابلہ کیا کہ دونوں کو پچھاڑ کر رکھ دیا اور خلافت نبویؐ کی سند پر اجماع کا سکہ بیٹھ گیا ہم امامیہ نہ کبھی اجماع کی پیداوار تھے اور نہ اجماع کو نیک فال سمجھتے ہیں حقیقیت میں ہمارا اجماع سے ہمیشہ چھتیس کا اکڑا رہا ہے اور اجماع کی پیداواروں سے مظالم و مصائب کا سلسلہ ہم پر کبھی ختم نہیں ہوا ہے ادلہ اربعہ کے عنوان سے اجماع کے منحوس لفظ کو ذکر کرنا ہماری مجبوری یا پھر مدارات و تقیہ کی چادر اوڑھنا ہمارا شیوہ رہا ہے ورنہ بقول جناب شیخ اعظم الانصاریؒ "الاجماع ،،هم الاصل له وهو الاصل لهم" "اجماع ،سنیوں کی پیداوار ہے اور وہ خود اجماع کی پیداوار ہیں"۔

یک طرفہ دیدار

متعدد روایات سے ظاہر ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام تمام لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن لوگ انھیں نہیں دیکھ پاتے اور ہر سال حج کے موقع پر مومنین و مسلمین کے درمیان امام مہدی علیہ السلام حج کرتے ہیں مناسک حج بجالاتے ہیں لیکن بہت کم لوگ آپ کا دیدار کرنے کا شرف حاصل کر پاتے ہیں۔

اشباہ الخنازیر

https://downloadshiabooks.com/

ملا صالح مازندرانی فرماتے ہیں : "هذه الامة اشباه الخنازير وان كانوا فی صورة الانسان ظاهراً"[1]: منکرین امام زمان علیہ السلام اور ان کی غیبت کا اعتراف نہ کرنے والے تمام مسلمان شکل وصورت میں انسان ہیں لیکن باطن اور معنوی طور پر سور ہیں هذه الامة کی قید سے غیر مسلمان اس زمرہ سے باہر ہیں صرف مسلمانوں کی بات ہو رہی ہے جو حضرت امام زمان علیہ السلام کی غیبت یا وجود کے منکر ہیں۔

كان اليه ملك مصر

عزیز مصر کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی ساری حکومت کا عزیز اور وزیر و خزانہ دار بنا دیا گیا تھا چاہتے تو قریب مسافت اور زور سلطنت کے ساتھ اپنے باپ، بھائیوں اور خاندان والوں کو اپنے حال سے مطلع کر سکتے تھے اور ان لوگوں کے اوپر کیا گزر رہی ہے ان سختیوں اور مصیبتوں کو بھی جانتے تھے پھر بھی مصلحت الہیٰ نہیں تھی تو پھر حضرت منتظر علیہ السلام کے حق میں بھلا کس طرح غیبت کا انکار کیا جا سکتا ہے جبکہ یہاں خطرات بھی ہیں اور غیبت کے اسباب بھی ہیں کیونکہ جب نبیوں کے اسباط فرزندان پیغمبران کے رشتہ دار اور انسانیت سے قربت اور برداران یوسف ہو کر ان کی جان کے دشمن بن سکتے ہیں اور انھیں غیبت اختیار کرنی پڑی تو پھر یہ مسلمان نہ تو امام علیہ السلام کے رشتہ دار ہیں نہ اولاد انبیاء ہیں نہ ان میں انسانیت ہی پائی جاتی ہے اور نہ ہی ظاہری رکاوٹ ہے کہ امام زمان علیہ السلام کو شہید نہ کر دیں ایسی صورت میں سوائے غیبت کے اور کیا صورت حال بن سکتی ہے۔

البتہ عدم معرفت وعدم شناخت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ظہور امام علیہ السلام کے بعد نہ جانے کتنے لوگ یہ کہیں گے کہ "راياناه كثيراً"، ہم نے تو

(1) شرح الکافی للمازندرانی: ج۶، ص۲۵۳۔

https://downloadshiabooks.com/

انھیں بارہا دیکھا ہے۔

حضرت امام زمان علیہ السلام سے انکار کو لیکر ائمہ طاہرین علیہم السلام نے بڑے سخت الفاظ میں گفتگو فرمائی ہے ایک روایت میں ساری خلائق کو کہ جو منکر امام مہدیؑ ہے تو سرزنش کی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے "هذا الخلق الملعون اشباه الخنازير" اس جملہ میں ساری خلائق شامل ہے صرف مسلمان نہیں؟! یعنی سارے منکرین امام زمانؑ، ملعون ہیں[1]۔

غیبت امام زمان علیہ السلام میں اور شخص امام علیہ السلام کے سلسلہ میں عدم جانکاری کی صورت میں ہمارا ایمان صبح و شام کیسا ہونا چاہیئے یہ وہ سوال ہے جو غیبت امام زمان علیہ السلام میں سارے مومنین سے متعلق ہے اور اس کا بھی براہ راست تولا و تبراء سے ربط ہے۔

چھٹے امام کے صحابی عمر بن عبد العزیز کی روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے "اذا اصبحت وامسيت لا ترى اماماً تأتم به" جب ایسا زمانہ آجائے کہ تمہاری صبح و شام اس حالت میں ہو کہ تم اپنے زمانے کے امام کی شناخت نہ رکھتے ہو کہ اس کی پیروی کر سکو اور وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ "فاحبب من كنت تحبّ وابغض من كنت تبغض" تمہیں چاہیئے کہ زمانہ حضور امام علیہ السلام میں جس جس کو چاہتے تھے یعنی محبان و مومنین کے ساتھ ساتھ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے محبت و موالات کا سلسلہ جاری رکھو جس سے محبت کرتے تھے اس سے محبت کرو اور جس سے نفرت و بیزاری رکھتے تھے جس سے تبراء کرتے تھے اور جن جن لعن طعن کرتے تھے ان پر لعن طعن اور تبراء کرتے رہو" حتى يظهره الله عزوجل[2]" یہاں تک کہ خداوند متعال، حجت خدا اور زمانہ کے امام کو تمہاری نگاہوں

(1) غیبۃ نعمانی: ص ۱۶۵۔

(2) کمال الدین: ج ۲، ص ۳۴۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کے سامنے بھیج دے جس طرح ظہور امام زمان علیہ السلام تک تولی اور مودت کا سلسلہ جاری رکھنا لازم ہے اسی طرح دشمنان خدا و دشمنان معصومین علیہم السلام سے بیزاری و تبراء جاری رکھنا ہم سب کے اوپر لازم وواجب ہے۔

علامہ ہادی النجفی نے کتاب موسوعۃ احادیث اہل البیتؑ ج۸، ص۲۲۹ پر اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے "الروایۃ معتبرۃ الاسناد" یہ روایت سند کے اعتبار سے معتبر ہے۔

کیا لطف الہیٰ اور غیبت ولی میں تضاد ہے؟

حضرت امام زمان علیہ السلام، حجت دوران، سلطان عصر رواں کا وجود مبارک لطف الہیٰ ہے اور انکی غیبت بقول خواجہ طوسیؒ ہماری وجہ سے ہے ہم سے مراد مومنین اور مجرمین دونوں ہیں ہمارے برے اعمال اور مجرمین و منافقین کی خیانت وخباثت دونوں عدم ظہور کا سبب ہے اگر امام ظہور فرما کر اس کائنات میں تصرف فرمائیں تو ان کے وجود کے بعد یہ دوسرا لطف الہیٰ کہلائے گا دوسرے لطف سے محرومی کے اسباب میں سے توقیع امام زمان علیہ السلام میں بیان ہوا ہے اور شیخ مفید کے نام جو توقیع ہے اس میں یہ فقرہ وارد ہوا ہے "لو ان اشیاعنا وفقهم الله لطاعته علی اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعهد لما تأخر عنهم الیمن بلقائنا[1]" اگر ہمارے شیعہ خداوند متعال انھیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے یک دل ہو کر ہماری نسبت وعدہ وفائی کرتے تو یقینا ہم سے ملاقات کی برکت ومنت میں تاخیر نہ ہوتی اور ہم سے ملاقات کی سعادت سے جلد سرفراز ہوتے۔ یعنی ہمارے برے اعمال اور دین و شریعت کی نسبت لاابالی گری اور بداعمالیاں ،تاخیر ظہور کا باعث ہیں۔

(1) کتاب الاحتجاج: ص۶۰۲۔

https://downloadshiabooks.com/

ظہور کی حتمی علامتیں

روایت ابی بصیرؓ میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو محمد ! ظہور امام زمان علیہ السلام سے پہلے دو قسم کا طاعون بھی آئے گا طاعون ابیض، طاعون احمر ابو بصیرؓ نے عرض کیا میں آپ کے اوپر فداء ہو جاؤں یہ طاعون ابیض کیا چیز ہے ؟اور یہ طاعون احمر کیا شئ ہے ؟تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ طاعون ابیض "الموت الجاذف" "جلدی آنے والی موت ہے "بعض نسخوں میں الجارف ہے جس کا معنی عمومی موت ہے جو کسی بھی قسم کی وبائی موت یا طاعون وغیرہ کے ذریعہ کثرت سے موت ہونا مراد ہے اور طاعون احمر سے مراد تلوار یعنی خون خرابہ ہونا مراد ہے کلمہ السیف سے مراد صرف تلوار نہیں ہے بلکہ اس زمانہ میں رائج اسلحہ (تلوار) ہوا کرتا تھا لہذا امام صادق علیہ السلام نے السیف استعمال کیا ہے ورنہ چونکہ خون خرابہ کا ہر اسلحہ مراد ہو سکتا ہے ؟! امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ولا یخرج القائم علیہ السلام حتی ینادی باسمہ من جوف السماء فی لیلۃ ۲۳ فی شھر رمضان لیلۃ الجمعۃ ،، فلا یبقی شئ خلق اللہ فیہ الروح یسمع الصحیۃ ،، وھی صحیۃ جبرئیل" "حضرت امام مہدیؑ اس وقت تک ظہور نہیں فرمائیں گے جب تک کہ آپ کے نام کی وسط آسمان سے نداء نہ دی جائے اور یہ ندا ۲۳ء رمضان شب جمعہ کو دی جائے گی اور خلق خدا میں کوئی ذی روح ایسا نہ ہو گا کہ جو اس نداء نہ سن سکے ،یہ نداء حضرت جبرئیلؑ کی ہو گی"[1]۔

سال بھر سجدہ میں طلب

حضرت امام مہدی علیہ السلام سے عشق و محبت کرنے والوں کی کمی نہیں ہے اور ان بزرگوار کی محبت کا جام پینے والوں میں مرد و زن، جوان و پیر، امیر و غریب پارسا اور بے دین سبھی

(1) غیبۃ نعمانی: ص ۲۹۹، ب ۱۴۔

https://downloadshiabooks.com/

شامل ہیں بلکہ مذہب وملت کے فرق کو بھی عشق مہدیؑ نے اٹھادیا ہے اور ایسے واقعات موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلطان عصر رواں کا کرم ہر خاص و عام پر رواں دواں ہے اور سورج کی عطاؤں کی طرح سلسلہ عطاپر خاص وعام پر جاری ہے۔

امام مہدیؑ اور علامہ حسن عراقی

مصر کے پہاڑی علاقہ میں مدفون ایک بڑی شخصیت جن کا نام بزرگ علماء نے بھی بڑے اداب واحترام کے ساتھ لیا ہے اور اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جناب علامہ شیخ حسن عراقی ہیں جن کے بارے میں علامہ عبدالوھاب شعرانی اپنی کتاب لوقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں:

''انھیں نیک ومشہور اور پارسا طبیعت لوگوں میں سے ایک جناب شیخ صالح، عابد زاہد، صحیح کشف وشہود کے مالک، عظیم حال وحالت والے، جناب شیخ حسن عراقی صاحب ہیں جو مصر میں کوم الریش کے اوپر ریتیلی پہاڑی کے دامن میں مدفون ہیں جنہوں نے ۱۳۰ سال کی عمر پائی ایک روز اپنے استاد بزرگوار علامہ ابوالعباس حرشی کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہنچا تو علامہ حسن عراقی نے فرمایا'': ''کیا میں آپ لوگوں کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤ کہ جس سے آپ لوگ میری جوانی کے روز سے آج تک کے حال اور عقیدت کو پہچان سکتے ہو؟ تو ہم نے کہا کہ ہاں ہاں ضرور بیان کریں اس پر علامہ شیخ حسن عراقی نے فرمایا: میں جب بھرپور جوان تھا تو شام میں عباء بنا کرتا تھا اور اپنے اوپر پیسے بہت لٹاتا تھا ایک روز میں دمشق کی جامع مسجد اموی میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کرسی خطابت پر ایک بزرگوار شخص کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اور ان کے ظہور وغیرہ کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے پایا امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں ان کی گفتگو نے میرے دل میں حضرت مہدی علیہ السلام کی بے حد محبت ڈال دی اور میرا دل ان کی

https://downloadshiabooks.com/

شربت محبت سے سرشار ہو گیا "فتشرب حبہ قلبی" تو اس دن سے میں سال بھر تک سجدہ میں یہی دعا کرتا رہا کہ خدایا مجھے ایک روز امام مہدی علیہ السلام کا دیدار کرادے اور میں ان سے ہم کلام ہو سکوں یہ دعا میں حالت سجدہ میں برابر کرتا رہا اور خدا سے یہی مطالبہ کرتا رہا کہ ایک روز مجھے امام مہدی علیہ السلام کا دیدار نصیب ہو جائے "صرت ادعو فی سجودی" اس طرح دعا مانگتے مانگتے مجھے تقریبا ایک سال گذر گیا کہ ایک روز نماز مغرب کے بعد جامع اموی میں موجود تھا کہ ایک شخص وارد مسجد ہوا جس کے سر پر فارسیوں کی طرح عمامہ تھا اور اونٹوں کے بالوں سے بنا جبہ زیبِ تن کئے ہوئے تھا انہوں نے وارد مسجد ہو کر اپنے دست مبارک کو میرے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ تم مجھ سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو؟!

میں نے عرض کیا کہ جناب آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: "انا المھدی علیہ السلام" یہ سنتے ہی میں نے ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا آپ میرے ساتھ میرے گھر تشریف لے چلیں تو انہوں نے فرمایا کہ کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں تمہارے علاوہ کوئی داخل خانہ نہ ہو سکے تو میں نے ایسا ہی کیا ان بزرگوار کو ایک ایسی جگہ رکھا کہ جہاں کوئی آ نہیں سکتا تھا آپ نے وہاں میرے ساتھ سات دن گذارے اور مجھے اذکار و اوراد کی تعلیم دی اور مجھے حکم دیا کہ ایک دن روزہ رکھو تو دوسرے دن افطار، اور ہر شب ۵۰۰ رکعت نماز ادا کرو اور اس وقت تک سونے کے لئے اپنے پہلو کو زمین پر نہ رکھو جب تک کہ تمہارے اوپر نیند کا غلبہ نہ آجایا کرے۔

ساتویں دن ان ارشادات کو فرما کر مجھ سے رخصتی چاہی اور فرمایا میرے بعد کسی کے ساتھ ہم نشینی اختیار کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے اور جو تمہیں مجھ سے عطا ہو چکا ہے وہی تمہارے لئے کافی ہے ''میں نے عرض کیا: ''سمعاً و طاعۃً'' پھر میں ان بزرگوار کو دروازے تک چھوڑنے کے لئے چلا تو آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ،،، میں نے امام مہدی علیہ السلام سے یہ بھی سوال

https://downloadshiabooks.com/

کیا تھا کہ حضور آپ کی عمر مبارک کتنی ہے ؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے لال ! اس وقت میری عمر ۶۲۰ سال ہے اور یہ ملاقات اب سے پورے سو سال پہلے ہوئی تھی۔

میں نے امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات اور ان کی عمر مبارک کے سلسلہ میں اپنے استاد بزرگوار جناب علی الخواص سے تذکرہ کیا تو انہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر مبارک کو موافق تاریخ ولادت امام مہدی علیہ السلام پایا۔

عبدالوھاب شعرانی نے دوسری کتاب الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۴۲۲ پر اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر مبارک کے تذکرہ میں فرمایا ہے " مولدہ علیہ السلام لیلة النصف من شعبان ۲۵۵ھ وھو باقٍ الی ان یجتمع بعیسی ابن مریم علیہ السلام " حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تاریخ ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہے اور آج بھی زندہ و سلامت ہیں یہاں تک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے اس کے بعد اپنے زمانہ کی تاریخ سے تطبیق دیتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر مبارک ۷۰۲ھ سال بتلاتے ہیں کیونکہ کتاب الیواقیت والجواہر کی تالیف کا ہجری سال سنہ ۹۵۸ ہے اس کے بعد کہتے ہیں: "ھکذا اخبرنی الشیخ حسن العراقی المدفون... بمصر المحروسة عن الامام المھدی علیہ السلام حین اجتمع به" اسی طرح جناب شیخ حسن عراقی جو کہ شہر مصر میں مدفون ہیں بتلایا تھا جبکہ وہ امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے "و وافقه علی ذالك شیخنا سیدی علی الخواص" اور اسی تاریخ و عمر مبارک کی تائید و تصدیق ہمارے اور حسن العراقی صاحب کے استاد بزرگوار جناب علی الخواص نے بھی کی ہے۔

اس پورے واقعہ سے یہ بات آشکار ہے کہ جناب عبد الوھاب شعرانی، جناب حسن العراقی اور ان دونوں کے بزرگ استاد جناب علی الخواص حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود

https://downloadshiabooks.com/

ذی جود اور ولادت کے قائل ہیں۔

ایک ضرب المثل کا پس منظر

مجمع الامثال لابی الفضل احمد المیدانی النیشا پوری المتوفی ۸۱۸ھ جلد ۲ مثال نمبر ۲۴۶۹ میں لکھتے ہیں کہ "العجب کل العجب بین جمادی ورجب" یہ ضرب المثل عاصم ضبی نے اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرتے وقت استعمال کی تھی جمادی الثانیہ کا آخری دن تھا اور رجب کی پہلی شب آنے والی تھی اور عرب ماہ رجب کو محترم و مکرم مہینوں میں شمار کرتے تھے اور اسلام نے بھی چار محترم مہینوں میں سے ایک ماہ رجب کو قرار دیا ہے لہذا عاصم نے رات آنے سے قبل اپنے بھائی کے قاتل کا سر اڑا دیا اور یہ جملہ اپنی زبان پر جاری کیا "العجب کل العجب بین جمادی ورجب" اور پھر یہ جملہ عربوں میں ضرب المثل بن گیا۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی اس ضرب المثل کو اپنے ایک خطبہ میں ذکر فرمایا ہے سید نعمۃ اللہ الجزائری کے فرزند ارجمند سید نور الدین جزائریؒ اپنی کتاب فروق اللغات کے ص ۲۸۶ پر فرماتے ہیں "امام امیر المومنین علی علیہ السلام نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ماہ جمادی الثانیہ کا آخری دن ہو گا رات آنے سے پہلے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو گا جن کے ہاتھوں میں لوہے کے اسلحہ ہوں گے اور وہ وہاں ان اسلحوں کے ذریعہ کفار کی روحوں کو عذاب میں مبتلا کریں گے۔

سید نور الدین جزائری فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس نزول سے مراد ملائکہ کا نزول نہ ہو بلکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وہ اصحاب مراد ہوں جو ان کے ساتھ دینے کے لئے بادلوں اور آسمانوں میں چل کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

امام مہدیؑ اور امام جعفر صادقؑ

عظمت امام زمان علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں کتنی ہے اس روایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ سے کوفہ اور حیرہ تشریف لائے ہیں اور نجف و کربلا کی زیارت کے لئے وارد علاقہ، کوفہ و نجف ہوئے ہیں تو آپ نے مسجد سہلہ اور مسجد کوفہ میں بھی نمازیں پڑھی ہیں یہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور مسجد سہلہ و جامع کوفہ کا کیا کہنا بڑی عظمت ہے۔

احنف بن فرات کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا ہم زیارت امیر المومنین علیہ السلام کے لئے نکلے تھے کہ ایک جگہ اتر کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی میں نے نماز کے بعد امام علیہ السلام سے سوال کر لیا کہ "یا سیدی ما ھذہ الصلوۃ؟" اے میرے مولا و آقا یہ کیسی نماز تھی جو آپ نے ادا فرمائی ہے تو امام صادق علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "ھذا موضع منبر القائم علیہ السلام احببت ان اشکر اللہ فی ھذا الموضع" یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کا منبر نصب کیا جائے گا اور آپ اس جگہ براجمان ہو کر خطبہ دیا کریں گے میں نے چاہا کہ خدا کا اس مقام پر شکر ادا کروں کہ جہاں ہمارے قائم علیہ السلام خطبہ دیا کریں گے۔ اس روایت سے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کی بے پناہ عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ (1)

امام مہدیؑ اور حضرت ذوالقرنین

جناب قطب الدین راوندی فقیہ، محدث اور بڑے پایہ کے مفسر بھی تھے آپ کی کتاب

(1) صحیفۃ الابرار للمامقانی ج ۳، ص ۴۳۷۔

https://downloadshiabooks.com/

الخرائج والجرائح، محمد وآل محمد علیہ السلام کے فضائل و معجزات اور کرامات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے چنندہ حالات پر مشتمل عمدہ کتاب ہے اس کتاب کی دوسری جلد میں آپ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے ایک ''نام'' ذکر فرماتے ہیں جس کے بیان سے پہلے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت جناب ذوالقرنین کے بارے میں نقل کرتے ہیں حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ " ان ذاالقرنین کان عبداً صالحاً" جناب ذوالقرنین نبی یا رسول تو نہیں تھے ہاں اللہ کے صالح و متقی بندے تھے انہوں نے اللہ سے اپنا رشتہ استوار رکھا تو اللہ نے بھی انھیں خوب نوازا تھا پھر امام باقر علیہ السلام حضرت ذوالقرنین کے سلسلہ میں خداوند متعال کی چند عنایتوں کو گنواتے ہیں:

۱: "سخر له السحاب" پہلی انوکھی عنایت الہیٰ حضرت ذوالقرنین پر انکے پاکیزہ کردار کی وجہ سے یہ تھی کہ اللہ نے ان کے لئے بادلوں کو مسخر کر دیا تھا وہ جب جہاں جانا چاہتے تھے تو بادل ان کے لئے زمین پر اترتا تھا اور وہ اس پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے اور جہاں جانا چاہتے تھے جاتے تھے۔

۲: "طویت له الارض" دوسری عنایت الہیٰ جناب ذوالقرنین پر یہ تھی کہ اللہ انھیں زحمت سفر بھی نہیں اٹھانے دیتا تھا اور وہ بادلوں پر سوار ہونے کے بھی کبھی کبھی محتاج نہیں ہوتے تھے بلکہ جہاں کا ارادہ کرتے تھے زمین ان کے لئے سمٹ جاتی تھی اوہ وہ پل بھر میں اپنی منزل مقصود پر ہوتے تھے۔

۳: "بسط له فی النور" وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے آسمانوں کی فضاؤں میں دور دراز کہکشاؤں میں جہاں جہاں جس چیز کو دیکھنا چاہتے تھے دیکھ لیا کرتے تھے کیونکہ خدا نے ان کے لئے نور کی کرنوں کو ظلمتوں میں بھی پھیلا دیا تھا جس کی وجہ سے دور ترین چیزوں کو بھی دیکھتے اور اپنے

https://downloadshiabooks.com/

سامنے موجود چیزوں کی طرح مشاہدہ کرتے تھے۔

۴: "کان یبصر باللیل کما یبصر فی النھار" چوتھی عنایت الہیٰ جناب ذوالقرنین پر اللہ کی خصوصی عنایت یہ بھی تھی کہ ان کے لئے دن اور رات یکساں تھا وہ جس طرح اشیاء کو دن کے اجالے میں دیکھتے تھے بالکل اسی طرح رات کی گھٹاٹوپ تاریکی میں بھی دیکھتے تھے اس جہت سے ان کے لئے دن رات برابر تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ان چار خصوصیات اور عنایات کے بیان کے بعد اور حضرت ذوالقرنین پر خدا کی خصوصی نوازشوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وان ائمۃ الحق (الھدی) کلھم قد سخر اللہ تعالی لھم السحاب" اور اللہ تعالی نے تمام ائمہ حق اور امامان ھدی علیہم السلام کے لئے بادلوں کو مسخر کر دیا ہے وہ جہاں چاہتے ہیں مشرق و مغرب کا سفر بادلوں پر کر لیتے ہیں مگر یہ کام ائمہ حق ہر وقت اور اپنے ذاتی کام کے لئے نہیں کرتے بلکہ بقول امام باقر علیہ السلام "وکان یحملھم الی المشرق والمغرب لمصالح المسلمین ولاصلاح ذات البین" مومنین کے درمیان اصلاح و فیصلہ کے لئے اور مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے بادلوں کا سفر طے کرتے ہیں پھر علامہ قطب راوندی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں "وعلی ھذا حال المھدی علیہ السلام" یہی صورت حال حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بھی ہو گی آپ جہاں چاہیں گے پہنچ جائیں گے اسی لئے امام مہدی علیہ السلام کو "صاحب المرأی والمسمع" کہا جاتا ہے یعنی ایسی ذات جسے اللہ نے ساری خلائق کی فریاد سننے والا اور ان کے حالات پر نظر رکھنے اور دیکھنے والا قرار دیا ہے اللہ نے امام مہدی علیہ السلام کو ایسا نور عطا فرمایا ہے کہ جس کی بدولت آپ دور ترین اشیاء کو دیکھ سکتے ہیں جس طرح وہ قریب کی چیزوں کو دیکھتے ہیں اور اسی طرح امام مہدی علیہ السلام دور ترین آواز کو اسی طرح سنتے ہیں جس طرح قریب کی آواز کو سنتے ہیں اور آپ دنیا میں

https://downloadshiabooks.com/

جہاں بھی چاہتے ہیں کبھی بادلوں پر سوار ہو کر پہنچ جاتے ہیں تو کبھی ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر منزل تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ آپ کے لئے زمین بھی سمٹ جاتی ہے اور شرق و غرب عالم میں جہاں جس بندہ یا شہر سے کوئی مصیبت یا بلاء دور کرنا چاہتے ہیں چشم زدن میں پہنچ کر اس بلاء و مصیبت کو دور کر دیتے ہیں[1]۔

دعوتِ اسلام کی حد

یقیناً انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور سید المرسلینؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام تبلیغ و نشر و اشاعت اسلام و شریعت پر مامور تھے اور اپنی ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیتے تھے لیکن اس کار تبلیغ و نشر شریعت کی ایک حد مقرر تھی اور وہ حد ہے جب تک احتمال تاثیر ہوتا تھا دعوت تبلیغ میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تھے لیکن جونہی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو یہ احساس ہو جاتا تھا کہ اب احتمال تاثیر ختم ہو چکا ہے تو کار تبلیغ و ترویج بند کر دیتے تھے سورہ یوسف کی دسویں آیت میں اسی حد بندی کو اجاگر کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ "حتی اذا استیئس الرُسُل" یہاں تک کہ پیغمبران الہٰی، قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اس طرح جناب نوح علیہ السلام کو بھی بتلایا گیا کہ اے نوحؑ اب آپ کی قوم میں سے کوئی ایک فرد بھی ایمان نہیں لائے گا جتنے ایمان لانے والے تھے وہ لا چکے ہیں اب آپ کو اندوہگین ہونے کی ضرورت نہیں ہے سورہ ہود کی آیت ۳۶ میں حضرت نوح علیہ السلام کو خبر دی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے "لن یؤمن من قومك الا من قد آمن" اس طرح دوسرے موقع پر نبیؐ سے کہا گیا ہے کہ "فذرھم یخوضوا و یلعبوا[2]" انھیں اب چھوڑ بھی دیں کہ یہ اپنے باطل عقائد اور بُرے اعمال میں ڈوب مریں اور خواہشات نفسانی و لذات دنیوی میں

(1) الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۹۳۱۔

(2) سورۂ زخرف: آیت ۸۳۔

https://downloadshiabooks.com/

مست رہیں۔

ان بیانات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ایک حد مقرر تھی اور وہ حد احتمال تاثیر تھی جو نہی اس احتمال کا خاتمہ ہوتا تھا یا خود انبیاء علیہم السلام تبلیغ کا کام چھوڑ دیتے تھے یا قدرت کی طرف سے حکم آجاتا تھا کہ انھیں اب اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

انبیاء و مرسلینؑ ظن و یقین

قرآنی آیات میں جس طرح ظن کا لفظ گمان و خیال کے معنی میں استعمال ہوا ہے اسی طرح علم و یقین کے معنی میں بھی کلمہ ظن استعمال ہوا ہے اور کئی موارد و مقامات پر ایسا ہوا ہے محل بحث آیت میں بھی کلمہ ظن، علم و یقین کے معنی میں ہے یعنی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو یقین حاصل ہو چکا تھا کہ اب یہ لوگ ہمیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

آیت کریمہ میں انبیاء علیہم السلام کی نصرت کا تذکرہ ہے اور ضمیر "ھم" انبیاء علیہم السلام کی طرف پلٹ رہی ہے سابقہ ادوار میں خدا نے صرف انبیاء علیہم السلام ہی کی نصرت نہیں کی ہے بلکہ مومنین کی بھی نصرت کی ہے اور انھیں عذاب سے محفوظ کیا ہے جیسے سورہ فصلت کی آیت ۱۸ میں ارشاد قدرت ہوتا ہے "و نجینا الذین آمنوا" ہم نے ایمان لانے والوں کو نجات دی ہے اور اس آیت کے محل بحث میں ارشاد ہوتا ہے "فننجّی من نشاء" جنہیں ہم چاہتے ہیں نجات دے دیتے ہیں جس کا مصداق صرف مومنین ہیں مقابل میں مجرم قوم سے مراد، غیر مومنین تمام مجرم قومیں ہیں۔ مذکورہ آیت میں تین اہم مسائل ہیں ۱: نصرت الہیٰ ۲: نجات مومنین ۳: عذاب مجرمین، نصرت کا تعلق صرف انبیاء علیہم السلام سے ہے نجات کا تعلق مومنین سے ہے اور عذاب و بلیات کا تعلق صرف کافرین و ملحدین و منافقین سے کہ جنہیں "مجرمین" سے

https://downloadshiabooks.com/

تعبیر کیا گیا ہے متعلق ہے۔

انبیاءؑ کی مایوسی کا مطلب

مذکورہ آیت کریمہ میں یہ تصور پیدا نہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام خدائی نصرت سے مایوس ہو گئے تھے کہ یکایک نصرت الٰہی آگئی، نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی مایوسی کا تعلق اپنی قوم کی اصلاح سے ہے جس کا تفصیلی بیان تفسیروں میں ذکر ہوا ہے انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان کے یہاں مایوسی وہ بھی خداوند متعال سے قطعاً قابل قبول نہیں ہے اور یہ عصمت کے خلاف ہے اسی لئے جب مامون ملعون نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں بعض خلاف عصمت معانی کا ظہور رکھنے والی آیتوں کے بارے میں سوال کیا تو امام رضا علیہ السلام نے ساری آیتوں کے اشکالات کو برطرف کر دیا انھیں آیتوں میں سے ایک یہی آیت ہے جس کے بارے میں مامون کا تصور و گمان یہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام نصرت الٰہی سے مایوس ہو گئے تھے تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ "حتی اذا استیئس الرُسُل(من قومھم)" یعنی یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی قوم والوں سے مایوسی ہوئی کہ اب ان میں سے کوئی بھی ایمان لانے والا نہیں ہے اور جہاں تک ظن و گمان کا تعلق ہے تو وہ قوم والوں سے متعلق ہے اور اس کا انبیاء علیہم السلام سے کوئی ربط نہیں ہے امام رضا علیہ السلام نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا" و ظن قومھم ان الرسل قد کذبوا" اور ان قوم والوں نے ان رسولوں کے بارے میں گمان یا یقین کر لیا تھا کہ انبیاءؑ (نعوذ باللہ) جھوٹ بول رہے ہیں[1]۔

جابر حکمرانوں کی حکومت کب تک؟

(1) عیون اخبار الرضاؑ: ج ۲، ص ۱۷۹۔

https://downloadshiabooks.com/

ابن جریر طبری نے اپنی کتاب دلائل الامامۃ میں اس آیت کریمہ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ابواب میں ذکر کیا ہے اپنے سلسلہ اسناد کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے متصل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں پہنچ کر شکوہ کرتا ہے کہ مولا آخر ان جباروں کی حکومت کب تک قائم رہے گی اور مومنین کو کب اچھے دن دیکھنا نصیب ہوں گے ظلم و ستم کی بساط کب الٹے گی اور عدل وانصاف کی سلطنت کا کب راج ہو گا؟

تو امام امیر المومنین علیہ السلام نے اس چاہنے والے کو تسلی دی ساتھ ہی بلاء و مصیبت کے زمانہ کی طوالت کا بھی تذکرہ فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم لوگ جس رفاہ وآسائش اور عدل و قسط کی سلطنت کی امید لگائے بیٹھے ہو وہ ہر گز اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ باطل پرست لوگوں کی ہلاکت نہ ہو جائے، جب تک نادانوں اور جاہلوں کی کمر ٹوٹ نہ جائے اور وہ کمزور نہ پڑ جائیں اور متقی اور پرہیز گار مومنین امن و سلامتی نہ حاصل کر لیں ایسا بہت کم ہو گا یہاں تک کہ تم لوگوں کے لئے یہ دنیا اس قدر ناامن ہو جائے گی کہ "لا یکون لاحدکم موضع قدمہ" ایک تو یہ کہ تم لوگوں میں سے کسی ایک کے لئے کھڑے ہونے بھر کی جگہ محفوظ نہیں بچے گی دوسرے یہ کہ "حتی تکونوا علی الناس اھون من المیتۃ عند صاحبھا" اور تم لوگوں کی ناقدری اس قدر بڑھ جائے گی کہ لوگوں کی نظر میں تم اس مردار جانور سے بھی پست اور حقیر سمجھے جاؤ گے کہ جتنا مردار جانور کی اپنے مالک کے نزدیک بھی بے وقعت اور حقیر نہیں ہوتا لیکن اس حقارت وذلت کا سلسلہ ختم ہو گا تم بھی اس رسوائی و حقارت میں رہو گے کہ خداوند متعال کی مدد آجائے گی[1]۔

(1) دلائل الامامۃ: ص ۴۷۱۔

https://downloadshiabooks.com/

لوحِ محفوظ کی پہلی تحریر

ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام وہ دینی و مذہبی قضیہ ہے کہ جس کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام کی آمد سے شروع ہوتی ہے اور توریت، انجیل، زبور اور دیگر صحف آسمانی گواہ ہیں کہ اس کرہ خاکی پر جس مسئلہ کو سب سے زیادہ اقوام و ملل کے سامنے ذکر کیا گیا ہے وہ ایسے منجی و نجات دہندہ کی آمد کا مسئلہ ہے جو روئے گیتی کو عدل وانصاف سے پر کر دے گا اور انصاف وعدالت کے اصول وضوابط پر حکومت قائم کرے گا یہ بات ہر نبیؑ نے ذکر کی ہے یہ مسئلہ ہر نبی نے چھیڑا ہے لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ قضیہ امام مہدی علیہ السلام صرف شیعوں یا مسلمانوں کا نہیں بلکہ سارے آسمانی ادیان و مذاہب بلکہ ساری انسانیت کا مسئلہ ہے۔

ہاں صرف ایک ایسا مسئلہ ہے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مسئلہ پر سبقت رکھتا ہے اور اس مسئلہ کا تذکرہ، وجود آدم علیہ السلام پر بھی سبقت رکھتا ہے بلکہ جسے پہلے روز لوح محفوظ اور قلم کی آپس میں ملاقات ہوئی ہے اور لوح محفوظ پر قلم قدرت الہیٰ نے کچھ لکھا ہے تو وہ مسئلہ بہر حال امام مہدی علیہ السلام کے مسئلہ پر سبقت رکھتا ہے علامہ سید میر جہانیؒ کی کتاب "البکاء للحسین" کے صفحہ ۲۲۷ پر درج ہے کہ "اول ماجری به القلم علی اللوح قتل الحسین علیہ السلام" حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قلم تقدیر الہیٰ نے جب حرکت کی اور لوح محفوظ پر پہلی بار جو تحریر مرقوم فرمائی ہے وہ حضرت سید الشہداء سردار کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا قضیہ اور مسئلہ ہے سب سے پہلے قربانی امام حسین علیہ السلام کو تحریر کیا گیا سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی کہانی درج ہوئی بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ لوح محفوظ پر اللہ نے اپنے قلم قدرت سے جس تاریخ کو رقم فرمایا ہے وہ شہادت حسینؑ ہے۔

یاد رہے کہ علامہ میر جہانی نے وصیت کی تھی کہ میری کتاب "البکاء للحسین علیہ السلام"

https://downloadshiabooks.com/

میرے ساتھ قبر میں دفن کر دی جائے رحلت کے بعد ان کی زوجہ نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ تنہا دل تنگ نہیں ہوتے تو میر جہانی مرحوم نے فرمایا جب میرے ساتھ "البکاء للحسین علیہ السلام" ہے تو تنہائی کیسی، بیوی نے گھر میں ذکر کیا وصی کو پتہ چلا وہ آئے اور انہوں نے پوچھا کیا آپ جانتی ہیں کہ میر جہانی صاحب نے ایک کتاب "البکاء للحسین علیہ السلام" لکھی ہے انہوں نے لا علمی کا اظہار کیا تو وصی نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے اور انہوں نے اسی کتاب کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی تھی تو میں نے دفن کر دی ہے کسی کو اس وصیت کا علم نہیں تھا۔

شبِ شہادت سے صبحِ ظہور تک

حضرت امام حسین علیہ السلام نے راہ کربلا میں، راہ مکہ میں اور میدان کربلا میں بہت سے گہر بار ارشادات فرمائے اور خطبات دئے ہیں شب شہادت اور شب عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں اور اہل بیت علیہم السلام کو ان مقامات و مرتبے سے آگاہ کرنے کے بعد ایک ایسی بشارت دی ہے جو اپنے آپ میں بالکل انوکھی بشارت ہے علامہ میر لوحی اصفہانی اپنی کتاب کفایۃ المہتدی کے صفحہ ۵۱۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ سید الشہداء غریب زہراؑ نے شب عاشور اپنے اصحاب کی آزمائش کے بعد ان کے سامنے ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کے فقروں میں سے ایک فقرہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور، انتقام اور دشمنوں کے طوق و سلاسل میں قید کئے جانے اور اپنے اصحاب و انصار کو دوبارہ دنیا میں رہ کر زندگی بسر کرنے کی بشارت دی ہے ساتھ ہی جنت کی بشارت دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں "ابشروا بالجنۃ فواللہ انما نمکث ماشاء اللہ، بعد ما یجری علینا ثم یخرجنا اللہ و ایاکم "اے میرے ساتھیو! صحابیو! تمہیں جنت کی بشارت ہو، خدا کی قسم ہم اس دنیا میں بس اب اتنی ہی دیر زندہ رہیں گے جتنی دیر تک خدا زندہ رکھنا چاہتا ہے البتہ اس سے قبل ہمارے اوپر عاشورا کے حوادث رونما ہونے

https://downloadshiabooks.com/

والے ہیں اور ہمیں کل کی شہادت سے مرقع رقم کرنے ہیں لیکن پھر اس کے بعد ایک ایسا وقت آجائے گا کہ جس میں خداوند متعال ہمیں اور تم سب کو اسی دنیا میں دوبارہ زندہ کرے گا "حین یظھر قائمنا" اور یہ اس وقت ہو گا جب ہمارے قائم علیہ السلام کا ظہور ہو گا اے میرے ساتھو! تمہیں بشارت ہو کہ "فینتقم من الظالمین" وہ ظالموں سے انتقام لیں گے اور ہر ہر ظلم و ستم کا بدلہ چکائیں گے تمہیں بشارت ہو کہ اس روز ہم اور تم سب جو منظر دیکھیں گے وہ اس طرح ہو گا کہ "واناو انتم نشاھدھم فی السلاسل والاغلال و انواع العذاب و النکال" اس روز ہم اور تم ظالموں اور قاتلوں اور جباروں کو طرح طرح کے عذاب اور طوق سلاسل میں جکڑا ہوا پائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کو اس کلام پر پہنچتے ہی ساتھیوں میں سے کچھ نے پوچھ لیا کہ مولا آپ کے قائم کون ہیں ؟ تو امام حسین علیہ السلام نے اس بزم میں حاضر دو تین سال کے بچہ کی طرف رخ کیا وہ کوئی اور نہیں حضرت امام باقر علیہ السلام تھے امام باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ میرا ساتواں فرزند ہے جو میرے اس بیٹے محمد باقر علیہ السلام کی نسل سے ہو گا پھر امام حسین علیہ السلام نے حضرت حجت علیہ السلام کے سلسلہ نسب کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا :انھیں غیبت کا سامنا کرنا پڑے گا پھر ظہور فرمائیں گے اور پھر دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح پُر کر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہو چکی ہو گی۔

یقیناشب عاشور کا صبح ظہور سے بڑا گہرا رشتہ ہے لہذا جس جس کو صبح ظہور میں امام مہدی علیہ السلام کے چہرہ پر نور کا مشاہدہ کرنا ہے وہ حسینی بن جائے اور عاشورائی صفات سے متصف ہو کر انتظار حضرت امام مہدی علیہ السلام میں شدت پیدا کرے۔

سوال: امام مہدیؑ کے حوالہ سے اتنا اہتمام کیوں؟

https://downloadshiabooks.com/

اس لئے کہ امام مہدی علیہ السلام تمام خلائق کے ہدایت یافتہ بنانے والے ہیں، ساری کائنات پر حق کی حکومت قائم کرنے والے ہیں جس کا وعدہ خداوند متعال نے دیا ہے لہذا ہم میں سے جو انھیں دیکھ نہیں سکتے یا ان کی حکومت حقہ کا ادراک نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے تعجیل فرج، قیام دولت حق کی دعا تو کر سکتے ہیں لہذا امام مہدی علیہ السلام سے حوالہ سے اہتمام زیادہ ہونا چاہیے اس کے علاوہ زمانہ غیبت امام میں انحراف کا شکار نہ ہو جائیں اور دل و جان سے ان سے وابستہ رہیں لہذا اہتمام ضروری ہے، ہم کیا انبیاء و ائمہ طاہرین علیہم السلام نے تمنا ظاہر کی ہے تاکہ امام زمان علیہ السلام کے ظہور و حضور کو درک کر سکیں، پھر کیوں نہ اہتمام کیا جائے یہ اہتمام اس لئے بھی ہے کہ مظلوم کو جلد از جلد دنیا میں اس کا حق، ظالم سے لے کر دیا جائے دنیا میں جباروں کے عذاب کا مزہ مشاہدہ کیا جائے اور نیکو کاروں کو ان کے اعمال صالحہ کی جزاء آخرت سے پہلے دنیا میں ہی دیکھنا نصیب ہو اور مستضعفین و صالحین کی حکومت قائم ہو اور قیامت سے پہلے ہی دنیا میں نیکو کاروں کے بعض جزاء و عطاء الہیٰ کو مشاہدہ کیا جائے یہ سارے اہتمام اس لئے بھی ضروری ہیں تاکہ ساری خلائق کو علم تو ہو کہ آخر حق و عدل کی حکومت ہوتی کیسی ہے اور کلمہ حق الہیٰ کو روئے زمین پر سربلندی کیسے حاصل ہوتی ہے اور دین اسلام تمام ادیان پر غلبہ کیونکر پاتا ہے؟

عصرِ غیبت صغریٰ میں لکھی گئی کتب

غیبت امام زمان علیہ السلام سے قبل ہی بلکہ امام زمان علیہ السلام کی خلقت ظاہری سے پہلے ہی بہت سی کتب امام زمان علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کے قیام و ظہور کے سلسلہ میں خاص طور سے ان کی غیبت اور علامات ظہور کے سلسلہ میں متعدد کتابیں اصحاب ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اور عصر غیبت صغریٰ کے علماء و بزرگان نے تالیف فرمائی ہیں اور امام زمان علیہ السلام کے جملہ امور کے سلسلہ میں چرچا کتب و اصول ائمہ علیہم السلام میں کم و بیش رہا ہے امام

https://downloadshiabooks.com/

رضا علیہ السلام سے لے کر امام علی نقی علیہ السلام تک کے صحابی جلیل القدر فقیہ و محدث جناب علی بن مہزیارؓ نے کتاب القائمؑ، کتاب الملاحم اور کتاب البشارات نام کی کتب تالیف فرمائی ہیں۔

امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی جناب ابو الفضل شاذان بن جبرئیلؓ قمی نے جو کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے سال شہادت میں دنیا سے رخصت ہوئے ہیں امام علی نقی علیہ السلام سے زیادہ استفادہ کیا ہے آپ نے بھی کتاب اثبات الرجعۃ، کتاب حدیث الرجعۃ، کتاب القائم تالیف کی ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی جناب محمد بن حسن بن جمہور القمی نے امام زمانہ علیہ السلام کے حوالہ سے دو کتابیں تالیف فرمائی ہیں اور بہت سی احادیث امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہیں آپ کی کتابوں کے نام ہیں: کتاب صاحب الزمانؑ اور کتاب وقت خروج القائمؑ ہے، حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہی صحابی جن کا نام ابو الفضل بن ہشام ناشری تھا قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے اور نویں امام کے زمانہ میں ۲۲۰ھ میں رحلت فرمائی ہے آپ کی کتاب کا نام: کتاب الغیبۃ ہے، اس کے علاوہ امام کاظم علیہ السلام کے بعض اصحاب نے بھی امام زمان علیہ السلام کے حوالہ سے کتابیں تالیف فرمائی ہیں جیسے ابو اسحاق ابراہیم بن صالح انماطی نے کتاب الغیبۃ تالیف کی ہے۔

جناب شیخ کلینیؒ صاحب الکافی کے ماموں جناب علان الرازی الکلینی جن کا اصل نام علی بن محمد بن ابراہیم تھا مگر علان کلینی کے نام سے معروف تھے اور کتاب کافی میں عدۃ من اصحابنا کے اندر ایک شخص وہ بھی ہیں انہوں نے بھی امام زمان علیہ السلام کے دور غیبت صغریٰ میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام: کتاب اخبار القائمؑ ہے۔

قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ جو خلقت و ولادت امام زمان علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

سے پہلے کے ہیں اور یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ شیعہ بھی تھے یا نہیں، ہمارے علماء نے شیعہ جانا ہے محدث و عالم تھے ولادت امام زمان علیہ السلام سے پانچ سال پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں لیکن امام زمان علیہ السلام اور ان کے ظہور و قیام کے متمنی تھے کہ جہاں بیٹھتے تھے پشت کی طرف دیوار پر تلوار لٹکائے رہتے تھے کہ کب امام قائم علیہ السلام قیام فرمائیں اور میں ان کا ساتھ دینے کے لئے اسلحہ لیکر میدان میں آجاؤں حالانکہ اواخر عمر میں آنکھوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا نام ابو سعید عباد بن یعقوب رواجنی کوفی تھا اس بزرگوار نے عصر امام حسن عسکری علیہ السلام میں امام زمانہ علیہ السلام پر ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام کتاب اخبار المہدیؑ رکھا جو کہ مسند المہدیؑ کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔

گیارہویں امام کے صحابی ابو العباس عبد اللہ بن جعفر حمیری جن کی ایک کتاب آج تک موجود ہے اور بڑی معروف ہے ''قرب الاسناد'' کے نام سے مشہور ہے امام زمانہ علیہ السلام کے حوالہ سے ان کی دو کتابوں کا ذکر موجود ہے ایک ''قرب الاسناد الی صاحب الامرؑ'' دوسری ''کتاب الغیبۃ والحیرۃ'' یہی نہیں بلکہ عصر غیبت صغریٰ میں لکھی جانے والی اور بھی کتابیں ہیں جنھیں فہرست ابن ندیم میں، فہرست شیخ طوسیؒ میں اور دیگر رجال کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے شیخ صدوقؒ اور پدر گرامی علی بن بابویہ قمی یعنی باپ بیٹا دونوں نے امام زمان علیہ السلام پر کمال کا کام کیا ہے بیٹے نے کمال الدین لکھی تو باپ نے التبصرۃ من الحیرۃ تالیف کی ہے۔

غیبت امام زمان علیہ السلام کے دور میں صدوقین رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ کلینیینؒ کے علاوہ جناب شیخ مفیدؒ نے بھی امام زمان علیہ السلام پر بڑا کام کیا ہے اور امام زمان علیہ السلام کی عنایتیں ان کے شامل حال رہی ہیں آپ نے اپنی کتابوں میں امام زمان علیہ السلام کے حالات و معجزات اور دلائل امامت وغیرہ کے علاوہ مستقل اور جداگانہ طور پر کئی تالیف چھوڑی ہیں جیسے "کتاب الغیبۃ، کتاب المسائل العشرۃ فی الغیبۃ، کتاب المختصر فی الغیبۃ، کتاب

https://downloadshiabooks.com/

النقض علی الطلحی فی الغیبۃ ،کتاب جواب الفارقیین فی الغیبۃ ،کتاب الجوابات فی خروج الامام المھدی علیہ السلام، اس کے علاوہ تین چھوٹے چھوٹے کتابچے اور بھی شیخ مفیدؒ نے امام زمان علیہ السلام کے حوالہ سے تالیف فرمائے ہیں ۱۔ مسئلۃ من مات ولم یعرف امام زمانہ ،۲۔ مسئلۃ لو اجتمع لامام عدد اھل بدر،۳۔ السبب الموجب لاستتار الحجۃ۔

ظاہر ہے کہ ایسے پر آشوب دور میں شیخ مفیدؒ کا امام علیہ السلام کے سلسلہ میں اتنا کام ،خلوص دفاع یقیناً اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امام زمان علیہ السلام تین تین بار آپ کے نام خط تحریر فرمائیں اور رحلت ہو جائے تو قبر پر تحریر فرمائیں "یوم علی آل الرسول عظیم "ابن شہر آشوب نے المناقب میں ذکر کیا ہے کہ جناب شیخ مفیدؒ محمد بن نعمان کا خطاب شیخ مفیدؒ نہ کسی سنی نے دیا ہے اور نہ ہی کسی شیعہ عالم نے بلکہ خود امام زمان علیہ السلام نے شیخ مفیدؒ کا لقب "مفید" رکھا ہے اور توقیع مبارک میں بھی "الشیخ المفید علیہ الرحمہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اگرچہ سید خوئیؒ نے معجم الرجال میں فرمایا ہے کہ جناب شیخ مفیدؒ کے نام کی توقیع آپ کے آخری سال زندگی میں صادر ہوئی ہے اور شیخ مفیدؒ اپنے لقب سے اپنے دور حیات میں ہی مشہور تھے اور یہ لقب ابتداءً علی بن عیسی رمانی نحوی عالم، سنی دانشور نے قصہ (جمل میں عائشہ ملعونہ کا آنا درایت ہے اور اس کا بعد میں توبہ کرنا روایت ہے) کے اشکال لاجواب ہونے پر دیا تھا لیکن امام زمان علیہ السلام نے بھی اس لقب کو اپنی توقیع مبارک میں تحریر فرمایا ہے اور جناب شیخ مفیدؒ کو " مفید علی الاطلاق" قرار دیا ہے۔

سارے انبیاء کی آمد لازمی ہے

عاصم بن حمید کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ دیا جس میں حمد وثناء الہیٰ وغیرہ کے بعد فرمایا کہ اللہ

https://downloadshiabooks.com/

عزوجل نے سب سے پہلے جب کلام کیا تو وہی کلام الہیٰ نور بن گیا اسی نور سے رسول خداؐ کا نور ،میرا نور اور ائمہ علیہم السلام کا نور خلق فرمایا پھر دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا تو وہ روح بن گیا اس روح کو خدا نے اسی نور میں پیوست کر دیا وہی نور و روح ہم ائمہ علیہم السلام کے ابدان ہے ہماری روح ہر قسم کی آلودگیوں سے صاف و شفاف ہے ہم اللہ کے نام اور پہلے کلمہ ہیں ہم ہی خلائق پر خدا کی کامل حجت ہیں، ہم نور تھے جب آفتاب و ماہتاب بھی نہ تھے ہمارا نور تھا جب شب و روز اور کوئی مخلوق نہیں تھی ساری خلائق سے پہلے ہم تسبیح و تھلیل پروردگار کرتے تھے اس کے بعد خدا نے ارواح انبیاء و مرسلین علیہم السلام خلق فرما کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں گا لیکن اس شرط پر کہ تم میرے اس نبیؐ کی تصدیق کرو گے جو تمہاری تصدیق کرے گا اے نبیو! تم ان پر صرف ایمان نہیں لاؤ گے بلکہ ان کی نصرت بھی کرو گے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے ساری ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا تھا کہ "الایمان بمحمدﷺ و نصرۃ وصیہ" سارے انبیاء علیہم السلام نبی کریمؐ پر ایمان لائیں گے اور ان کے جانشین کی یعنی میری نصرت کریں گے سارے انبیاء علیہم السلام نے ہمارے نبیؐ پر ایمان کا اپنے اپنے دور میں اظہار کیا رسول خداؐ کی نبوت و خاتمیت کا اقرار کیا لیکن ابھی تک کسی نبیؑ نے ہمارے نبیؐ کے وصیؑ کی نصرت نہیں کی ہے بلکہ اس کے برعکس ہو رہا ہے سارے نبیوں کی نصرت میں علی بن ابی طالبؑ کرتا رہا ہوں آدمؑ سے لیکر رسول خداؐ تک سارے نبیوںؑ کا ناصر میں علی بن ابی طالبؑ رہا ہوں مولا آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوند متعال نے صرف نبیوںؑ کی ارواح سے عہد و پیمان ایمان و نصرت نہیں لیا تھا بلکہ "قد اخذ اللہ المیثاق منی و من نبیہ" اللہ عزوجل نے مجھ سے اور اپنے نبی آخر الزمانؐ سے بھی ایک عہد و پیمان لیا تھا مگر اس عہد و پیمان میں، میں علی ابن ابی طالبؑ پورا اترا میں نے ایفائے عہد کر دیا مگر نبی کریمؐ نے ابھی تک سارے انبیاء علیہم السلام نے ابھی تک عہد باقی ہے اور اپنے میثاق پر باقی ہیں نبیوں نے کہا "لتنصرنہ" اے ہمارے پیغمبرو! تم

https://downloadshiabooks.com/

سب کو علی ابن ابی طالبؑ کی نصرت کرنی ہے اور مجھ سے اور اپنے نبی سے بھی عہد و پیمان لیا تھا" لینصر کل منھا صاحبھا" کہ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے صاحب کی نصرت و مدد کرے گا امام علیہ السلام فرماتے ہیں" فاما ان فقد نصرت النبی ﷺ" جہاں تک میرے عہد و پیمان نصرت کی بات ہے تو میں نے نبی کریمؐ کی نصرت کر دی انکے ساتھ جہاد کر کے ان کے دشمنوں کو تہہ تیغ کرتا رہا ہوں، ہر موڑ پر ان کی مدد کرتا رہا ہوں، ہر جنگ میں مرد میدان بنا رہا ہوں، نبی کے دشمنوں کو مارتا رہا ہوں، اور نبی کریمؐ کی نصرت کرتا رہا ہوں لیکن" اما نصرتہ لی و کذا نصرۃ الا نبیاء فلم تحصل لانھم ماتوا قبل امامتی" لیکن جہاں تک رسول خداؐ کی نصرت میرے حق میں ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی نصرت میرے لئے ہے تو وہ تو ابھی تک حاصل نہیں ہوئی ہے کیونکہ سارے انبیاء علیہم السلام آدمؑ سے لیکر رسول خداؐ تک سب کے سب میرے دور امامت سے پہلی ہی اللہ کو پیارے ہو گئے نہ جناب آدم علیہ السلام نے میری نصرت کی نہ حضرت نوح علیہ السلام نے نہ موسی علیہ السلام نے نہ عیسی علیہ السلام نے نہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے میری مدد کی میں نے سب کی نصرت کی مگر کسی نے میری نصرت نہیں کی جبکہ دو طرفہ وعدہ و میثاق تھا یہ انبیاء علیہم السلام کو عہدہ نبوت یہ رسولوں کو منصب رسالت ملا ہی تھا اس لئے کہ رسول خداؐ پر ایمان لائیں گے اور میری مدد کریں گے نبیوں نے ایک شرط پر عمل کیا ہر نبیؑ نے ہمارے نبیؐ کی تصدیق کی ایمان لائے اور قوموں سے بھی نبی کریمؐ کا تذکرہ کیا لیکن دوسری شرط پر ابھی تک ہر نبیؑ پر باقی ہے نبیؑ نے حتی کہ رسول خداؐ پر بھی باقی ہے دنیا میں آئے منصب ملا نبوت و رسالت پائی مگر میری نصرت نہیں کی لیکن انھیں اس شرط سے چھٹکارا نہیں ملے گا انھیں مجھ علی ابن بیاطالبؑ کی مدد کرنی ہے مگر کب؟!

کلام امیر المومنین علیہ السلام سنیے جو چودہ سو سال پہلے منبر کوفہ سے کوفیوں نے سنا تھا سنّیوں کی کتابوں میں بھی محفوظ ہے امام امیر المومنین فرماتے ہیں" سینصرونی فی زمان رجعتی"

https://downloadshiabooks.com/

سارے انبیاء علیہم السلام میری رجعت کے زمانے میں میری مدد کریں گے مجھ علیؑ کی حکومت شرق وغرب میں پھیلی ہو گی مجھے مدد کی ضرورت پڑے گی پوری کائنات پر اللہ مجھے اختیار دے گا اس وقت مجھے صالح ترین افراداور قدرت مند ترین افراد کی ضرورت پڑے گی" یخرج الله لنصرتی الانبیاء من آدمؑ الی محمدؐ یجاهدون معی بسیوفهم الکفار الاحیاء والکفار الاموات" یہ انبیاء علیہم السلام صرف زندہ کافروں کو نہیں ماریں گے بلکہ جب میرے سارے دشمنوں کو خدا زندہ کرے گا اور سارے کافروں کو میرے زمانے میں خط دوبارہ زمین سے اٹھائے گا اور انبیاء علیہم السلام میرے ساتھ جہاد کریں گے اپنی اپنی تلواروں سے کافروں کو تہہ تیغ کریں گے کس قدر عجیب وغریب مرحلہ ہو گا کہ انبیاء علیہم السلام فوج در فوج میرے لشکر میں شامل ہوں گے اور "لبیك یاداعی الله" کی صدائیں بلند کر کے مجھ، علیؑ کو پکاریں گے ظالموں، سر کشوں، جباروں اولین وآخرین کے ظالموں کو سب کو تہہ تیغ کریں گے اور پھر کوفہ کے گلی کوچوں میں انبیاء علیہم السلام رفت وآمد رکھیں گے اس قدر خون بہائیں گے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہو گا یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو گا اب یہ اللہ کا کون سا وعدہ ہے کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ایفائے عہد کے بعد جناب آدمؑ اور قائمؑ کے وعدہ نصرت پر عمل کے بعد پورا ہو گا تو قرآن مجید سے سنیے وہ کہتا ہے کہ خدا کا ایک وعدہ انبیاء علیہم السلام کے ایفائے عہد کے بعد پورا ہو گا "وعدالله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات"[1] دین مرتضیٰؑ پر عمل پیرا ہوں گے خوف وہراس ختم ہو گا امن وامان قائم رہے گا کوئی کسی سے تقیہ نہیں کرے گا میں متعدد بار آؤں گا صرف ایک آمد میں امیر المومنین علیہ السلام چالیس ہزار سال حکومت فرمائیں گے سارے انبیاء، سارے ائمہ علیہم السلام کو پوری دنیا پر راج کرنا نصیب ہو گا اور سب سے آخری فرد جو اس دنیا سے اٹھے گے جن کے بعد صرف قیامت آئے گی وہ رسول خداؐ فرماتے ہیں" ان علیاً یکون فی آخر من

(1) سورۂ مائدہ: آیت ۹۔

https://downloadshiabooks.com/

قبض روحه من الائمة"[1] اماموں میں سے سب سے آخری امام جس کی موت کے بعد قیامت کا دن ہے وہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں کہ جنہیں خدا بار بار زندہ کرے گا تاکہ وہ ساری خلائق پر راج کریں امام امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ میں خداوند متعال ان کی مدد کرنے والوں اور فوج میں شامل مومنوں کو بھی مولا علی علیہ السلام کے ہمراہ زندہ کرے گا جن میں کوفہ سے ۳۰ہزار لوگ اور دیگر علاقوں سے ۴۰ہزار لوگ امام علیہ السلام کی فوج میں شامل ہو کر ایک بار پھر میدان صفین بنی امیہ اور معاویہ کے مد مقابل سامنے کھڑے ہوں گے اور اسی مقام صفین میں سارے معاویائی مارے جائیں گے اور خود معاویہ بھی مقام صفین میں امام علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا اور پھر زندہ کیا جائے گا مگر اس دفعہ معاویہ اور بنی امیہ کو حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے کے شدید تند مزاج شخص فرعون کے ساتھ محشور کیا جائے گا اور معاویہ، فرعون کی مانند عذاب میں مبتلا ہو گا۔

کیا ایک بچہ رہبرِ کائنات ہو سکتا ہے؟

کسی چیز کے امکان وقوع پر سب سے بڑی دلیل اس کا وقوع پذیر ہو جانا ہے اور قرآن مجید سے پہلے عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر ایک بچے میں سارے انسانوں سے زیادہ سمجھ بوجھ اور شعور سیاست وتدبیر امور کی صلاحیت پائی جاتی ہے تو وہ یقینا اپنے علم و شعور اور حکمت و دانائی کے بل بوتے پر خلائق کا سربراہ بن سکتا ہے نیز قرآن مجید نے علم و شجاعت کو معیار سربراہی قرار دیتے ہوئے کم عمر انسان کو قیادت سونپنے کا تذکرہ کیا ہے نیز حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کی قیادت و نبوت کا تذکرہ ان کے گہوارے سے خود ایک ایسی شرعی و قرآنی دلیل ہے کہ جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا اور حضرت عیسی علیہ السلام ہی کے زمانہ میں ان کے خالہ زاد بھائی

(1) بحار الانوار: ج۵۳، ص۵۹۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کو خداوند متعال نے خلائق کی سرداری اور عالمین کا نبی بنا کر بھیجا ہے ان دونوں بزرگواروں کے بعد حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو رہبری و قیادت کی باگ دوڑ ملی اور صرف دس سال کے سن میں منجانب اللہ یہ ذمہ داری سونپی گئی یہ تین مثالیں قرآن پر ایمان رکھنے والے انسانوں کے لئے کافی ہیں کہ ہاں کم سنی اور بچپنے میں کوئی بھی انسان اپنی استعداد اور صلاحیت کی بنیاد پر خلائق کی رہبری و قیادت کا بوجھ اٹھا سکتا ہے اور وہ اپنے زمانے کے لوگوں کا سردار ہو سکتا ہے بلکہ کئی وقوع پذیر واقعات دلیل ہیں کہ قیادت وامامت کے لئے سن وسال کی کوئی قید وشرط ہی نہیں ہے اور انبیاء ماسبق علیہم السلام میں اس کی دلیل موجود ہے۔

خاندان رسالت مآبؐ میں بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کم سنی میں نبی کریمؐ کے ذریعہ امت کی قیادت کے لئے نامزد ہو گئے تھے اور حضرات حسنین علیہما السلام نے کم عمری میں امت کی قیادت ورہبری سنبھال سکنے کے جوہر دکھلائے تھے اور رسول اسلامؐ نے ان کی کمسنی میں بیعت کو قبول فرمایا تھا جبکہ اور کسی بچے کی بیعت حتی کہ نبی ہاشم کے نوجوانوں اور بچوں کی بیعت قبول نہیں فرمائی تھی۔

ائمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے سب سے پہلے جس امام معصوم کی اطاعت و قیادت بہت کم سنی میں فرض ہوئی وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ہیں کہ آپ صرف سات برس کے تھے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی اور الیٰ ' رہبری و قیادت کی ذمہ داری سات برس کے سن میں امام محمد تقی علیہ السلام نے سنبھالی ۹ برس کے ہوئے تو بغداد طلب کر لئے گئے اور اسی عمر میں مامون ملعون کی چاہت پر امام علیہ السلام نے اس کی بیٹی ام الفضل سے شادی رچائی تقریبا ۸ برس تک اس ملعونہ کے ساتھ رہے اور پھر حکم خدا سے ۱۸ برس کے سن میں جناب سمانہ خاتون علیہا السلام سے شادی کی اور انھیں کے بطن مبارک سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے بعد حضرت امام علی نقی علیہ السلام کم سنی میں رہبر خلائق ہوئے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی شہادت کے وقت آپ کی عمر کل سات برس کی تھی اور اپنے پدر بزرگوار کی طرح کمسنی میں بار امامت کے متحمل ہوئے یعنی دوسرے کم سن امام معصوم اس جہت سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہیں اس کے بعد جس امام معصوم نے کمسنی میں خلائق کی رہبری و قیادت کو سنبھالا ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں آپ ائمہ علیہم السلام میں سب سے کم سن امام ہیں جنہوں نے عہدہ امامت کو سب سے زیادہ کم سنی میں سنبھالا جبکہ آپ اثرات کے لحاظ سے سب سے زیادہ مؤثر امام ہوں گے کہ جنکے ذریعہ پوری دنیا جگمگا اٹھے گی اور ظلم و ستم مٹ جائیں گے۔

کیا امام معصومؑ سے سہو ہو سکتا ہے؟

ہر گز نہیں مگر کیا کیا جائے کہ سہو کے متعلق روایات ہماری کتابوں میں وارد ہوئی ہیں جیسے کہ علامہ مجلسیؒ نے اور مرحوم حر عاملی نے جناب ابن ادریس حلی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز میں سہو کے متعلق سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "او ینفلت من ذالك احد؟ ربما اقعدتالخادم خلفي يحفظ علي صلاتي"[1] کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ جس کو نماز میں سہو و فراموشی نہ ہوئی ہو پھر امام علیہ السلام نے اپنی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جب بھی نماز پڑھتا ہوں تو ایک شخص کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیتا ہوں تاکہ وہ میری نماز پر توجہ رکھے یعنی اگر رکعت کی تعداد یا کسی ذکر میں گڑ بڑ ہو تو مجھے متوجہ کرے وغیرہ۔

پہلی بات تو یہ کہ حدیث ابن ادریس حلی متوفی ۵۹۸ھ سے پہلے کسی حدیثی کتاب میں

(1) بحار الانوار، ج ۲۵، ص، ۳۵، وسائل الشیعہ ج، ۸، ص ۲۵۲۔

https://downloadshiabooks.com/

ذکر نہیں ہوئی ہے لہذا معلوم الحال ہونے کے باعث اس روایت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا اس کے علاوہ وہ روایت جو کسی سنی روات سے میل کھا رہی ہو اور شیعی روایات سے یا عقلی ضوابط کے خلاف ہو اسے دیوار پر مار دیا جائے گا اس روایت کا مضمون، اماموں کی عصمت کے خلاف جا رہا ہے جب کہ عصمتِ ائمہ علیہم السلام عقلی و نقلی متعدد دلیلوں سے ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ حر عاملی نے اس روایت کے ذیل میں بڑی پیاری بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو اپنے پہلو میں قرار دینے کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ امام علیہ السلام سے سہو صادر ہوا ہے بلکہ آسان ترین طریقے سے تعلیم دنیا مقصود ہے تا کہ سہو سے بچا جائے اور امامؑ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم معصومین علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی ہو اس درد و بیماری کا شکار ہو سکتا ہے اور اس سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی کو پہلو میں بٹھا کر نماز ادا کی جائے۔

مذکورہ روایت ابن محبوب کے نوادر سے اخذ ہوئی ہے جس کا مطلب ہی شاذ و نادر روایت ہے اور ایسی روایت پر عمل نہیں کیا جا سکتا حتی کہ سند کے اعتبار سے معتبر ہو تب بھی خلاف عصمت معصومین علیہم السلام روایت کو نظر انداز کیا جائے گا۔

علم امامؑ

سوال: جب ائمہ طاہرین علیہم السلام علم غیب رکھتے ہیں تو انھیں اپنی شہادت کی خبر ہو گی تو پھر وہ بچنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے اور علم غیب سے استفادہ کرتے ہوئے کیوں اپنے آپ کو دشمنوں کی سازش کے حوالہ کر دیتے ہیں اور شہید ہو جاتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ مختلف روایات میں امام علیہ السلام کے علمِ غیب بارے میں یہ ذکر ہوا ہے کہ خداوند متعال شہادت سے کچھ پہلے امام علیہ السلام سے علم شہادت کو لے لیتا ہے اور امام

https://downloadshiabooks.com/

معصوم شہادت سے ذرا پہلے اپنی شہادت کا علم نہیں رکھتے ہیں۔

ایک تشبیہ سن لیں مگر صرف تشبیہ کی حد تک کیونکہ اس تشبیہ میں اس قدر خبیث ذات کا بھی تذکرہ ہے کہ جس کو مثال اور تشبیہ کے طور پر بھی ذکر کرنے کے لائق نہیں ہے ابان بن ابی عیاش جناب سلیم بن قیسؓ ہلالی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ کی شہادت کی بعد، جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کو تن تنہا غسل میت دے رہے تھے نہ اصحاب میں کوئی تھا نہ آپ نے اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کا سہارا لیا کیونکہ رسول خداؐ نے حکم دے رکھا تھا کہ اے علیؑ صرف آپ میرے لاشے کو غسل دیں گے آپ کی مدد بحکم خدا جناب جبرائیلؑ کریں گے ہو سکتا ہے کہ یہ حکم، اہل بیت علیہم السلام کے برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے رہا ہو یا پھر خدا و رسول خداؐ کی مصلحت کو وہ بزرگوار ان جانیں۔

بہر حال مولائے کائنات نے تن تنہا غسل دیا پھر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے خود کھڑے ہوئے جناب سلمانؓ کا بیان ہے کہ جب غسل سے فارغ ہو گئے تو "ادخلني وادخل اباذر رضی اللہ عنہ والمقداد رضی اللہ عنہ وفاطمة علیہا السلام و حسناً علیہ السلام وحسیناً علیہ السلام" اصحاب رسول خداؐ میں سے صرف میں ،ابوذرؓ اور مقدادؓ اور جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی اور امام علی علیہ السلام نے نماز پڑھائی یہ سب کچھ اسی حجرہ میں ہو رہا تھا جہاں عائشہ بھی موجود تھی لیکن بقول سلمان فارسیؓ "وعائشة في الحجرة لا تعلم قد اخذ جبرئيل ببصرها"[1] اللہ نے اس کی قوت دید کو سلب کر لیا تھا اور اس نے حجرہ میں ہوتے ہوئے بھی ہمیں نماز جنازہ ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جب ہم نماز جنازہ مولا علی علیہ السلام کے ساتھ پڑھ چکے تو آپ نے مہاجرین وانصار کو حکم دیا کہ دس دس کر کے داخل حجرہ ہوں اور نماز جنازہ پڑھ

(1) الاحتجاج: ج۱، ص۱۰۶۔

https://downloadshiabooks.com/

لیں یہاں تک کہ سارے مہاجرین وانصار نے نبی کی میت پر نماز جنازہ پڑھی اس مثال کو ذہن میں رکھ کر متوجہ ہوں کہ اللہ تعالی نے ائمہ علیہم السلام کو علم غیب و علم لدنی دیا ہے لیکن آخری منزل میں شہادت کے وقت ان سے تھوڑی دیر کے لئے علم غیب کو واپس لے لیتا ہے اور یہ نہ تو قدرت خدا سے بعید ہے اور نہ ہی امام معصومؑ سے وقتی طور پر علم ہٹا لینے سے حرف آتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام علیہ السلام حتی کہ اپنے لحظہ شہادت کا بھی علم رکھتے ہیں اور یہ علم، علم غیب ہے مگر امام معصوم علیہ السلام کو اپنے علم امامت و علم غیب کے متعلق استفادہ سے منع کی گیا ہے لہذا وہ عادی طور پر زندگی بسر کرتے ہیں اور علم امامت و علم غیب سے شخصی استفادہ نہیں کرتے بلا تشبیہ، علم امام در حقیقت حکومتی ٹیکسی وغیرہ کی طرح ہے جس سے شخصی استفادہ کی گورنروں کو اجازت نہیں ہوا کرتی صرف سرکاری کام میں استعمال کے مجاز ہوتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ علم غیب پر امام کو اپنی خاص زندگی کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ صرف روحانی و معنوی یعنی شرعی و مذہبی استعمال کی اجازت ہے یعنی امام معصوم علیہ السلام مشیئت الہیٰ کا تابع ہوتا ہے علم بہ زمان شہادت کے باوجود مشیئت الہیٰ کے تحت عادی طور پر جام شہادت نوش کر لیتا ہے البتہ شواہد وقرائن سے علم بہ شہادت پیدا ہو جائے تو امام علیہ السلام کو بھی عادی شخص کی طرح اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔

چھان بین اور امانتداری

حضرت عثمان بن سعید عمریؓ پہلے نائبِ خاص امام علیہ السلام ہیں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھی نائب تھے شہادت امام عسکری علیہ السلام کے بعد امام زمان علیہ السلام کے نائب خاص ہوئے جن کے بارے میں احمد بن اسحاق بن سعد قمی نے حضرت امام حسن

https://downloadshiabooks.com/

عسکری علیہ السلام کے سامنے بیان ہوئی گفتگو کو خاص خاص شیعوں سے نقل فرمایا تھا امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن جعفر حمیری صاحب کتاب ''قرب الاسناد'' بغداد پہنچے وہاں احمد بن اسحاق بن سعد قمی سے ملاقات ہوئی وہاں عثمان بن سعید عمریؓ بھی تشریف فرما تھے عبد اللہ بن جعفر حمیری نے احمد بن اسحاق کی طرف رخ کر کے عثمان بن سعیدؓ سے کہا یہ بزرگوار (احمد) ہمیں آپ (عثمانؓ) کے بارے میں بہت کچھ بتا چکے ہیں یہ بھی ثقہ ہیں اور آپکے متعلق ہمیں صداقت و وثاقت کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے مگر میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ "اسئلك بحق الله و بحق الامامين اللّذَين وثقاك" میں آپ سے خدا کے حق کا واسطہ دیکر اور ان دونوں معصوم اماموں یعنی امام حسن عسکری اور امام علی نقی علیہما السلام کے حق کا واسطہ کہ جن اماموں نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے سوال کرتا ہوں کہ "هل رأيت ابن ابي محمد الذي هو صاحب الزمان؟" کیا آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟

یہ سن کر جناب عثمان بن سعید عمریؓ گریہ کرنے لگے پھر آپ نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے فرمایا اے عبد اللہ میں آپ کو اس سلسلہ میں خبر دوں گا لیکن ایک شرط ہے کہ جب تک زندہ ہوں آپ اس بات کو کسی اور سے بیان نہیں کریں گے عبد اللہ حمیری نے وعدہ کیا عثمان بن سعیدؓ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان کو دیکھا ہے اور ان کی گردن مبارک بھر پور ہے بڑے خوبصورت ہیں عبد اللہ بن جعفر حمیری نے پوچھا ان کا اسم گرامی کیا ہے تو عثمان بن سعید نے فرمایا "نُهِيتُم عن هذا" اس سوال کے جواب سے تم سب کو منع کیا گیا ہے یعنی میں امام کا نام بتانے کا مجاز نہیں ہوں[1]۔

(1) غیبۃ شیخ طوسی: ص ۳۷۶۔

https://downloadshiabooks.com/

آخر وہ زمانہ کیسا خطرناک اور ابہام و اجمال بھرا زمانہ تھا کہ عبداللہ بن جعفر حمیری جیسے محدث، راوی اور دو اماموں کے صحابی کو امام مہدی علیہ السلام کا اصلی نام پتہ نہیں تھا البتہ یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ عبداللہ کے سوال کا مطلب یہ نہ رہا ہو کہ ان کا نام بتلادیں بلکہ مقصد یہ رہا ہو کہ کیا ان کے نام کا چرچا کیا جاسکتا ہے؟ جس کے بعد عثمان بن سعید نے فرمایا کہ نہیں آپ لوگوں کو ان کے نام سے منع کیا گیا ہے۔

عثمان بن سعید عمریؓ کے بارے میں احمد بن اسحاق نے امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام سے وثاقت کی روایت سن رکھی تھی ایک روز احمد بن اسحاق قمی نے امام علی نقی علیہ السلام سے عرض کیا "یاسیدی انا اغیب واشھد" میرے مولا میں کبھی حاضر ہوتا ہوں تو کبھی غائب رہتا ہوں بلکہ جب شہر میں حاضر بھی رہوں تو آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ پاتا ہوں تو میں کس کی باتوں کو قبول کروں اور کس کے حکم و دستور کو بجالاؤں؟ تو امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا تھا "ھذا ابو عمرو الثقة الامین" یہ عثمان بن سعید عمریؓ قابل اعتماد و امانت دار شخص ہیں جو یہ تم سے کہیں وہ انہوں نے میری طرف سے کہا ہے اور جو کچھ امور یا پیغام پہنچائیں انہوں نے اسے میری طرف سے پہنچایا ہے، احمد بن اسحاق قمی کہتے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایسا ہی سوال کیا تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے بالکل امام علی نقی علیہ السلام کی طرح جواب دیا اور ایک جملہ کا اضافہ بھی فرمایا آپ نے فرمایا "ثقة الماضی و ثقتی فی المحیی والممات" کہ عثمان بن سعید عمریؓ میرے بابا علی نقی علیہ السلام کے بھی معتمد تھے اور میرے بھی معتمد ہیں میری زندگی میں بھی اور میری موت کے بعد بھی[1]۔

(1) غیبۃ شیخ طوسی: ص ۳۷۵۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ ''موت کے بعد معتمد'' ہونے سے ظاہراً امام زمان علیہ السلام کے نائب خاص ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ عثمان بن سعیدؓ میری شہادت کے بعد بھی قابل اعتبار ہیں اور حضرت حجت علیہ السلام کے معتمد ہوں گے بلکہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے یمن سے آئے شیعہ وفد کے پاس رقوم شرعیہ کی جمع آوری کو اپنے پاس بیٹھے چالیس سے زیادہ شیعوں اور چاہنے والوں کے درمیان اپنے غلام بدر کو حکم دیا کہ عثمان بن سعیدؓ کو بلا لاؤ اور جب وہ آگئے تو امام علیہ السلام نے بھرے مجمع میں فرمایا" امض یا عثمان فانك الوکیل والثقة المامون علی مال الله "اے عثمانؓ آپ وکیل، ثقہ اور مال خدا پر امین ہیں جائیں یمنیوں سے رقوم شرعیہ وصول کرلے آئیں۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہاں موجود تمام شیعوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا: اے ہمارے مولی وآقا جناب عثمان بن سعید عمریؓ آپ کے مخلص ومنتخب شیعوں میں سے ہیں اور آج آپ نے ان کے سلسلہ میں ہمارے علم میں اضافہ کر دیا ہے کہ وہ آپ کے بے لوث خادم، وکیل اور اموال و رقوم شرعیہ پر امین ہیں حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا" نعم واشهدوا علیّ " ہاں اور تم لوگوں کو میں گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ "ان عثمان بن سعید العمری وکیلی وان ابنه محمد وکیل ابنی مهدیکم" عثمان بن سعید عمریؓ میرے وکیل ہیں اور ان کا بیٹا محمدؓ میرے لال تمہارے امام مہدیؑ کا وکیل ہوگا[1]۔

حضرت عثمان بن سعیدؓ کی عظمتوں کا کیا کہنا کہ تین تین اماموں کی نیابت کا شرف حاصل کیا اور ایسے بیٹے کو پروان چڑھایا بہترین تربیت دی کہ امام حسن عسکری علیہ السلام سے بشارت دے دی کہ تمہارا بیٹا محمدؓ تمہارے امام اور زمانہ کی حجت حضرت امام زمانؑ کا وکیل ہوگا۔

(1) بحار الانوار: ج۵۱، ص۳۴۵۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب عثمان بن سعیدؑ کی قبر مبارک بغداد میں مسجد الدرب کے پاس ہے شیخ طوسیؒ نے بارہا وہاں کی زیارت کی ہے آخری بار ۴۴۷ھ میں زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد اپنی معروف کتاب الغیبۃ میں لکھا ہے کہ محلہ کے لوگ جناب عثمانؓ کی قبر کی زیارت کر کے برکت حاصل کرتے ہیں اور وہاں کے باشندگان کہتے ہیں کہ یہ مرد صالح کی قبر ہے اور بعض لوگ حقیقت حال سے ناآشنائی کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ "هو ابن داية الحسين عليه السلام" یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک دایہ کے فرزند کی قبر ہے۔

طول عمر طبیعی چیز ہے

یہ طے ہے کہ جب بھی کوئی موضوع اہم ہوتا ہے یا اس کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے تو پھر اس سلسلہ میں گفتگو اور سوالات بھی بہت ہوتے ہیں اور پھر طرح طرح کے شکوک و شبہات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اصل حقیقت لوگوں پر گم اور مخفی ہونے لگتی ہے۔

کچھ ایسی ہی صورت حال مسئلہ امام مہدی علیہ السلام کی بھی ہے وہ عظیم الشان مسئلہ اور اہم موضوع کہ جس پر کثرت سے سوالات اور طرح طرح کے اشکالات کئے جا رہے ہیں اور ہمارے بزرگ علماء اکثر و بیشتر سولات اور اعتراضات کا جواب دے چکے ہیں اور مسئلہ امام مہدی علیہ السلام کافی حد تک دوسرے مسائل کی نسبت گم اور مخفی ہونے کے بجائے عیاں اور ھویدا ہوتا چلا جا رہا ہے یہ اور بات ہے کہ معرفت واقعی امام مہدی علیہ السلام صحیح معنوں میں اور کامل طور پر سوائے معصومین علیہم السلام کے کسی کو نہیں ہے۔

موجودہ دور میں سب سے زیادہ جو اعتراضات کئے جا رہے ہیں وہ امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت اور طول عمر کا مسئلہ ہے حالانکہ امام علیہ السلام سے متعلق دو چار کتابیں پڑھ لینے والے نہ

https://downloadshiabooks.com/

صرف یہ کہ مطمئن ہو جاتے ہیں بلکہ وہ خود بھی دفاع کرنے والے بن جاتے ہیں اور مسئلہ امام مہدی علیہ السلام نے مسئلہ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی طرح بہت سے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہے اور وہ راہ راست پر آگئے ہیں اور حجت زمانہ، خلیفہ الہیٰ، لنگر ہستی کا والہانہ و عاشقانہ انتظار کرتے ہیں۔

غیبت کے سلسلہ میں متعدد کتابیں منظر عام پر ہیں جن میں سر فہرست کتابیں شیخ صدوقؒ کی کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ ہے، شیخ طوسیؒ کی کتاب الغیبۃ ہے اور علامہ ابن ابی زینب نعمانی کی کتاب الغیبۃ ہے اس کے علاوہ ''حجۃ الاسلام'' کے عنوان سے مشہور فقیہ جناب علامہ سید محمد باقر شفتی کے بیٹے سید اسد اللہ شفتی کی کتاب الغیبۃ ہے اور دور حاضر میں بھی لکھی جانے والی کتابوں کا بہترین مدرک یہی مذکورہ کتابیں اور اس جیسی بعض مؤلفات ہیں۔

طول غیبت کا پیچیدہ مسئلہ سبب بنا ہے کہ لوگ امام زمان علیہ السلام کی طولانی عمر پر سوال اٹھائیں اور اس سلسلہ میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش کریں جبکہ طول عمر کا مسئلہ قرآن مجید، حدیث اور عقل سے بھی ثابت ہے اور علماء امامیہ کا حضرت کی طول عمر پر اجماع قائم ہے ساری کی ساری یعنی ادلہ اربعہ طول عمر امام زمان علیہ السلام پر قائم ہو چکی ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے اتنا ضروری ہے کے (طول عمر) اکثر سوالات کی بازگشت چند امور کی طرف ہوتی ہے:

۱: امت محمدیہؐ میں اتنی طویل عمر رکھنے والا کوئی نظر نہیں آیا اور امام زمان علیہ السلام کی طول عمر پر کوئی نظیر نہیں ہے۔

۲: احادیث میں عام طور پر امت مسلمہ کے افراد کی عمر ۴۰ سے ۷۰ کے درمیان ذکر ہوئی ہے بلکہ بخاری نے رسول خدا سے ایک روایت نقل کی ہے جسے جناب رسول خداؐ نے اپنی

https://downloadshiabooks.com/

زندگی کے آخری ایام میں فرمایا ہے کہ آج کی شب وہ شب ہے جس میں روئے زمین پر کوئی سو سال کا نہیں ہوا ہے مگر یہ کہ وہ مر گیا ہے یعنی اس وقت (مذکورہ شب) دنیا میں کوئی بھی سو سال کا نہیں بچا تھا۔

۳: سنیوں کے نزدیک امام زمانہ علیہ السلام کا وجود ہی ثابت نہیں ہے تو طول عمر کا مسئلہ کیوں کر قبول کیا جائے۔

۴: طول عمر کا فائدہ ہی کیا ہے جب حضرت مہدیؑ کو غیبت ہی میں رکھنا تھا تو اللہ نے انھیں پیدا ہی کیوں کیا؟

ان سارے اشکالات کا جواب دیا جا چکا ہے لیکن تذکرہ مومنین کے لئے نفع بخش ہے لہذ اپنی بضاعت بھر دھرانے کی کوشش کر رہا ہوں در حقیقت مسئلہ امامت، ہمارے مخالفین کے نزدیک صاف شفاف نہیں ہے لہذا وہ اس طرح کے اعتراض کرتے ہیں اگر وہ لوگ مسئلہ امامت اور شان امام علیہ السلام سے بہرہ مند ہوتے تو بجائے اشکال کے، اشکال کا جواب اور اس مسئلہ کا دفاع کرنے اور صف مدافعین میں شامل ہوتے۔

طول عمر کا مسئلہ فرعی ہے جبکہ وجود امام و امامت کا مسئلہ اصلی ہے اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ ہر دور اور ہر زمان میں کسی نہ کسی حجت خدا کا ہونا لازم ہے تو پھر نہ غیبت کا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہو گی اور نہ ہی طول عمر کا مسئلہ، مسئلہ نظر آئے گا لہذا ہم قرآن مجید کے بیانات کی روشنی میں مخالفین کو غیبت اور طول عمر کا جواب ایک ساتھ دیں گے۔

پہلے شان امامت اور وجود امام زمان علیہ السلام پر قرآن کے ساتھ دیگر امور ملاحظہ ہوں:

۱: قرآن مجید سورہ قدر میں ارشاد فرماتا ہے "تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم

https://downloadshiabooks.com/

من کل امر سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر" یہ آیت کریمہ واضح طور پر وجود حجت خدا پر دلالت کرتی ہے اور جب تک اس دھرتی میں شب قدر کا وجود ہے حجت خدا کا وجود ماننا ہر مسلمان کی مجبوری ہے کیونکہ روئے زمین پر کسی ایسے شخص کا وجود لازمی ہے جو فیضِ ربانی اور نزول فرشتگان اور امور الہیٰ کا تلقی کرنے والا ہو۔

۲: قرآن مجید نے سورہ ابراہیم میں ایک ایسے شجر کا ذکر چھیڑا ہے جس کی اصل زمین میں، فرع آسمان میں ہے بیک وقت دونوں مستفید ہوتے ہیں اور کلمہ خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا سبب ہے اور یہ کلمہ طیبہ ہے کہ جو پہلے انبیاء علیہم السلام کی شکل میں پھر ائمہ علیہم السلام کی صورت میں اللہ نے روئے زمین پر قائم کیا ہے۔

رؤیت اور مشاہدہ میں فرق

حضرت یوسف علیہ السلام بحیثیت ایک بشر کے انسانوں کے درمیان تھے سبھی ان کو دیکھتے تھے اور ان کی حکومتِ عادلہ سے مستفید ہو رہے تھے مصر کے دور دراز علاقوں میں بھی ان کے نام کا چرچہ تھا لیکن اس کے باوجود جس عنوان نبوت و رسالت سے انھیں پہچانا جانا چاہئے تھا وہ ۳۴ برس کی غیبت کے بعد پہچانا گیا دیکھتے سبھی تھے لیکن حجت خدا یہی ہیں یہ کسی کو (سوائے معدودے چند لوگوں کے) کوئی نہیں جانتا تھا اسی طرح حضرت امام مہدیؑ مکہ میں ہر سال حج کا موقع ہو یا مصیبتوں میں پکارنے والوں کی فریاد رسی کا موقع ہو نہ جانے کتنے لوگ آپ کو دیکھتے ہیں لیکن یہ جاننا کہ آپ ہی حجتِ خدا، امام وقت اور روئے زمین کا لنگر ہیں کوئی بھی (سوائے معدودے چند لوگوں کے) نہیں جانتا یعنی رویتِ امام زمانہ ہوتی ہے مگر مشاہدہ کہ جس میں ایک دوسرے کی شناخت ہو ایسا نہیں ہوتا۔

https://downloadshiabooks.com/

شاید اسی لئے روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو مشاہدہ کا مدعی ہو اس کی تکذیب کرو مطلب یہ ہے کہ دوطرفہ شناخت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے کیونکہ امام کی رؤیت سے سرفراز ہونے والے امام کی موجودگی میں غفلت کا شکار ہوتے ہیں نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے دیدار سے شرفیاب ہوئے ہیں وہ حجتِ خدا امام زمانہ علیہ السلام تھے۔

رویتِ عقلی وایمانی، نازل منزلۂ مشاہدہ ہے

جو لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود ذی جود پر بھرپور ایمان وعقیدہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ کے وجود کی بدولت ہی یہ دنیا قائم ہے اور گردش لیل ونہار آپ کے وجود بابرکت کی بنیاد پر ہے امامؑ کی امامت اور آپ کی غیبت میں عقیدۂ امامت پر ثابت قدم رہنے والے مومنین، آپ کے ظہور کا انتظار کرنے والے شیعہ، ہر دور کے شیعوں اور مومنوں سے افضل بتائے گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے عقیدہ کی شدت اور ایمان کی طاقت سے امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھ لیا ہے ان کے سامنے آپ کے وجود ذی جود اور غیبت میں کوئی فرق نہیں ہے اللہ نے انھیں ایمان وایقان کی وجہ سے ایسی سوجھ بوجھ عطا کردی ہے کہ وہ امام کی غیبت کو گویا امام کا مشاہدہ سمجھتے ہیں امام سجاد علیہ السلام نے ایسے مومنین کو تمام اصحاب پیغمبر خداؐ سے بہتر، بہترین شیعہ، مخلص محب اور داعی حق قرار دیا ہے۔

ضروری نہیں ہے کہ مومن امام زمانہ علیہ السلام کا دیدار ہی کرے بلکہ اس قدر آپ کے فضائل ومناقب، علائم ظہور اور دیگر امورِ امامت پر بینا ہو جائے کہ اس کی نگاہوں میں غیبتِ امام زمان علیہ السلام بمنزلۂ مشاہدہ امام بن جائے تو یہ کافی ہے اسے چاہئیے کہ اسی طرح ایمان وایقان کی منزل پر پہنچ جانے کے بعد صدق دل سے حضرت کے تعجیلِ ظہور کی دعا کرے نہ کہ

https://downloadshiabooks.com/

مشاہدہ ورؤیت کا مطالبہ کرے خداوند متعال ہم سب کو حضرت کے سچے محب اور مخلص منتظرین میں سے قرار دے (آمین)

انبیاءؑ سے شباہتوں کا راز

جناب ایوبؑ نبی بہت سی بلاؤں کا شکار ہوئے مگر انہوں نے زبان شکوہ نہیں کھولی اور ان کے صبر کی مثال دی جاتی ہے حضرت امام زمان علیہ السلام دورانِ غیبت میں بے پناہ بلاؤں اور مصیبتوں اور مصائب وآلام کا شکار ہیں مگر صبر کر رہے ہیں اسی لئے جناب ایوبؑ سے مولا کی شباہت یوں ذکر ہوئی ہے: واما من ایوب فالفرج بعد البلویٰ[1] "اور جہاں تک حضرت ایوب علیہ السلام سے امام زمان علیہ السلام کی شباہت کی بات ہے تو وہ بلاء و مصیبت کے بعد فرج و کشائش ہے"۔

کلی طور پر جتنے بھی نبی پردۂ غیب میں گئے ہیں اور پھر قوم کے سامنے آئے ہیں ان سب سے امام زمان علیہ السلام کو شباہت حاصل ہے اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ان سنن الانبیاء علیہم السلام بما وقع بہم من الغیبات حادثۃ فی القائم منا اھل البیت[2] وہ سارے انبیاء علیہم السلام کہ جن کو غیبت کے پردہ میں جانا پڑا ہے ان کی سیرت وسنت حضرت قائم آل محمد علیہم السلام میں جاری ہو گی یعنی آپ غیبت اختیار کرنے والے تمام انبیاء علیہم السلام سے غیبت کے مسئلہ میں شباہت رکھتے ہیں اور ان کی مجموعی مدت غیبت کا امام زمانؑ کو سامنا کرنا ہے، اور پھر ابو بصیر کے سوال پر امامؑ نے ظہور کی تبریک دیتے ہوئے فرمایا: لا تبقی فی الارض بقعۃ عُبد فیہا غیرُ اللہ عز وجل الاّ عُبد اللہ فیہا "دینا کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہو گا

(1) کمال الدین: باب ۳۱، ص ۳۵۰، ح ۲۔

(2) کمال الدین: باب ۳۳، ص ۳۷۳، ح ۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

جہاں غیر خدا کی عبادت کی گئی ہو مگر یہ کہ وہاں خدا کی عبادت و پرستش کی جائیگی۔

حضرت یوسفؑ سے شباہت میں حسن و جمال یوسفی تو ہے ہی اس کے علاوہ اللہ نے حضرت یوسفؑ اور ان کی واقعی شناخت کے سلسلہ میں جو عدم معرفت کا پردہ حائل کر دیا گیا تھا اس میں بھی شباہت پائی جاتی ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: و اما سنّتُه من یوسف فالستر یجعل الله بینه و بین الخلق حجاباً[1]: حضرت یوسفؑ سے شباہت وہ پردہ ہے جسے اللہ نے حضرت یوسفؑ اور خلائق کے درمیان کر دیا تھا جس کی خصوصیت یہ تھی کہ یرونه و لا یعرفونه، وہ یوسفؑ کو دیکھتے تھے لیکن پہچان نہیں پا رہے تھے یہی صورتِ حال امام زمان علیہ السلام کی ہے کہ آپ کو سارے حاجی اور دیگر مقامات پر بہت سے مومنین دیکھتے ہیں لیکن پہچان نہیں پاتے ہیں۔

شباہتوں کا تذکرہ

سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی و ہادی ساری دنیا پر حکومت کرنے والے حضرت آدم علیہ السلام تھے اور یہ خلافت امام مہدی علیہ السلام کا ورثہ ہے جس کا اعلان خدا وند متعال نے قرآن میں کر دیا ہے: لیستخلفنهم فی الارض[2] یقیناً ہم انھیں زمین پر خلافت سونپ دیں گے، اور جب امام علیہ السلام تمام دنیا پر عدل و انصاف کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ارشاد فرمائیں گے: الحمد لله الذی صدقنا وعده و اورثنا الارض "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہم سے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا

(1) کمال الدین: باب ۳۳، ص ۳۷۹، ح ۴۶۔

(2) سورہ نور: آیت ۵۵۔

https://downloadshiabooks.com/

"[1]۔دوسری اہم خصوصیت، وراثت علم کی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو(علّم آدم الاسماء کلھا)"آدم کو تمام اسماء کا علم عطا کر دیا گیا تھا" حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت آدمؑ کو اللہ نے حرف کا علم عطا کیا تھا اور کوئی علم ابھی تک مرفوع(اٹھا نہیں لیا گیا ہے) نہیں ہوا ہے اور ہمارے نبی کو ۷۲ حرفوں کا علم دیا گیااور امام ہر نبی کے وارث ہیں اور خاتم المرسلینؐ کے وارث ہیں جو کل کائنات کا علم لیکر آئے تھے اور امام مہدی علیہ السلام ان تمام حروف اور اسماء حسنیٰ کے پوشیدہ علم کی تفصیلات بیان کریں گے۔

نبی کریمؐ کی تمنا

جناب رسول خداؐ نے ایک بار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں اس طرح دعا کرنا شروع کر دی... خدایا آدمؑ کا علم، نوحؑ کا حلم، ابراہیمؑ کی طیب عترت، ایوب کا صبر، داؤد کی شدت، سلیمان کا فہم حضرت علی بن ابی طالبؑ کو عطا کر دے اور لا تخف عن علی شیئاً من الدنیا خدایا دنیا کی کسی شی کو علی ابن ابی طالبؑ سے مخفی نہ رکھ: حتیٰ تجعلھا کلھا بین عینیہ مثل المائدۃ الصغیرۃ بین یدیہ، یعنی حضرت علیؑ کے سامنے ساری دنیا کو ایک چھوٹا سا دستر خوان کی شکل میں قرار دے مطلب یہ کہ مولیٰ علیؑ کے سامنے دنیا کے تمام امور دستر خوان پر بیٹھے کھانا کھا رہے انسان کی طرح ہو کہ جس سے دستر خوان کی کوئی نعمت مخفی نہیں رہتی اس کے بعد رسول خداؐ ایک عجیب سی دعا اور ارشاد فرماتے ہیں: واجعل فی نسلہ شبیہ عیسیٰ[2] پالنے والے حضرت علیؑ کی نسل میں حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ قرار دے، ظاہر ہے حضرت عیسیٰؑ کی بعض خصوصیات کے بہت سے لوگ نسلِ امام علیؑ میں ہوئے لیکن جو ذات مکمل طور پر شبیہ عیسیٰؑ قرار

(1)سورۂ زمر: آیت ۷۔

(2)مصباح البلاغہ: ۱/۱۶۹۔ حاشیہ بحار الانوار: ج۶، ص۴۔

https://downloadshiabooks.com/

دی جاسکتی ہے وہ حضرت امام مہدیؑ ہیں جو ایک قول کی بنیاد پر حضرت عیسیٰؑ کی طرح غیر شادی شدہ ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے شبیہ لوگ

جناب رسول خداؐ کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوذر رضوان اللہ علیہ حضرت عیسیٰؑ کے زہد و پارسائی اور تقویٰ و پرہیز گاری میں شبیہ تھے آپؐ کا ارشاد ہے: ابوذر فی امتی شبیہ عیسیٰ فی زھدہ و ورعہ[1] میری امت میں حضرت ابوذرؓ زہد و پارسائی میں اور تقویٰ و پرہیز گاری میں حضرت یحییٰؑ کی شبیہ ہیں'' حضرت عیسیٰؑ کی چغل خوری کرنے والا یہودی چیختا چلاتا رہا کہ میں عیسیٰؑ نہیں فلاں ابن فلاں ہوں لیکن یہودیوں نے اس کی ایک نہ سنی اور پھانسی پہ چڑھا کر مطمئن ہو گئے کہ ہم نے عیسیٰؑ کو موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی میں ہے کہ: فلما صلبوہ رجع الیٰ صورتہ فایقنت الیھود انہ شبّہ لھم[2]: جب وہ پھانسی پر لٹک گیا تو خدا نے اسے اس کی پہلی صورت پر پلٹا دیا تب یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے سامنے حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ بنا دی گئی تھی اور یقیناً عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا ہے۔

خود حضرت امیر المومنینؑ شبیہ عیسیٰؑ تھے جناب سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکایک رسول خداؐ نے فرمایا: انہ یدخل علیکم الساعۃ شبیہ عیسیٰ بن مریم "ابھی اس وقت تمہارے سامنے حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ وارد بزم ہو گی" ایک شخص اُٹھا اور دروازے سے نکل کے جلدی سے واپس آنے کی کوشش کرنے لگا دیکھا کہ امیر المومنینؑ تشریف لا رہے ہیں اس موقع پر مسلمانوں کے خلیفہ نے دوسرے لوگوں سے کہنا

(1) بحار الانوار: ج ۲۲، ص ۴۲۰۔

(2) الثاقب فی المناقب: فصل ۱۱، ص ۲۱۸، ح ۲۰۔

https://downloadshiabooks.com/

شروع کر دیا کہ محمدؐ ہمارے اوپر علیؑ کو برتری دے رہے ہیں یہاں تک کہ شبیہ عیسیٰ بن مریمؑ بنا دیا پھر وہ بولا: و اللہ لآلھتنا التی کنا نعبدھا فی الجاھلیۃ افضل منہ، خدا کی قسم زمانۂ جاہلیت میں ہم جن بتوں کی عبادت کرتے تھے وہ علیؑ سے افضل ہیں. قرآن مجید نے ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی اور "قومٌ خصمُون" کے عنوان سے انھیں متعارف کرایا ہے[1]۔

دوسری روایت نبویؐ میں ہے: من سرہ ان ینظر الی تواضع عیسی بن مریم فلینظر الی ابی ذر[2] "جو اس بات سے مسرور ہوتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی انکساری و تواضع کرنے والے شخص کی طرف دیکھے اسے چاہیئے کہ حضرت ابوذر پر نظر کرے"۔

سمیہؓ مادرِ عمار یاسرؓ

حضرت خدیجہ صلوات اللہ علیہا کے بعد صنف نسواں میں جس خاتون نے سب سے پہلے جناب رسول خداؐ کی رسالت اور اللہ عزوجل کی الوہیت کی گواہی دی ہے اور جناب خدیجہؑ کے بعد پہلی مومنہ ہونے کا شرف، اور پہلی شہیدۂ اسلام ہونے کا شرف حاصل کیا ہے وہ حضرت سمیہ مادر جناب عمار یاسر ہیں اور اس سلسلہ میں بقول علامہ شہر ابن آشوب مستفیضہ روایات موجود ہیں[3]۔

نصر بن مزاہم منقری نے اپنی کتاب وقعۃ صفین میں جناب سمیہ کی شہادت کی طرف اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے: فقُتل ابو عمار و ام عمار و ھما اول قتیلین قتلا من المسلمین، جناب عمار یاسر کے پدر بزرگوار اور مادر گرامی کو قتل کر دیا گیا اور یہی دونوں بزرگوار

(1) التفسیر القمی، ج۲، ص۲۸۶۔

(2) البحار، ج۲۲، ص۴۲۰۔

(3) المناقب ۳/۲۔

https://downloadshiabooks.com/

مسلمانوں میں پہلے شہید اور شہیدہ ہیں[1]۔

جناب عمار یاسر اپنی مادر گرامی کے اوپر ہو رہے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور وہ منظر آپ کی نگاہوں کے سامنے تھا کہ کس طرح ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ آپ کی مادر گرامی کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور خنجر سے انھیں زیر شکم زخمی کرتے ہوئے بول رہا تھا کہ مردوں کی خاطر تو نے اسلام قبول کیا ہے اس کے بعد ابو جہل اور دیگر ظالموں نے دو اونٹوں کے درمیان جکڑ کر باندھ دیا اور آپ شہید ہو گئیں جناب شیخ عباس قمی سفینۃ البحار میں فرماتے ہیں: ھی اول شھیدۃ فی الاسلام جناب سمیہ بنت حباط، مادر عمار یاسر اسلام کی پہلی شہیدہ خاتون ہیں خاندان رسالت کے علاوہ اسلام کی پہلی مومنہ اور پہلی شہیدہ کا خطاب عمار یاسر کی مادر گرامی کے نام ہے۔

جناب عمار یاسر نے رسول خداؐ کے سامنے اپنی مادر گرامی کے اوپر پڑی مصیبتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے یارسول اللہ بلغ العذاب من امی کل مبلغ اے اللہ کے رسولؐ میری مادر گرامی پر عذاب و مصیبت کی انتہا ہو گئی تھی رسول خداؐ نے تسلی دیتے ہوئے زبردست پیشین گوئی فرمائی:

صبرا یا اباالیقظان اللھم لاتعذّب احداًمن آل عمّار بالنّار[2]: اے عمار! صبر کرو خدایا فرزندانِ یاسر میں سے کسی کو عذاب میں مبتلا نہ فرمانا، یہ عمار یاسر کے لئے پیشین گوئی ہے اور اس قدر ظلم و ستم اٹھانے والی خاتون کی نسل پر عذاب الٰہی نہ ہونے کی بشارت ہے یقیناً جناب سمیہ کو حق حاصل ہے کہ جس بے دردی سے انھیں شہید کیا گیا ہے وہ دنیا ہی میں واپس آکر اپنے ظالموں ابو جہل اور دیگر کفار و مشرکین سے اپنے ہاتھوں سے انتقام لیں اور حکومتِ عدل امام

(1) کتاب وقعۃ صفین، ص ۳۲۵۔

(2) اعیان الشیعۃ، ج ۸، ص ۳۷۲۔

https://downloadshiabooks.com/

زمانہ علیہ السلام کی نعمتوں سے سرفراز ہوں اور اس طرح وہ اپنے صبر و شکیبائی کا کچھ حصہ اجر اسی دنیا میں دیکھ لیں، جناب سمیہ ابو حذیفہ کی کنیز تھیں آپ زمانہ رجعت میں واپس تشریف لائیں گے۔

قنواء بنت رشید ہجریؓ

قنواء خاتون اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کے وقت کم سن تھیں اور اطراف کوفہ میں رہتی تھیں مدینہ سے فاصلہ کے باعث ہمیں ان سے امام حسن مجتبیٰؑ سے لیکر امام محمد باقر علیہ السلام تک کوئی روایت نہیں ملتی ہاں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کی روایات ملتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب قنواء خاتون عمر دراز عورت تھیں اور آپ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عہد امام صادق علیہ السلام میں آپ زندہ تھیں اور مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

امام مہدیؑ اور ابن سیرین

ابن سیرین ہمارے یہاں غیر معتبر اور غیر معتمد ہیں اس کے کرتوت ناقابل معافی ہیں یہ شخص سنیوں کے مشہور علماء میں سے تھا اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے مقابل اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ہوئے تھا اس کی بد بختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ حجاج بن یوسف ثقفی جیسے خونخوار جبار کی غیبت سے منع کرتا تھا ایک دفعہ ماہ رمضان میں کھانا کھا رہا تھا طریف بن تمام العطاردی اس کے گھر پہنچ گیا تو کھانا کھانے کے بعد بولا: **وجعت اصبعی هذه** میں نے روزہ اس لئے نہیں رکھا ہے کیونکہ یہ میری انگلی درد کر رہی تھی یہ شخص بازار کی دکانوں میں گھسنے کے لئے

https://downloadshiabooks.com/

تو اجازت تو طلب کرتا تھا لیکن دین و شریعت کے ایوانوں میں داخلے کے لئے صاحبان شریعت سے پوچھنا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

اس شخص سے بعض اچھی چیزیں بھی نقل ہوئی ہیں جیسے کی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے ہیں ابن سیرین سے مروی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نہ صرف شیخین سے افضل ہیں بلکہ (بل کان یفضل علیٰ بعض الانبیاء) انھیں بعض انبیاء کے اوپر برتری دی جاتی تھی ابن سیرین نے نہیں بتایا کہ وہ لوگ کون ہیں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بعض انبیاء پر برتری دیتے تھے بہر حال وہ صحابۂ رسول خداؐ یا صحابۂ امیر المومنین علیہ السلام تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل بیت علیہم السلام اور ان کے چاہنے والوں کے یہاں یہ بات مسلم ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین پر سوائے جناب رسولخداؐ کے افضیلت و برتری رکھتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام ہی نہیں بلکہ تمام ائمہ طاہرینؑ اور جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا تمام فرزندان آدم پر الیٰ یوم القیامہ افضل و برتر ہیں۔

ابن سیرین سے یہی مضمون دوسری روایت میں یوں نقل ہوا ہے اس کے سامنے فتنوں کا تذکرہ ہوا تو ابن سیرین نے کہا (اذا کان ذالك فاجلسوا فیه بیوتکم حتیٰ تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر) جب فتنے سر اُٹھائیں تو اپنے گھروں میں بیٹھو جب تک کہ تمہیں یہ سننے کو نہ ملے کہ کوئی ابو بکر و عمر سے بھی بہتر شخص حاکم بن گیا ہے کسی نے پوچھا اے ابو بکر (ابن سیرین کی کنیت) خیر من ابی بکر و عمر ؟ ابو بکر و عمر سے بہتر و برتر ؟ تو ابن سیرین نے کہا (قد کان یفضل علیٰ بعض الانبیاء علیهم السلام، مہدی کو تو بعض انبیاء علیہم السلام پر بھی برتری دی جاتی رہی ہے یہ سلسلہ پرانا ہے کہ وہ افضل ہیں۔

امام مہدیؑ اور ابرہیم نعمانیؒ

https://downloadshiabooks.com/

اپنی مشہور و معروف کتاب "الغیبۃ" کے عنوان سے علمی و حدیثی حلقوں میں معروف دانش مند جناب علامہ محمد بن ابراہیم نعمانی جو اپنی کنیت سے زیادہ معروف ہیں اور ابن ابی زینب ابراہیم نعمانی کہا جاتا ہے اس بزرگوار نے اپنی اسی کتاب میں حضرت امام مہدیؑ کے لشکر والوں اور سپاہیوں کے اوصاف پر ایک علیحدہ باب قرار دیا ہے جس میں امام زمان علیہ السلام کے صفات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں " انظروا الیٰ هذه المنزلة العظيمة و المرتبة الشريفة، التی خصه الله عز و جل بها مما لم يعطه احداً من الائمة عليهم السلام قبله " ذرا حضرت امام زمان علیہ السلام کی عظیم منزلت اور شریف مرتبہ کو ملاحظہ کریں کہ جس مرتبہ و منزلت سے اللہ عزوجل نے صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مخصوص کیا ہے اور یہ منزلت و شرف اللہ نے امام زمان علیہ السلام سے پہلے کسی امام کو بھی عطا نہیں فرمایا ہے۔

علامہ ابراہیم نعمانی رضوان اللہ علیہ اس کلی حکم کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے دین کو نزولاً تو کامل کر دیا ہے مگر تطبیقاً دین کا کمال باقی ہے اللہ نے قوانین و احکام کے اتقان و ہمہ گیری کے لحاظ سے اپنے دین کو کامل کر دیا ہے لیکن ان احکام کی تطبیق پورے طور سے کبھی نہیں کمال کو پہنچی ہے دین اسلام کہیں کہیں غالب رہا ہے مگر تمام ادیان پر غلبہ ابھی تک حاصل نہیں ہوا ہے اور اللہ نے اپنے نبی کو تمام ادیان پر غلبہ، مشرکین و کفار کی صفائی اور وعدہائے الٰہی کا ایفاء، حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں ہونا مقرر فرمایا ہے نہ تو ابھی ظلم و ستم کا خاتمہ ہوا ہے نہ عدل و انصاف کی بساط گسترده ہوئی ہے، یہ کام امام زمان علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا، وہ امام جو تمام جن و انس پر غلبہ حاصل کریں گے وہ امام تمام علوم و معارف کے حامل ہوں گے وہ امام تمام محکم و متشابہ آیات سے آگاہ ہوں گے وہ امام جو تمام اسرار اور تاویلات قرآن نیز قرآن کے غوامض و رموز کو بیان کریں گے وہ امام جو تمام معنی، خلیفۂ خدا ہوں گے وہ کوئی اور نہیں ہمارے زمانے کے امام حضرت امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

جندل بن جنادہ یہودی خیبر سے آیا تھا اس نے حضرت موسیٰؑ کو خواب میں دیکھا تھا کہ اس سے کہہ رہے تھے "یا جندل اسلم علی ید محمد واستمسك بالاوصیاء من بعدہ" اے جندل! حضرت رسول خداؐ کے ہاتھوں پر ایمان لے آاور ان کے اوصیاء سے متمسک ہو جا" پیغمبرؐ نے فرمایا میرے بعد میرے جانشین نقباء نبی اسرائیل کی تعداد پر ہوں گے جندل نے کہا! "یا رسول اللہ انہم کانوا اثنی عشر "اے اللہ کے رسول! وہ بارہ تھے! تو رسول خداؐ نے فرمایا کہ وہ سب ایک زمانے میں نہیں ہوں گے تم ان میں سے صرف تین کو درک کر سکو گے۔ وقت ولادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تم اس دنیا سے اٹھ جاؤ گے اور سنو "یکون آخر زادك من الدنیا شربة من لبن "اے جندل دنیاوی زندگی کی تمہاری آخری خوراک ایک گھونٹ دودھ ہوگا جسے تم پی سکو گے" ابن اسقع کا بیان ہے رسول خداؐ کی پیشین گوئی پوری ہوئی امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں جندل، طائف چلے گئے اور وہیں بیمار ہو گئے اور آخری وقت میں کچھ پینے کے لئے مانگا تو کسی نے دودھ دیا جندل نے کہا بس میں رخصت ہونے والا ہوں رسول خدا کی پیشین گوئی پوری ہوئی طائف میں مقام کوراء میں دفن ہوئے[1]۔

اللہ نے ابو بکر و عمر کے کرتوت سے ناراض ہو کر اپنے نبیؐ کو ہریسہ بھیجا ان دونوں نے جناب ام سلمہؓ سے پوچھا تھا کہ آپ پہلے کسی کی زوجیت میں رہ چکی ہیں اس میں اور نبی میں جنسی مسئلہ میں کیا فرق ہے ام سلمہؓ نے کہہ دیا کہ نبی تمام انسانوں کے مانند ہیں لیکن اپنی غلطی کا احساس کر کے رسول خداؐ سے ان دونوں کی بات کہہ دی پیغمبرؐ بہت خفا ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور بہت ڈانٹا جبرئیل جنت سے ایک غذا لیکر آئے اور فرمایا یہ غذاء جنتی ہے جسے حورالعین نے آپ اہل بیت علیہم السلام کے لئے بنایا ہے صرف آپ لوگ تناول فرمائیں اہل بیتؑ نے تناول فرمایا اور اللہ نے اپنے نبی کو اشخاص کی قوت جنسی عطا کر دی اس لئے کبھی کبھی رسول خداؐ ایک شب میں

(1) بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۳۰۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ساری ازواج کو مستفیض فرمادیتے تھے۔

اس روایت میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور سند میں کوئی ضعف نہیں ہے اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ام سلمہؓ کے بجائے کوئی اور خاتون رہی ہو کیوں کہ وہ ایسی بات سے پاک ہیں دیگر روایات میں ہے کہ خود مردود ثانی نے اپنی بیٹی سے یہ سوال کیا تھا اور دوسرے ہی دن شب زفاف کے بعد بیٹی کا حال پوچھنے پہنچ گیا تھا جس میں ایک بد تمیزی والا سوال یہی تھا اور اس ملعونہ نے یہ جملہ کہا تھا کہ ان میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اور پھر اس ملعونہ کو سبق سکھانے کے لئے جبرئیل جنتی غذا لائے تھے اور اگلے روز اس نے توبہ کرلی تھی۔

جناب زرارہ کے بھائی عبدالملک ظاہراً بڑے تھے اور بوڑھے ہو گئے تھے ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس سے اٹھ کر جانے والے تھے کہ اٹھتے وقت اپنے ہاتھ کو دیوار یا کمر پر ٹیک کر اٹھے اور پھر رونے لگے امام نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگے :''کنت ارجو ان ادرك هذا الامر وبی قوة''میں چاہتا تھا کہ آپ اماموں کی حکومت وسلطنت کو درک کروں اور میرے اندر طاقت باقی رہے شاید مقصد یہ تھا کہ آپ کے دشمنوں سے جہاد کر سکوں لیکن اب اس قدر بوڑھا ہو گیا ہوں کہ ہاتھ ٹیک کر اٹھ بیٹھ رہا ہوں اسی افسوس پر رونا آگیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:''اما ترضون ان عدو کم یقتل بعضهم بعضاً وانتم آمنون فی بیوتکم ''کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہارے دشمن (ظاہراً بنی عباس وبنی امیہ کی آپسی کشت وکشتار مراد ہے) ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں اور تم لوگ آسودہ اپنے گھروں میں سلامت ہو۔

پھر امام نے فرمایا:''انه لو کان ذالك ''جب وہ وقت آئے گا یعنی ہماری حکومت کے لئے اسباب مہیا ہوں گے اور طاقت وقدرت کے استعمال کا وقت آئے گا تو خداوند متعال تم سب کو

https://downloadshiabooks.com/

(یعنی بوڑھوں کو بھی جوان کردے گا)چالیس چالیس لوگوں کی قوت و طاقت دیدے گا اور تمہارے دلوں کو فولاد کے سخت ٹکڑوں کے مانند قوی کردے گا اور اس قدر تم لوگ قوی ہو جاؤ گے کہ اس قوت کے ہوتے اگر پہاڑوں کو اکھاڑ کر پھینکنا چاہو تو اکھاڑ کر پھینک سکو گے اور ان دنوں تم ہی لوگ زمین کا ستون اور اس کے خزانہ دار ہو گے [1]۔

استاد علامہ علی اکبر غفاری اس حدیث پر تعلیقہ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں "قوام الارض" سے مراد انھیں کے ہاتھوں میں خلائق کے امور کی باگ ڈور ہو گی اور "خزان" سے مراد امام زمانہ علیہ السلام انھیں کو اموال کے جمع وضبط کرنے کا حکم دیں گے۔

اگرچہ مجھے ابھی وہ روایت نہیں ملی ہے کہ جس میں امام علی علیہ السلام نے ایک شب میں چالیس مومنین کے گھر دعوت نوش کی ہے مگر اس میں کوئی قابل اعتراض بات بھی نہیں ہے معصومین علیہم السلام کو اللہ نے یہ قدرت عطا کی ہے کہ وہ اپنے جسم کو متعدد علاقوں میں بیک وقت پہونچا سکیں اور یہ صورت حال امام زمانہ علیہ السلام کے یہاں بھی ہو گی۔کامل الزیارات میں علامہ محدث ابن قولویۃ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ جس میں امام فرماتے ہیں کہ :"کانّی بالقائم علیٰ نجف الکوفۃ وقد لبس درع رسول اللہ ... لا یبقیٰ اھل بلد الا وھم یرون انہ معھم فی بلادھم "سارے مومنین اپنے اپنے شہر میں امام زمانہ علیہ السلام کو پائیں گے یعنی بیک وقت امام زمانہ علیہ السلام ہر شہر و قریہ میں موجود ہوں گے یعنی ایسا نہیں ہے کہ ایک جگہ ہوں گے اور بقیہ جگہ آپ کا عکس یا شبیہ نظر آئے گی نہیں بلکہ بنفس نفیس ہر جگہ امام موجود ہوں گے اور ہر علاقہ کے مومنین کو بیحد خوشی ہو گی یہاں تک کہ قبرستانوں میں مومنین ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے ایک دوسرے کی ملاقات کو

(1)الکافی، ج۸، ص۲۹۴۔

https://downloadshiabooks.com/

جائیں گے ظاہراً قبروں کے اندر سرنگ بن جائیں گی یا پھر قبروں سے باہر آکر ملاقات کریں گے لیکن حدیث کے فقرہ میں "یتزاورون فی قبورھم "ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زیارت قبروں کے اندر اندر ہوگی نہ کہ قبروں سے باہر[1]۔

لشکر نبی یا ولی؟

جناب حسن بن سلیمان حلی نے اپنی کتاب مختصر البصائر میں جناب رسول خداؐ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خداؐ کو قریش کے دو پیٹ (پیٹو) سے یہ خبر ملی کہ ان لوگوں نے یہ کہا ہے کہ "یری محمد ان لوقد قضی ،ان ھذاالامر یعود فی اھل بیتہ من بعدہ"[2] محمد سمجھتا ہے کہ جب وہ مر جائے گا تو یہ حکومت اس کے مرنے کے بعد اس کے اہلبیت علیہم السلام میں پلٹ جائے گی مطلب یہ ہے کہ ہم ایسا ہونے ہی نہیں دیں گے لہجہ بول رہا ہے کہ کون مردود اس کلام کا قائل ہے کیونکہ ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ دوسرا کتا، پیغمبر اسلامؐ کا سیدھے نام لیا کرتا تھا اور اسی کا پلان تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کی آنکھ بند ہونے کے بعد حکومت و سلطنت، اہلبیتؑ کے پاس نہیں جانے دیں گے اور چند لوگوں نے ملکر خفیہ میٹنگ کی تھی اور حلف اٹھایا تھا جس کا امین، ابو عبیدہ جراح کو بنایا تھا اسی لئے سنیوں کے یہاں مشہور ہے کہ "امین ھذہ الامۃ ابو عبیدہ جراح "شاید سنیوں کی نظر میں ابو عبیدہ کے علاوہ امت مسلمہ میں سب خائن ہیں کوئی امین نہیں ہے۔

بہر حال پیغمبرؐ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ نے اس گفتگو پر رد عمل ظاہر کیا اور وہ یہ کہ قریش کے ایک مجمع میں کھل کر اعلان کر دیا کہ اے قریشیوں تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تم

(1) کامل الزیارات، ص ۲۳۴۔

(2) منتخب البصائر، البحار، ج ۵۳، ص ۶۶۔

https://downloadshiabooks.com/

میرے بعد کافر ہو جاؤ گے: "ثم رأیتمونی فی کتیبة من اصحاب اضرب وجوھکم ورقابکم بالسیف" پھر میں تمہیں اس حال میں دکھائی پڑوں گا کہ میرے ساتھ میرے اصحاب خاص طور پر مشتمل ایک لشکر ہو گا اور میں تلوار سے تمہاری گردنوں کو کاٹوں گا۔

روایت کے یہاں تک کے فقرے سے واضح ہے کہ جناب رسول خداؐ رجعت فرمائیں گے اور تنہا نہیں اپنے اصحابِ خاص کی ایک جماعت کے ساتھ ظہور فرمائیں گے نیز رحمة للعالمین، بد زبانوں کے لئے نقمت و انتقام کا پیکر ہوں گے جبرئیل اسی وقت نازل ہوئے اور پیغمبر اسلامؐ کے کانوں میں کہا کہ آپ کہہ دیں: "ان شاء اللہ او یکون ذالك علی بن ابی طالب علیه السلام"[1] اگر اللہ نے چاہا یا پھر وہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔

۱۱: مختصر البصائر میں "السلم" نہیں "السلام" ہے یہ کہ رجوع و رجعت تو میں کروں گا اپنے اصحاب کے ساتھ لیکن تمہاری گردنوں کو میں نہیں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کاٹیں گے اس فقرے سے یہ بھی عیاں ہو گیا کہ امام علی علیہ السلام کی رجعت کئی بار ہے ایک رجعت حضرت رسول خدا کے ہمراہ بھی ہو گی اور آپ ذوالفقار لیکر آئیں گے اور غاصبان فدک کا کچومر بنادیں گے[2]۔

اسم ابیه اسم ابی

اس کلام میں "اسم ابی" جعلی ہے جس کو سمجھانے کے لئے ایک صحیح روایت ملاحظہ ہو یہ روایت صحیحہ عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی کے عنوان سے معروف ہے ہاشمی کا بیان ہے کہ معتزلیوں

(1) بحار الانوار، ج۵۳، ص۶۶۔

(2) مختصر البصائر: ص۲۰۔

https://downloadshiabooks.com/

کی ایک جماعت جس میں سر فہرست ''عمرو بن عبید'' اور واصل بن عطاء'' حفص بن سالم اور دیگر بڑے بڑے معتزلی تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم محمد بن عبداللہ محض کے ہاتھوں پر خلافت کے لئے بیعت کریں ہماری گذارش یہ ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ محمد بن عبداللہ محض کی بیعت کرلیں یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام حج کرنے کے لئے مکہ تشریف لے گئے تھے اور آپ کے پاس ہاشمی بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے امام کے پاس آکر بہت دیر تک بحث کی اور ہر ایک بول رہا تھا بالآخر امام نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک نمائندگی کرے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ ولید بن عبدالملک مروان مر گیا تھا اور شام میں تخت خلافت پر رسہ کشی چل رہی تھی در حقیقت ولید قتل کر دیا گیا تھا اور شدید اختلاف چل رہا تھا عمرو بن عبید نے طولانی گفتگو کے بعد کہا: ہم نے اپنے لوگوں میں ایک دیندار، خردمند، مردانگی و شہامت رکھنے والا جو خلافت کی لیاقت رکھتا ہے دیکھ لیا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ محض ہیں ہم ان کی بیعت کر کے ان کی پشت پناہی کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہوگا وہ ہم میں سے کہلائے گا اور ہم اس کے ہوں گے اور جو ہم سے علاحدہ ہو جائے گا ہم بھی اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے لیکن جو ہم سے ٹکرائے گا ہم اس سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ یا تو اس کو راہ راست پر لے آئیں گے یا پھر اس کا کام تمام کر دیں گے ہم نے پسند کیا کہ یہ رائے آپ کی خدمت میں بھی پیش کریں تاکہ آپ بھی ہمارے ساتھ ان کی بیعت میں شامل ہو جائیں اس لئے کہ آپ جیسے بزرگوار کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے وجہ یہ ہے کہ آپ خود بڑی عظمت والے ہیں دوسرے یہ کہ آپ کے چاہنے والے اور شیعہ بھی بہت ہیں۔

جب عمرو بن عبید بول کے چپ ہوا تو امام نے سارے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم سب کی یہی رائے ہے جو عمرو بن عبید نے بیان کی ہے؟ سب نے حامی بھری تو امام نے حمد و ثناء الٰہی اور نبی

https://downloadshiabooks.com/

کریم پر درود وسلام کے بعد فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے: "من ضرب الناس بسیفه و دعاهم الیٰ نفسه وفی المسلمین من هو اعلم منه فهو ضال متکلف "[1] جو لوگوں کو اپنی تلوار سے مارے اور انھیں اپنی طرف دعوت دے جبکہ مسلمانوں کے درمیان اس سے زیادہ علم و دانش والا شخص موجود ہو تو وہ داعی گمراہ اور زور وزبردستی کرنے والا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے پہلے عمرو بن عبید، واصل بن عطاء اور ان سب کو شورائے عمری و بیعت بکری سے محکوم کیا پھر فرمایا کہ اے عمرو خدا سے ڈرو اور تم سب بھی خدا سے ڈرو میرے بابا نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی ہے اور تم لوگ بھی جانتے ہو کہ ان سے بڑا ان کے زمانہ میں خدا کی کتاب وسنت رسول خداؐ کا جانکار کوئی نہیں تھا۔

آیۃ اللہ منتظری نے ولایت فقیہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت جعلی ہے یعنی محمد فرزند عبداللہ محض کی سرزنش کے لئے گھڑی گئی ہے اور گھڑنے والا کوئی، محمد بن عبداللہ محض کی پیروکار ہو سکتا ہے: "ولعل الخبر المروی عن النبی صلی اللہ علیه و آله ان المهدی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی، کان من مجعولات بعض اتباع محمد بن عبداللہ بن الحسن " پھر لکھتے ہیں کہ سید ابن طاؤوس نے کتاب اقبال میں محمد وابراہیم فرزندان عبداللہ محض کا دفاع کیا ہے[2]۔

غیر شیعہ، امت رسولؐ نہیں

لفظ امت اگرچہ قوم کے معنی میں ہے اور اس دنیا کے سارے انسان امت رسول خداؐ شمار ہوتے ہیں چاہے مسلمان ہوں یا نہ ہوں کیونکہ یہ رسول اسلامؐ کا زمانہ ہے اور ان کی کتاب

(1) الکافی: ج۵، ص۲۷۔

(2) دراسات فی ولایۃ الفقیہ: ج۱، ص۲۱۹۔

https://downloadshiabooks.com/

اور ان کے دین کا دور ہے لہٰذا سارے لوگ حتیٰ غیر مذہب ولا مذہب بھی ایک جہت سے امت رسول خداؐ ہیں تو پھر سنی ووہابی وغیرہ بھی امت رسول خداؐ ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن صحیح تعریف امت وہی ہے جو امام صادقؑ نے فرمائی ہے یعنی واقعی امت رسول خداؐ اعمال وعقائد کے اعتبار سے صرف شیعیان دوازدہ امامی ہیں اس کی دلیل خود حضرت امام جعفر صادقؑ کی حدیث ہے جناب ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ :''من آل محمدﷺ'' کہ رسول خداؐ کی آل کون کون لوگ ہیں؟ تو امام صادق نے فرمایا''ذریتہ'' آنحضرت کے ذریت آل محمد ہیں میں نے دوبارہ سوال کیا کہ اے مولا''من اھل بیتہ'' جناب رسول خداؐ کے اہل بیتؑ کون کون لوگ ہیں؟ تو امام صادق نے فرمایا''الائمۃ الاوصیاء'' صرف ائمہ معصومین علیہم السلام رسول خداؐ کے اہل بیتؑ ہیں میں نے عرض کیا مولا یہ بتلایئے کہ جناب رسول خداؐ کی عترت کون ہیں''من عترتہ؟'' تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا عترت سے مراد صرف کساء کے اندر جمع ہونے والے یعنی پنجتن پاک، عترت رسول خداؐ ہیں اس کے بعد جناب ابو بصیرؓ نے امام صادق سے بڑا اہم سوال کر لیا پوچھا مولا''من امتہ؟'' رسول خداؐ کی امت کون کون لوگ ہیں؟ تو امام صادقؑ نے فرمایا'' المومنون الذین صدّقوا بما جاء بہ من عند اللہ تعالیٰ، المتمسکون بالثقلین'' امت رسول خداؐ بس وہی مومنین ہیں جنھوں نے رسول خداؐ کی طرف سے لائی ہوئی ساری شریعت کی تصدیق کے ساتھ ساتھ قرآن وعترت رسول خداؐ کا دامن تھامے رکھا ہے وہ ثقلین کتاب خدا وعترت رسول خداؐ ہیں کہ جن سے ہر رجس کو خدا نے دور رکھا ہے اور انھیں ایسا پاک و پاکیزہ بنایا ہے جیسا پاک و پاکیزہ بنائے ہوئے رکھنے کا حق ہے اور انھیں کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور وہ ثقلین دونوں کے دونوں امت رسولؐ پر بعد رسولؐ خلیفہ ہیں[1]۔

امت رسول خداؐ صرف مومنین ہیں اور صرف مومنین ہی نہیں ان کے اندر دو اہم

(1) الامالی الصدوق: ص ۳۱۲، ۳۶۲/۱۰۔

https://downloadshiabooks.com/

خصوصیت بھی پائی جانی چاہیئے ایک تو یہ کہ رسول خداؐ کی لائی ہر چیز ہر دستور اور ہر حکم کی تصدیق کرنے والے اور تسلیم کرنے والے ہوں دوسرے یہ کہ ثقلین یعنی قرآن کے ساتھ دامن اہل بیت رسول خداؐ کو تھامے ہوئے ہوں مومنین کی قید سے ہر وہ مسلمان دائرہ امت سے خارج ہو گیا جو نفاق کا شکار ہے یا اس کے اندر ایمان کی کمزوری پائی جاتی ہے مثلاً اللہ کی وحدانیت میں مشکوک ہو یا رسول اللہؐ کی رسالت میں شک کرتا ہو یا ایسے امور میں شک کا شکار ہو جو اسے دائرۂ ایمان سے خارج کر دیتے ہوں مومنین کی پہلی صفت کی شرط سے وہ مومنین بھی دائرۂ امت سے نکل گئے جو رسول خدا کی لائی ہوئی شریعت کے بعض دساتیر کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے ہیں یا رسول خداؐ کے بعض فرمان کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض کو ٹھکرا دیتے ہیں اسی طرح مومنین کی دوسری شرط ثقلین سے تمسک کی قید سے اہل بیتؑ کو نہ ماننے والے سارے مسلمان دائرہ امت رسولؐ سے خارج ہو گئے اب وہ چاہے سربراہانِ مسلمین ہوں یا ٹھیکیداران مسلمین جو اہل بیتؑ کے دامن سے متمسک نہیں ہے وہ امت رسول خداؐ میں شامل نہیں ہے اسی طرح جو اہل بیتؑ سے تمسک کا دم بھرتا ہے اور قرآن سے بیگانہ ہے وہ بھی امت رسول خداؐ میں شامل نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

مؤلف کے دیگر آثار

۱	سفط المعرفۃ۳،۲،۱۔ عربی محاضرات۔ مطبوع	۲	خادم اہل بیت(ع)۔ فارسی تالیف۔ غیر مطبوع
۳	آخری امید جہان(ع)۔ ترجمہ۔ مطبوع	۴	فقہ العقیدۃ 1۔ عربی محاضرات۔ مطبوع
۵	خوشبوئے بلاغت(دفتراول)۔تالیف۔ مطبوع	۶	سربراہ خواتین(ص)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۷	مصلح اعظم(عج)۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۸	حج وعمرہ۔ ترجمہ۔ مطبوع
۹	علم وحکمت۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۰	حکمت جاودانی۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۱	سربراہ مسلمین(ع)(دفتراول)۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۲	سلطان العرب والعجم(ع)۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع
۱۳	ارمغان کشمیر ۱ ۔تالیف۔ مطبوع	۱۴	نصائح وتجارب۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۵	سنہرا خط۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۶	نہج الرشاد(توضیح المسائل)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۷	عقیدۂ موت کے تربیتی آثار۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۸	دنیاوآخرت۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۹	آفاق ولایت۔ ترجمہ۔ مطبوع	۲۰	خدا کا مہینہ۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۱	سربراہ انسانیت(ص) جلد اور۔ ترجمہ۔ مطبوع	۲۲	طرفداران معاویہ کو نصیحت۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۳	سفیر ولایت علی(ع)ا۔تالیف۔ مطبوع	۲۴	معارفِ آلِ عمران۔تالیف، غیر مطبوع
۲۵	دروس العقائد (اول ودوم)۔تالیف۔ مبطوع	۲۶	مروان درمیزانِ قرآن۔تالیف۔ غیر مطبوع
۲۷	شیعیان اور سرپھرے حکمران۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۲۸	خاک کربلا میں شفاء۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۹	زندگانی شہید جاوید حضرت مسلمؑ، ترجمہ، مطبوع	۳۰	شکستہ نگینوں کا دیدار۔تالیف۔ مطبوع
۳۱	مواعظ شافیہ، ترجمہ، غیر مطبوع	۳۲	احکام خاک شفاء۔تالیف۔ مطبوع
۳۳	مرثیہ امام حسینؑ، ترجمہ، مطبوع	۳۴	فقہ الزہراءؑ۔تالیف۔ غیر مطبوع
۳۵	مظلوم نامہ، تالیف، مطبوع	۳۶	سربراہ انسانیت/۲۔ ترجمہ غیر مطبوع
۳۷	سربراہ مسلمین/۲۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۳۸	دروس التبری۔تالیف۔ مطبوع
۳۹	صحیفۂ والدین۔تالیف۔ مطبوع	۴۰	دروس العقائد جلد۵،۴،۳۔تالیف۔ غیر مطبوع

https://downloadshiabooks.com/

الرقم ۳۱۷/۱۳۵۸
۱۸ ذی الحجۃ الحرام
سنۃ ۱۴۴۰ الھجریۃ

الحوزۃ العلمیۃ فی النجف الاشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تبارک وتعالی:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بأنوار معرفتہ وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وآلہ الطاہرین سیما خاتم الاوصیاء سیدنا ومولانا غوث الوری الامام المہدی المنتظر عجل اللہ تعالی فرجہ واللعن الدائم علی اعدائہم وغاصبی حقوقہم ومنکری فضائلہم من الآن الی قیام یوم الدین

أما بعد فإن أشرف ما يتحلى به الإنسان وأفضل الكمالات المعرفة بالله تعالى وأوليائه والعلم بأحكام الدين بالرجوع إلى كتاب الله وسنة رسوله وأوصيائه الأئمة عليهم الصلوة والسلام وإن ممن وفقه الله تعالى لتحصيل هذه الفضيلة العالم الفاضل مروج الشريعة الغراء خادم الحجة حجة الاسلام محمد نور الثنيان دام عزه فإنه مشحونة بالسعي والتفقه في علوم الدين وقد استجازنا فصلنا له تأسيا بالسلف الكرام برواية الأخبار عن النبي الأعظم صلى الله عليه وآله والأئمة المعصومين عليهم السلام وكذا الشهيدة المظلومة السيدة العظيمة فاطمة الزهراء روحي فداها فأجزته أن يروي عنا ما صح لنا روايته وجازت لنا إجازته من كتب الأخبار وصحف الأبرار كالكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار والوافي والوسائل والبحار عن جماعة من مشايخنا الأعلام وأوصيه بالتقوى والاحتياط في جميع أموره وأن لا ينساني من صالح الدعوات حيا وميتا كما لا أنساه إن شاء الله تعالى بجوار مولانا أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليهما صلوات الله والسلام عليه وعلى جميع إخواننا المؤمنين ورحمة الله وبركاته

الفقیر الاشرف
السید محمد بحر العلوم الطباطبائی

https://downloadshiabooks.com/